KitabPK.Com

KitabPK.Com

تعارف

داستان گوئی اور داستانیں سُننا ہر تہذیب کا خاصہ رہا ہے اور انہی داستانوں کے ذریعے سامعین نیم شعوری طور پر اپنی تاریخ کے اکابرین کے کارناموں سے متعارف ہو کر اپنی روایات پر فخر و انبساط کے جذبات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ اگر یہ داستانیں نہ ہوتیں تو قوموں میں اپنے جداگانہ تشخص کا احساس باقی نہ رہتا اور نہ ہی اُن میں دیگر اقوام سے مسابقت اور مقابلے کا رجحان پیدا ہوتا۔ جن قوموں نے اپنے تاریخی ورثہ کی حفاظت کی اور اپنے ادب میں اُسے اعلیٰ مقام دیا وہی کارزارِ حیات میں فتح مندی کے پھریرے بلند کرتی رہیں اور جنہوں نے اس طرف توجہ نہ دی وہ اپنے ماضی سے محروم ہو کر حال میں بھی پست و زبوں اور مستقبل سے مایوس رہیں۔

اگر ازمنۂ وسطیٰ میں داستانیں کسی قوم کے اجتماعی شعور کی پرورش و پرداخت کے لیے اہم تھیں تو دورِ حاضر میں ان کی جگہ ناول نے لے لی ہے۔ اب سامعین کی جگہ تعلیم یافتہ قارئین ہوتے ہیں جو اپنے فرصت کے لمحات میں کسی ناول کو اپنی تنہائی کا رفیق بنا کر عہدِ پارینہ میں اپنی عظمتوں کے نشانات پا کر مسرت و شادمانی محسوس کرتے ہیں۔ وہ تاریخی ناولوں کی ورق گردانی کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہیرو کے مقام پر پاتے ہیں اور رزمِ حق و باطل میں تمام معرکوں میں ہیرو کے شانہ بشانہ لڑتے ہیں۔ نصرت و فتح اُن کے قدم چومتی ہیں اور جب کبھی اُنہیں عارضی شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو وہ صبر و شکر سے اُسے بھی گوارا کرتے ہیں۔ کیونکہ نتیجہ ان کے اپنے ہاتھ میں نہیں بلکہ منشائے الٰہی پُراسرار طریقہ سے شکست و ریخت کے عمل کو بھی بالآخر تعمیر کی نہج پر لے آتی ہے۔ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ دُنیا کی اسٹیج پر اُنہوں نے اپنا

KitabPK.Com

مخصوص مثبت کردار سرانجام دینا ہے اور ان کی زندگی کی اصل کامیابی کا انحصار دراصل اس امر پر ہے کہ وہ کس حد تک حق کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔ ان کی نظر میں شہادت کسی عملِ خیر کے ختم ہونے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسا فعل ہے جس سے ابدی سچائی خون کی جلی تحریر سے اور واضح اور تابناک ہو کر آئندہ آنے والوں کے لیے مشعلِ راہ بن جاتی ہے۔ وہ اپنا تاریخی رول ادا کر کے رخصت تو ہو جاتے ہیں مگر اُن کے پیچھے اَن گنت کارواں اُنہی کے نقوشِ پا پر گامزن ہو کر اُسی منزلِ حق کی طرف رواں دواں بڑھتے چلے جاتے ہیں جس کی طلب میں انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہوتا ہے۔

اسلامی تاریخی ناولوں کے پیچھے بھی دراصل یہی ایک بنیادی فلسفہ کارفرما ہے کہ یہ نہ صرف مسلمانوں کو اپنے مشترکہ ملّی ورثہ سے روشناس کراتے ہیں بلکہ انہیں رزمِ حق و باطل میں ان کے اصل فریضے سے آگاہ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے حق کی آواز پر نتائج سے بے پرواہ ہو کر ہمیشہ لبیک کہنا ہے اور عملی طور پر اپنی بساط اور اہلیت کے مطابق اپنا کردار سرانجام دینا ہے۔ جب تمام قارئین نیم شعوری طور پر اس حقیقت کی آگاہی حاصل کرتے ہیں تو اپنی عملی زندگی میں شعوری سطح پر اُن مقاصد کے حصول کے لیے اپنے آپ کو وقف کر سکتے ہیں جو کسی قوم یا مِلّت کی حیات کیلئے اہم ہیں۔

اسلم راہی ایم اے صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے اپنے قلم کو اسلامی تاریخی ناول نگاری کے لیے وقف کر دیا ہے۔ یکے بعد دیگرے ان کے کئی ناول ادب کے شائقین سے دادِ تحسین وصول کر چکے ہیں لیکن زیرِ نظر ناول فنّی طور پر پچھلے ناولوں کی نسبت ایک جست آگے ہے۔ پلاٹ میں ایک بامعنی ربط ہے۔ حالانکہ اس میں بھی حُسن و عشق اور فرض اور ایمان کی پگڈنڈیاں متوازی چلتی ہیں لیکن کوئی واقعہ یا سانحہ فالتو یا اضافی محسوس نہیں ہوتا۔ ہر شے اپنے صحیح مقام پر ہے اور سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ ناول میں محض بیانیہ حصّے کم سے کم حد تک ہیں۔

اکثر ناول نگار تاریخی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے یا پس منظر کی تشریح کرتے

ہوئے یہ انداز اپنانے پر مجبور رہتے ہیں لیکن اسلم راہی صاحب نے اکثر اوقات ڈرامائی اندازِ تحریر اختیار کیا ہے جس سے تمام واقعات ایک منطقی تسلسل کی کڑیوں کی طرح ایک دوسرے سے پیوست نظر آتے ہیں۔

اس ناول میں انہوں نے تاریخ کے ایک گمشدہ باب پر تحقیق کی ہے۔ عام طور پر یہی تاثر دیا جاتا رہا ہے کہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کے زوال کی وجوہات ان کی اپنی ناعاقبت اندیشی، داخلی خلفشار، اغیار پر تکیہ و انحصار اور دینِ اسلام سے برگشتگی تھیں لیکن اسلم راہی صاحب نے اس تاریک اور المناک دَور میں بھی ان چند شمعوں کی نشاندہی کی ہے جنہوں نے بعد میں آنے والوں کے لیے روشن مثالیں چھوڑی ہیں۔ یہ وہ دَور تھا جب اسلامی سلطنت کی حدود سمٹ رہی تھیں۔ مسلمانوں کے ہاتھوں سے سسلی (صقلیہ) نکل چکا تھا۔ فلسطین میں یروشلم کا مقدس شہر عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ فرانس اور یورپ کی غیر اسلامی حکومتیں نورالدین زنگی سے برسرِ پیکار تھیں اور ہسپانیہ طوائف الملوکی کا شکار ہو چکا تھا۔ امّتِ مسلمہ نہ صرف اپنے مرکز سے کٹ چکی تھی بلکہ نسلی تعصبات کے عفریت کے چنگل میں پھنسی ہوئی تھی۔ عرب نسلی برتری کے جنون میں مبتلا تھے تو بربر قبائل اپنے زمینی تعلق کے زُعم میں عربوں کو غیر ملکی گردانتے ہوئے اُن سے عدمِ تعاون کی پالیسی اختیار کیے ہوئے تھے۔ ان حالات میں ایک نام نہاد بحری قزاق کو تاریخ کے دھارے نے ملکی سیاست کی سطح پر اُچھال کھڑا کیا اور اُس نے مِلّت کی شیرازہ بندی کا وہ کارنامہ سرانجام دیا جو عام حالات میں ہسپانیہ کی منقسم شدہ ریاستوں کے کسی اور عرب حکمران کے تصوّر سے بھی بعید تھا۔ اُس نے فردلندہ کے لشکر کو کھلے میدانوں اور تاریک رزم گاہوں میں پے بہ پے شکستیں دیں اور اُس کی حکمتِ عملی اور شجاعت سے متاثر ہو کر اشبیلیہ کے حکمران معتضد نے اُسی کی طرف نگاہِ اُمید ڈالی اور غرناطہ، قرطبہ اور مالقہ کی ریاستیں متحد ہو کر دشمن کی یلغار کو کافی دیر تک روکنے میں کامیاب رہیں۔

KitabPK.Com

شکست و ریخت کا جو عمل ہسپانیہ میں شروع ہو چکا تھا اُس کو روکنا غالباً کسی فردِ واحد کے بس کی بات نہ تھی اور اس ناول کا ہیرو ولید بھی اپنے اعلیٰ اور ارفع مقاصد کے حصول میں تاریخی طور پر بامُراد ثابت نہ ہُوا لیکن اُس نے عزم و شجاعت کی جو داستانیں وادیٔ ارغون میں رقم کیں وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ اسلم راہی صاحب نے تاریخ کے گمنام گوشوں سے انہیں کرید کر منظرِ عام پر لانے کی ایک باہمت کوشش کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ انتہائی مایوس کن حالات میں بھی ایک مردِ مومن اپنے فرائض کو کس طرح بجا لاتا ہے اور قدرت کس طرح اہلِ حق کی پُشت پناہی کرتی ہے۔ ان کے ناول کے مطالعہ سے جہاں ایک طرف قاری کے ادبی ذوق کی تسکین کا سامان ملتا ہے۔ وہیں ایک پائندہ و تابندہ تاریخی روایت کا ادراک بھی ہوتا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کسی دور میں بھی سرفروش مجاہدوں سے تہی نہیں رہی۔ یہ انہی مجاہدوں کے کارنامے ہیں کہ آج بھی اقوامِ عالم میں مسلمان اپنے تشخص کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے تاریخی حریفوں پر غلبہ حاصل کرتے رہیں گے۔

پروفیسر عبدالرؤف انجم
جامعۃ الملک عبدالعزیز
مدینہ منوّرہ

۱۲ راگست ۱۹۸۱ء

کائنات سنگین اور وحشت ناک رات کی کالی چادر میں لپٹ چکی تھی۔ درندوں کی طرح دھاڑتی تیز طوفانی ہواؤں نے بحیرہ روم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ سمندر کی سرپٹختی تند لہریں پہاڑوں کی طرح بلند ہوتی ہوئی بخت و اتفاقات کا کھیل کھیلنے لگی تھیں۔ طوفانی آندھی اور تیز بارش نے سمندر کی حالت ایسی کر دی تھی گویا ہزاروں جوالا مکھی کے دھانے پھٹ پڑے ہوں اور ڈھیروں لاوا اُگل پڑا ہو۔ موجوں کی زور دار گرج اور ہوا و بارش کی تیز مار میں ایک کشتی اور اس کے پیچھے دو بادبانی جہاز آندھی بارش اور سمندر سے برسرِ پیکار تھے۔ کشتی اور جہازوں کے بادبان تہہ کیے ہوئے تھے۔ اس کے باوجود تیز آندھی اور سمندری موجیں ان تینوں کو بڑی تیزی سے مغرب کی طرف اُڑائے لیے جا رہی تھیں۔ ان کا رُخ جزائر سارڈینیا اور کارسیکا سے اندلس کی طرف تھا۔

ہواؤں کی سنسناہٹ بڑھتی رہی۔ سمندر کا تلاطم تیز ہوتا رہا۔ سنگدل اور سیاہ رات میں اندھیرے کی بغل کے اندر قہر بھرے جھکڑ سمندر میں اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ بوڑھا بحیرہ روم بُری طرح کراہ اٹھا تھا۔ دونوں جہازوں میں مسلح جوان سوار تھے۔ وہ بحری قزاق عرب تھے اور کسی ناکام مہم سے لوٹ رہے تھے۔ ان سب کے بارش ہونے کے باوجود کپڑے خون آلود تھے۔ ان کے چہرے فق، بازو شل اور جسم بُری طرح زخمی تھے

KitabPK.Com

شاید انہوں نے اپنے کسی دشمن سے بُری طرح شکست اُٹھائی تھی۔ کسل اور ماندگی کے باوجود وہ از خود بڑی تیزی سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ کچھ جوان بڑی تندہی سے چپّو چلا کر جہازوں کا رُخ صحیح سمت رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور کچھ جہازوں کے اندر سے سمندری سرکش موجوں اور بارش کا پانی نکال رہے تھے۔ ہر جوان مصروف تھا جیسے زخمی ہونے کے باوجود انہوں نے بیکار نہ بیٹھنے کی قسم کھا لی ہو۔

دونوں بادبانی جہازوں سے آگے آگے جانے والی کشتی میں نو آدمی سوار تھے۔ چار چپّو چلا رہے تھے اور دو کشتی کے اندر جمع ہو جانے والا پانی نکال رہے تھے۔ یہ ان کے امیر کی کشتی تھی جو بُری طرح سے زخمی تھا اور کشتی کے درمیان لیٹا ہُوا مرگ و حیات کی کشمکش سے گزر رہا تھا۔ اس کے قریب ہی اس کا نو عمر بیٹا بیٹھا ہُوا تھا جس نے اپنے باپ کا سر اپنی گیلی گود میں لے رکھا تھا اور ان دونوں باپ بیٹے کے قریب ہی ایک بوڑھا ملّاح بیٹھا ہُوا تھا جو پریشانی کی حالت میں کبھی اپنے امیر اور کبھی اس کے بیٹے کو حیرت و استعجاب کی حالت میں دیکھنے لگتا تھا۔ امیر کا بیٹا کم عمر ہونے کے باوجود بلوط و چنار کی طرح دراز قد اور بھرے ہوئے جسم کا تھا۔ وہ چٹان کی طرح سخت جان اور اس کے جسمانی اعضاء فولاد کی طرح کڑے اور مضبوط تھے۔

امیر نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا۔ اے فرزند! میری اجل میرے سامنے کھڑی ہے۔ دیکھ میں تجھ سے جُدا ہو رہا ہوں لوگ ہمیں قزاق کہتے ہیں۔ لیکن میں اور میرے ساتھیوں نے زندگی بھر کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس سے میرے مذہب پر کوئی حرف آئے۔ میں ان عیسائی قزاقوں کا مقابلہ کرتا رہا جو سمندر میں مُسلمان جہازوں کو لُوٹتے تھے۔ سُن میرے فرزند! فرانس کی طرف سے اندھا دھند مسلح عیسائی اندلس کے شمالی حصّوں میں جمع ہو رہے ہیں، اس اُمید کے ساتھ کہ وہ اندلس کو مسلمانوں سے چھین لیں۔ اگر رب کبھی تمہیں قدرت دے تو ان مسلح دشمنوں کی راہ روک دینا کہ وہ میری قوم پر بوجھ نہ بنیں۔

سنو بیٹے! اس صدی کا بوجھ میرے کندھوں پر تھا آنے والی صدی کا بوجھ تیرے کندھوں پر ہوگا۔ اللہ کرے آنے والی یہ صدی تمہارے لیے ایک درخشاں صدی ہو۔ میری ملّت کی نشاۃ ثانیہ کی صدی ہو۔ آزادی، نجات اور محیر العقول معجزات کی صدی ہو۔ اے فرزند! اپنے دشمنوں کے سامنے آگ اور تلوار کا طوفان بن کر جم جانا۔ یہ تیری فضیلت کا باعث ہوگا۔ میرے ساتھی میرے بعد تجھے اپنا امیر بنا کر تیرا احترام کریں گے۔ سن میرے ساتھیوں کے ہونے والے امیر! ایک مجاہد اور جنگجو کی زندگی میں ایک آفت کے بعد دوسری آفت، ایک الم کے بعد دوسرا الم، ایک عذاب کے بعد دوسرا عذاب اور ایک سراب کے بعد دوسرا سراب آتا ہے۔ ان میں کامران اور فوز مند وہی ہوتا ہے جس کے ذہن کی فکر اور عمل کا آپس میں اتحاد و تعاون ہو۔ میرے بعد اس لنگڑے ملّاح کا اسی طرح خیال رکھنا جس طرح میں اس کا خیال رکھتا تھا۔ اس سے کبھی یہ مت پوچھنا کہ وہ کون ہے۔ تاوقتیکہ وہ خود اپنا آپ تم پر ظاہر نہ کر دے۔ جو کچھ وہ کہے گا سچ ہوگا۔ اس کا احترام اسی طرح کرنا جس طرح تم میرا احترام کرتے ہو۔ وہ ایک ایسے کام کے تعاقب میں ہے جس میں تیری ہی بہتری ہوگی۔

اس لنگڑے ملّاح سے بھی بڑھ کر اس بوڑھی عورت کی خدمت کرنا جو بر شلونہ شہر کے جنوب میں سمندر کے کنارے ایک جھونپڑی کے اندر رہتی ہے۔ ان دونوں کے اخراجات پورے کرنا۔ بوڑھے امیر نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے معمر ملّاح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ مسلم اس لنگڑے ملاح اور اس بوڑھی عورت کے راز سے واقف ہے یہ جانتا ہے کہ وہ کون ہیں اور ان سے ہمارا کیا رشتہ ہے۔ وقت آنے پر یہ خود بخود تمہیں بتا دے گا۔ میرے بعد مسلم کا احترام کرنا۔ اس کے مشوروں پر عمل کرنا اور اس کا کہا ماننا۔

سنو فرزند! میں ورثے میں تجھے تلوار کے سوا کچھ نہیں دے کر جا رہا اسے آزادی کی مشعل جان کر بلند رکھنا اور اپنے ساتھیوں کے اندر انصاف کا قاصد بن کر رہنا

بوڑھا امیر چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔ پردۂ تاریکی میں ملفوف ہواؤں کی سنسناہٹ میں سمندر کا تلاطم بڑھتا رہا۔ مہیب موجوں کی آتش مزاجی اور برہم ہونے لگی شور ابھرتا

KitabPK.Com

رہا، خوف پھیلتا رہا جیسے خالقِ خیر و نور اور فاعلِ شر و ظلمت کے خشمگیں عناصر بے کراں آرزو ول کے سرسام میں مبتلا ہو کر سمندر کے سینے پر موجزن لہروں میں ایک دوسرے سے برسرِپیکار ہو گئے ہوں ۔ بوڑھے امیر کی لرزتی آواز جہنم کی کثیف سانس جیسے طوفان میں پھر بلند ہوئی ۔

میرے فرزند ! تو ایک بہادر عرب کا اعلیٰ ترین معیار ہے۔ ہماری اس شکست میں ہمارے اَن گنت ساتھی کام آچکے ہیں ۔ اپنے مقصد میں آگے بڑھنے کے لیے تمہیں اور جنگجو ساتھیوں کی ضرورت ہوگی ۔ سنو ! ہمارے ٹھکانے سے پانچ میل نیچے حبشی ماہی گیروں کی بستیاں ہیں ۔ ان کے پاس جانا وہ تیری مدد کریں گے ۔ جبل طلیطلہ اور شہر طرطوشہ کے درمیان مرابطین[1] آباد ہیں ۔ ان کے پاس جانا وہ تیری مدد کریں گے ۔ ان سے آگے سمندر کے کنارے عرب کے کئی قبائل آباد ہیں ۔ وہ سب تیری حمایت پر کمربستہ ہو جائیں گے ۔ اس لیے کہ مَیں ان سب کی مالی امداد کرتا رہا ہوں ۔ میرے نام کے تعلق سے وہ تیری عزت کریں گے ۔ آہ فرزند ! میرے بعد کون تجھ سے ہمدردی کرے گا ۔ کون تیری بھوک پر فکرمند ہوگا ——— بوڑھا امیر ایک دم ہچکی لے کر خاموش ہو گیا ۔

قریب بیٹھے ہوئے معمر اور سخت چہرے والے ملّاح نے گھبرا کر امیر کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا ۔ پھر اس کے بیٹے کی طرف دیکھتے ہی اس نے کھوئے ہوئے لہجے اور کانپتی آواز میں کہا ۔ یا ابن اخی (اے ہمارے بھائی کے بیٹے) ! امیر دم توڑ چکے ہیں ۔ چٹانوں کی طرح سخت اور مضبوط وہ نوجوان قفس کی ویرانی کی طرح اداس اور زندان کی تاریکی کی طرح افسردہ ہو گیا

---

[1] یہ افریقہ کے صحرائے اعظم کے رہنے والے بربر تھے ۔ ان کا علاقہ دریائے سنیگال سے شروع ہو کر الجزائر تک پھیلا ہوا تھا اور ان کے کچھ گروہ افریقہ سے اٹھ کر اندلس میں آباد ہونا شروع ہو گئے تھے ۔ صحرا کے یہ بدو سخت جفاکش ، بہادر ، راست گو اور مذہب پسند تھے ۔ ان کے لڑنے کا انداز عرب صحرائیوں جیسا تھا ۔ بعد کے دور میں انہی مرابطین میں اسلام کا بطلِ عظیم اور رجلِ جلیل یوسف بن تاشقین طوفان کی مانند اسلام کے دشمنوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔

تھا ۔ وہ کور چشم گورکن کی سی بے بسی کے عالم میں اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا تھا جو مر چکا تھا ۔ ان کے پیچھے آنے والے دونوں جہازوں کے سالار چلّا چلّا کر پوچھ رہے تھے ۔ یا امیر ! یا امیر ! کیا ہم صحیح سمت جا رہے ہیں ۔ کہیں ہم بھٹک تو نہیں چکے ۔ یا امیر ! آپ کیسے ہیں ۔ آپ بولیے ، ہم آپ کی آواز سننا چاہتے ہیں ۔ سرما کی سنسناتی یخ بستہ ہواؤں کا شور بڑھ گیا تھا ۔ سمندر اور زور سے کراہنے لگا تھا ۔ موت لہو کے آنچل میں چہرہ چھپائے بھٹکتی پھرتی تھی ۔ آسمان دور کھڑا دیکھتا رہا اور خبیث عناصر سے برسرِپیکار زمین لہو روتی رہی ۔ سمندر یوں متعصب اور جنونی ہو گیا ۔ گویا اس پر کسی آسیب نے شبخون مار دیا ہو ۔ پناہ کی خاطر لپٹے بادبانوں سے چمٹی ابابیلیں اور زیادہ پریشان ہو گئی ہیں ۔

امیر کی لاش کے قریب بیٹھا ہوا وہ معمر ملاح کچھ سوچ کر اٹھا ناشر الصوت منہ سے لگایا اور اپنا رُخ دونوں جہازوں کی طرف کر کے اس نے اپنی پوری قوت سے چلاتے ہوئے کہا ۔ ساتھیو ! مَیں مُسلم بن تمام بول رہا ہوں ۔ امیر ہشام دم توڑ چکے ہیں ۔ سنو ! اب ان کے بیٹے ولید بن ہشام ہمارے امیر ہیں ۔ پھر مُسلم بن تمام نے ناشر الصوت اپنے باپ کی لاش کے پاس بیٹھے ہوئے اس فولادی صفت جوان کو دیتے ہوئے کہا ۔ ولید ! ولید ! اپنے ساتھیوں سے کچھ کہو ——— گو اس کی رُوح شکستہ تھی پھر بھی وہ ایسے انداز میں اٹھا گویا اپنے دامن میں قیامت لیے ہوئے ہو ۔ اس نے ناشر الصوت لے کر مُنہ سے لگایا اور پوری فضا پر محیط ہو جانے والی اپنی کڑکتی اور سمندر کی طرح چنگھاڑتی آواز میں کہا ۔

میرے باجبروت بھائیو ! مَیں تمہارا امیر نہیں صلاح کار ہوں ۔ اگر مَیں نیک کام کروں تو میری پیروی کرنا اور اگر مَیں بدی کا مرتکب ہوں تم تمہیں اختیار ہوگا ۔ میرا گریبان پکڑ کر تم میرا مواخذہ و احتساب کرو ۔ اگر تم مجھے اپنا امیر تسلیم کرو تو میرے لیے سعادت ہوگی ۔ ورنہ تمہیں اجازت ہے کہ مجھ سے بہتر کسی اور کا انتخاب کر لو ۔ خدا کی قسم ! مَیں تم میں سے ہر ایک کے ماتحت ایک گمنام سپاہی کی حیثیت سے اپنی ملت کی خاطر جنگ کرنے کو تیار ہوں ۔ دونوں جہازوں کے لشکریوں نے بیک زبان چلّا کر کہا ۔ آپ ہمارے امیر ہیں آپ کی راہنمائی میں ہم کفر کے خلاف اور تیزی اور جاں نثاری سے جنگ کریں گے ۔

KitabPK.Com

فضاؤں میں خاموشی چھا گئی۔ مسلم اور ولید دوبارہ کشتی کے اندر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد سمندری لہروں کے دوش پہ ایک مسحور کن آواز سنائی دی۔ وہ لشکر کے قاری کی آواز تھی۔ اعوذ و بسم اللہ کے بعد اس نے تلاوت شروع کی تھی۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝۳
قسم ہے اُن فرشتوں کی جو کافروں کی جان سختی سے نکالتے ہیں اور مسلمانوں کی آسانی سے نکالتے ہیں
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝۴ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵
گویا اِن کا بند کھول دیتے ہیں اور جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں پھر تیزی کیساتھ دوڑتے ہیں پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔

یہاں تک قاری نے آہستہ آہستہ دھیمی آواز میں پڑھا۔ اس کے بعد اس کی سحر خیز آواز بلند ہوئی اور شکستہ رُوحوں کو جوڑ دینے والی اس کی آواز نے سمندر میں انقلاب برپا کر دیا تھا۔ لگتا تھا اس کی ادائیگی میں موتیوں کی طرح فضا میں بکھرتے الفاظ ظلمت و شر کے عناصر کی قنوطیت و منکریّت کو توڑ کر رکھ دیں گے۔

یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ قُلُوْبٌ
ان سب کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں کہ قیامت ضرور آئیگی جس روز ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی جس کے ایک پیچھے
يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا
آنے والی چیز آئے گی۔ بہت سے دل اس روز دھڑک رہے ہونگے ان کی آنکھیں مارِ ندامت کے جھک رہی ہونگی
لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝۱۰ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱
کہتے ہیں کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہونگے کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے۔ پھر واپس ہونگے۔
قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳
ایسی صورت میں یہ واپسی ہمارے لیے بڑے خسارے کی ہو گی۔ پس وہ ایک سخت آواز ہو گی جس سے سب
فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴
لوگ فوراً میدان میں آ جمع ہوں گے

یہاں قاری سانس لینے کو رُکا۔ اس کی آواز ایک فسوں ساز بازگشت کے ساتھ ابھی تک فضا میں گونج رہی تھی۔ ولید بن ہشام اور مسلم بن تمام کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں اور

رِقّت میں ان کی آنکھیں نمناک ہو چکی تھیں۔ قاری کی سحر ساز آواز اس بار خوب بلند ہو کر سنائی دی اور کسی کوہی ندی کی روانی کے ساتھ سمندری موجوں، طوفانی جھکڑوں اور وحشت انگیز آوازوں کا سینہ چیرتی چلی گئی تھی۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۱۵ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ
کیا آپ کو موسیٰ علیہ السّلام کا قصّہ پہنچا ہے۔ جب انہیں ان کے رب نے میدان طویٰ سے
الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۶ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۱۷
پکارا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ۔ اس نے بڑی شرارت اختیار کی ہے۔
فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝۱۸ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى
سو اس سے کہو کہ کیا تیری خواہش ہے کہ تو درست ہو جائے اور میں تیرے رب کی طرف تیری
۝۱۹ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝۲۰ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝۲۱ ثُمَّ
راہنمائی کروں تو تو ڈرنے لگے۔ تو اس کو بڑی نشانی نبوت کی دکھائی گئی تو اس نے جھٹلایا اور کہا نہ مانا پھر
اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝۲۲ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝۲۳ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝۲۴
موسیٰ علیہ السلام سے جُدا ہو کر لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں تمہارا ربّ اعلیٰ ہوں۔ سو اس کو اللہ تعالےٰ نے
فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝۲۵ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ
آخرت کے اور دُنیا کے عذاب میں پکڑا۔ بے شک اس میں ایسے لوگوں کے لیے عبرت ہے جو
يَّخْشٰى ۝۲۶
اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

قاری خاموش ہو گیا۔ ہر ایک پہ سکوت طاری تھا۔ ہر چیز چُپ تھی گویا اپنے رب کے پیغام کی گہرائیوں میں ڈوب گئی ہو۔ کائنات کی ہر چیز پہ ایک نشہ سا طاری ہو گیا تھا۔ دونوں بادبانی جہاز اپنے امیر کی راہنمائی میں آگے بڑھتے رہے اور رات آہستہ آہستہ لحد میں اُترتی کسی عفریت کی طرح اپنا آپ سمیٹنے لگی تھی۔ یہاں تک کہ وہ شمالی اندلس کے کوہستانی سلسلے جبل البرانس[1] کے قریب جا پہنچے۔ ولید اپنی کشتی میں ایک بار پھر کھڑا ہوا اور دونوں

---

[1] جبل البرانس شرقاً غرباً پھیلا ہوا ایک طویل سلسلے کا پہاڑ ہے جو فرانس اور اندلس کی سرحد پر۔

جہازوں کی طرف منہ کر کے اس نے اپنی توانا آواز میں چلا کر کہا۔ حواریو! غم نہ کھاؤ۔ اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ ہمارا مستقر آ گیا ہے۔ جہازوں کو ساحل کی ریت پر چڑھ جانے دو انہیں سمندر میں کھڑا مت کرنا کہ طوفانی موجیں انہیں بہا کر لے جائیں گی۔ تھوڑی دیر بعد کشتی اور دونوں جہاز ساحل کی ریت پر چڑھ گئے تھے اور لشکر اپنے امیر کی راہنمائی میں جہازوں سے اتر کر جبل البرانس کی ان غاروں میں داخل ہونے لگا تھا جو ان کا ٹھکانہ تھیں۔

○

یہ بحری قزاق اصل میں اندلس کے شمال مشرقی حصے وادیٔ ارغون کے رہنے والے عرب تھے۔ یہاں تک کہ اندلس کی شمال مشرقی ریاستوں قشتالیہ اور لیون کے عیسائی حکمران نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے اکثر کو تباہ و برباد کر دیا۔ کچھ جوان اپنی عورتوں اور چھوٹی بچیوں کو لے کر بحری جہازوں کے ذریعے جان بچا کر شمال کے کوہستانی سلسلے برانس کی طرف بھاگ گئے لیکن ان کی بدقسمتی کہ ابھی وہ سمندر کے اندر سفر کر رہے تھے کہ عیسائی بحری قزاقوں نے ان پر حملہ کر کے ان کا مزید قتلِ عام کیا اور ان سے ان کی عورتیں، بچیاں اور ان کا مال و اسباب چھین کر لے گئے۔ ان عربوں نے سمندر کے اندر کشتی میں مرنے والے عرب ہشام کو اپنا امیر بنا کر جبل البرانس کی غاروں کو اپنا مسکن بنایا اور قزاقی کا پیشہ اختیار کر لیا۔ اب وہ مصر و افریقہ اور اندلس و صقلیہ کے درمیان چلنے والے مسلمانوں کے تجارتی جہازوں کی حفاظت کے علاوہ عیسائی قزاقوں کے خلاف انتقامی کارروائی بھی کرنے لگے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۵) واقع ہے۔ اس طویل سلسلے کو چار بڑے پہاڑوں کا نام دیا گیا ہے۔ جبل برکات، جبل ابواب، جبل فاصل اور جبل الحاجز۔ جبل البرانس میں چار ہی درّے ہیں جن کے نام برت الشمرہ، برت حافہ، برتِ شاذر اور برتِ بیونہ ہیں۔ انہی چاروں دروں کے ذریعے فرانس اور اندلس کے درمیان آمد و رفت ہوتی ہے۔

اندلس میں ان دنوں مسلمانوں کی کوئی مضبوط حکومت نہ تھی جو ان عربوں کی مدد کرتی اور قشتالیہ اور لیون کی ریاستوں کے حکمران نے عربوں کی وادی ارغون پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ اندلس میں ان دنوں مسلمان اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہے تھے۔ ملک کا بٹوارہ ہو چکا تھا اور اس پر کئی چھوٹے چھوٹے حکمران قابض ہو چکے تھے جو شرابی اور نااہل تھے۔ اشبیلیہ پر ایک عرب معتضد[۱] حکمران تھا۔ قرطبہ پر ابن جہور کی حکومت تھی غرناطہ پر ایک بربر ابن بادیس اور مالقہ پر بھی ادریس نام کے بربر کی حکومت تھی۔ ان دونوں کا تعلق بربر کے بنی حمود سے تھا۔ بطیوس پر ابن افطش، المریہ پر زہیر، طلیطلہ پر ابوالحسن یحییٰ المامون اور سرقسطہ پر ایک اور مسلمان کی حکومت تھی۔ یہ سب حکمران کمزور اور نااہل تھے اور مرکزی قوت کی افادیت سے قطعاً بے خبر تھے۔

شمال مشرق کی ریاستوں قشتالیہ اور لیون پر ایک عیسائی فرولندہ حکومت کرتا تھا۔ یہ ایک آتش مزاج اور جری حکمران تھا۔ فرانس سے بڑی تیزی کے ساتھ جنگجو اور لڑاکا جوان اپنے پاس جمع کر کے اپنی قوت مضبوط کر رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنی قوت ناقابل تسخیر کر کے مسلمانوں کو اندلس سے نکل جانے پر مجبور کر دے۔ دوسری طرف سب چھوٹے چھوٹے مسلمان حکمران فرولندہ کی اس کارروائی سے بے خبر اور غافل تھے اور فرولندہ اندر ہی اندر ان کے لیے موت اور تباہی کا جال بنتا جا رہا تھا۔

○

---

[۱] یہ بنو عباد سے تھا اور اس کے آبا و اجداد صوبہ حمص کے شہر عریش سے ہجرت کر کے اندلس میں داخل ہوئے تھے۔ یہ اشبیلیہ کے سابق حکمران قاضی ابوالقاسم کا بیٹا تھا۔ قاضی ابوالقاسم جس قدر نیک و زاہد اور عقل و ذہانت میں یکتا تھے یہ اسی قدر بدکردار، شرابی اور غیر پسندیدہ اخلاق کا مالک تھا۔ عیش و عشرت پسند اور شراب کا رسیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس بدبخت و بدنصیب حکمران نے اپنے حرم میں آٹھ سو کنواری لڑکیوں کو جمع کر رکھا تھا۔ قرطبہ کا حکمران بادیس بھی اخلاق و کردار میں اسی جیسا عیاش اور فسق و فجور سے بھرپور تھا۔

سمندر اسی طرح کراہ رہا تھا۔ تیز ہوائیں برف سے لدے کوہستان البرانس سے ٹکرا کر سسک رہی تھیں۔ بحری قزاقوں نے اپنے امیر کو سمندر کے کنارے ایک پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دیا تھا اور اب وہ سردی اور تیز بارش سے بچنے کے لیے اپنی غاروں میں گھس گئے تھے۔ غاروں کے اندر پہلے سے موجود ان کے ساتھیوں نے زخمیوں کی مرہم پٹی کر کے ان کے لباس تبدیل کرنے کے بعد انہیں کھانا کھلا دیا تھا۔

نیا امیر ولید بن ہشام ایک غار کے اندر ایک اونچے پتھر پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے آگ کا ایک بہت بڑا آلاؤ روشن تھا جس کے گرد ان گنت اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ معمر ملاح مسلم بن تمام بھی ولید کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہر کوئی خاموش تھا جیسے اپنی شکست پر شرمندہ اور غمگین ہو۔ ولید کی گردن جھکی ہوئی تھی اور آگ کے سامنے وہ اس حالت میں بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ پرانی یادوں کے بھنور میں کھو چکا ہو۔ اس کی گردن اور شانے زخمی تھے۔ آگ کے گرد بیٹھے ہوئے سب جوان بڑی گہری نگاہوں سے اپنے نئے امیر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ہر ایک کی نگاہ میں ایک سوال اور ایک تجسس تھا۔ مسلم بن تمام بھی پریشانی کی حالت میں ولید کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ سب اپنے امیر کے منہ سے کچھ سننے کے منتظر تھے۔ شاید وہ اس انتظار میں تھے کہ ان کا امیر ان سے مخاطب ہو کر کچھ کہے۔

اچانک الاؤ کے پاس بیٹھا ہوا لشکر کا مغنی و قاری ابو زید اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ غار کے دائیں طرف بڑھا اور ایک کونے سے بربط اٹھا لایا۔ دوبارہ وہ آگ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں تک اس نے بڑے غور سے ولید کی طرف دیکھا۔ پھر اس کی انگلیاں بربط کے تاروں پر حرکت کرنے لگی تھیں۔ کچھ دیر تک وہ ایک مسحور کن دھن بجاتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹوں نے حرکت کی اور وہ عربی میں ایک پرسوز گیت گانے لگا۔ جس کا مفہوم کچھ یوں بنتا تھا۔

ہم سے ہماری زمین چھیننے والو! ہمارے منہ سے ہمارا نوالہ اچکنے والو! تم نے ہمیں ہماری سرزمین وادی ارغون سے محروم کیا ہے۔ تم نے میری قوم کی تاریخ کو زنجیر پہنائی ہے اور ہمارے گھروں کے سامنے دیواریں کھینچ

دی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں ہمارا کوئی نام نہیں۔ ہمارا کوئی وطن اور ہماری کوئی قوم نہیں۔

سنو اور لکھو! ہاں اپنی تقدیر کے قرطاس پر سب سے اوپر لکھو کہ عنقریب ہم تاریخ کا قرض چکا دیں گے۔ عنقریب ہم دہر کی تقدیر کے مالک ہوں گے۔ کائنات کی اقلیدس ہمارے ایک ہاتھ میں اور ہمارا دوسرا ہاتھ اس انام کی نبض پر ہو گا۔ پھر ——— پھر ظلم کی رات کٹ جائے گی۔ جلد سحر ہو جائے گی اور ہم اندھیروں کے جگر چیر کر وادی ارغون سے صلیب کی پھیلی بانہوں کا لہو پونچھ دیں گے۔ پھر ہم اپنے دشمن کی آنکھوں کے سامنے وادی ارغون کے دروازوں پر اور اس کے مکانوں کی دہلیزوں پر امن، خوشحالی اور آزادی کا گیت لکھیں گے۔

مغنی نے دم لیا پھر وہ اپنی سحر آشنا آواز میں بربط بجاتا اور گاتا چلا گیا۔

"ساتھیو! آؤ، آؤ اس سحر نا آشنا رات اپنی منزل کا آخری نوحہ گائیں اور اندھیروں کا شور کم کر دیں ——— آؤ مل کر تکبیر بلند کریں اور اپنے عدو کو بتائیں کہ ہماری نسل نو طوفانوں میں پل کر جوان ہو گی۔ میری قوم کے مجاہدو! آؤ، شانے سے شانہ ملا کر آگے بڑھیں اور ایک نئے انقلاب کی طرف، ایک نئی روشنی کی طرف اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا دیں۔

باہر اسی طرح طوفان اور جھکڑ چل رہے تھے اور غار کے اندر مغنی کی آواز اور اس کے گانے کے بول اور بربط کی تاروں کا سوز قزاقوں کے دل میں ایک انقلاب برپا کر رہا تھا۔ اپنے ساتھیوں کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے مغنی نے پھر گانا شروع کیا۔

اے وادی ارغون! تو ہمیں احسان فراموش نہ جان، نہ بھول کہ ہم تیرے آسمان کے ستارے ہیں اور ایک روز پھر تجھ پر چمکیں گے۔ صدیوں کا سفر مختصر ہو گا اور ——— اور ہم تجھ پر جان دینے اور قربان ہونے کو

تمہاری طرف بڑھیں گے۔ اپنے مر جانے والے ساتھیوں کی شرافت کی قسم!
ہم اپنا حق لے کر رہیں گے۔ اگر ہمیں ارغون کے بدلے ساری دنیا کے ملک دے دیئے جائیں تو بھی ہم قبول نہ کریں۔

عزت کی موت ہمارے ضمیر کو تسکین دیتی ہے۔ طبل ہمیں مسرت کی نوید دیتے ہیں اور جنگی دف کی ہنگامہ خیز آوازیں ہماری روح کی غذا اور ہمارے ضمیر کی خورش ہیں۔ اے ہمارے امیر! ہم جانتے ہیں، رنج و سفر نے تجھے ہلکان کر رکھا ہے۔ الم و غم نے تیرے اندر گھر کر لیا ہے، سو تو اٹھ اور گھڑی بھر کو دم لے۔ میں جانتا ہوں کہ تیرا خون گرم اور جوان ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ تو اوقیانوس اور روم کی لہروں کے ساتھ مل کر دھاڑے گا اور اس روز ہم تیرے ماتحت پہاڑوں جیسا عظیم انتقام بن کر ایک بار پھر وادی ارغون سے گزریں گے۔ فتح مندی کی شان کے ساتھ چلیں گے۔ ہمارے کندھوں پر کمانیں لٹک رہی ہوں گی۔ پھر ہم وہاں سے کبھی نہ لوٹیں گے اور وہیں انسانی عظمت کے گیت گائیں گے۔

آہ! اپنے آباء کی قبروں اور اپنے اجڑے ہوئے باغوں اور خاک بسر تاکستانوں کے نقوش ابھی تک ہمارے سینوں میں تازہ ہیں۔ نعرہ مارو دوستو! کہ ہمیں اپنے دشمنوں سے نفرت ہے۔ وادی ارغون کا دل دکھی ہے۔ ہمارے عمل کا امتحان قریب ہے کہ ہم اپنی سرزمین سے منحوس سایوں کی غلاظت اور کیچڑ دھو دیں گے۔ ایک روز اندلس متحد ہو گا اور خون خون سے ملے گا۔ اس روز ہم اپنی دلدلوں اور اپنے تالابوں کو اللہ اکبر کی صداؤں سے معطر کر دیں گے۔

نہ جانے کب تک مغنی گاتا رہتا اور بربط کے ساز نوحہ کرتے رہتے کہ ولید بڑی خونخوار حالت میں یوں اٹھ کھڑا ہوا جیسے اس نے کوئی بھیانک خواب دیکھا ہو اور وہ اس کی تعبیر جاننے کو اٹھا ہو۔ ایک گہری نگاہ اس نے مغنی پر ڈالی اور بڑی ممنونیت سے کہا۔

"ابوزید! تمہارے الفاظ نے میرے فکر کو ایک نئی جلا بخشی ہے۔ تم دیکھو گے عنقریب میں بحری قزاقی چھوڑ کر اپنے اصل دشمنوں کی درندگی کے خلاف سینہ سپر ہو جاؤں گا اور ایک روز ضرور آئے گا کہ میں اپنے دشمن فرڈیننڈ کے قوائے سلطنت میں ناقابلِ علاج امراض پیدا کر دوں گا۔"

ولید رکا، پھر آگ کے گرد بیٹھے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "تم سب آرام کرو۔ اب میرے جاگنے کا وقت آ گیا ہے۔ پہلے ہم سوتے تھے اور میرا باپ جاگ کر ہماری حفاظت کرتا تھا۔ اب میں تمہاری خاطر جاگ کر تمہاری حفاظت اور قوت کا سامان فراہم کروں گا۔ دیکھو میں یہاں سے پانچ میل نیچے جنوب کی طرف حبشی ماہی گیروں کی طرف جاتا ہوں اور ان سے مدد کی درخواست کرتا ہوں۔ وہ میرے باپ کے جاننے والے ہیں۔ میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہت جلد میں اپنی جماعت کو ایک نئی شکل دینا چاہتا ہوں۔ صرف مسلم بن تمام میرے ساتھ جائے گا۔"

سب جوان الاؤ کی آگ کے ارد گرد پتھریلی زمین پر لیٹ کر آرام کرنے لگے تھے ولید اور مسلم غار سے باہر نکلے، بارش اب تھم چکی تھی۔ طوفان کا زور ماند پڑ چکا تھا۔ ولید اور مسلم ایک دوسری غار میں داخل ہوئے جو بہت بڑی تھی اور جس کے اندر دور دور تک عربی نسل کے توانا اور جوان گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ غار کے چاروں کونوں میں ایک ایک مشعل روشن تھی۔ جن کے دم سے غار کی ہر چیز صاف دکھائی دے رہی تھی۔ ولید جب غار میں داخل ہوا تو سفید رنگ کا ایک عمدہ، خوب لمبا اور بلند قامت گھوڑا اسے دیکھتے ہی آہستہ آہستہ ہنہنانے لگا تھا۔ یہ ولید کا اپنا گھوڑا تھا۔

ولید آگے بڑھا پہلے گھوڑے کے سر اور پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔ پھر وہ اس پر زین کسنے لگا تھا۔ دوسری طرف مسلم بھی اپنے گھوڑے پر زین ڈال رہا تھا۔ غار سے باہر نکل کر دونوں سوار ہو کر سمندر کے کنارے آئے پھر جنوب کی طرف انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا دی تھی۔ ابھی وہ حبشی ماہی گیروں کی بستیوں سے دور ہی تھے کہ انہیں فجر کی اذان سنائی دی۔ دونوں نے اپنے گھوڑوں کو روک لیا۔ سمندر کے کنارے انہوں نے پتھروں کے

ساتھ اپنے گھوڑوں کو باندھ دیا۔ سمندر کے کنارے بیٹھ کر انہوں نے وضو کیا۔ پھر وہ ساحل کی ریت پر قبلہ رُو ہو کر فجر کی نماز ادا کر رہے تھے۔

حبشی مسلمان ماہی گیر اپنے جال، اپنے بھالے اور ترسول اُٹھائے اپنے اپنے گھروں سے نکل کر سمندر کے کنارے کھڑی اپنی کشتیوں کی طرف جا رہے تھے کہ سمندر کے کنارے ایک چٹان پر مسلم کے ساتھ کھڑے ولید نے انہیں مخاطب کر کے زور زور سے پکارنا شروع کیا۔

" دلاور ماہی گیرو! میرے عزیزو! میرے رفیقو!" —— ماہی گیر اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھتے بیٹھتے رُک گئے اور بڑے انہماک اور غور سے ولید اور مسلم کی طرف دیکھنے لگے جو اپنے گھوڑوں پر سوار ایک بلند چٹان پر کھڑے تھے۔ وہ کچھ پوچھنا چاہتے تھے کہ ولید نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پھر پکارا

" دلیر ماہی گیرو! اندلس کے چاہنے والو! اے میری ملت کے لوگو! مجھے سنو، میں تمہیں پکارنے آیا ہوں۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے ——" کشتی سے نکل کر ایک خوب قد آور اور کڑے جسم کا جوان اس چٹان کی طرف بڑھا جس پر مسلم کے ساتھ ولید اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ چٹان کی طرف بڑھنے والا حبشی جوان جو اپنے چہرے اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے ایک خونخوار جوان تھا۔ ان ماہی گیروں کا کوئی سرکردہ لگتا تھا کیونکہ جب وہ چٹان کی طرف بڑھا تو چند ماہی گیر اپنے بھالے اور تلواریں لیے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے تھے۔

چٹان کے نزدیک آ کر اس حبشی جوان نے نگاہیں اوپر اُٹھاتے ہوئے ولید کو مخاطب کر کے کہا۔ "میں ان ماہی گیر بستیوں کا سردار ناطور بن بدر ہوں۔ بتاؤ تم کون ہو اور ہم سے کیسی مدد لینے آئے ہو ——" ولید نے پھر اونچی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہا —— "سنو! میں ولید بن ہشام ہوں اور میرے ساتھ مسلم

بن تمام ہے۔ میرا باپ اور کوہستانِ ابرانس کے مسلم چھاپہ ماروں کا امیر ہشام عیسائی بحری قزاقوں کے ساتھ ایک جنگ میں زخمی ہو کر مر گیا ہے۔ اب دشمنوں سے انتقام لینے کی خاطر مجھے تمہاری استمداد اور حمایت کی ضرورت ہے۔ ہمارے کافی ساتھی اس بحری جنگ میں مارے گئے ہیں اور میرے ساتھ اپنے رفیقوں کی ایک مختصر سی جماعت رہ گئی ہے۔"

ماہی گیروں کے سردار ناطور بن بدر نے گہرے غم میں دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "آہ! کیا امیر ہشام مارے گئے؟ وہ ہمارے سرپرست، خبرگیر، محافظ اور نگہبان تھے —— اے ہمارے مرنے والے حامی کے بیٹے! نیچے آؤ کہ میں تم سے ملوں۔" ولید نے اپنے گھوڑے کو موڑ کر ایڑ لگائی۔ مسلم کے ساتھ وہ چٹان سے نیچے آیا اور ناطور بن بدر کے پاس آ کر وہ دونوں اپنے گھوڑوں سے اُتر کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ناطور آگے بڑھا اور بڑے پُرجوش و والہانہ انداز میں ولید کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہشام کے بیٹے! تم ہمارے بھائی ہو۔ جس طرح تم ہمارے چھاپہ مار بھائیوں کے امیر ہو اسی طرح ہم بھی تمہیں اپنا امیر سمجھتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں، اپنی ملت کے لیے، مادرِ وطن کی خاطر۔ ہم تمہاری خاطر اپنی شمشیریں برہنہ کریں گے۔ آزادی کی اس جنگ میں ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ آزادی ہی انسان کی مسرت ہے ——"

ناطور بن بدر کہتے کہتے رُک گیا کیونکہ ایک ماہی گیر بھاگتا ہوا آیا اور اسے مخاطب کر کے سمندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سردار! ادھر سمندر کے اندر دیکھو۔ وہ چار بڑے بڑے بادبانوں والے جہاز کیسے ہیں۔ کہیں یہ دشمن تو نہیں ہیں اور ہمیں نقصان نہ پہنچانا چاہتے ہوں۔" ولید نے چونک کر ان جہازوں کی طرف دیکھا جو ساحل کے قریب ہی اپنا رُخ بدل کر جزائر سارڈینیا اور کارسیکا کی طرف روانہ ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ ولید نے چلّا کر کہا۔

" واللہ! ان چار جہازوں میں سے دو ہمارے دشمن عیسائی قزاقوں کے ہیں۔ ان کے پرچم میں خوب اچھی طرح پہچانتا ہوں اور دوسرے دو جہازوں کے

پرچم بتاتے ہیں کہ وہ تجارتی جہاز ہیں۔ ان میں ایک کا تعلق یونان سے اور دوسرے کا وینس سے ہے۔ شاید یہ پچھلی شب کے طوفان میں گھر کر ادھر آنکلے ہیں۔ چونکہ یہ تجارتی جہاز بھی عیسائیوں کے ہیں۔ اس لیے یہ بحری قزاق انہیں اپنی حفاظت میں لے کر ان کی منزل تک پہنچائیں گے لیکن اب میں انہیں جانے نہ دوں گا۔ میں ان سے انتقام لوں گا پچھلی شب کی شکست کا بھیانک انتقام۔

ولید رکا پھر ناطور کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا اس جنگ میں تم ہماری مدد کر سکو گے۔ ناطور نے اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہا ——— میرے آقا! میں اپنی ساری کشتیوں اور جوانوں کے ساتھ آپ کے ساتھ ہوں۔ بتائیے میرے لیے کیا حکم ہے۔

چند قدم بھاگ کر ولید نے ایک زہریلی جست لی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے کہا۔ تم اپنے جوانوں کو مسلح کر کے کشتیوں میں بٹھاؤ۔ میں اپنے جوانوں اور جہازوں کو لے کر آتا ہوں ——— مسلم بن تمام بھی فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا پھر دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور طوفان کی طرح وہ واپس اپنے مسکن کی طرف جا رہے تھے۔

مسکن کے جوان صبح کے کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ولید اور مسلم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے۔ دونوں نے اپنے گھوڑوں کو غار کے اندر باندھا پھر بھاگتے ہوئے باہر آگئے اور ولید اپنی اونچی آواز میں اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگا۔

" میرے ساتھیو! ہتھیار اٹھا لو، جلدی کرو! جلدی کرو! مسلح ہو جاؤ جن عیسائی قزاقوں سے ہم نے پچھلی شب ہزیمت اٹھائی تھی۔ ان کے جہاز یہاں ساحل کے قریب ہی مشرق کا رخ کر رہے ہیں۔ وہ طوفان میں بھٹک کر ادھر آگئے ہیں۔ آؤ ان سے اپنی پچھلی شب کا انتقام لے لیں۔"

ولید اور مسلم بھاگتے ہوئے غار میں داخل ہو گئے اور اپنے آپ کو مسلح کرنے لگے۔ چھاپہ ماروں میں ہر طرف شور مچ گیا تھا۔ انتقام! انتقام! پچھلی شب کا بھیانک انتقام ——— ولید نے فوراً اپنا جنگی لباس پہن لیا۔ سر پر خود اور جسم پر آہنی زرہ کے علاوہ اس نے بازوؤں اور شانوں پر فولادی خول چڑھا لیے تھے۔ پھر اس نے

مسلم کو مخاطب کر کے کہا۔

" مسلم! مسلم! تم ساتھیوں کو لے کر آؤ، میں جہازوں کی طرف جاتا ہوں"

ولید نے اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالی اور باہر بھاگ گیا اور اپنی پوری رفتار سے دوڑتا ہوا وہ ساحل پر آیا۔ ریت پر کھڑے وہ ایک جہاز میں داخل ہوا اور لنگور کی سی تیزی کے ساتھ وہ لکڑی کے بلند مستول پر چڑھنے لگا تھا۔ اتنی دیر تک مسلم کے ساتھ سارے مسلح جوان بھی ساحل پر آگئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ان کا امیر جہاز کے مستول پر چڑھنے کے بعد جہاز کے بادبان کھول رہا ہے تو ان کے جسموں میں اس سے عقیدت و محبت کی اک آگ سی لگ گئی۔ مستول پر چڑھتے ہوئے ولید نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

" ساتھیو! دوسرے جہاز کے بادبان کھول دو اور جہازوں کو سمندر میں دھکیل دو" ——— دو جوان دوسرے جہاز کے مستول پر چڑھ کر بادبان کھولنے لگے۔ جب کہ باقی سب جوانوں نے مل کر فوراً دونوں جہازوں کو سمندر کے اندر دھکیل دیا تھا۔ بادبان کھلتے ہی دونوں جہاز جنوب کی طرف روانہ ہو گئے تھے اور جب سب جوانوں نے مل کر چپو چلانے شروع کیے تو جہازوں کی رفتار خوب تیز ہو گئی تھی۔

جب وہ ماہی گیروں کی بستیوں کی سیدھ میں آئے تو انہوں نے دیکھا، وہاں ماہی گیروں کی ان گنت کشتیاں تیار کھڑی تھیں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے رنگ رنگ کے بادبان چمک رہے تھے اور ان میں مسلح ماہی گیر سوار تیار کھڑے تھے۔ اپنے جہاز میں کھڑے ولید نے جب انہیں ہاتھ کے اشارے سے اپنے پیچھے آنے کو کہا تو ماہی گیروں نے ناطور بن بدر کے حکم پر چپو سنبھالے اور اپنی کشتیوں کو ولید کے جہازوں کے پیچھے لگا دیا تھا۔ اب وہ بڑی تیزی سے ان چاروں جہازوں کا تعاقب کرنے لگے تھے، جو کھلے سمندر میں مشرق کی طرف جا رہے تھے۔ وہ کشتی جس پر امیر سوار ہوا کرتا تھا ساحل پر ہی چھوڑ دی گئی تھی۔

ولید جس جہاز پر سوار تھا اس کے چپو ایک جوان سے لے کر وہ خود چلانے لگا تھا۔ دوسرے جوانوں نے جب دیکھا کہ ان کے امیر ان کے ساتھ خود چپو چلا رہے

ہیں۔ تو ان میں ایسا جوش و جذبہ پیدا ہو گیا کہ انہوں نے تکبیریں بلند کرتے ہوئے اس قوت سے
چپو چلانے شروع کیے کہ جہازوں کی رفتار پہلے سے دگنی ہو گئی۔ اس کے علاوہ یہ پہلا
موقع تھا کہ ان کا امیر اپنی کشتی کے بجائے ان کے ساتھ جہاز میں سوار تھا اور یہ ان کے
لیے خوش کن فعل تھا۔ دوسرے جہاز کے ملاحوں نے بھی تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے
جہاز کی رفتار تیز کر لی تھی اور ان کے پیچھے ماہی گیر بھی تکبیریں بلند کرتے ہوئے تیزی سے
بڑھے آ رہے تھے۔

کھلے سمندر کے اندر انہوں نے چاروں جہازوں کو جا لیا۔ ولید کا اندازہ درست
ہوا ان میں سے دو جہاز ان کے دشمن عیسائی قزاقوں کے تھے اور دوسرے دو تجارتی جہازوں
کا تعلق یونان اور وینس سے تھا۔ ان قزاقوں نے جب ولید کے جہازوں اور ان کے پیچھے
ان گنت کشتیوں کو دیکھا تو انہوں نے فوراً اپنے جہازوں کو روک لیا۔ کیونکہ وہ ولید کے
جہازوں پر لہراتے پرچموں سے انہیں پہچان گئے تھے۔ لہٰذا جہازوں کو روک کر وہ مقابلے کر
کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ جب دشمن کے جہاز قریب آ گئے تو ولید جہاز کے اندر ایک بلند
جگہ کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے اپنی بجلیوں کی طرح کڑکتی آوازیں
کہا۔ " رسول عربیؐ کے رسولو! مسلم قوم کے جلیل فرزندو! آؤ آج کے دن اس موت
کو زیر کر لیں۔ اس جہنم کو ٹھنڈا کر دیں۔ اپنی تلواریں سونت لو اور بھالے تان لو، کہ
آج صدیوں کے الفاظ کے معنی بدل دیں اور صلیب و گرجوں کی عدالتوں کے تہ در تہ
اندھیروں کو مٹا دیں۔ آؤ آج کے دن کو اپنی زندگی کا آخری دن جان کر کوشش کریں
اور اپنے گھروں کے بجھتے دیوں کو روشنی بخش دیں۔ آؤ! آؤ! میرے رفیقو! اپنی قوم
کی لمبی سیاہ راتوں کو روشن و تابناک کر دیں۔ ولید جب خاموش ہوا تو ناطور بن بدر نے
اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ حبشیو! دیکھنا آج کی جنگ میں اپنے ان بھائیوں
کے پہلو بہ پہلو رہ کر جنگ کرنا۔ دیکھنا آج اپنے ان خون آلود مصلّوں اور مٹی پہ اپنے
رب کے حضور سربسجود ہونے والے ساتھیوں پر ثابت کر دینا کہ ہم ان کے لیے اپنے
جسموں کا سارا خون بہا دینے کو تیار ہیں۔

ولید کے ساتھیوں نے اپنے بھالے تان کر دشمن کے جہازوں سے بھالے ٹکرا کر اپنے
زدں کو روک دیا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ سب سے پہلے ولید اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال
شمن کے جہاز میں کودا تھا اور دشمن کے جہاز میں داخل ہوتے وقت اس نے اپنے ساتھیوں
پکار کر کہا تھا " لَا تَخَفْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (مت ڈرو کہ خدا ہمارے ساتھ ہے)
کے پیچھے پیچھے سب چھاپہ مار لَا تَخَفْ کے نعرے مارتے ہوئے دشمنوں کے
زوں کے اندر گھس کر جنگ کرنے لگے۔ دشمنوں کے جہازوں کے اردگرد ناطور نے اپنی
یاں رکوا دیں اور وہ اللہ اکبر کے نعرے مارتا ہوا اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشمن کے
زوں میں گھس کر جنگ کرنے لگا تھا۔

ولید بپھر کر طوفانوں کی طرح لڑ رہا تھا جو بھی دشمن اس کے سامنے آتا خون
ہا جاتا تھا اور اس کی راہنمائی میں اس کے ساتھی بھی آزادی اور موت کے نغموں کو جنم
ے رہے تھے۔ ولید ایک لرزہ خیز ترنگ میں اپنی تلوار سے عیسائی بحری قزاقوں کے
وں کے چیتھڑے اڑا رہا تھا۔ اس کے لڑنے کا انداز بالکل اس وحشی جیسا تھا جو کئی
ز کا بھوکا ہو اور اپنی خورش حاصل کرنے کی آخری اور انتہائی کوشش کر رہا ہو۔
مسلمانوں کے دلوں سے اب رحم زائل ہو چکا تھا اور وہ بحر میں آزاد مچھلی کی طرح
ن کے جہازوں میں اِدھر اُدھر بھاگ کر حملہ کرتے ہوئے اپنے انتقام میں زمزموں
دھمک پیدا کر رہے تھے۔ عیسائی قزاق یوں محسوس کر رہے تھے گویا کسی نے انہیں
ی کی راتوں کی دکھ کی مار اور طوفانوں میں گھری ہوئی کسی وادی میں سے گزارنا شروع
دیا ہو۔ ولید ایک جہاز میں دشمن کو ختم کرنے کے بعد دوسرے جہاز میں جا کودا تھا
مسلم بن تمام کی سرکردگی میں اس کے ساتھیوں نے پہلے ہی ایک طوفان کھڑا کر رکھا تھا
ب ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس جہاز میں داخل ہوا تو قصہ جلد ہی مختصر ہو گیا اور
بچے قزاقوں کی آخری ٹولی کا بھی صفایا کر دیا گیا۔ اس وقت تک ناطور بن بدر اپنے
قسیرں کے ساتھ دونوں تجارتی جہازوں کے محافظوں کو ختم کرنے کے بعد ان پر قبضہ
چکا تھا۔

یہ ایک مکمّل فتح تھی جو ولید کو ایک امیر کی حیثیت سے اپنی پہلی جنگ میں حاصل ہوئی تھی۔ پہلے دشمنوں کی لاشوں کو جہازوں سے باہر پھینکا گیا۔ پھر ولید نے چلّا کر کہا۔ ساتھیو! خدا کا شکر ادا کرو کہ ہمیں فتح ہوئی ہے۔ جہازوں کے رُخ موڑ کر مسکن کی طرف لے چلو۔ ملّاحوں نے آن کی آن میں جہازوں کے رُخ موڑ دیئے۔ جہازوں کو مسکن کے ساحل پہ لا کھڑا کیا گیا۔ ناطور بھی اپنے ساتھیوں اور کشتیوں کے ہمراہ ان کے ساتھ تھا۔ ولید اور مسلم جب ساحل پہ اُترے تو ناطور بن بدر بھی اپنی کشتی سے نکل کر ان کے پاس آیا اور ولید کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ خدا کی قسم میں نے اپنی زندگی میں آج تک آپ جیسا جنگجو، تیز دست اور تلوار کا ماہر نہیں دیکھا۔ میں نے دشمنوں کے جہاز میں آپ کو لڑتے دیکھا تھا۔ لڑنے کا یہ انداز میرے لیے نیا اور انوکھا تھا۔

ولید نے فوراً بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہا۔ ناطور! پہلے دشمن کے چاروں جہازوں سے قیمتی سامان اُتار کر غاروں میں رکھا جائے گا۔ تم نے دیکھا ہے دونوں تجارتی جہاز خوراک کے سامان سے اس قدر لدے ہوئے ہیں کہ یہ ہمارے کئی ماہ تک کافی ہے۔ جہازوں کے سامان کو غاروں میں منتقل کرنے کے بعد میں اور مسلم دونوں جبل طایطلہ اور طرطوشہ شہر کے درمیان آباد مرابطین کی طرف روانہ ہوں گا اپنے باپ کی وصیت کے مطابق میں ان سے امداد طلب کروں گا۔ میں وادیٔ ارغون کی آزادی کے لیے بہت جلد ایک فیصلہ کن قدم اُٹھانا چاہتا ہوں۔ میرے بعد تم میرے ساتھیوں کے امیر ہو گے۔

آن کی آن میں دشمن کے جہازوں سے سامان نِکال کر غاروں میں منتقل کر دیا گیا۔ ولید اور مسلم نے اپنے گھوڑے نِکالے اور روانگی سے قبل انہوں نے اپنے ساتھیوں پہ واضح کر دیا کہ ان کے بعد ناطور بن بدر ان کا امیر ہو گا۔ ولید اور مسلم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہونے والے تھے کہ ساحل پر ایک چھوٹی سی کشتی رُکی جس میں پانچ آدمی سوار تھے۔ ان میں سے چار کشتی ہی میں بیٹھے رہے اور پانچواں اُترا۔ اس کے ہاتھ میں چپّو تھا۔ جسے وہ زمین پر ٹیک کر لنگڑاتا ہوا اس طرف بڑھا

جہاں ولید اور مسلم اپنے گھوڑوں پر سوار ناطور بن بدر کے پاس کھڑے تھے۔

مسلم بن تمام فوراً اپنے گھوڑے سے اُتر گیا اور ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ولید! ولید! اِدھر دیکھو۔ وہی لنگڑا ملّاح آ گیا ہے جس کا احترام کرنے کی تمہارے باپ نے وصیت کی تھی۔ اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر کر اس کا استقبال کرو کہ یہ ہم سب کے لیے امیر ہشام جیسا قابلِ احترام ہے۔ ولید فوراً اپنے گھوڑے سے اُتر گیا۔ بوڑھا ملّاح بڑی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ اس کی داڑھی چھوٹی تھی اور بال سیاہ سفید تھے۔ چہرے پر زخموں کے ایسے نشان تھے گویا اس کی ساری زندگی جنگوں میں گزری ہو۔ وہ سادہ کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ ولید آگے بڑھا اور اس بوڑھے ملّاح کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ میں اپنے مسکن میں آپ کا استقبال کرتا ہوں۔ بوڑھے ملاح نے منہ سے کچھ نہ کہا اور ولید سے علیحدہ ہو کر وہ مسلم سے گلے مِلا پھر ناطور بن بدر سے مصافحہ کرنے کے بعد اس نے ولید کو مخاطب کر کے کہا۔

ہشام کے بیٹے! مجھے خبر ہوئی ہے کہ پچھلی رات عیسائی قزاقوں کے ہاتھوں تم لوگوں کو شکست ہوئی ہے۔ تمہارا باپ کہاں ہے میں اُس سے مِلنا پسند کروں گا۔ ولید کی گردن جھک گئی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ مسلم بن تمام نے اس لنگڑے ملّاح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بڑے اَدب و احترام سے کہا۔ میرے آقا! امیر ہشام اس جنگ میں زخمی ہو کر ہمیشہ کے لیے ہم سے جُدا ہو چکے ہیں۔ اب ولید بن ہشام ہمارے امیر ہیں۔

لنگڑے ملّاح کی گردن جُھک گئی، اس کی نگاہیں نمناک ہو گئیں۔ کچھ دیر تک بڑے دُکھ اور تکلیف کی حالت میں وہ اپنے ہونٹ کاٹتا رہا پھر اس نے تردد اور اندوہ میں کہا۔ آہ! ہشام مارا گیا؛ ولید کی طرف دیکھتے ہی اس نے اور زیادہ کرب میں کہا۔ ہشام کے بیٹے! یہ کیسی رُوح کو فنا کر دینے والی خبر ہے کہ تمہارا باپ مارا گیا ہے۔

چند ساعتوں کی خاموشی کے بعد لنگڑے ملّاح نے اپنے آپ پہ قابو پا لیا۔ پھر اپنی لرزتی آواز میں کہا۔ ولید! ولید! تم ابھی جوان ہو۔ تمہارا خون گرم ہے۔ اپنے باپ کے ادھورے کام کو آگے بڑھانا۔ اگر تم عیسائی بحری قزاقوں سے انتقام لینے

کے علاوہ کوئی ایسا کام بھی کر سکو جس میں مسلم قوم کی بہتری اور بھلائی ہو تو تاریخ میں
نام ایک سعادت مند اور باجبروت بیٹے کی حیثیت سے لکھا جائے گا۔ اگر قدرت تم
قوت دے تو اندلس کے لیے کوئی ایسا کام انجام دینا جس سے موجودہ طوائف الملو
تکلیف دہ دَور ختم ہو اور فتنہ تالیہ دلیون کا حکمران جو دن بدن بھیڑیے سے درندہ
جا رہا ہے اس کی راہیں رُک جائیں۔

ولید نے اپنا سر اوپر اُٹھایا اور گہری گھمبیر آواز میں کہا۔ عیسائی بحری قز
پر میں اپنی پہلی ضرب لگا چکا ہوں۔ انشاء اللہ وہ وقت بھی آئے گا کہ میں فردل
کے وہ ہاتھ بھی قلم کر دوں گا جو مسلم علاقوں کی طرف دراز ہوتے جا رہے ہیں
لنگڑے ملاح نے چونکتے ہوئے کہا۔ تم نے دشمن قزاقوں پر کیسی ضرب لگائی
ولید نے ساحل پر کھڑے نئے پکڑے جانے والے چاروں جہازوں کی طرف اشا
کرتے ہوئے کہا۔ ان جہازوں کی طرف دیکھئے۔ یہ دشمن کے جہاز ہیں۔ ان کے
دو تجارتی جہاز بھی ہیں۔ یہ طوفان میں گھِر کر اِدھر آ نکلے تھے۔ میں نے ان پر ح
کر دیا اور سب دشمنوں کو تہہ تیغ کر کے ان جہازوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

لنگڑے ملاح نے آگے بڑھ کر ولید کو پھر گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اپنے باپ
موت کے دوسرے روز ہی تم نے دشمن پر جو ضرب لگائی ہے ستائش ناک ہے۔ رب تم
اس سے بڑھ کر توفیق اور قدرت دے۔ میں اب جاتا ہوں۔ میرے پاس کوئی نئی خبر نہ
تم سے کہوں۔ میں تمہاری شکست کا سُن کر اِدھر چلا آیا۔ میں اب جاتا ہوں۔ میری نہ
سارڈینیا کا جنوبی ساحل ہے۔ ولید لنگڑے ملاح کو روکتا رہا پر وہ چپّو ٹیکتا اور اپنی ا
ٹانگ زمین پر گھسیٹتا ہوا چلا گیا اور اپنی کشتی میں بیٹھ کر کھلے سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔
نے ناطور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ناطور! میرے بعد تم ان جہازوں سے جو سامان اُتارو گے
تم اپنی مرضی کے مطابق اپنے ماہی گیروں کی بستیوں میں تقسیم کر سکتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی
نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ مسلم کے ساتھ جبل طلیطلہ کے رُخ پر
گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا۔

بیس پچیس سوار جن کے سینے پر صلیبیں لٹک رہی تھیں اور جو عیسائی تھے کوہستان
ایرانس کے ایک سلسلے جبلِ فاصل کی ایک چوٹی سے ایک تدریجی نشیب کی طرف اُتر رہے
تھے۔ ان کے ساتھ کچھ مرد اور عورتیں ایسے بھی تھے جو رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے
اور پیدل چل رہے تھے۔ ان میں صرف ایک عرب تھا باقی سب مقامی اور اندلسی باشندے
تھے۔ عرب ادھیڑ عمر کا تھا اس کی داڑھی کے بال زیادہ تر سفید ہو رہے تھے اور وہ سفید
قبا جو اس نے پہن رکھی تھی قدرے میلی ہو گئی تھی۔ وہ سب قیدی تھے جنہیں وہ عیسائی
سوار گرفتار کر کے لا رہے تھے۔ ان اندلسی مرد عورتوں کا جرم یہ تھا کہ وہ اس عرب کے
ہاتھوں جو ایک مسلم مبلغ تھا اسلام قبول کر چکے تھے۔

تدریجی نشیب اُترنے کے بعد ان سواروں نے قیدیوں کے ساتھ ایک خشک
کوہستانی نالہ عبور کیا، پہاڑوں کی ایک اور چوٹی کو سر کیا اور دوبارہ وہ ڈھلوان کی طرف اُترنے
لگے تھے۔ ان کے سامنے پہاڑوں کے ایک بلند سلسلے کے اندر آمنے سامنے دو قلعے دکھائی
دے رہے تھے اور ان دونوں قلعوں کے چاروں طرف جہاں تک نگاہ کام کرتی، گھنی
آبادیاں، باغات اور چشموں کا ایک وسیع سلسلہ تھا۔ ان دونوں قلعوں کا نام الاخوین
(بھائی) تھا۔ دونوں قلعے ایک دوسرے کے سامنے آباد تھے اور دونوں کے اندر بڑے
بڑے شہر آباد تھے۔ یہ اس قدر وسیع و عریض تھے کہ ان کے اندر شہر کے علاوہ فوجی مستقر

باغات اور اَن گنت کھلے میدان تھے۔ دونوں قلعوں کے درمیان ایک کوہستانی ندی بہتی تھی جس پر لکڑی کا پُل باندھ کر قلعوں کو آپس میں مِلا دیا گیا تھا۔

وہ سوار جب قیدیوں کو لے کر قلعے میں داخل ہوئے تو شہر کے لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر اِن قیدیوں کو دیکھنے لگے تھے۔ ایک دو منزلہ مکان کی چھت کے اوپر ایک بوڑھا، چند عورتیں، لڑکیاں اور دو نوجوان بڑی حیرت اور پریشانی کے عالم میں ان قیدیوں کو دیکھے جا رہے تھے۔ رسّیوں میں جکڑے ہوئے بوڑھے عرب کی طرف دیکھتے ہوئے مکان کی چھت پر کھڑے اس ادھیڑ عمر کے مرد کے حواس باختہ سے ہو گئے اور اس نے اپنے قریب کھڑے دونوں جوانوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آہ! آج کا دِن کیسا منحوس اور قہرمان ہے۔ اِدھر دیکھو وہ بوڑھا عرب مبلّغ طلیحہ بن حباب گرفتار ہو کر جا رہا ہے اور رسّیوں میں جکڑا ہوا ہے۔

وہ بوڑھا رکا پھر بھرپور غم اور اندوہ کا اظہار کرتے ہوئے اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ آہ! میرے بچّو! غور سے دیکھو، کہیں ایسا تو نہیں کہ میری بینائی دھوکا کھا رہی ہے۔ کیا میری بصیرتیں زنگ آلود تو نہیں ہو گئیں، کیا وہ وہی عرب مبلّغ طلیحہ بن حباب نہیں ہے جس کے ہاتھوں ہم نے یہاں کے لوگوں سے چوری چوری اسلام قبول کیا تھا۔ اِن دونوں جوانوں میں سے ایک نے فِکر زدہ لہجے میں کہا۔ اے ہمارے باپ! آپ کی نگاہیں دھوکہ نہیں کھا رہی ہیں۔ رسّیوں میں جکڑا ہوا عرب مبلّغ طلیحہ بن حباب ہی ہے اور اس کے ساتھ جو دوسرے قیدی ہیں یقیناً انہوں نے ہمارے اس بزرگ و محترم کے ہاتھوں اسلام قبول کر لیا ہوگا۔

اس بوڑھے نے دُکھ کا ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔ آہ! یہ کیسا ستم ہے یہ کیسی تعدی اور ظلم ہے کہ اندلس کی اس سرزمین میں جہاں کبھی شمال مشرق میں برشلونہ سے جنوب مغرب میں الخضرا تک اور شمال مغرب میں خلیج بسکے کے ساحل سے لے کر جنوب مشرق میں المریہ کی بندرگاہ تک مسلمانوں کی ایک مضبوط حکومت تھی۔ اب یہ حالت ہے کہ اندلس کے شمال میں سرکش عیسائی فردلندہ نے زبردستی اور قوت کے ساتھ ایک مضبوط

حکومت قائم کر لی ہے اور چھوٹی چھوٹی مسلم حکومتیں پراگندہ اور منتشر ہیں۔ اگر مسلمان متحد ہوتے، بیدار ہوتے تو ہمارے اِن قلعہ نما شہروں کا حکمران جیولوس ماریا نا عاقبت اندیش اور اندھا ہو کر مسلمانوں کو گرفتار کر کے ان پر ظلم نہ کرتا۔ میرے خیال میں اب تک ہمارے ان دونوں قلعوں کا قید خانہ اِن لوگوں سے بھر چکا ہوگا۔ جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ ان میں سے اکثر کو قتل کیا جا چکا ہوگا۔ کاش! میں اس حالت میں ہوتا کہ کسی طاقتور مسلمان حکمران سے جیولوس ماریا کے مظالم کی شکایت کر کے کسی مسلم حکومت کو جیوادس ماریہ کے ان دونوں قلعوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دیتا ———

وہ بوڑھا نو مسلم اندلسی کہتے کہتے رُک گیا کیونکہ اس کے گھر پر کسی نے دستک دی تھی۔ بوڑھے نے لمحہ بھر کے لیے اپنے بیٹوں، اپنی بیوی اور بیٹیوں کی طرف دیکھا پھر اس نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ اس وقت ہمارے گھر کے دروازے پر کون دستک دے سکتا ہے۔ کِسی کے کچھ بولنے سے قبل ہی دروازے پر زوردار دستک ہوئی پھر کسی نے اس بوڑھے کا نام لے کر پکارتے ہوئے کہا۔ ناتن! ناتن! دروازہ کھولو۔ میں اوریاہ ہوں۔

بوڑھا ناتن اپنے اہل و عیال کے ساتھ چھت سے اُتر کر صحن میں آ گیا۔ پھر جب اس نے اپنے گھر کا دروازہ کھولا تو سامنے اس کا ہمسایہ اوریاہ کھڑا تھا جس کی داڑھی کے بال میلی چاندی کی مانند سفید ہو رہے تھے اور اس کے پیچھے اس کی لڑکی تھی جو عمر کی اس حد میں تھی جہاں جوانی اور کم سنی گلے مِلتے ہیں۔ ناتن نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ اندر آ جاؤ اوریاہ باہر کیوں کھڑے ہو۔ دروازے کو زنجیر تو نہ لگی ہوئی تھی تم باہر کیوں رُک گئے۔ اوریاہ اندر داخل ہُوا پھر مُڑ کر پیچھے دیکھتے ہوئے اس نے اپنی بیٹی سے کہا۔ عمونہ! عمونہ آ جاؤ بیٹی! عمونہ بھی جھجکتی شرماتی اندر چلی گئی۔

وہ ایک حسین ترین لڑکی تھی۔ اس کی آنکھیں اندھیری رات کے ستاروں کی مانند روشن اور سمندر کی طرح حسین نیلی تھیں۔ اس کے چہرے پہ گلابی و نارنجی لہروں کی سی چمک اور خوب صورتی و کشش کی سرسبزی و ثمر ریزی تھی اور اس کے بال تاریک

رات کے پھیلاؤ کی طرح لمبے اور سیاہ تھے۔ وہ کسی صحرا کا رقصاں قہقہہ، کسی کوہی ندی کی دِل پسند نغمگی اور کسی حسین شمع کی خیر کُن تابندگی محسوس ہوتی تھی۔ یوں لگتا تھا وہ نقرہ ناب کا کوئی ٹکڑا ہو جسے قدرت نے بڑی محنت سے تراشا ہو۔ وہ روشنی کی رنگین لہر بے قرار اُمنگ اور موجِ ساحل گر کی طرح اندر آئی اور اپنے باپ کے قریب کھڑی ہو گئی۔

ناتن اور اس کے گھر والے ابھی چُپ کھڑے تھے کہ بوڑھے اوریاہ نے ناتن سے کہا۔ ناتن! ناتن! تمہارے پاس کئی گھوڑے ہیں۔ اپنے اصطبل سے ایک گھوڑا مجھے قیمتاً دے دو۔ جس قدر تم رقم مانگو گے میں ابھی تمہیں ادا کر دوں گا۔ ناتن نے تشویش ناک لہجے میں پوچھا۔ تم تو گھر کے دو ہی فرد ہو باپ اور بیٹی، تمہیں گھوڑے کی کیا ضرورت پیش آئی کیا تم کوئی سفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔

اوریاہ نے اندوہناک آواز میں کہا۔ سنو ناتن! ہمارا حاکم جیولس ماریا ہاتھ دھو کر میری بیٹی کے پیچھے پڑا ہُوا ہے۔ اگر وہ اس سے باقاعدہ شادی کی خواہش کرتا تو میں بخوشی اپنی بیٹی کو اُس کے نکاح میں دے دیتا لیکن وہ درندہ صرف اپنی ہوس پوری کرنا چاہتا ہے اور مجھ پر زور دے رہا ہے کہ میں اپنی بیٹی عمونہ کو اس کے محل میں بھیج دوں۔ آج صبح بھی اس کے آدمی آئے تھے اور وہ مجھے دھمکی دے گئے ہیں کہ اگر میں نے کل تک اپنی بیٹی کو جیولس ماریا کے قصر میں نہ بھیجا تو میرا سر قلم کر دیا جائے گا۔ میں اپنی بیٹی کو یہاں سے نکال کر کلیسا طرش کے لیے وقف کر کے خود کسی مسلمان حاکم کے پاس جا کر اسے ترغیب دوں گا کہ وہ جیولس ماریا پر حملہ کر کے اس سے اس کے دونوں قلعے اور ان سے ملحقہ وسیع علاقہ چھین لے۔ اُمید ہے میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گا۔

سنو ناتن! اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو تم اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مسلمان ہو چکے ہو۔ کیونکہ میں دیکھتا رہا ہوں وہ مسلم مبلغ جسے آج گرفتار کر کے قلعے کے اندر لایا گیا ہے اکثر تمہارے ہاں آتا رہا ہے اور وہ ایسا سحر بیان اور فسوں اثر انسان ہے کہ دوسروں پر اپنا اخلاقی اثر چھوڑے بغیر نہیں رہتا۔ پر تم فکر مند نہ ہو۔ میں جیولس ماریا کیخلاف

ہوں۔ اس لیے تمہارا راز راز ہی رہے گا۔

ناتن پہلے تو فکر و اندوہ میں غمناک ہو گیا پھر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اوریاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ آؤ میرے ساتھ اصطبل میں اور اپنے لیے گھوڑا پسند کر لو۔ اوریاہ اور عمونہ دونوں ناتن کے ساتھ ہو لیے۔ اصطبل میں کئی گھوڑے ایک قطار میں کھڑے تھے۔ اوریاہ نے ایک کی طرف اشارہ کر کے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اور ناتن نے اس پر زین ڈالنے اور دھانہ چڑھانے کے بعد گھوڑے کی باگ اوریاہ کو تھماتے ہوئے کہا۔ آپ اسے لے جا سکتے ہیں۔ اوریاہ نے تعجب سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ پر اس کی قیمت تو طے کر لو۔

ناتن نے عاجزی سے کہا۔ دیکھو اوریاہ! اب جب کہ تم جانتے ہی ہو کہ میں مسلمان ہوں، تو سنو، ہمارے مذہب میں ہمسایوں کے اس قدر حقوق ہیں جن کا تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ اس گھوڑے کی قیمت مجھ پر حرام ہے اور پھر تم اپنی بیٹی کی عزت بچانے کی خاطر جدوجہد کر رہے ہو۔ عمونہ جیسی تمہاری بیٹی ویسی میری بھی ہے۔ جاؤ گھوڑا لے جاؤ اور جو رقم تم مجھے ادا کرنا چاہتے تھے اسے اپنی بیٹی کو دے دینا کہ وہ کلیسا میں آسائش و سکون کی زندگی بسر کر سکے۔

اوریاہ گھوڑے کی باگ پکڑے اپنی بیٹی کے ساتھ جب جانے لگا تو ناتن ایک دم بول اُٹھا جیسے کوئی بھولی ہوئی بات اُسے یاد آ گئی ہو۔ اوریاہ! اوریاہ! سنو، تم کہہ رہے تھے کہ تم کسی مسلمان حاکم کو ترغیب دو گے کہ وہ جیولس کے قلعوں پر حملہ کر دے۔ اس کے لیے تم نے کس حاکم کا انتخاب کیا ہے۔ اوریاہ نے سوچتے ہوئے کہا۔ میں اپنے ذہن میں دو قوتوں کا تعین کر چکا ہوں۔ میرا پہلا چناؤ طلیطلہ کا مسلم حکمران ابوالحسن یحییٰ المامون ہے۔ اگر اس نے پس و پیش سے کام لیا، یا وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہُوا تو میں جبل البرانس کی ان غاروں کا رُخ کروں گا جن کے اندر ایک مسلم قزاق ہشام رہتا ہے۔ وہ وادیٔ ارغون پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس قوت بھی کافی ہے اُمید ہے وہ جیولس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ناتن خاموش رہا، اور

اوریاہ گھوڑلے کو عمونہ کے ساتھ اس کے گھر سے باہر نکل گیا تھا۔

مُسلح سپاہیوں نے بوڑھے عرب مبلّغ طلیحہ بن حباب اور اس کے ہاتھوں مسلمان ہونے والے مرد عورتوں کو جیولوس ماریا کے سامنے پیش کیا۔ جیولوس ایک اُونچی مسند کے اُوپر بیٹھا ہُوا تھا اور اس کے سامنے دو قطاروں میں اس کے مشیر اور راہب بیٹھے ہوئے تھے۔ جیولوس ماریا چند لمحوں تک بڑے غصّے سے قیدیوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے طلیحہ کو مخاطب کر کے کہا۔ مَیں نے سُنا ہے تم مسلم مبلغ ہو اور ہماری سرزمین میں اسلام کا پرچار کرتے ہو۔ جانتے ہو، ایسا کرنا جُرم ہے۔

بوڑھے طلیحہ نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ کسی بھٹکے ہوئے انسان کو راہِ مستقیم پر لانا جرم نہیں ثواب ہے۔ جیولوس کے بولنے سے قبل ہی اس کا بشپ کھڑا ہوا اور کڑکتی آواز میں کہا۔ یہ جھُوٹ کہتا ہے۔ اس سے پوچھا جائے یسوع مسیح کے متعلق اس کے کیا خیالات ہیں۔ بوڑھے طلیحہ نے بشپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے بشپ! عیسیٰؑ صرف خدا کے نبی تھے اس کے علاوہ کچھ نہ تھے۔ بشپ زور سے گرجا۔ تو جھوٹا ہے۔ وہ خدا کے بیٹے تھے، اس لیے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے طلیحہ نے بھی گرجتے لہجے میں کہا۔ اے بشپ! تُو جھُوٹ بولتا ہے۔ نہ خدا کسی سے جنا گیا اور نہ اس سے کوئی جنا گیا۔ اگر عیسیٰ علیہ السّلام بن باپ کے پیدا ہوئے تو کیا ہُوا۔ خدائے قدوس کا کُن کہہ دینا ہی کافی ہے اور اس سے ہر نوع کی تخلیق ہو سکتی ہے۔ اے بشپ عیسیٰ علیہ السلام باپ کے بغیر پیدا ہوئے اور تم انہیں خُدا کا بیٹا کہتے ہو۔ لیکن یہ تو سوچ آدمؑ و حوّاؑ دونوں ہی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر تم ان دونوں کا خدا سے کیا تعلق قائم کرو گے۔ اگر باپ کے بغیر پیدا ہونے والا خدا کا بیٹا کہلا سکتا ہے تو جو ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے اُنہیں تمہارے عقیدہ کے مطابق خدا ہونا چاہیے۔

بشپ اور اس کے پاس بیٹھے راہبوں کے علاوہ جیولوس بھی خاموش تھا۔ طلیحہ نے اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اے بشپ! میں جانتا ہوں تیرے

پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے ——— میری ایک اور بات سنو! اگر میں تم سے کہوں کہ آج مَیں نے جبل البرانس پر عزرائیل کو مرا ہُوا دیکھا ہے تو کیا تم اسے حقیقت جان لوگے۔ بشپ نے برہم ہو کر کہا۔ تو کیسی جاہلیت کی باتیں کرتا ہے۔ خدا اور اس کے ملائک غیر فانی ہیں۔ طلیحہ نے جھٹ کہا۔ اے بشپ! کیا تمہارا عقیدہ نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام مرگئے پھر تیسرے روز اپنی قبر سے جی اُٹھے۔ بشپ نے تائید کرتے ہوئے کہا۔ ہاں، ہمارا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح ایک بار مرگئے پھر تیسرے روز اپنی قبر سے جی اُٹھے اور باپ کے پاس آسمان پر چلے گئے۔ بوڑھا مسلم مبلغ گرج پڑا۔ سنو بشپ! گو ہمارا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ کسی نے قتل کیا نہ پھانسی دی بلکہ وہ شبہ میں ڈال دیئے گئے۔ اس کے باوجود تمہارے عقیدہ کے مطابق مَیں تم سے یہ کہتا ہوں۔ کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہوتے تو وہ ہرگز نہ مرتے بلکہ اپنے باپ خدا کی مانند غیر فانی ہوتے لیکن چونکہ ایسا نہیں ہے لہٰذا ثابت ہُوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اس کے علاوہ کچھ نہ تھے۔

بشپ نے خجالت اور غصّے کی حالت میں کہا۔ تو ایسی باتیں کرتا ہے جن میں کجی ہے لہٰذا تو واجب القتل ہے۔ بوڑھے مبلغ نے اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ اگر تم لوگوں نے مجھے قتل کیا تو یاد رکھو ایک نہ ایک روز کوئی مسلمان ضرور اس محل میں داخل ہوگا۔ جو تجھ جیسے بشپ کو قتل کرے گا۔ بشپ نے کڑک کر کہا۔ اس کی گردن کاٹ دو۔ پہرے دار آگے بڑھے اور انہوں نے طلیحہ کی گردن کاٹ دی اس کے بعد بشپ کے ہی اشارے پر پہریدار دوسرے قیدیوں کو بھی قتل کر چکے تھے۔ کمرے میں سناٹا تھا اور جیولوس ماریا مجسّم بیٹھا ہوا تھا۔

اسی روز پچھلے پہر بوڑھا اوریاہ الاخوین کے قلعوں سے تین میل دُور پہاڑوں سے گھری ہوئی ایک وسیع وادی کے اندر کلیسا طرش کے سامنے کھڑا تھا۔ کلیسا کے ارد گرد دُور دُور تک ان گنت بستیاں پھیلی ہوئی تھیں اور ترش نام کی بستی چونکہ سب سے بڑی

اور کلیسا کے قریب تھی لہٰذا اسی بستی کے نام پر کلیسا کا نام رکھا گیا تھا۔

بوڑھا اوریاہ کلیسا کے سامنے اپنے گھوڑے سے اُترا پھر سہارا دے کر عمونہ کو نیچے اُتارنے کے بعد اس نے گھوڑے کو کلیسا کے سامنے ایک درخت سے باندھا اور عمونہ کو لے کر کلیسا کی طرف بڑھا۔ جب وہ دونوں باپ بیٹی کلیسا میں داخل ہوئے تو اندر عبادت شروع ہو چکی تھی۔ وہ دونوں بھی عبادت میں شامل ہو گئے۔ کلیسا کے بڑے اور وسیع و عریض کمرے میں سامنے شہ نشین پر کلیسا کا راہب مرقس کھڑا تھا۔ اس کے سامنے اَن گنت لوگ لکڑی کی نشستوں پر بیٹھے تھے جن کے پیچھے چند راہبائیں کھڑی تھیں اور ان کے پیچھے ساز بجانے والے تھے۔ ہلکی ہلکی سُریلی اور پُرکشش دھنوں میں ساز بج رہے تھے جن کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر راہبائیں خدا کی حمد گا رہی تھیں۔ حمد ختم ہونے کے بعد عبادت شروع ہو گئی تھی۔

جب سب لوگ عبادت سے فارغ ہو کر چلے گئے اور کلیسا کے اندر راہب مرقس، اوریاہ، عمونہ اور راہباؤں کے سوا اور کوئی نہ تھا تو اوریاہ عمونہ کو لے کر راہب مرقس کے پاس آیا اور مؤدب ہو کر کہا۔ اے مقدس باپ کے امین! یہ میری بیٹی عمونہ ہے اسے میں کلیسا کے لیے وقف کرنے آیا ہوں۔ راہب مرقس نے چند لمحوں تک غور سے حسین عمونہ کی طرف دیکھا پھر اس نے ایک راہبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسے پاک صاف کر کے اس کا لباس بدل کر لاؤ۔ وہ راہبہ عمونہ کا ہاتھ پکڑ کر کلیسا کے بڑے کمرے سے باہر لے گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ راہبہ عمونہ کو واپس لائی۔ اب عمونہ نے بھی راہباؤں جیسا سفید لباس پہن رکھا تھا اور وہ بے حد حسین دکھائی دے رہی تھی۔ راہب مرقس نے سب سے پہلے انجیل پر ہاتھ رکھوا کر عمونہ سے کلیسا کی خدمت کا عہد لیا۔ پھر وہ شہ نشین کے ایک طرف بڑھا جہاں کلیسا کی دیوار کے ساتھ ایک سفید ریشمی ڈوری لٹک رہی تھی۔ جس پر کئی گانٹھیں لگی ہوئی تھیں۔ پھر راہب مرقس نے عمونہ سے کہا آگے بڑھ کر اپنے ہاتھ سے اس ریشمی ڈوری پر ایک گانٹھ لگا دو اور یہ گانٹھ تمہیں اس عہد کی یاد دہانی

کراتی رہے گی کہ تم اپنے آپ کو کلیسا کی خدمت کے لیے وقف کر چکی ہو۔ اب کلیسا ہی محد اور کلیسا ہی تمہاری لحد ہو گا۔ اپنے دل سے ساری دنیوی کدورتیں نکال کر گانٹھ لگا دو کہ تم مطمئن ہو کر ایک راہبہ کی حیثیت سے کلیسا اور عیسائیت کی خدمت کر سکو۔ عمونہ آگے بڑھی اور اس ریشمی ڈوری پر اس نے سب سے نیچے ایک گانٹھ لگا دی تھی۔

جب ساری رسوم ادا ہو چکیں تو اوریاہ نے راہب سے کہا۔ مقدس باپ! میں اب رخصت ہوتا ہوں۔ کیا میری بیٹی مجھے الوداع کہنے کے لیے کلیسا سے باہر اس جگہ تک جا سکتی ہے۔ جہاں میرا گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ راہب مرقس نے اجازت دے دی۔ اوریاہ اور عمونہ کلیسا سے باہر نکل گئے تھے۔

اوریاہ جب درخت سے بندھے ہوئے اپنے گھوڑے کی لگام کھول رہا تھا تو عمونہ نے پوچھا۔ اے میرے باپ! اب تم کہاں جاؤ گے۔ گھر لوٹ کر نہ جانا۔ ورنہ جیولوس کے آدمی تمہیں قتل کر دیں گے۔ اے میرے باپ! اب جب کہ تم مجھے راہبہ بنا کر محفوظ کر چلے ہو میں یہ جاننا چاہوں گی کہ تمہاری منزل کون سی ہے۔ اوریاہ نے لگام کھول کر گھوڑے کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ میری بیٹی! میری منزل طلیطلہ ہے۔ میں وہاں کے مسلمان حاکم یحییٰ المامون کو ترغیب دوں گا کہ وہ جیولوس پر حملہ کر دے۔ میں اس کلیسا کے سامنے کھڑے ہو کر مقدس مریمؑ کے نام کی قسم کھاتا ہوں کہ میں جیولوس سے اپنی اہانت کا انتقام ضرور لوں گا۔

عمونہ چند لمحوں تک آنسو بھری آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھتی رہی پھر اس نے اپنی چھاتی پر شہادت کی اُنگلی سے صلیب بناتے ہوئے کہا۔

"خدا اور اس کا بیٹا تمہیں اپنے مقصد میں کامیاب کرے گا۔ اے پدر محترم! مجھے بھول نہ جانا۔ یہاں آتے رہنا۔ میں تمہارے متعلق فکر مند رہوں گی۔ اوریاہ نے پیار بھری نگاہوں سے عمونہ کی طرف دیکھا پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا دی۔ کلیسا کی حدود سے نکل کر وہ اپنے گھوڑے کو طلیطلہ کے رخ پر سرپٹ دوڑا رہا تھا۔ جبکہ عمونہ سر جھکائے واپس کلیسا کی طرف جا رہی تھی۔

○

آخری لمحوں میں سمٹتا ہوا سورج شفق کے حسین و سُرخ لبوں کو آخری اور رخصتی بوسے دیتا ہوا اپنی مغربی آرام گاہوں کی طرف تیزی سے اترتا جا رہا تھا۔ ولید اور مسلم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے برشلونہ کی بندرگاہ کے جنوب میں سمندر کے کنارے ایک آبادی میں داخل ہو رہے تھے۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہی لنگڑا ملاح جو انہیں ان کے مستقر میں ملا تھا ایک مکان کے اندر سے نکلا اور چپو کے سہارے اپنی ایک ٹانگ کو گھسیٹتا ہوا سمندر کی طرف چلا گیا۔

ولید اور مسلم چند لمحوں تک ایک جگہ کھڑے ہو کر اس لنگڑے ملاح کو دیکھتے رہے۔ جب وہ اپنی کشتی میں سوار ہو کر سمندر کی نیلی خلاؤں کے اندر مشرق کی سمت روپوش ہو گیا تو مسلم ولید کو لے کر اسی مکان میں داخل ہوا جس کے اندر سے وہ لنگڑا ملاح نکلا تھا۔

مکان کے اندر ایک بوڑھی عورت تھی جو ولید اور مسلم کو دیکھتے ہی ایک کمرے سے نکل کر اُن کی طرف صحن میں بڑھی۔ مسلم گھوڑے سے اُتر کر اس بوڑھی عورت سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بڑھیا نے غمگین لہجے میں کہا۔ شاید تم مجھے یہ خبر سنانے آئے ہو کہ تمہارا امیر ایک بحری جنگ میں زخمی ہو کر مر گیا ہے۔ مسلم نے اپنا سر جھکاتے ہوئے کہا۔ آہ! میں آپ سے یہی خبر کہنے آیا ہوں۔ شاید میرے یہاں آنے سے قبل وہ

بوڑھا ملاح آپ کو سب کچھ بتا چکا ہے۔ اس بوڑھی عورت کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ تھوڑی دیر قبل تک وہ روتی رہی ہے کہ اس کی آنکھیں ابھی تک سوجی ہوئی تھیں۔

وہ بوڑھی عورت چند لمحوں تک خاموش رہی اور ولید کی طرف ایسے انداز میں دیکھتی رہی جس طرح ایک ماں کی آنکھیں اپنے کھوئے ہوئے بچے کو تلاش کرتی پھرتی ہیں۔ پھر اس نے ایسی آواز میں مسلم سے پوچھا گویا کوئی اداس لہجے میں کہانی سُنا رہا ہو۔ مسلم! یہ تیرے ساتھ نوجوان کون ہے۔ مسلم نے اس بار چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ یہ ہمارے مرحوم امیر ہشام کا بیٹا ولید ہے۔ اب یہی ہمارے گروہ کا امیر ہے۔ وہ بوڑھی عورت بڑی شفقت و محبت سے ولید کی طرف دیکھتی رہی کہ ولید نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے خاتون! تُو کون ہے اور تیرا ہمارے ساتھ کیا تعلق کیا رشتہ ہے۔

اس بوڑھی عورت نے کہا۔ میرا نام عزلان ہے۔ پھر وہ چند لمحوں کے لیے رُک گئی کیوں کہ اس کی آنکھڑیوں کی نمناک چتاؤں میں درد کی جھیل کے کئی کنول کھل اُٹھے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی انتہائی کوشش کی اس کے باوجود اس کی پلکوں پہ ناچتے آنسو زمین پر گر گئے جنہیں اس نے پونچھتے ہوئے کہا۔ ہشام کے بیٹے! تو اس وقت ایک ننھا بچہ تھا جب عربوں کی وادی ارغون اُجڑی۔ سُن! میرا تعلق بھی اسی وادیٔ ارغون سے ہے جس کی تُو نے کبھی گھاس نہیں سونگھی۔ اس کے درختوں کی جڑیں اور شاخیں نہیں سونگھی۔ خدا وہ وقت جلد لائے کہ کسی دن، کسی رات اور کسی لمحہ میں تمہیں یہ بتا سکوں کہ میں کون ہوں۔

ولید خاموش رہا۔ بڑھیا نے غمزدہ لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔ میں تیرے لیے دُعا کرتی ہوں کہ تو اپنے ساتھیوں کی اُمید و آدرش کا مظہر بن کر رہے۔ تو وادیٔ ارغون میں غرور کے انگاروں کو ٹھنڈا کرے۔ غم کی اندھی رات کے لیے ایک تازہ سحر اور راہوں کے آشوب کو دُور کرنے والا ثابت ہو۔ تیری نسل ریت کے ذرّوں کی مانند بڑھے اور سیاہ رات کے پھیلاؤ کی طرح پھیلتی جائے۔ خدا کرے تو ہر فصل کے لیے ابر، ہر کھیت کے لیے دُعا اور ہر تاریک راہ کا روشن چراغ بن کر رہے۔ تیری شام میں کوئی غبار اور تیری زندگی کی شفق میں کوئی حبس نہ ہو اور تیرے دشمن تیرے سامنے کپڑا لگے سیب کی مانند ایک ایک

کرکے گرنے لگیں ۔ پھر بوڑھی عزلان یوں خاموش ہوگئی ۔ جیسے وہ پرانی یادوں کے اندھیروں میں گھو گئی ہو ۔ مسلم نے آگے بڑھ کر عزلان کو نقدی کی ایک تھیلی دی ۔ پھر وہ دونوں مکان سے باہر نکل کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور رات کی ہر لحہ گہری ہوتی ہوئی تاریکی میں وہ اپنے گھوڑوں کو سمندر کے کنارے سے لحہ بہ لحہ دور ہٹتی ہوئی اس شاہراہ پر سرپٹ دوڑا رہے تھے جو برشلونہ کی بندرگاہ سے نکل کر وادی طلیطلہ کی طرف جاتی تھی ۔

○

ولید اور مسلم پوری رات بھر اپنے گھوڑے دوڑاتے رہے ۔ صبح کی نماز انہوں نے طرطوشہ شہر اور کوہستانِ طلیطلہ کے درمیان پڑنے والی ایک صحرائی سرائے میں پڑھی اور وہیں دونوں نے صبح کا کھانا کھا کر دوبارہ اپنا سفر شروع کر دیا تھا ۔ سرائے سے ایک میل جنوب کی طرف جانے کے بعد وہ ایک چوراہے پر رک گئے ۔ وہاں سے ایک شاہراہ سیدھی آگے وادی شقر، جبل مورینہ اور قرطبہ سے ہوتی ہوئی اشبیلیہ کی طرف چلی گئی تھی ۔ بائیں ہاتھ جانے والا راستہ سیدھا مرسیہ کی بندرگاہ کی طرف چلا گیا تھا اور جو شاہراہ دائیں طرف جاتی تھی ۔ وہ کوہستان طلیطلہ کے دامن سے ہوتی ہوئی دریائے تاجہ اور وادیٔ آنہ کے بیچ بیچ گزرنے کے بعد دور اندلس کے مغربی ساحل کے شہر قصرابی وانس تک نکل گئی تھی ۔

ولید نے مسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ مسلم تم سیدھے آگے چلے جاؤ اور عرب قبائل ۔ بنو کلب ۔ بنو معریہ ۔ بنی قیس ۔ بنو لخم و جذام اور بنی محارب سے رضاکار جمع کر کے لاؤ ۔ وہ سب عرب قبائل تمہارے جاننے والے ہیں ۔ جس قدر رضاکار تم جمع کر سکو انہیں لے کر سیدھے اپنے مستقر کی طرف روانہ ہو جاؤ ۔ میں دائیں طرف کوہستانِ طلیطلہ کے دامن میں آباد مرابطین کی طرف جاتا ہوں ان کا سردار عمروس بن جندل مجھے اچھی طرح جانتا ہے ۔ بلکہ یوں کہہ لو وہ میرے مخلص و جاں نثار دوستوں میں سے ہے ۔ وہ کسی حالت میں بھی مجھے مایوس نہ کرے گا ۔ تمہاری منزل مجھ سے نزدیک ہے شاید تم عرب قبائل سے رضاکار لے کر مجھ سے پہلے مستقر پہنچ جاؤ ۔ اب ہمیں اپنی

اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے ۔ دونوں نے اپنے گھوڑوں پر بیٹھے ہی بیٹھے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا پھر وہ اپنی اپنی منزل کی طرف اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے ۔

سہ پہر کے قریب ولید خیموں کے ایک شہر میں داخل ہو رہا تھا ۔ کوہستانِ طلیطلہ کے دامن میں جہاں تک انسانی نگاہ کام کرتی تھی خیمے ہی خیمے نظر آتے تھے خیموں کا یہ شہر مرابطین کا تھا جو نسل کے بربر تھے اور کوہستان طلیطلہ میں بکریاں ۔ اونٹ اور گھوڑے پال کر اپنی گزر بسر کرتے تھے ۔ وہ عربوں کی طرح صحرائی قسم کے سخت لڑاکا اور جنگجو تھے ۔ کچھ بربر ولید کو پہچان گئے تھے اور وہ شور کرنے لگے تھے ۔ ہشام کا بیٹا آ گیا ہمارا دوست، ہمارا مربی ولید آ گیا ۔ کچھ زندہ دل جوانوں نے ولید کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور اسے اپنے سردار کے خیمے کی طرف لے جانے لگے ۔ لوگوں کا شور سن کر سرخ بنات کے ایک خیمے کے اندر سے ایک جوان نکلا ۔ وہ بائیس چوبیس برس کا ہوگا ۔ اس کا قد خوب لمبا، جسم بھرا ہوا اور کڑا اور چہرے پر صحرائی عقاب جیسا جلال و قہر تھا ۔ وہ مرابطین کا سردار عمروس بن جندل تھا ۔

ولید بربروں کے درمیان گھرا ہوا جب عمروس کے سامنے آیا تو عمروس اسے دیکھتے ہی اس کی طرف بھاگا ۔ ولید بھی فوراً اپنے گھوڑے سے اتر گیا ۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے ۔ عمروس ولید کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور اپنے ساتھ خیمے کے اندر بچھی ہوئی چٹائی پر بٹھاتے ہوئے پوچھا ۔ آج ایک عرصہ بعد میرے بھائی نے ہمارے ہاں آنے کی کیسے تکلیف کی ۔ ولید نے غمزدہ سے لہجے میں کہا ۔ عیسائی قزاقوں کے ساتھ ایک بحری جنگ میں میرا باپ مارا گیا ہے ۔ عمروس نے دکھ کے اظہار میں کہا ۔ آہ ہشام ! ہمارا مربی اور ہمارا مددگار ختم ہوگیا —— ولید پھر بولا ۔ میں تم سے امداد طلب کرنے آیا ہوں ۔ عمروس نے شفقت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ کیسی امداد؟ —— میں وادیٔ ارغون عیسائی حکمران فرولندہ سے واپس لینے کا عزم کر چکا ہوں اس کے لیے مجھے اعانت کی ضرورت ہے ۔ اس کے علاوہ میں بحری قزاقوں سے بھی انتقام لوں گا ان کا مستقر جزیرہ سارڈینیا میں ہے ۔

عمروس نے بڑی عقیدتمندی سے کہا۔ امیر ہشام کے بعد آپ ہی ہم سب کے امیر ہوں گے۔ بربّ کعبہ ہم آپ کی خاطر اپنی تلواروں کے میان آگ میں ڈال دیں گے میں جانتا ہوں آپ دُشمن کے لیے جور و عقوبت اور اپنوں کے لیے چشمۂ دانش اور منبعِ فراست ہیں۔ اے میرے آقا! میرے بھائی! میرے دوست! میں جانتا ہوں۔ آپ شجاعت کے جوہر آب دار ہیں۔ ہمارا آپ کا رشتہ فاصلوں سے ماورا ہوگا۔ آپ کی نِدا پر، آپ کی رضا پر ہم زمین کی جڑوں سے آسمان کی رفعتوں تک دُشمن کا مقابلہ کریں گے۔ آپ میرے پورے قبیلے کو اپنا مطیع و فرمانبردار پائیں گے۔ آپ جب اور جدھر چاہیں میرا پورا قبیلہ آپ کے ایک ادنیٰ اشارے پر کوچ و قربان ہو جائے گا۔

ولید نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ تو پھر میری خواہش ہے کہ آپ اپنے پورے قبیلے کے ساتھ میرے ساتھ کُوچ کریں۔ عمروس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ واللہ! میرے لیے یہ سب سے بڑی سعادت ہوگی کہ میں آپ کے مستقر میں رہ کر آپ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کروں۔ اب آپ حکم دیجیے کہ ہم کب تک یہاں سے کُوچ کریں۔ ولید نے بڑے خلوص سے عمروس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ عمروس! عمروس اس کے لیے میری اجازت کی ضرورت نہیں۔ کُوچ کا فیصلہ میں تم پر چھوڑتا ہوں۔ جو مناسب چاہو کرو۔ عمروس نے ولید کا بازو پکڑتے ہوئے کہا تو پھر میرے ساتھ خیمے سے باہر آئیے۔

عمروس ولید کو لے کر اپنے خیمے سے باہر آیا پھر وہ باری باری چاروں سمتوں کی طرف مُنہ کر کے پکارنے لگا۔ یا معشرِ مرابطین! یا معشرِ مرابطین! (اے گروہ مرابطین) چاروں طرف سے کیا جوان، کیا بوڑھے مرد بلکہ کمسن بچّے بھی اپنی تلواریں میانوں سے نکالتے ہوئے لبیک لبیک پکارتے ہوئے عمروس کے خیمے کے چاروں طرف جمع ہونے لگے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں خیمے کے چاروں طرف دُور دور تک مسلح مردوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہُوا سمندر جمع ہو گیا تھا۔ عورتیں بھی اپنے اپنے خیموں سے نکل کر یہ منظر دیکھنے لگی تھیں۔

عمروس نے پھر پکارتے ہوئے اپنے قبیلے والوں کو مخاطب کیا۔ یا معشرِ مرابطین! ہمارے پُرانے مُربی اور مددگار امیر ہشام بجری قزاقوں کے ساتھ ایک جنگ میں مارے جا چکے ہیں۔ یہ ان کے بیٹے ولید ہیں۔ اب یہ اپنے گروہ کے علاوہ ہمارے امیر بھی ہیں آنے والی شب کے پچھلے پہر اپنے خیموں کو اُکھاڑ کر تہ کر لینا کہ فجر کی نماز کے بعد ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ ہماری منزل امیر ولید کا مستقر ہیں۔ اب ہم ان کے شانہ بشانہ ان کے دشمنوں سے جنگ کریں گے۔ جاؤ اپنے اپنے خیموں کو چلے جاؤ اور اپنی تیاری کرنے کے علاوہ اپنا اپنا زادِ راہ بھی بنا لو۔ جاؤ میرے ساتھیو! میں اس وادی کی طرف کُوچ کرنے کا عزم کر چکا ہوں جہاں ہماری مِلّت کی زندگی ہی زندگی اور مذہب کی روشنی ہی روشنی ہوگی۔ سب لوگ منتشر ہو کر واپس چلے گئے۔ عمروس دوبارہ ولید کو اپنے خیمے کے اندر لے جا رہا تھا۔

بوڑھا اوریاہ کئی روز کے لگاتار سفر کے بعد ایک روز طلیطلہ کے حکمران الباحسن یحییٰ المامون کے سامنے کھڑا تھا۔ المامون نے اپنے ترجمان کو مخاطب کر کے کہا۔ اس عیسائی بوڑھے سے پوچھو یہ کس غرض سے ہمارے پاس آیا ہے۔ کیا یہ کسی کے خلاف نالش لے کر آیا ہے۔ بوڑھا اوریاہ عربی پر مکمل عبور رکھتا تھا لہٰذا وہ ترجمان کے پوچھنے سے قبل ہی بول پڑا۔ میں طلیطلہ کے حاکم کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ آپ الاخوین کے عیسائی حکمران کے خلاف کوئی قدم اُٹھائیں۔ وہ عیّاش اور اوباش ہے۔ اس کے ہاں ہر کسی کی عزّت معرضِ خطر میں ہے۔

المامون نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے لیے تم فرولندہ کے پاس کیوں نہیں گئے وہ ایک طاقتور عیسائی حکمران ہے۔ اوریاہ نے آخری ضرب لگاتے ہوئے کہا۔ فرولندہ اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتا کہ الاخوین کا حکمران جیولوس ماریا اور فرولندہ گہرے دوست ہیں۔ اس کے علاوہ ایک وجہ اور ہے جو میں آپ کے پاس اس کی نالش لے کر آیا ہوں۔ المامون نے گہری نگاہوں سے اوریاہ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ وہ وجہ کون سی ہے جو تمھیں

ہمارے پاس کھینچ لائی ہے۔ اوریاہ نے اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی صلیب ٹٹولتے ہوئے کہا، جیولوس ماریا مسلمانوں پر مظالم و ستم ڈھا رہا ہے۔ ابھی پچھلے چند روز میں اس نے ایک مسلم مبلغ طلیحہ بن حباب اور اس کے ہاتھوں مسلمان ہو جانے والے عیسائیوں کو گرفتار کیا اور انہیں اپنے قصر میں بلا کر قتل کروا دیا تھا۔

المامون بھڑک اٹھا۔ میں طلیحہ بن حباب کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ ایک پارسا اور باعمل مبلغ تھا۔ کیا جیولوس ماریا نے واقعی اسے قتل کر دیا ہے۔ اوریاہ نے بڑی عاجزی سے کہا۔ میں بوڑھا آپ سے جھوٹ نہیں کہہ رہا۔ جیولوس ماریا نے طلیحہ کو قتل کرا دیا ہے، آپ اس کی تصدیق کرا لیں اگر میں جھوٹا نکلا تو آپ کو اختیار ہوگا کہ آپ میرا سر قلم کر دیں۔ المامون نے بے حد جذباتی بنتے ہوئے کہا۔ اگر جیولوس نے طلیحہ بن حباب جیسے مسلم مبلغ اور اس کے ساتھ نومسلموں کو بھی قتل کر دیا ہے تو میں جیولوس ماریا کے خلاف ضرور لشکر کشی کروں گا۔ تم اپنا نام کہو، تمہارا نام کیا ہے ——— میرا نام اوریاہ ہے۔ المامون نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ سنو بوڑھے اوریاہ! آج کی شب تم ہمارے ہاں ایک مہمان کی حیثیت سے گزارو، کل تم ہمارے ساتھ روانہ ہو گے۔ جیولوس ماریا پر حملہ کرنے کے لیے میں کل اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کروں گا۔

طلیطلہ کے حاکم یحییٰ المامون کی طبیعت میں توازن اور اعتدال نہ تھا۔ بغیر کسی تیاری کے اس نے جیولوس ماریا پر لشکر کشی کر دی۔ جیولوس کے جاسوس ایک روز قبل ہی اسے المامون کے حملے کی خبر دے چکے تھے۔ لہذا جیولوس نے بروقت تیاری کر کے اپنے قلعوں سے پانچ میل جنوب میں پہاڑوں سے گھرے ہوئے ایک وسیع میدان کے اندر المامون کا استقبال کیا۔ المامون کے پاس مختصر سا ایک لشکر تھا جب کہ جیولوس کے پاس اس سے دس گنا زیادہ سپاہ تھی۔ المامون نے جیولوس کی فوجی قوت کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے۔ پہلے انفرادی جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا۔ اس کے بعد دونوں لشکروں میں عام جنگ شروع ہو گئی۔ المامون زیادہ دیر تک جیولوس کا مقابلہ نہ کر سکا اور اپنے لشکر کے ساتھ شکست کھا کر طلیطلہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

جیولوس نے چند میل تک تعاقب کر کے بھاگتے ہوئے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اس کے بعد وہ اپنے قلعوں کی طرف لوٹ گیا تھا۔ المامون کی زندگی کی یہ بدترین شکست تھی جس نے اسے ایک حد تک بددل کرنے کے علاوہ جیولوس ماریا کی طرف سے خوفزدہ بھی کر دیا تھا۔

○

ایک روز مسلم مختلف عرب قبائل سے رضاکار لے کر اپنے مستقر میں داخل ہوا تھا۔ اس کے ساتھ بنو قیس کا سردار جابر بن وہب بھی تھا۔ مستقر میں آ کر کوہستانی غاروں کے اندر قیام کرنے کے بجائے عرب کوہستان کے دامن میں اپنے خیمے نصب کرنے لگے تھے جب کہ ناطور بن بدر جو حبشی ماہی گیروں کا سردار تھا اور جسے ولید اپنے لشکر کا امیر مقرر کر کے گیا تھا۔ مسلم کی راہنمائی میں اپنے ملاحوں کے ساتھ مل کر نئے آنے والے عربوں کے لیے کھانے کا انتظام و انصرام کرنے لگا تھا۔ عربوں کے ساتھ آنے والی ان کی عورتوں اور بچوں کے کھانے کا انتظام ماہی گیروں کی عورتیں آ کر کرنے لگی تھیں۔

دوپہر کے بعد جب نئے آنے والے عرب اور ان کے اہل خانہ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے اپنے خیموں کے اندر آرام کر رہے تھے۔ ایک گھوڑ سوار اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا مستقر میں داخل ہوا۔ کوہستانی غاروں کے پاس آ کر اس سوار نے گھوڑے کو روکا اور جب وہ گھوڑے سے اترنے لگا تو چکرا کر اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ زخمی ہو۔ مسلم، ناطور بن بدر اور نئے آنے والے عربوں کا سردار جابر بن وہب ایک خیمے کے اندر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے اس زخمی سوار کو دیکھ لیا تھا اس لیے وہ خیمے سے نکل کر اس کی طرف بھاگے۔ جب وہ نزدیک گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ بوڑھا اوریاہ تھا جو گھوڑے سے گر کر بے بسی کی حالت میں پتھریلی زمین پر پڑا تھا۔ اس کا پورا لباس خون میں بھیگا ہوا تھا حتیٰ کہ اس کے گلے میں لٹکتی ہوئی صلیب بھی خون آلود ہو چکی تھی۔ مسلم نے زمین پر بیٹھ کر جب اپنی گود میں لیتے ہوئے اسے سنبھالنے کی کوشش کی تو اوریاہ جو ہوش میں تھا چلانے لگا۔ مجھے امیر ہشام کے پاس لے چلو۔ تمہیں تمہارے خدا اور تمہارے رسولؐ کا واسطہ مجھے اپنے امیر ہشام کے پاس لے چلو۔ عرب سردار جابر بن

جابہ نے چند لمحوں تک غور سے اوریاہ کی طرف دیکھا پھر اپنے خیموں کی طرف بھاگتے ہو
اس نے مسلم سے کہا مُسلم چچا! میں اپنے طبیب کو بلا کر لاتا ہوں۔ وہ ایک لاجواب اور
مثل جراح ہے۔ وہ اس کے زخموں کی دیکھ بھال کرے گا۔ یوں لگتا ہے اس بوڑھے
کے پاس ہمارے لیے کوئی اچھی خبر ہے۔ جلد ہی جابہ اپنے طبیب کو لے آیا۔ اس
اوریاہ کے زخم دیکھے اور اپنے سردار جابہ کی طرف دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا جس کا مطلب
تھا کہ وہ بوڑھے اوریاہ کی زندگی سے مایوس ہے۔ تاہم وہ وقتی طور پر اس کے زخموں
مرہم پٹی کرنے لگا تھا۔

عرب طبیب جس کا نام سالم بن علقمہ تھا۔ جب اوریاہ کے زخموں کی مرہم
سے فارغ ہوا تو اوریاہ پھر شور کرنے لگا مجھے اپنے امیر ہشام کے پاس لے چلو۔ مسلم نے
کیا تم امیر ہشام کو جانتے ہو۔ بوڑھے اوریاہ نے غور سے مُسلم کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں
پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی اور اس نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔ شاید میں تمہیں
بھی جانتا ہوں۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام مسلم بن تمام ہے۔ شاید تم مجھے پہچان
نہیں سکے ہو۔

آج سے پانچ برس قبل اس شام کو یاد کرو جب کہ مسلمانوں کے پانچ تجارتی
جہاز افریقہ کے شہر طنجہ سے اندلس کی طرف آرہے تھے اور عیسائی بحری قزاقوں نے ان پر
حملہ کر دیا۔ امیر ہشام نے مسلمانوں کے ان تجارتی جہازوں کو عیسائی قزاقوں سے بچایا تھا
اور عیسائی قزاق جزیرہ سارڈینیا کی طرف بھاگ گئے تھے۔ مسلمانوں کے ان تجارتی جہازوں
میں میں بھی افریقہ سے اندلس کا سفر کر رہا تھا اور ان جہازوں کے اندر میرا بھی تجارتی سامان تھا
اس شام امیر ہشام کے ساتھ میں نے تمہیں بھی دیکھا تھا ـــــ مُسلم نے سوچتے ہوئے کہا
تمہارا نام اوریاہ نہیں ہے ـــــ ہاں، میرا نام اوریاہ ہے ـــــ

مُسلم نے غمزدہ آواز میں کہا سنو اوریاہ! امیر ہشام عیسائی بحری قزاقوں کے
ساتھ ایک بحری جنگ میں مارا جا چکا ہے۔ اب اس کا بیٹا ولید ہمارا امیر ہے۔ بوڑھے اوریاہ
نے دو بتی اور لرزتی آواز میں کہا۔ آہ امیر ہشام! تو ایک نیک دل انسان تھا۔ شاید قدرت

اس کام کی تکمیل منظور نہیں ہے جس کے لیے میں یہاں تک آیا ہوں۔
مسلم نے اوریاہ کے سر کو اپنی گود میں لیتے ہوئے کہا۔ تم کس غرض سے یہاں آئے
ہو۔ اور کس نے تمہیں زخمی کیا ہے۔ اوریاہ نے دھیمی دھیمی آواز میں کہا۔ سنو! میری ایک
جوان اور حسین بیٹی ہے۔ میں الانوین کے قلعوں کا رہنے والا ہوں۔ وہاں کا حاکم جیولوس
میری بیٹی پر نظر بد رکھتا تھا۔ اپنی بیٹی کی عزت اس بھیڑیے کے ہاتھ سے بچانے کے لیے
میں نے اپنی بیٹی کو کلیسا کے لیے وقف کر دیا۔ جس روز میں نے اپنی بیٹی کو کلیسا کے حوالے
کیا اسی روز جیولوس ماریا نے ایک مسلم مبلغ طلیحہ بن جباب اور اس کے ساتھ چند نومسلموں کو
قتل کرا دیا۔ طلیحہ کا قصور یہ تھا کہ وہ اسلام کی تبلیغ کرتا تھا اور نومسلموں کا جرم یہ تھا کہ انہوں
نے عیسائیت پر اسلام کو ترجیح دی تھی۔

میں چاہتا تھا کہ جیولوس ماریا سے اس کے مظالم کا انتقام لوں۔ اس غرض کے
لیے میں طلیطلہ کے مسلمان حکمران المامون کے پاس گیا اور اس سے جیولوس کی نالش کی جس کے
جواب میں المامون نے جیولوس پر حملہ کر دیا لیکن اس نے شکست کھائی اس لیے کہ اس نے
جیولوس کی فوجی قوت کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ میں اسی غرض سے تم لوگوں کی طرف آرہا تھا۔
کہ جیولوس کے کچھ سپاہیوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ انہیں خبر ہو گئی تھی کہ ان پر حملہ کرنے کے لیے
المامون کو میں نے ترغیب دی تھی۔ انہوں نے مجھے بُری طرح زخمی کر دیا۔ تاہم میں اپنی جان
بچا کر یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب تم مجھے اپنے نئے امیر ولید کے پاس لے چلو
میں اپنی نالش اب اس سے کروں گا۔

مُسلم نے بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ امیر ولید اس وقت ایک مہم پر گئے
ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ آج ہی یا کل آجائیں۔ اوریاہ نے پُرامید اور مایوسانہ لہجے میں
پوچھا۔ کیا تمہارا نیا امیر ولید اپنے باپ کی طرح بہادر اور پُرخلوص ہے۔ مسلم نے فخریہ انداز
میں کہا۔ وہ ایک بہترین شناور، عمدہ شہسوار ہے۔ وہ ملت کی ماؤں کا سورما سپوت، بہنوں
کا محافظ اور لشکر کو راہ دکھانے والا ہے۔ وہ ہماری آنکھ کا تارا، امیدوں کا سہارا۔ ہمارے
خوابوں کی تعبیر اور صدیوں کا حساب چکانے والا ہے۔ وہ اپنے باپ سے کہیں زیادہ شجاع

اور سرگرم ہے اس کے دَور میں ہمارا خاموش اور ساکن دَور ختم ہوگا۔ وہ ہمارے ورثے کی مقدّس مشعل ہے اور اس کی راہنمائی میں ہم اپنے آپ کو نئی صفوں کے درمیان اور نئی قطاروں کے اندر کھڑا پائیں گے۔

مسلم نے ذرا دم لے کر کہا۔ اے بوڑھے اوریاہ! وہ اپنی ملّت کے ہونٹوں کا گیت اور ہمارے لیے سفید پھولوں کا خواب ہے۔ ان پرندوں کا خواب جو لیموں کے درختوں پر اپنے دل کا سوگ کم کر لیتے ہیں۔ اس کی محبت کی جڑیں ہمارے دِلوں کے اندر پیوست ہیں۔ اپنوں کے لیے وہ موم سے زیادہ نرم اور دشمنوں کے لیے عوج کے عمدہ نسل کے گھوڑوں سے بھی زیادہ سرکش اور طاغی طبع ہے۔ تقدیسِ کعبہ کی قسم وہ ابتلا کی ساعتوں میں ثابت قدم رہنے والا ایسا نوجوان ہے جو آپ پیاسا رہ کر اوروں کی پیاس بجھاتا ہے۔ ہمارے لیے وہ آدمیت کی اوج اور انسانیت کی لامنتہٰی بلندی ہے۔ وہ ایک ایسا ابر ہے جو ہمارے بنجر بن پر برسہا برس برستا رہے گا۔ اس کی رہبری میں ہم فتح و خوش حالی کے ترانے گائیں گے۔ اس کے پیچھے ہم جگنوؤں کی مشعلیں لے کر آسمان کی رفعتوں کی طرف پرواز کریں گے۔

بوڑھے اوریاہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں جانتا ہوں تم جھوٹ نہیں کہتے۔ تمہارا ولید اگر ایسا ہے تو وہی وہ نوجوان ہے جو جیولس کے خلاف کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ کاش وہ اس وقت یہاں ہوتا اور میں اس سے گفتگو کرنے کی سعادت حاصل کر سکتا۔ اچانک بوڑھا نہ جانے کیوں کسی درویش کی کٹیا کے اندر جلنے والے اس دیئے کی مانند اداس ہو گیا جیسے ہر آن اور ہر لمحہ شب کے تیز طوفانوں میں بُجھ جانے کا خطرہ درپیش ہو۔ پھر اس نے ٹوٹتی آس اور منتشر ہوتی ہوئی اُمید میں کہا۔ کاش میں طلیطلہ کے مسلم حکمران کے پاس نہ گیا ہوتا۔ میں نے اس کی قوت کا اندازہ لگانے میں غلطی کی تھی۔ میری اصل منزل تو ولید بن ہشام تھا۔ میرا دِل کہتا ہے یہی وہ نوجوان ہے جس کا انتخاب یسوع مسیح کا خداوند کسی بہت بڑے انقلاب کے لیے کر چکا ہے۔

بوڑھا اوریاہ جب خاموش ہُوا تو طبیب سالم بن علقمہ نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ اسے اُٹھا کر خیمے میں لے چلیں ایسا نہ ہو ——— بوڑھے اوریاہ کی دِل شکنی کا

خیال کرتے ہوئے سالم بن علقمہ خاموش ہو گیا۔ حبشی سردار ناطور بن بدر نے اوریاہ کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ پھر وہ اسے اسی خیمے کی طرف لے جا رہے تھے جہاں تھوڑی دیر قبل بیٹھ کر وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

○

سہ پہر کے وقت جب کہ مُسلم، ناطور بن بدر، جابر بن وہب اور طبیب سالم بن علقمہ خیمے کے اندر زخمی اوریاہ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک دم وہ چونک پڑے اور بھاگ کر خیمے سے باہر آئے کیونکہ انھوں نے ایک ساتھ کئی نقّارے بجنے کی آوازیں سنی تھیں۔ جب وہ خیمے سے باہر آئے تو اُنھوں نے دیکھا۔ ولید امیر مرابطین کے ساتھ مستقر میں داخل ہو رہا تھا۔ سب سے آگے آگے ولید تھا۔ اس کے پیچھے مرابطین کا سردار عمرو بن جندل تھا۔ جس کے پیچھے ہزاروں مسلح سوار صفیں باندھے آ رہے تھے۔ درمیان میں اونٹوں پر عورتوں اور بچّوں کے علاوہ خیمے اور گھریلو سامان لدا ہوا تھا۔ سب سے پیچھے بکریوں اور فالتو گھوڑوں کے ریوڑ تھے جنہیں اَن گنت سوار ہانکتے چلے آ رہے تھے۔

مرابطین کو دیکھتے ہی مُسلم نے تکبیر بلند کی جس کے جواب میں مستقر میں پہلے سے موجود عربوں اور حبشیوں نے اپنی کھولتی ہوئی آوازوں میں اللہ اکبر پکارا اور اس کے بعد مرابطین کی طرف سے ایسے جذبے اور ایسی آوازوں میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ گویا زمین کا وہ حِصّہ کسی آتش دہن کے باعث لرز اُٹھا ہو۔

پہلے مُسلم نے جابر بن وہب کو ولید سے متعارف کرایا۔ پھر ولید نے عمرو بن جندل کے متعلق بتایا۔ ولید سے اجازت لے کر عمرو نے ایک کھلے میدان کے اندر اپنے قبیلے کو خیمے نصب کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ مستقر میں پہلے سے موجود عرب۔ حبشی مرد اور عورتیں بھاگ کر مرابطین کے کھانے کا انتظام کرنے لگے تھے۔

مُسلم کو اچانک بوڑھے اوریاہ کا خیال آ گیا اور اس نے ولید سے کہا۔ ایک بوڑھا عیسائی جو زخمی ہے آپ کا منتظر ہے۔ میرے ساتھ آئے ہوئے ایک عرب طبیب کا کہنا ہے کہ وہ صرف چند ساعتیں زندہ رہ سکے گا۔ میرا مشورہ ہے آپ اس سے مِل لیں۔ اس کی

باتوں میں ہمارے لیے بہتری اور خلوص ہے۔

ولید فوراً مسلم کے ساتھ ہو گیا۔ دونوں خیمے میں آئے۔ بوڑھا اوریاہ آنکھیں بند کیے کرب کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ مسلم نے اُسے پکارتے ہوئے کہا۔ اوریاہ! اوریاہ آنکھیں کھولو اور دیکھو ہمارے امیر ولید بن ہشام تمہارے سامنے بیٹھے ہیں۔ اوریاہ نے آنکھیں کھولیں اور بڑے انہماک سے وہ ولید کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ ولید نے بھی اس کی طرف ایسے انداز میں دیکھا جیسے چڑیوں کا شور سُن کر کوئی شاہین جاگ اُٹھا ہو۔ پھر اوریاہ اُسے اپنی پوری داستان سُنا رہا تھا۔ ولید نے دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ مجھے افسوس ہے یحیٰی المامون کو جیولوس ماریا کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے۔ اوریاہ نے پُرامید ہو کر پوچھا کیا آپ جیولوس ماریا کی سرکشی کو دبانے کا عہد کرتے ہیں۔

ولید نے کسی دیو آسا محافظ کی مانند ایک آہنی عزم میں کہا۔ ”میرے بزرگ! جیولوس ماریا کے بشپ نے عرب مبلغ اور اس کے ہاتھوں مسلمان ہونے والوں کو قتل کیا ہے۔ اب جیولوس کے قلعوں پر لشکر کشی مجھ پر فرض ہو چکی ہے۔ میں ارادہ کر چکا تھا کہ چند یوم تک وادیٔ ارغون پر حملہ آور ہوں گا۔ اور اسے فتح کرنے کے بعد جزیرہ سارڈینیا کے عیسائی بحری قزاقوں کا قلع قمع کر دوں گا۔ پر اب میں اپنا ارادہ بدلتا ہوں۔ میں جیولوس پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

اوریاہ نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے بشرِ دلیر! تیری آواز کا سحر۔ تیری تیر کی سی تیز نگاہوں کا فسوں اس بات کے گواہ ہیں کہ تیرا انتخاب کسی اہم ترین مقصد کے لیے ہو چکا ہے۔ تیرے عزم میں آندھی کے بگولوں جیسا تناؤ اور تیرے فیصلوں میں زخمی شیر کی درندگی جیسی سنگینی ہے۔ یسوع مسیح کی قسم میں اس وقت کو اپنے سامنے پھیلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ جب جیولوس ماریا تمہارے آگے بغیر چوپان کے کسی ریوڑ کی مانند بھاگ رہا ہو گا۔ ولید نے پھر ایک وارفتگی میں کہا۔

میرے بزرگ! جن عذابوں سے ہم گزرے ہیں اس نے ہماری نئی نسل کو طوفانی بنا دیا ہے۔ گو اس وقت تک ہمارے طبل خاموش رہے ہیں۔ پر اب سماں گزر

چکا ہے۔ ہم نئے طوفانوں کا استقبال کریں گے۔ عقلِ حیوانی کے بندے جیولوس کے عشرت کدوں کو ہم اپنے اصطبل میں بدل دیں گے اور آج تک جو کچھ اس نے بویا ہے وہ ہماری موجودگی میں اُسے کاٹنا ہو گا۔ اوریاہ نے اُکھڑتی سانس میں کراہتے ہوئے کہا۔ کیا مجھے کاغذ قلم مل سکتا ہے۔

ولید نے مسلم کی طرف دیکھا اور وہ اُٹھ کر باہر نکل گیا+ اوریاہ نے پھر ولید کو مخاطب کر کے کہا۔ ” اے ہشام کے شیر دل فرزند! میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں اپنی بیٹی جس کا نام عمونہ ہے اسے کلیسا طرش کے حوالے کر چکا ہوں۔ میرے زخم ایسے ہیں کہ میں کسی طور زندہ نہ رہ سکوں گا۔ میرا ایسا کوئی رشتہ دار نہیں ہے جو میری لڑکی کی حفاظت کرے۔ اے ابنِ ہشام! میں اپنی بیٹی کو تیری حفاظت اور کفالت میں دیتا ہوں۔ اپنے رب کے مقدس اور رسولؐ کے متبرک نام کے واسطے سے میں تم سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے بعد میری بیٹی کی حفاظت کرنا۔ اس کا کوئی غمگسار، کوئی چارہ ساز نہیں ہے۔

گو میں اسے کلیسا کے لیے وقف کر چکا ہوں۔ پر یہ سب ایک مجبوری کے تحت ہوا ہے۔ کاش میں اس کی شادی کر سکتا۔ اب وہ ایک راہبہ کی زندگی بسر کر رہی ہے لیکن میں جانتا ہوں اس کی خوشی اس میں نہیں۔ وہ اپنی مرضی سے راہبہ نہیں بنی۔ میں جانتا ہوں آج بھی اگر کوئی اس کا ہاتھ تھامنے والا ہو تو اس کی خاطر وہ کلیسا کو خیرباد کہہ دے گی میری بیٹی کلیسا کے لیے نہیں کسی کا گھر آباد کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ کاش اپنی بیٹی کے معاملے میں اس قدر میں مجبور و مقہور نہ ہوتا۔ اے ابنِ ہشام! کیا آپ —— ؟

بوڑھا اوریاہ کہتے کہتے رُک گیا کیونکہ مسلم خیمے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے ساتھ عمروس بن جندل، ناطور بن بدر، جابر بن وہب اور طبیب سالم بن علقمہ بھی تھے۔ مسلم کے ہاتھ میں کاغذ اور قلم دوات تھے جو اس نے اوریاہ کے سامنے رکھ دیئے۔ اوریاہ نے لیٹے ہی لیٹے قلم سنبھالا اور کاغذ پر لکھتے ہوئے اپنی نحیف اور ڈوبتی آواز میں ولید سے کہا اے ابن ہشام! یہ خط میں اپنی بیٹی کے نام لکھنے لگا ہوں۔ مجھ پر احسان ہو گا اگر آپ یہ خط اسے کلیسا طرش میں پہنچا دیں۔ بوڑھا اوریاہ آہستہ آہستہ اپنی بیٹی عمونہ کے نام خط لکھتا

رہا اور ایسا ہوا کہ جب وہ ایک صفحہ لکھنے کے بعد دوسرا صفحہ ابھی آدھے کے قریب لکھ پایا تھا کہ اس کے ہاتھ سے قلم گر گیا، اس کے بازو پھیل گئے اور گردن ڈھلک گئی۔ طبیب سالم نے آگے بڑھ کر اس کی نبض پہ ہاتھ رکھا۔ پھر اس نے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یا امیر! یہ دم توڑ چکا ہے۔ سب کی گردنیں جھک گئی تھیں۔

ولید سنبھلا، آگے بڑھ کر اس نے پہلے اوریاہ کا اپنی بیٹی کے نام لکھا ہوا خط تہ کر کے سنبھال لیا پھر اس نے اوریاہ کے گلے سے صلیب اتارتے ہوئے عمروس بن جندل سے کہا۔ عمروس! میں ابھی ایک مہم پر روانہ ہوں گا۔ ناطور بن بدر میرے ساتھ جائے گا۔ میری غیر موجودگی میں ہمیشہ مستنقر کے امیر تم ہوا کرو گے۔ اپنے لشکر سے کہو آنے والی رات اور کل کا دن آرام کریں۔ میں کل رات کی تاریکی میں الاخوین کی طرف کوچ کروں گا میں چاہتا ہوں پہلے ان دونوں قلعہ نما شہروں پر قبضہ کر کے اپنی حالت مضبوط کر لی جائے اس کے بعد فرولندہ کے خلاف قدم اٹھایا جائے۔ میری غیر موجودگی میں اوریاہ کی تکفین کر دینا

عمروس نے اپنی گردن کو قدرے خم دیتے ہوئے کہا۔ میرے آقا! ہم آپ کے ہر حکم کا اتباع کریں گے۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے حرف بہ حرف ایسا ہی ہوگا۔ ولید ناطور بن بدر کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں مستنقر سے کوچ کر رہے تھے۔

ولید کے مستنقر سے کلیساطرش پانچ میل اور الاخوین کے قلعے دس میل کے فاصلے پر تھے۔ یہ زمین کی وہی پٹی ہے جو بحیرہ روم اور خلیج بسکے کے درمیان اندلس اور فرانس کو ملاتی ہے۔ ولید اور ناطور دونوں اپنے گھوڑے سرپٹ دوڑاتے ہوئے کلیساطرش سے ذرا ہٹ کر درختوں کے ایک جھنڈ کے اندر رک گئے۔ دونوں بہترین جنگی لباس پہنے ہوئے تھے۔ سورج مغرب میں غروب ہونے کی تیاری میں تھا۔ ولید نے اپنے گلے میں اوریاہ کی صلیب ڈال لی اور اپنے گھوڑے کی باگ ناطور کو تھماتے ہوئے اس نے کہا۔ ناطور! تم دونوں گھوڑوں کے ساتھ یہیں رکو۔ میں کلیسا جا کر اوریاہ کا خط اس کی بیٹی کو پہنچاتا ہوں۔ ہمیں محتاط رہنا ہوگا کہ یہ سرزمین دشمن کی ہے۔

ناطور نے بڑی عقیدت اور احترام میں کہا۔ میرے آقا! اگر خطرے کی کوئی بات ہو تو میں آپ کے ساتھ جانا پسند کروں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ تنہا خطرے کا سامنا کریں۔ ولید نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دی۔ تم فکرمند نہ ہو۔ میں بہت جلد لوٹ آؤں گا۔ ولید کلیسا کی طرف بڑھ گیا۔ اور ناطور وہیں رک کر انتظار کرنے لگا تھا۔

ولید سفید۔ سرخ۔ گلابی اور عنابی پھولوں کے تختوں کے درمیان سے گزرتا ہوا کلیسا کے دروازے پر آیا۔ وہاں کلیسا کا ایک محافظ بیٹھا ہوا تھا۔ ولید نے گلے میں لٹکتی صلیب پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اس محافظ سے کہا۔ مجھے عمونہ سے ملنا ہے۔ چند روز ہی ہوئے وہ اس کلیسا میں آئی

ہے۔ محافظ نے تیز نگاہوں سے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیا اس کے ساتھ آپ کا کوئی رشتہ ہے۔ ولید نے جھٹ کہہ دیا۔ ہاں، میں اس کا رشتہ دار ہوں۔

محافظ کھڑا ہوتا ہوا بولا، میرے ساتھ آؤ۔ ولید اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ محافظ اسے کلیسا کے مہمان خانے میں لایا اور ایک نشست کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ تم یہاں بیٹھو، میں عمونہ کو یہیں بھیجتا ہوں۔ محافظ باہر نکل گیا۔ ولید نشست پر بیٹھ جانے کے بجائے کمرے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹہلنے لگا تھا۔ پھر وہ اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی اس صلیب کا جائزہ لینے لگا جو بوڑھے اوریاہ کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمونہ اس کمرے میں داخل ہوئی اور مسلح ولید کو دیکھ کر دروازے پر ہی ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی۔ اسے شک ہوا تھا کہ شاید جیولوس ماریا کا کوئی آدمی اسے لے جانے کو آ گیا تھا۔ ولید نے آنکھ اٹھا کر عمونہ کی طرف دیکھا۔ وہ اسے فتح و نصرت کے گیت کی طرح دلکش اور سحر کی طرح تر و تازہ دکھائی دی۔ اس کا جسم دہکتا گلاب، اس کے ہونٹوں پر شبنمی گیت مچل رہے تھے اور اس کے چہرے پر معصومیت کا گہرا رنگ تھا۔ ولید کو یوں لگا گویا نکہت و شمیم کی کوئی لہر، خوشبو کی ترنگ، رنگوں کا طوفان اور نغموں کی کوئی موج دروازے پر آ کر رک گئی ہو۔ عمونہ کا سیلاب کی طرح بہتا ہوا حسن ولید کو متاثر کیے بغیر نہ رہ سکا۔

جلد ہی ولید سنبھل گیا اور اپنی آنکھیں جھکاتے ہوئے اس نے عمونہ کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ آپ مجھ سے خوفزدہ نہ ہوں، میں جیولوس ماریا کا آدمی نہیں ہوں، میں مسلمان ہوں اور آپ کے باپ اوریاہ کی طرف سے آپ کے نام ایک خط لے کر آیا ہوں۔ عمونہ فوراً کمرے کے اندر آ گئی اور ولید کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ ولید نے پھر کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کا باپ مر چکا ہے ——— عمونہ چونک پڑی۔ کیا کہا ؟ میرا باپ مر گیا ہے ؟ ولید نے اپنے لباس کے اندر سے اوریاہ کا خط نکال کر عمونہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ تمہارا باپ تمہارے نام یہ خط لکھتے لکھتے دم توڑ گیا تھا۔ عمونہ نے خط لے لیا اور پڑھنے لگی۔

خط پڑھ کر عمونہ زار و قطار رونے لگی تھی اس کی ہچکیاں اور سسکیاں بندھ گئی تھیں اس کی آنکھوں سے آنسو یوں بہتے رہے جیسے ہوا اور دھوپ میں برف پگھلنے لگتی ہے تھوڑی دیر بعد عمونہ سنبھلی اور ولید کی طرف دیکھا۔ وہ سامنے دیکھنے کی بجائے نیچے کمرے کے فرش کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس حالت میں وہ عمونہ کو بڑا سادہ، معصوم، خوب صورت، دلکش اور بارعب لگا۔ پھر اس نے اپنے ہونٹوں کی پوری نغمگی میں کہا۔ کیا آپ امیر ہشام کے بیٹے ولید ہیں۔

ولید نے چونک کر سر اوپر اٹھایا اور عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تم میرا اور میرے باپ کا نام کیسے جانتی ہو۔ عمونہ نے دلکش آواز میں کہا۔ آپ خود ہی تو کلیسا کے محافظ کو کہہ چکے ہیں کہ آپ میرے رشتے دار ہیں اور پھر میرے باپ نے خط میں آپ کے متعلق بہت کچھ لکھ دیا ہے۔ میں پہلے سمجھی تھی کہ آپ جیولوس کے آدمی ہیں اور مجھے یہاں سے زبردستی لے جانے کے لیے آئے ہیں۔ پھر عمونہ نے اپنے لباس کے اندر سے ایک خنجر نکالا اور ولید کو دکھاتے ہوئے کہا۔ اگر آپ جیولوس کے آدمی ہوتے تو میں اس خنجر سے اپنے آپ کو ختم کر لیتی، کاش آپ ———

ولید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ تم نے صرف ایک بھیڑیا دیکھا ہے۔ میرے سامنے ایسے ان گنت بھیڑیے ہیں جن سے مجھے نبرد آزما ہونا ہے۔ عمونہ نے دعا کے انداز میں کہا۔ مقدس باپ آپ کو ہر کام میں کامیاب کرے گا۔ ولید نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ تم کوئی فکر نہ کرنا۔ اب جب کہ تمہارا باپ مجھے تمہارا محافظ و مکافل بنا چکا ہے میں ہر طرح سے تمہاری حفاظت و کفالت کروں گا۔ پھر ولید نے اپنے لباس کے اندر سے نقدی کی ایک تھیلی نکالی اور عمونہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ تھوڑی سی نقدی ہے رکھ لو تمہارے کام آئے گی۔ میں اس کے علاوہ بھی تمہیں بہت کچھ دیتا رہوں گا۔

عمونہ کے گالوں پر خوشگوار حرارت سرایت کر گئی تھی۔ وہ ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے شرما رہی تھی۔ ولید نے تھیلی زبردستی اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ یہ تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں تمہارے باپ سے اس کا عہد کر چکا ہوں۔ عمونہ نے تھیلی لے لی اور آنسو بہاتے ہوئے کہا۔ میں جو ایک ستم رسیدہ لڑکی ہوں آپ کا شکریہ ادا کرنے کے علاوہ آپ کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتی تاہم اگر کبھی آپ کو میری ضرورت محسوس ہوئی تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں آپ کی خاطر اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک بہا

دینے کو تیار ہو جاؤں گی ۔ گو میں ایک عیسائی لڑکی ہوں لیکن جس روز جیولوس ماریا کے ہاتھوں طلیطلہ کے مسلم حکمران یحییٰ المامون کو شکست ہوئی تھی تو مجھے اس کا ایسا دکھ اور صدمہ ہوا تھا کہ میں رات بھر روتی رہی تھی ۔ مجھے معلوم نہیں ایسا کیوں ہے تاہم میں آپ کو یقین دلاتی ہوں ایک عیسائی کی حیثیت سے میں آپ کے لیے کام کرنے کو تیار ہوں ۔ کیا یحییٰ المامون کی طرح ان طوفانوں میں آپ کے قدم بھی اکھڑ تو نہ جائیں گے ۔ میرے باپ نے اپنے خط میں لکھا ہے آپ جیولوس ماریا سے ٹکرانے کا عہد کر چکے ہیں ۔

ولید نے گہرے تصورات میں ڈوبتے ہوئے کہا ۔ تمہارے باپ نے ٹھیک لکھا ہے ۔ سنو ! عمونہ ! گو میں ایک ایسا مسافر ہوں جس کا سفر ابھی شروع نہیں ہوا ۔ اس کے باوجود مجھے امید ہے میں ان لوگوں کو مایوس نہ کروں گا جو مجھ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ میں آنے والے طوفانوں میں سرخرو ہو کر نکلوں گا ۔ اب میں جاتا ہوں ۔ میرا ایک ساتھی کلیسا سے باہر درختوں کے جھنڈ میں میرا گھوڑا لیے میرا منتظر کھڑا ہے ۔ اب میں تم سے ملتا رہوں گا ۔ ولید جب پیچھے ہٹنے لگا تو عمونہ نے کہا ٹھہریے ! ولید رک گیا ۔

عمونہ نے کہا ۔ آپ نے میرے باپ کو کہاں دفن کیا ہے ۔ ولید نے افسردہ لہجے میں کہا ۔ میرے ساتھی اسے میرے مستقر میں اب تک دفن کر چکے ہوں گے ۔ عمونہ نے دلگیر لہجے میں کہا ۔ کیا کسی روز میں اپنے باپ کی قبر دیکھ سکوں گی ۔ ولید نے سوچ کر کہا اس کے لیے تم چند دن انتظار کرو ۔ پھر میں تمہیں اپنے ساتھ تمہارے باپ کی قبر پر لے جاؤں گا ۔

ولید مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا ۔ عمونہ دروازے پر کھڑی ہو کر اسے جاتا ہوا دیکھنے لگی ۔ اتنے میں ایک شوخ سی راہبہ بھاگتی ہوئی آئی اور عمونہ کا شانہ پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا ۔ کہاں کھو گئی ہوں ۔ اس جانے والے سے تمہارا کیا رشتہ ہے ۔ عمونہ نے ڈوبتی آواز میں کہا ۔ وہ میرا عم زاد ہے ۔ وہ راہبہ عمونہ سے کچھ زیادہ ہی بے تکلف لگتی تھی ۔ اس کے علاوہ وہ عمونہ کی طرح ہی خوبصورت تھی ۔ اس نے عمونہ کا کان پکڑتے ہوئے کہا لگتا ہے اس کلیسا میں آنے سے قبل تم اسے پسند کرتی رہی ہو تبھی اسے جاتا دیکھ کر یوں

اداس ہو گئی ہو ۔ کلیسا میں عبادت کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں ۔ اس دوسری راہبہ نے جس کا نام طو یا تھا عمونہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا ۔ آؤ چلیں ، مجھے تم سے ہمدردی ہے ۔ ولید اب نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا ۔ دونوں کلیسا کے اندر چلی گئی تھیں ۔

ولید اور ناطور دونوں اپنے گھوڑے سرپٹ دوڑاتے ہوئے اب الاخوین کے قلعوں کی طرف جا رہے تھے ۔ پہلے انہوں نے دونوں قلعوں کے گرد ایک چکر لگا کر جنگی نقطۂ نگاہ سے ان کا جائزہ لیا ۔ پھر وہ ایک قلعے میں داخل ہوئے ۔ اندر ایک بہت بڑا شہر تھا کھلے میدان اور باغات تھے ۔ بازار میں آ کر ولید نے چند صلیبیں خریدیں پھر وہ قلعے سے نکلے اور واپس اپنے مستقر کی طرف گھوڑے دوڑا رہے تھے ۔

○

دوسرے روز آدھی رات کے بعد جب کہ کائنات کی ہر چیز گہری اور پرسکون نیند میں ڈوبی ہوئی تھی ، ولید اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مستقر سے نکلا ۔ اس کی صفوں میں عرب مرابطین اور حبشی شامل تھے ۔ مسلم کو مستقر کی حفاظت کے لیے چھوڑا گیا تھا ۔ جب کہ عمروس بن جندل ، ناطور بن بدر اور جابر بن وہب نائبوں کی حیثیت میں اس کے ہمرکاب تھے ۔ رات کے اس وقت جب کہ سرد ہوائیں یہ پیغام دے رہی تھیں " سو جاؤ میں صبح کی امید ہوں " لشکر کروٹیں لیتی رات میں بڑی برق رفتاری سے سفر کر رہا تھا ۔

الاخوین کے قلعوں سے ایک میل دور ولید نے لشکر کو روک دیا ۔ یہاں اس نے لشکر کے چار حصے کیے ۔ ہراول کا سردار عمروس کو بنایا گیا ۔ قلب ولید نے اپنے پاس رکھا ۔ میسرہ پر ناطور بن بدر اور میمنہ پر جابر بن وہب کو سالار مقرر کیا گیا ۔ ناطور اور جابر کو دونوں قلعوں سے ہٹ کر جھاڑیوں اور خود رو بیلوں کے اندر گھات میں بٹھا دیا گیا جب کہ ولید اور عمروس دونوں قلعوں کے قریب ایک کھلے میدان میں اپنے لشکر کے ساتھ فروکش ہو کر صبح کا انتظار کرنے لگے تھے ۔ یہ وہی میدان تھا جس کے اندر ایک بار طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون کو جیولوس ماریا نے شکست دے دی تھی ۔

جب صبح ہوئی اور دن کی روشنی میں جیولوس ماریا کو یہ خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا

ایک لشکر اس سے جنگ کرنے کے لیے پڑاؤ کیے ہوئے ہے۔ پہلے اس نے قلعہ کے برج پر چڑھ کر ولید اور عمروس کے لشکر کا جائزہ لیا۔ پھر اُن کی تعداد سے مطمئن ہو کر وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور کسی قسم کے توقف کے بغیر ولید اور عمروس پر حملہ کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اچانک مُسلمانوں پر حملہ آور ہو کر ان پر بوکھلاہٹ طاری کر دے گا اور وہ اس کے سامنے بھاگ جانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس سے قبل یہی طریقہ کار وہ یحییٰ لماء ولن پر بھی آزما چکا تھا اور اس میں اسے کامیابی ہوئی تھی لیکن یہاں معاملہ اُلٹ تھا۔ ولید اور عمروس اس کے حملے کے منتظر تھے اور انہوں نے جیولوس ماریا کے حملوں کا جواب بڑی سختی سے دیا تھا۔

جب جیولوس ماریا اپنے قلعے سے نکل کر ولید اور عمروس سے جنگ کرنے لگا۔ ولید کی ہدایت کے مطابق ناطور اور جابر حرکت میں آئے۔ وہ گھات سے نکلے اور مار دھاڑ کرتے ہوئے ایک قلعے میں ناطور اور دوسرے میں جابر داخل ہو گیا۔ انہوں نے قلعوں کے محافظوں کو تہ تیغ کر کے فصیل کے سارے برجوں پر قبضہ کر کے اپنی حالت مضبوط کر لی تھی۔

عین اس وقت جب کہ ولید اور عمروس اپنے لشکر کے ساتھ جیولوس ماریا کے مقابلہ میں اُمیدوں کے مظہر اور دِلوں کی دھڑکن بن کر ایک نئے جذبے ایک نئے آدرش میں ذرّے ذرّے کو سُورج کی تابانی اور قطرے قطرے کو دریا کی روانی بخش رہے تھے قلعے سے بچ کر بھاگ نکلنے والے محافظوں نے جیولوس کو خبر دی کہ مسلمانوں کا ایک لشکر دونوں قلعوں میں داخل ہو گیا ہے۔ جیولوس ماریا کے پاؤں تلے سے زمین سرک گئی اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ جنگ سے منہ موڑ کر اپنے قلعوں کی طرف بھاگا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ قلعوں میں بند ہو کر شہروں پر قبضہ کرنے والے لشکر کے خاتمے کے بعد پھر اس دشمن سے نبرد آزما ہو گا۔ لیکن یہاں اس کی سب تدبیریں ناکام ثابت ہو رہی تھیں۔ ولید اور عمروس اس کے تعاقب میں تھے اور دونوں غبارِ شام اور حبسِ شب بن کر جیولوس کے لشکر کو دُھلے ہوئے کپڑے کی طرح نچوڑ کر اس کی تعداد کم کرنے لگے تھے۔

جیولوس جب اپنے لشکر کے ساتھ ایک قلعے میں داخل ہُوا تو اس کے پیچھے

پیچھے ولید اور عمروس بھی مار دھاڑ کرتے ہوئے اس قلعے میں داخل ہو گئے تھے۔ شہر کے لوگوں نے جب جیولوس کو قلعے کے اندر دیکھا تو کیا مرد، کیا عورتیں سب مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے اور یہ صورتِ حال ایک طرح سے ولید کے لیے خطرناک تھی۔ ولید نے فوراً کچھ سوچا، اپنے گھوڑے کو وہ ایک اونچی جگہ لے گیا اور اپنے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کڑکتی آواز میں کہا۔

"اسلام کے کوہ شکن فرزندو! نورِ عین فاطمہؓ کا لازوال دل بن کر خالدؓ کی تلوار، طارق کا عزم، مثنیٰ کی اولوالعزمی، ابن قاسم کی جانبازی اور قتیبہ کی حوصلہ مندی بن کر دشمن کا مقابلہ کرو ——— آؤ! آؤ! مل کر عہد کریں کہ بحر و بر میں نیلمی ندی نالوں میں، گھاٹیوں، نشیبوں اور پہاڑوں پر اپنے ربّ کی کبریائی رقم کریں گے۔ آؤ مل کر عہد کریں، کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آگ کو ٹھنڈا کیا جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی نخوت کو مٹی میں ملا دیا تھا اس طرح آج ہم بھی لشکرِ طاغوت کو کاٹ کر رکھ دیں۔

غازیو! دلیرو! کہاں ہو میرے پاسبانو! آؤ! آؤ! دیکھو آج رب کریم کے جلال کا دن ہے۔ آج دُشمن کے ظلم کے تنوروں کو ٹھنڈا کر دیں۔ میرے سنگ صفت ساتھیو! میرے آہن ساخت رفیقو! ہماری آواز ایک پُوری ملّت کی صدا ہے۔ سنو! آج اندلس لہولہو ہے جس طرح دُشمن نے ہمیں ایک تحقیر بنا دیا تھا آؤ اسی طرح دشمن کو آج بے عزتی کے بازار میں ذلیل و رسوا کریں۔ دشمن کی ثمر آور قوتوں کو مفلوج کر دو۔ ان کے قصرِ ستم مسمار کر دو۔ آنے والی نسلیں تمہاری سرفروشی کے قصائد گائیں گی۔"

ولید کے الفاظ نے ایسا جوش اور جذبہ پیدا کیا کہ پورا لشکر فاعل وحشت کی علامت بن کر رہ گیا تھا۔ ہر طرف لاَ اِلٰہ اور اللّٰہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگی تھیں اور

جب ولید اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر دشمن کے اندر گھس کر لڑنے لگا تو مسلمان سپاہی اپنی چمکتی تلواروں اور چمکدار نیزوں کے ساتھ موت کے گرداب اور رقص کرتے ہوئے بگولوں کی شکل میں رجز پڑھتے ہوئے غضب کی خونخواری میں ہست و نیست کا کھیل کھیلنے لگے تھے۔ اپنے لہو کے صدقے میں وہ سب مل کر وہ داستانیں رقم کر رہے تھے جن کی سرخیاں بدر و حنین، یرموک اور خندق و اجنادین کے معرکوں سے مشابہہ تھیں۔ منہ پھاڑے درندوں کی طرح ان کی طرف بڑھنے والے دشمن موت سے ہم آغوش ہو رہے تھے۔

شہر کے اندر جنگ یوں بھڑک اٹھی تھی گویا ان گنت آتش فشانوں کے دہانے کھول اٹھے ہوں اور جلتا کھولتا لاوا سیلاب کی صورت میں بہہ نکلا ہو۔ زمین کی ان بجھی پیاس اور تشنگی جیولوس ماریا کے سپاہیوں کے خون سے بجھنے لگی تھی اور کمزور سے کمزور مسلمان بھی اپنے عزم آہن میں دشمنوں کے جسموں کو تار تار کرتے ہوئے ایسی داستانیں لکھ رہے تھے جن میں سرخروئی و کامرانی کے پرفشاں نشان تھے۔ ہر طرف دار و رسن کی داستانیں بکھر گئی تھیں۔ جیولوس ماریا کا لشکر ولید، عمروس اور ناطور کے سامنے اس طرح پسنے لگا تھا جیسے چکی کے پاٹوں میں اناج پستا ہے۔

زمین خون سے سرخ ہو گئی تھی۔ جیولوس ماریا کے لشکر میں شکست کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ مختلف کونوں سے اس کے سپاہی ادھر ادھر کھسکتے ہوئے بھاگنے لگے تھے۔ جب کہ مسلمانوں میں پے بہ پے، دم بہ دم اور گام بہ گام ایک نیا جذبہ ابھر رہا تھا۔ وہ بجلیوں کی بارش اور تیروں کا طوفان بن کر اس طرح حملہ آور ہو رہے تھے جیسے دم لینا ان کی عادت اور پلٹنا ان کی فطرت نہ ہو۔ تھوڑی دیر بعد جیولوس کے بچے کھچے لشکر میں واضح طور پر ابتری اور شکست کے آثار ظاہر ہو گئے تو جیولوس نے ہتھیار ڈالتے ہوئے اپنی شکست تسلیم کر لی۔ دوسرے قلعے پر جابر بن وہب اپنا مکمل قبضہ کیے ہوئے تھا۔ جب جنگ رک گئی تو ولید نے ناطور کو اس کے لشکر کے ساتھ جابر کی مدد کے لیے دوسرے قلعے کی طرف بھیج دیا تھا۔

جنگ کے خاتمہ پر ولید اور عمروس جیولوس کے قصر میں داخل ہوئے۔ ولید

اسی نشست پر بیٹھ گیا جس پر بیٹھ کر جیولوس ظلم کے احکامات جاری کیا کرتا تھا۔ جیولوس اپنے سب مشیروں کے ہمراہ ولید کے سامنے قیدیوں کی حیثیت میں کھڑا تھا۔ ولید کے بائیں ہاتھ عمروس بیٹھا ہوا تھا۔ قصر کو مسلح مسلمان سپاہیوں نے چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ولید نے جیولوس کو مخاطب کر کے کہا۔

جیولوس اپنے اس بشپ کو پیش کرو جس نے ایک مسلم مبلغ طلیحہ بن حباب کو قتل کرنے کے احکام جاری کیے تھے۔ جیولوس نے اپنے اس بشپ کی طرف اشارہ کر دیا۔ بشپ بڑے تفاخر و گھمنڈ کے ساتھ اپنی جگہ کھڑا رہا۔

بشپ کا غرور دیکھ کر عمروس کی حالت غصے میں وحشتناک ہو گئی تھی۔ غضبناک حالت میں وہ اٹھا اور اپنی خون آلود تلوار بے نیام کرتے ہوئے اس نے گرج کر کہا۔ اے بشپ! تو گستاخ اور سرکش ہے۔ تو اپنی جگہ پر ستون بنا کھڑا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا ہمارے امیر نے تمہیں طلب کیا ہے۔ واللہ! اگر امیر یہاں نہ ہوتے تو میں تیری گستاخی اور سرکشی کے باعث تیری گردن کاٹ کر رکھ دیتا۔ یاد رکھو ہم سرکشی کو اپنی جگہ رکھ کر اس کی عبرتناک سزا دیتے ہیں۔ اے بشپ! کیا تو نہیں جانتا ہمارے امیر ایک فاتح کی حیثیت میں جیولوس کی اسی نشست پر بیٹھے ہیں جس کی آڑ میں تم ظلم کے تنور گرم کرتے رہے ہو۔ آگے بڑھو اور جیولوس کے بالمقابل کھڑے ہو کہ ہمارے امیر تم سے مخاطب ہونا چاہتے ہیں۔

بشپ آگے بڑھا اور جیولوس ماریا کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ ولید نے غراتی آواز میں کہا۔ تو نے کس بنا پر طلیحہ بن حباب اور اس کے ساتھی نومسلموں کو قتل کیا تھا۔ کیا تو سمجھتا تھا ان کا کوئی پرسان حال، کوئی پاسبان نہیں۔ اگر تو نے ایسا سمجھا تو یہ تیری بھول اور خطا تھی۔ سن! آسمان پر خدا ان کا نگران اور زمین پر ایک پوری ملت ان کی محافظ ہے۔ ان کے قتل کا حکم جاری کرتے وقت کیا تیرے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ اندلس کی مسلمان حکومتوں میں ان گنت عیسائی رہتے ہیں اور وہاں تبلیغ کی خاطر تمہارے راہب کثیر تعداد میں جاتے ہیں کیا کسی مسلمان حکمران کے ہاں آج تک کسی راہب کو قتل کیا گیا ہے۔ یقیناً تمہارا جواب نہیں میں ہو گا۔

قصر میں چند لمحوں تک خاموشی رہی۔ پھر ولید نے اور زیادہ غصّے کی حالت میں بشپ کو مخاطب کر کے کہا۔ تمہاری خاموشی اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ تم مجرم اور گنہگار ہو۔ اس جگہ کھڑے ہو جاؤ جہاں تمہارے حکم سے اس قصر کے فرش پر بے گناہ مسلمانوں کا خون گرا تھا۔ بشپ اس حکم پر اپنی جگہ حیران و پریشان کھڑا تھا کہ ولید نے ذو معنی انداز میں عمرو بن کی طرف دیکھا۔ عمرو بن زخمی سانپ کی سی خوفناکی کے ساتھ کھڑا ہوا اور جلادی انداز میں اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے وہ بشپ کے پاس آیا اور اپنی تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھ کر اس پر دباؤ ڈالتے ہوئے پوچھا۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ میرے آقا نے تمہیں کیا حکم دیا ہے۔ بشپ تلوار کی نوک پر فوراً حرکت میں آیا اور چند قدم دائیں طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ عمرو بن کی تلوار فضا میں بلند ہوئی اور بشپ کو خون میں نہلاتی ہوئی اس کے جسم کو دو حصّوں میں کاٹ گئی تھی۔ قصر کے اندر کھڑے جیولوس اور اس کے مشیروں پر موت کا سناٹا چھا گیا تھا۔

ولید پھر جیولوس ماریا سے مخاطب ہوا۔ جیولوس! میں تمہاری ساری خطائیں معاف کرتا ہوں۔ گو تم واجب القتل تھے پر تمہیں آزاد کیا جاتا ہے۔ سنو! ان دونوں قلعوں کی اپنی عیسائی رعایا کے ساتھ آج شام تک یہاں سے نکل جاؤ۔ شام کے بعد دونوں قلعوں کے اندر جو بھی عیسائی نظر آیا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اور سنو' ان قلعوں کے چاروں طرف تیس میل کے اندر اندر تم لوگ کہیں آباد نہیں ہو سکتے ہو۔ تیس میل کی اس پٹی میں جو بھی عیسائی رہتے ہیں انہیں کہہ دو کہ آج شام تک وہ بھی سارا علاقہ خالی کر دیں۔ ان قلعوں کے چاروں طرف تیس میل تک کا علاقہ ہماری ملکیت ہوگا۔ اب تم جاؤ اور یہاں سے کوچ کا انتظام کرو۔ جیولوس باہر نکل گیا اور پھر اس کے اشارے پر تھوڑی دیر بعد چند عیسائی جوان دونوں شہروں کے گلی کوچوں میں بھاگ بھاگ کر اعلان کر رہے تھے کہ عیسائی رعایا شام سے پہلے پہلے کوچ کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔

ولید اور عمرو بن بھی اٹھ کر قصر سے باہر آئے۔ قلعے میں چاروں طرف مسلمان بکھرے ہوئے پہرہ دے رہے تھے۔ ولید اور عمرو بن تیزی سے چلتے ہوئے دوسرے قلعے میں آئے جہاں ناطور اور جابر اپنے لشکروں کے ساتھ قبضہ کیے ہوئے تھے۔ ولید اور عمرو بن

کو دیکھتے ہی ناطور اور جابر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ان دونوں کی طرف بڑھے۔ جب وہ نزدیک آئے تو ولید نے جابر سے کہا۔ جابر تم ابھی یہاں سے روانہ ہو جاؤ' سیدھے منتقر جاؤ اور مسلم کے ساتھ مل کر مستقر کے سب افراد کو یہاں لے آؤ اور سنو مسلم سے کہنا کہ وہ سب جہازوں' کشتیوں اور ان جوانوں کے ساتھ وہیں رہے جو ہمارے ساتھ قزاقی کا پیشہ کرتے تھے ——— ناطور نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔

"یا امیر! کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میرے وہ حبشی جوان جو جنگ میں حصّہ لے رہے ہیں وہ اپنے بیوی بچّوں کے ساتھ یہیں قیام کریں اور میرے قبیلے کے باقی لوگ وہیں رہیں۔ وہ وہاں رہ کر پہلے کی طرح مچھلیاں پکڑ کر لشکر کے لیے خوراک مہیّا کرنے کا ایک ذریعہ بن سکتے ہیں۔ ولید نے ناطور کے مشورہ کو سراہتے ہوئے کہا۔ تمہارا خیال عمدہ اور نفع بخش ہے۔ جابر کی جگہ تم چلے جاؤ اور جس طرح بہتر سمجھو کر لو۔ ناطور وہاں سے ہٹا۔ چند جوانوں کو اس نے ساتھ لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ شہر سے باہر نکل گیا تھا۔

ناطور جب چلا گیا تو ولید نے عمرو بن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمرو بن! تم کم از کم دو ہزار مسلح جوانوں کو ساتھ لو اور جیولوس ماریا کے خزانے اور غلّے کے گوداموں پر قبضہ کر لو۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی چیز باہر نہ جانے پائے۔ عمرو بن تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دوسرے قلعے کی طرف چلا گیا تھا۔

○

شام سے کافی دیر پہلے ہی دونوں شہروں کے اندر سے اور ان کے اطراف میں تیس میل کے علاقے سے ساری عیسائی آبادی جیولوس ماریا کی ہمراہی میں کوچ کر گئی تھی۔ شام تک ولید، عمرو بن' ناطور اور جابر نے مل کر دونوں شہروں کے اندر عربوں' مرابطین اور حبشیوں کو آباد کر دیا۔ جیولوس کے قصر کو سرکاری مہمان خانے میں بدل دیا گیا تھا۔ لشکر کے لیے مغربی شہر میں جو رہائشی مکان بنے ہوئے تھے ان میں سے ایک مکان میں ولید اور عمرو بن اکٹھے رہنے لگے تھے۔

ولید اور عمرو بن نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے مشرقی شہر کا نام سویدا اور

مغربی شہر کا نام حرّا رکھ دیا تھا۔ دونوں شہروں میں لشکر کے لیے مکانات بنے ہوئے تھے اور لشکر کو دونوں شہروں میں بانٹ دیا گیا تھا۔ ولید اور عمرو بن نے اپنا قیام سرہ میں رکھا تھا۔ ناطور اور جابر کو سوبیرا میں رکھا گیا تھا۔ ناطور شادی شدہ تھا لہٰذا اُسے ایک مکان دیا گیا تھا جہاں وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہنے لگا۔ جابر اکیلا تھا۔ تاہم اسے لشکر کے اندر ایک کھلا اور وسیع مکان مہیا کیا گیا تھا۔ عربوں، مرابطین اور حبشیوں کو آپس میں ملا جلا کر رکھا گیا تھا۔

ولید۔ عمرو بن جابر اور ناطور لگاتار ایک ماہ تک مصروف رہے۔ دونوں شہروں کے اندر تربیت گاہوں کے علاوہ جو کھلے میدان خالی پڑے تھے انہیں بھیڑوں، گھوڑوں اور اونٹوں کے باڑوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ دونوں شہروں کے ارد گرد پھیلی ہوئی وادی میں اناج کاشت کرنے کا بندوبست کیا گیا تھا اور پوری سرحد کے ساتھ ساتھ پتھروں سے بنی ہوئی مضبوط چوکیاں تعمیر کر کے وہاں محافظوں کے دستے متعین کر دیے گئے تھے تاکہ بروقت دشمن کے حملوں کی اطلاع کر سکیں۔ چند گھرانوں کے ذمہ صرف زمین کاشت کرنے کا کام سونپا گیا تھا جس کی بنا پر جو زمین بیکار پڑی تھی وہ بھی زیر کاشت آ گئی تھی۔ ہر طرح سے یہ کوشش کی گئی تھی کہ لوگ خوشحال اور پُرامن زندگی بسر کر سکیں۔

دوسری طرف جیولوس ماریا اپنی عیسائی رعایا کے ساتھ عیسائی ریاستوں قشتالہ اور لیون کے حکمران فرولندہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ فرولندہ نے سرحد پر اپنے امراء کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ ساری عیسائی رعایا کو سرحد کے ساتھ ساتھ آباد کر دیا گیا اور جیولوس ماریا کو فرولندہ نے اپنی افواج کا سالارِ اعلیٰ مقرر کر دیا تھا اور اس طرح وہ دونوں مل کر ولید کے خلاف جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ ولید بھی پوری طرح اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف تھا اور اس کی نظر اب وادی ارغون پر تھی۔ جہاں سے عربوں کو زبردستی نکال کر موجودہ عیسائی حکمران فرولندہ کے باپ نے قبضہ کر لیا تھا۔

سورج ابھی طلوع ہوا تھا۔ دھوپ کی تمازت کے باعث سردی کا زور

کچھ کم ہوا تھا۔ تاہم جبل ابرانس اور جنوبی فرانس کا پہاڑی سلسلہ کوہستانِ پیرانیز جو وہاں سے صاف نظر آتا تھا برف سے ڈھکے ہوئے تھے جن کی بنا پر سردی کا زور تیز دھوپ میں بھی ٹوٹ نہ سکا تھا۔ عمونہ اور طوبیا کلیسا کے کمرے میں اکٹھی بیٹھی باتیں کر رہی تھیں، کہ طوبیا نے عمونہ کو کہنی مارتے ہوئے کھڑکی سے باہر اشارہ کر کے کہا۔ اُدھر دیکھو کون آ رہا ہے جاؤ اسے جا کر ملو۔ میری ضرورت محسوس کرو تو میں بھی آ جاؤں گی۔

عمونہ نے دیکھا ولید آ رہا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے پاس ایک فالتو گھوڑا بھی تھا جس کی باگ اس کے گھوڑے کی زین سے بندھی ہوئی تھی۔ ولید کو دیکھتے ہی عمونہ کے ہونٹوں پر گہری اور خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ کچھ اس طرح جیسے ایک لمبی اور مسلسل کوشش کے بعد کئی دن کے پیاسے کے سامنے اچانک ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ آ گیا ہو۔ عمونہ اُٹھی اور بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی۔

کلیسا کے عین سامنے ولید اپنے گھوڑے سے اُتر رہا تھا کہ عمونہ کلیسا سے نکلی اور بھاگتی ہوئی اس طرح ولید کے سامنے آئی جیسے گھنے درختوں کے بیچ میں سے چاند نے جھانکا ہو۔ ولید کے قریب آ کر اس نے اپنے گلابی ہونٹوں کی پوری ٹھنڈک اور رسیلے پن میں کہا۔ آپ بہت دنوں بعد آئے ہیں۔ ولید نے سامنے کے بجائے نیچے دیکھتے ہوئے کہا۔ میں کچھ زیادہ مصروف ہو گیا تھا۔ دوبارہ عمونہ کی آواز ایسی رس داری سے سنائی دی گویا یاقوت کی سل چیر کر کوئی جھرنا پھوٹا ہو —— میں آپ کو جیولوس ماریا پر فتح حاصل کرنے کی مبارکباد دیتی ہوں۔

ولید نے چونک کر عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیا تم نے اس کلیسا والوں کو بتا دیا ہے کہ میں ہی وہ ولید بن ہشام ہوں جس نے جیولوس ماریا کو شکست دی ہے۔ عمونہ ایک دم کسی لُٹے ہوئے نگر کی اُداسی کی طرح ماند پڑ گئی۔ چند لمحوں تک سرودِ آتش اور ساکت لہر کی طرح خاموش کھڑی ولید کو گھورتی رہی اور تیز ہوائیں اس کی حسین کالی زلفوں کا فسوں فضا کے اندر بکھرتا رہا۔ پھر اس نے ڈبڈباتی آنکھوں اور ڈوبتی آواز میں کہا۔ کیا آپ مجھے اس قدر سُبک اور ناقابلِ اعتبار سمجھتے ہیں۔ میں یہ راز کیونکر کسی پر فاش کر سکتی ہوں

کہ آپ ہی ولید بن ہشام ہیں جنہوں نے جیولوس ماریا کو شکست دی۔ قسم ہے مجھے تقدیر کی میں دن رات آپ کی فتح کے لیے دعائیں کیا کرتی تھی اور جس روز اس کلیسا میں آپ فتح کی خبر پہنچی تو اس کلیسا کے صرف دو مکینوں کے علاوہ ہر فرد نے سوگ اور ماتم

ولید نے چونک کر پوچھا تمہارے علاوہ دوسری ہستی کون ہے جسے ہماری فتح پر خوشی ہو۔ عمونہ نے اپنے شعوری بوجھ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ وہ میری ایک سہیلی ہے۔ نام طوبیا ہے وہ میری ہم خیال اور رازداں ہے۔ میری طرح وہ بھی کلیسا سے بیزار نالاں ہے۔ جب آپ پہلی بار مجھ سے مل کر گئے تھے تو راہب مرقس نے آپ کے متعلق سے پوچھا تھا۔ میں نے اسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ آپ میرے عم زاد ہیں۔ اگر را سے کبھی آپ کی ملاقات ہو اور وہ آپ سے پوچھے تو آپ اسے یہی رشتہ بتائیں۔ میں سے ایک اور راز کی بات بھی کہوں۔

ولید نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ وہ کیا؟ حسین عمونہ نے ایک بار اپنے چار طرف دیکھا۔ پھر اس نے رازداری سے کہا۔ فرولندہ اور جیولوس ماریا دونوں مل کر کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں اور وہ آپ کے خلاف سارے کلیساؤں کو جا کے طور پر استعمال کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔ راہب مرقس سے بھی بات ہو چکی ہے۔ روز ہوئے جیولوس کا ایک نمائندہ یہاں آیا تھا اور وہ راہب کو اس کام پر آمادہ کر چلا گیا ہے۔ امید ہے یہ کلیسا بھی عنقریب آپ کے خلاف حرکت میں آئے گا۔ اگر آپ کوئی مناسب بندوبست کریں تو میں ہر اطلاع آپ کو پہنچاتی رہوں گی۔ ولید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ میں چند ایسے جوان مقرر کر دوں گا جو اس کلیسا میں تمہاری اور طوبیا کی حفا کے علاوہ تم دونوں سے رابطہ بھی قائم رکھیں گے۔ ان کے ذریعے تم ہر خبر مجھ تک پہنچا سکو

عمونہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ ولید نے اس بار بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ جب میں پہلی بار آیا تھا تو تم نے اپنے باپ کی قبر پر جانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ میں تمہارے لیے گھوڑا بھی لے کر آیا ہوں، کیا تم میرے ساتھ اپنے باپ کی قبر پر چلو گی۔ عمونہ واپس مڑتی ہوئی بولی۔ میں راہب مرقس سے اجازت

لے کر ابھی آتی ہوں۔ طوبیا کو بھی لے آتی ہوں وہ بھی میرے ساتھ جائے گی۔ عمونہ کسی جنگلی و متوحش ہرنی کی طرح بھاگتی، پھلانگتی کلیسا کے اندر چلی گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد عمونہ لوٹ آئی۔ اس کے ساتھ طوبیا بھی تھی۔ ولید کے اس قریب آکر عمونہ نے ولید سے کہا۔ یہ طوبیا ہے۔ مرقس نے ہم دونوں کو آپ کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی ہے۔ چلئے چلیں۔ عمونہ اور طوبیا دونوں تو گھوڑے پر بیٹھ گئیں۔ ولید بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو موڑ کر ایڑ لگا دی تھی۔ درختوں کے جھنڈ میں آکر عمونہ نے پریشان اور فکرمند لہجے میں کہا۔ آپ کا یوں کلیسا میں تنہا آنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ آپ اپنے ساتھ اپنے محافظ لایا کریں۔ اگر کسی کو خبر ہو گئی کہ آپ ہی مسلمانوں کے امیر ولید بن ہشام ہیں تو یہ انکشاف آپ کے لیے خطرناک ہوگا۔

ولید نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے کہا۔ عنقریب تم دیکھو گی، میں تنہا نہیں ہوں۔ جب وہ درختوں کے جھنڈ سے نکلے تو عمونہ نے دیکھا ان کے پیچھے پیچھے تنو کے قریب مسلمان سواروں کا ایک دستہ بھی اس جھنڈ کے اندر سے نکلا تھا۔ ان کا سالار عمروس تھا اور وہ ان تینوں کے پیچھے اپنے گھوڑوں کو بھگانے لگے تھے۔

دوپہر سے پہلے ہی ولید دونوں کو لے کر اپنے ساحلی مستقر میں داخل ہوا تھا۔ مسلم نے ان کا استقبال کیا تھا۔ اور ولید کے اشارے پر وہ انہیں اوریاہ کی قبر پر لے گیا تھا جو ایک بلند چٹان کے اوپر تھی۔ عمروس بھی اپنے سواروں کے ساتھ مستقر میں داخل ہو گیا۔ عمونہ اپنے باپ کی قبر پر بیٹھ کر زار و قطار رونے لگی تھی جب کہ طوبیا اس کے پاس بیٹھ کر اسے تسلی و تشفی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

○

کافی دیر بعد عمونہ سنبھلی۔ اس کے بعد ان دونوں کا تعارف عمروس اور مسلم سے کرایا گیا۔ بعد میں مسلم سب کو ایک خیمے کے اندر لے گیا جہاں سب نے مل کر دوپہر کا کھانا کھایا۔ پھر ولید عمونہ اور طوبیا کو لے کر واپس لوٹ گیا تھا۔ عمروس اسی طرح اپنے

سواروں کے ساتھ ان کی حفاظت پر ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ کلیسا میں آ کر جب ولید دونوں سے جدا ہو کر واپس جا رہا تھا تو عمونہ طوبیا کے ساتھ کلیسا سے باہر کھڑی ہو کر ولید کو دیکھتی رہی۔ جب وہ درختوں کے جھنڈ میں نظروں سے اوجھل ہو گیا تو عمونہ بچاری کسی اجڑے ہوئے کنوئیں کی طرح اداس اور غمگین ہو گئی تھی۔ ولید کے نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد وہ سرمدی خوابوں میں کھو گئی تھی۔ طوبیا اس کی حالت دیکھ کر خود بھی غمگین ہو گئی۔ آگے بڑھ کر اس نے عمونہ کا ہاتھ تھام لیا اور وہ اسے کلیسا کی طرف لے جا رہی تھی شاید ——— شاید عمونہ اپنے دل میں ولید کے لیے محبت کا پہلا گھروندہ تعمیر کر چکی تھی۔

فضاؤں میں ایک طویل سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ولید کی جنوبی سرحدوں کی ایک چوکی کے قریب کچھ سوار نمودار ہوئے۔ ان کی تعداد سو کے قریب ہوگی اور اُن کا رُخ ولید کے قلعوں کی طرف تھا۔ یوں لگتا تھا ان سواروں کے اندر کوئی نہایت معزز اور اہم شخصیت بھی ہو۔ کیونکہ ایک شخص جس نے اپنے چہرے پر اپنے خود کا آہنی نقاب گرا رکھا تھا اس کے گرد سواروں نے ایک حلقہ سا بنا رکھا تھا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ سرحدی چوکی کے بلند برجوں پر گہرے سکوت اور لامنتہا تفکرات کی گہری چھاپ لگی تھی۔ بلند و سیاہ چٹانیں یوں لگ رہی تھیں جیسے ہزاروں ابوالہول اداس اور متفکر کھڑے ہوں۔

وہ سو سوار جب اس سرحدی چوکی کے قریب سے گزرنے لگے تو چوکی کے ایک برج سے سنسناتا ہوا ایک تیر نکلا اور ان سواروں کے قریب آ کر پتھریلی زمین کے اندر پیوست ہو گیا۔ وہ معزز شخص جو ان سواروں کا سالار لگتا تھا اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آگے بڑھا اور اتر کر اس نے زمین کے اندر سے تیر کھینچ لیا تیر کی پشت پر دھاگے کے ساتھ تہ کیا ہوا ایک کاغذ بندھا تھا۔ وہ اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ سرحدی چوکی کے سالار کی طرف وہ ایک تنبیہہ تھی جس کے فقرات یوں تھے۔

"یہاں سے آگے ہماری سرحد شروع ہوتی ہے۔ ایک قدم بھی آگے بڑھنے سے قبل یہ سوچنا کہ تم اس جنگی اور صحرائی عقاب کی وادی میں

داخل ہو رہے ہو جس کا نام ولید بن ہشام ہے۔ اگر تم کسی لشکر کا ہراول یا ہمارے لیے کسی مصیبت کا پیش خیمہ بن کر آئے ہو تو یاد رکھو۔ گو ثبات صرف اللہ کی ذات کو ہے لیکن ہم وہ عزم اور مشیت ہیں جس کو فنا نہیں ہوتی۔ یہیں سے واپس لوٹ جاؤ۔ اگر نہیں تو پھر رُک کر اپنے انجام اور یوم حساب کا انتظار کرو۔"

اس سالار نے وہ کاغذ تہ کر کے سنبھال لیا پھر اس کے اشارے پہ ایک سپاہی نے اپنے نیزے پر سفید علم بلند کیا اور اس حالت میں وہ سرحدی چوکی کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ جب وہ نزدیک گئے تو ایک بُرج کے اندر سے چوکی کا سالار نکلا اور بلند آواز میں ان نووارد سواروں کو مخاطب کر کے کہا۔ تم لوگ کون ہو؟ اور کس غرض سے امن و سلامتی کا علم بلند کر کے ہماری سرزمین میں داخل ہونا چاہتے ہو۔

ان نووارد سواروں کے سالار نے بڑی انکساری سے کہا۔ میں طلیطلہ کا حکمران یحییٰ المامون ہوں۔ ہم دشمن نہیں دوست ہیں۔ میرے ساتھ میرا پانچ ہزار کا ایک لشکر بھی ہے جسے میں نے اس سرحدی چوکی سے دُور روک دیا ہے۔ یہ سو سوار میرے محافظ دستے کا ایک حصہ ہیں اور ان کے ساتھ میں تمہارے امیر ولید بن ہشام سے ملنا چاہتا ہوں یاد رکھو میری اس ملاقات کی غرض و غایت ایسی ہے جس میں ملت کی بہتری اور مسلم قوم کی منفعت ہے۔

چوکی کا سالار خاموش رہا۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا اپنے کسی نائب سے سرگوشی میں کچھ کہا۔ پھر وہ یحییٰ المامون کو مخاطب کر کے بولا۔ ہم طلیطلہ کے حکمران کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر آپ ہمارے امیر کو اس مقصد کے تحت ملنا چاہتے ہیں جس میں مسلم قوم کی بہتری کا حصول اور دریافت ہے تو آپ اپنے پورے لشکر کے ساتھ امیر کی طرف روانہ ہو سکتے ہیں۔ یحییٰ المامون جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ چوکی کی قلعہ نما عمارت سے دو سوار نمودار ہوئے۔ ایک ساتھ اُنہوں نے گھوڑوں کو ایڑھ لگائی۔ پھر وہ اپنے گھوڑوں کو اپنے قلعوں کی طرف سرپٹ دوڑا رہے تھے۔ شاید وہ ولید کو یحییٰ المامون کے آنے کی

اطلاع دینے روانہ ہوئے تھے۔ یحییٰ المامون نے سرحدی چوکی کے سالار سے کہا۔ میرا پانچ ہزار کا لشکر یہیں رہے گا تاہم میں اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ تمہارے امیر کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ یحییٰ المامون نے اپنا رُخ موڑا۔ پھر وہ اپنے سواروں کے ساتھ بڑی تیزی سے ولید کے قلعوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔

طلیطلہ کا حکمران یحییٰ المامون جب ولید کے شہر حرہ کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا شہر کا جنوبی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دروازے کے قریب ہی ولید، عمروس، ناطور اور جابر کھڑے تھے۔ یحییٰ المامون جب اپنے گھوڑے سے اُترا تو ولید آگے بڑھا اور مصافحہ کے لیے اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ میں ولید بن ہشام ہوں۔ یحییٰ المامون نے بڑے تکلف کے ساتھ ولید کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر چومتے ہوئے کہا۔ میں آپ جیسے مجاہد کو سلام کرتا ہوں۔ ولید نے عمروس، ناطور اور جابر سے تعارف کراتے ہوئے کہا یہ میرے وہ جرنیل ہیں جن کی اعانت سے میں جیولس ماریا کو شکست دینے میں کامیاب ہوا ہوں۔ یحییٰ المامون نے باری باری سب سے مصافحہ کیا اور پھر ولید انہیں لے کر مہمان خانے کی طرف جا رہا تھا۔

یحییٰ المامون کے سواروں کو مہمان خانے کے وسیع دالان میں ٹھہرایا گیا تھا وہیں ان کی تواضع مدارت کی گئی تھی۔ یحییٰ المامون، عمروس، ناطور اور جابر نے بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر کھایا پیا۔ پھر وہ پانچوں اُٹھ کر اس کمرے میں جا بیٹھے تھے جس کمرے میں بیٹھ کر کبھی جیولس ماریا حرہ و سویدا دونوں شہروں پر حکومت کرتا تھا۔ اپنی نشست پر بیٹھنے کے بعد یحییٰ المامون چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ولید کو مخاطب کر کے کہا۔ میں ایک اہم معاہدہ کی خاطر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ ولید نے استفسار و تحقیق کے سے انداز میں المامون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ آپ کا اشارہ کس معاہدے کی طرف ہے۔

المامون نے بڑی عاجزی سے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم ہر خطرے کو مشترکہ

جائیں اور اپنی پوری استعداد و مہارت اور گنجائش و وسعت کے ساتھ ایک دوسرے کی استعانت و معاونت کریں۔ میری آرزو ہے کہ ہم اسلام کے دشمنوں کے مقابل متحد، مشمول، مخلوط اور پیوستہ رہ کر امن و سلامتی اور آزادی، خودداری کی خاطر جنگ کریں۔ ولید نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ کاش! آپ کی طرح اندلس کے دوسرے حکمران بھی اپنے اندر ایسی ہی بیداری اور شعوری ضو پیدا کر سکیں۔ مجھے آپ کے ساتھ ایسا معاہدہ منظور ہے۔

المامون نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا۔ ان سب سے ایسی امید عبث بے فائدہ اور لاحاصل ہے۔ میں نے جیولوس ماریا سے شکست کھا کر اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور عبرت خیز سبق سیکھا تھا۔ اس روز مجھے احساس ہوا تھا کہ میں اپنے عوام سمیت شمال مغرب کی طرف سے اٹھتی ہوئی صلیب کی آگ کے سامنے غیر محفوظ ہوں اس روز میں نے دل سے دعا کی تھی۔ کاش! ہم اندلس میں ایک عادل حکمران کے ماتحت متحد و مضبوط ہوتے۔ جب آپ نے جیولوس ماریا کو شکست دے کر اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا تو مجھے آپ کی صورت میں اندھیری رات کے اندر جگنو کی طرح ٹمٹماتی امید کی ایک روشنی دکھائی دی تھی۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی پوری وسعت و توانائی سے کام لے کر میں اس روشنی کی حفاظت کروں گا۔

المامون اپنی بھیگی پلکوں میں کہہ رہا تھا۔ اسی جذبے کے تحت میں نے اندلس کے اندر ایک طوفانی دورہ کیا۔ میں غرناطہ کے حکمران بادیس، مالقہ کے حاکم ادریس، قرطبہ کے ابن جہور اور اشبیلیہ کے حکمران المعتضد سے ملا۔ اس کے بعد میں نے بطلیوس کے محمد [illegible]، المریہ کے عبدالعزیز اور سرقسطہ کے حاکموں سے ملاقات کی۔ غرض میں اندلس کے ہر مسلمان حکمران کے پاس گیا لیکن چند ایک کے سوا مجھے ہر ایک سے مایوسی ہوئی۔ میں نے ان سے استدعا کی تھی کہ اندلس میں ایک نئی صبح کا آغاز ہوا ہے۔ مشرق کی طرف سے امید کا ایک ستارہ نمودار ہوا ہے۔ اس کا نام ولید بن ہشام ہے۔ آؤ ہم سب مل کر اس کے ہاتھ مضبوط کریں اور قبل اس کے جیولوس ماریا اندلس کے عیسائی حکمران فرڈینڈ کے

ساتھ مل کر جرأت و حوصلہ مندی کے اس چراغ کو بجھانے کی کوشش کرے۔ ہم اس کی حفاظت اور سلامتی کا انتظام کر لیں۔ میں نے ان سے التجا کی تھی کہ ہم سب اپنی افواج کے ساتھ اگر ولید بھی ہشام کے گرد جمع ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت اندلس کے اندر ہمیں اپنا پہلا سا وقار بحال کرنے سے روک نہیں سکتی۔

المامون دکھ و اندوہ سے ملی جلی آواز میں کہتا رہا۔ مجھے سخت مایوسی ہوئی ہے اور میرا ذہن پہلی بار اندلس کے اندر مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق سے مایوس ہوا ہے۔ المریہ، بطلیوس اور سرقسطہ کے حکمرانوں سے مجھے امید ہے کہ وہ ہم سے تعاون کریں گے لیکن وہ ایسا صرف اپنی بقا کی خاطر کرنے پر تیار ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے کسی کے پاس بھی مستحکم فوجی قوت نہیں ہے۔ ان تینوں میں سے کوئی حکمران ایسا نہیں ہے جس کے پاس دس ہزار سے زائد کا لشکر ہو تاہم پھر بھی میں ان کے تعاونی جذبے کا احترام کرتا ہوں۔ اس لیے کہ ———

ولید نے درمیان میں بولتے ہوئے پوچھا۔ غرناطہ۔ اشبیلیہ، قرطبہ اور مالقہ کے حکمرانوں نے آپ کو کیا جواب دیا کیونکہ یہی وہ مسلمان حکمران ہیں جن کی قوت اور فوجی طاقت اندلس کے اندر مضبوط اور استوار ہے۔ المامون نے مایوس لہجے میں کہا۔ ان سب کا ایک ہی جواب تھا اور وہ میں آپ سے کہنا نہیں چاہتا۔ اس میں آپ کی اہانت ہی نہیں میری بھی بے عزتی ہے۔ ولید نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ میں ان کا جواب ضرور سنوں گا۔ اس لیے کہ میں خود بھی ارادہ کر چکا ہوں کہ اپنے کچھ آدمیوں کو سفیر بنا کر اندلس کے حکمرانوں کے پاس روانہ کر کے ان سے استدعا کروں گا کہ ہمیں اندلس کے اندر اٹھنے والے صلیب کے طوفانوں کے سامنے متحد ہو جانا چاہیے۔

المامون کی ایسی آواز بلند ہوئی جس میں شکستگی اور انتشار تھا۔ ان کے پاس کسی کو سفیر بنا کر بھیجنا عبث اور لاحاصل ہے۔ میں نے جب غرناطہ، اشبیلیہ، قرطبہ اور مالقہ کے حکمرانوں کے سامنے آپ سے اتحاد کی پیش کش کی تو ان چاروں کا ایک ہی جواب تھا انہوں نے کہا تھا۔ "کیا ہم ایسے شخص کو اپنا نجات دہندہ اور نجم السحر تسلیم کر لیں جو چند ماہ قبل صرف ایک معمولی قزاق تھا۔ ولید نے سخت مایوس کن آواز میں کہا۔ کاش وہ دور اندیش

بن کر اس طوفان کی قوت اور ان آندھیوں کے زور کا اندازہ لگا سکتے جو اندلس کی شمال مغربی سرحدوں پر فرولندہ کی صورت میں اُٹھ رہی ہے ۔ کاش وہ یہ جان سکتے کہ فرانس کی حکومت فرولندہ کی پشت پر ہے اور فرانس سے دن رات جنگجو عیسائی فرولندہ کے پاس جمع ہو کر اس کی قوت میں اضافہ کر رہے ہیں ۔

ولید جب خاموش ہو گیا تو المامون نے کربناک لہجے میں کہا ۔ میں ان سب کو آپ سے بہتر جانتا ہوں ۔ وہ بُرے اور ناقص مسلمان ہی نہیں ایسے فاسق و فاجر ہیں جنہیں اپنے گناہوں پر اصرار اور احکامِ خدا کی پابندی سے گریز ہے ۔ انہیں مذہب سے بہرہ نہیں اور ہر وقت لہو و لعب سے مخلوط رہتے ہیں ۔ انہوں نے بدی کے شیش محل میں بیٹھ کر اپنے گرد طرح طرح کے مفرط اور حد سے گزرے عقائد کا حلقہ بنا رکھا ہے ۔ وہ جاہ پسند اوہام پرست، جنس تو وہ اور مذہب سے فرار کی راہیں تلاش کرنے والے ہیں اور ایسے حکمران اپنے رب کی راہنمائی سے محروم ہو جاتے ہیں ۔

ولید نے غوطہ کھاتی آواز میں کہا ۔ کاش وہ یہ جانتے کہ طوفانوں کے آگے چھوٹے بڑے، وسیع و مختصر کی کوئی حقیقت نہیں رہتی ۔ کاش کوئی معلم و اخیار، کوئی دانا و بینا کوئی حکیم و مصلح اُنہیں یہ بتاتا کہ ہم ایک ہی قوم کی اکائیاں ہیں جو ایک ہی جڑ سے پھوٹیں اور ایک جیسے خواب دیکھے ۔ ہمارا ایک ہی منبع اور ایک ہی منتہا ہے ۔ دشمن ان کی آپس کی غلط فہمیوں اور بد اعتمادیوں سے فائدہ اُٹھا کر اپنے پورے تجربے اور تلخیوں کے ساتھ جب ان کی طرف بڑھے گا تو ان کی حالت اُمیدوں کی اس چادر جیسی ہو گی جو وقت کی اُلٹی گردش میں تار تار ہو کر رہ گئی ہو ۔ دشمن جب ان کے دماغوں کو جھنجھوڑے گا تو ان کی حالت اس میمنے سے مختلف نہ ہو گی جو اپنے ریوڑ سے بچھڑ کر بے یار و مددگار رہ گیا ہو ۔

ولید چند لمحوں کے لیے رُکا پھر وہ گھائل و مجروح آواز میں کہہ رہا تھا ۔ ہم تلخ حقیقتوں کے گہرے زخم کھا کر وقت کے ماتھے پر خطرناک تیور دیکھ چکے ہیں ۔ وادی غوان میں اپنے گھروں سے نکل کر ہم نے گھُپ اندھیروں کے وہ جھونکے اور بھیڑیوں کی آنکھوں کی وہ وحشت دیکھی ہے جس کی تلخی فنا و جہنم کی کڑی داب سے کم نہیں ۔ کاش! وہ

نادان حکمران جانتے کہ اسلام ایک لا یغلب اور فوق العادت قوت ہے ۔ اگر وہ ہمارے ساتھ اتحاد نہیں کرنا چاہتے تو کوئی اُنہیں مجبور نہیں کر سکتا ۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس تاریخ کی حفاظت کروں گا ۔ جو اس سرزمین میں ہمارے آبا نے اپنے خون سے لکھی ۔ اب ہماری قوت ایسی نہیں کہ دشمن کے جنگی ترانے اُگلنے والے نقاروں کے جواب میں ہمارے طبل آہن و سنگ کے نغمے بلند نہ کر سکیں ۔ ہم نے وہ دہلیز پار کر لی ہے جو قفس کی طرف راہنمائی کرتی ہے ۔ ہم نے وہ راہیں بدل لی ہیں جو خشک صحراؤں، زہریلے بگولوں اور طوفانی گرداؤ زمیں گم ہو جاتی ہے ۔ وقت آنے پہ ہم میں، اس قدر استطاعت ضرور ہو گی کہ ہم دشمن کے سامنے اپنے لہو سے اپنے خوابوں کی تعبیر لکھ سکیں ۔

ولید کے خاموش ہونے پر ماحول پر ایک کاٹ کھانے والا سناٹا چھا گیا تھا ۔ عمرون، ناطور اور جابر کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں اور وہ گہری سوچوں میں ڈوبے ہوئے تھے ۔ المامون نے چوٹ کھائی ہوئی آواز میں کہا ۔ میں نہیں جانتا اندلس کے اندر مسلم قوم کا مستقبل کیا ہے ۔ تاہم جو قوم آپ جیسے فرزندوں کو جنم دے سکتی ہے ۔ کوئی آندھی، کوئی طوفان کوئی قوت، کوئی عدو اسے زیر نہیں کر سکتا ۔ میں اب آپ سے یہ جاننا چاہوں گا کہ جنگ کی صورت میں آپ کی میں کیسے اور کس طرح مدد کر سکوں گا ۔

ولید نے گہری سوچوں میں ایک عمیق غوطہ لگایا پھر اُس نے المامون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ اگر فرولندہ اور جیولوس ماریا مجھ پر حملہ آور ہوئے تو میں محصور ہو کر اپنا دفاع کروں گا ۔ اس مقصد کے لیے میں نے اپنے دونوں قلعوں کی فصیلوں پر منجنیقیں نصب کر دی ہیں اور ان منجنیقوں کے لیے دونوں شہروں کے اندر اس قدر پتھروں کا ذخیرہ کر دیا گیا ہے جو کئی ماہ تک کام آ سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ دونوں قلعوں کا شمالی حصہ تدریجی نشیب کی صورت ایک گہری کھائی میں اُترتا ہے جو برسات کے دنوں میں بارش کے پانی سے بھر جاتی ہے ۔ اس طرف سے دشمن شہروں کا محاصرہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہاں لشکر کے پڑاؤ کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے ۔

اس طرف دونوں شہروں کی فصیلوں کے اندر میں نے ایک ایک نیا دروازہ بنوا

دیا ہے ۔ محاصرے کی صورت میں اِن دونوں دروازوں کے ذریعے ہمیں باہر سے کمک اور رسد مِل سکتی ہے ۔ میرا ایک فوجی مستقر یہاں سے دس میل مشرق میں سمندر کے کنارے بھی ہے وہاں میری بحری قوت ہے اور میرے صف شکن ملّاح وہاں اپنے جہازوں اور کشتیوں کی حفاظت کے علاوہ مشرقی ساحل کی حفاظت پر بھی نگاہ رکھتے ہیں ۔ ان کا سالار میرا ایک جرنیل مسلم بن تمام ہے ۔ جنگ کی صورت میں آپ اس سے رابطہ قائم کریں گے ۔ اس کے ذریعے آپ میرے لیے کمک اور رسد فراہم کر سکتے ہیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ہمارے خطرات مشترک ہوں گے ۔ اگر کسی نے آپ پر حملہ کیا تو وہ میری ذات پر ضرب ہوگی اور میں اپنی پوری قوت سے آپ کی حفاظت کروں گا ۔

المامون کھڑا ہو گیا اور مسکراتے ہوئے کہا ۔ مَیں خوش ہوں کہ مَیں اپنے مقصد میں کامیاب ہُوا ہوں ۔ اب مجھے اجازت دیجیے ' مَیں رخصت ہوتا ہوں ۔ ولید نے المامون کا بازو تھامتے ہوئے کہا ۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے ۔ آپ چند روز ہمارے ہاں قیام کریں ۔ المامون نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا ۔ میرے ساتھ میرا پانچ ہزار کا ایک لشکر بھی ہے جس نے آپ کی جنوبی سرحدی چوکی سے باہر قیام کر رکھا ہے ۔ وہ بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے ۔ اس لیے میرا یہاں سے کوچ کرنا لازمی ہے ۔

ولید نے کچھ سوچا پھر وہ المامون کو لے کر مہمان خانے سے باہر آیا ۔ عمرو بن ع ناطور اور جابر بھی ان کے ساتھ تھے ۔ اپنے شہر کے جنوبی دروازے پر ولید نے المامون کو الوداع کیا اور تھوڑی دیر بعد المامون اور اس کے ساتھی جنوب کی طرف اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے ۔

عیسائی حکمران فرولندہ اپنے دارالحکومت لیون کے شاہی قصر میں جیولوس ماریا کے ساتھ بیٹھا ہُوا تھا اور دونوں ولید پر حملہ آور ہونے کے لائحہ عمل سے متعلق گفتگو کر رہے تھے ۔ اتنے میں قصر کا محافظ اندر آیا اور اپنے سر کو جھکا کر کمر دوہرا کرتے ہوئے اس نے نہایت احترام کے ساتھ فرولندہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔ مالک ! ساؤل آیا ہے اور آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے ۔ فرولندہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اُٹھیں جیسے کوئی بہت بڑی خوش خبری اسے ملنے کی توقع ہو ۔ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرولندہ نے بڑے بے تکلف سے لہجے میں محافظ سے کہا ۔ ساؤل کو اندر آنے دو ۔ اس کے علاوہ جلعاد اور جوزفین کو بھی میرے پاس بھیج دو ۔

محافظ باہر نکل گیا ۔ چند ہی لمحوں بعد ایک کڑیل اور خوب لمبے قد کا جوان اندر داخل ہُوا ۔ عمر کے لحاظ سے وہ ابھی نوعمر تھا ۔ وہ ساؤل تھا ' فرولندہ کا سب سے زیادہ قابلِ اعتماد ' تجربہ کار اور سانپ کی طرح زہریلا جاسوس تھا ۔ فرولندہ نے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا اور ساؤل خاموشی سے وہاں بیٹھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد ایک بوڑھا اندر داخل ہُوا ۔ اس کے ساتھ ایک نوعمر اور حسین ترین لڑکی بھی تھی ۔ فرولندہ کے اشارے پر وہ بھی دونوں ساؤل کے قریب بیٹھ گئے ۔ فرولندہ نے اس بُوڑھے کو مخاطب کر کے کہا ۔ بوڑھے جلعاد ! تمہاری اور جوزفین کی روانگی کے لیے مجھے اپنے جس جاسوس کا انتظار

تھا وہ پہنچ گیا ہے۔

جلعاد اور جوزفین دونوں کی آنکھیں چمک اٹھیں اور وہ بڑے انہماک سے ساؤل کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ جیسے وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اس سے پوچھ رہے ہوں تو ہمارے لیے کیسی خوشخبری لے کر آیا ہے۔ اتنے میں ایوان کے اندر فرولندہ کی آواز بلند ہوئی وہ ساؤل سے مخاطب ہوا تھا۔ ساؤل! تم ولید اور اس کے جرنیلوں کے متعلق کیا خبر لائے ہو۔

ساؤل نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ مالک! میں اپنے دشمن کے متعلق پوری تفصیل لے کر آیا ہوں۔ ولید بن ہشام بذاتِ خود تو عمر ہے لیکن اس کے باوجود وہ ایک ایسا طوفان ہے جو دور ہی سے اپنی آمد کا مژدہ دیتا ہے اور آفاق پہ اپنے گہرے نشانات چھوڑتا ہے۔ وہ دن رات جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔

اس کے چار ایسے جرنیل ہیں جنہیں وہ اپنے بازوؤں کے طور پر استعمال کرتا ہے ان کا سب سے قریبی، قیمتی اور شیر دل جرنیل عمروس ہے۔ دوسرا ناطور، تیسرا جابر اور چوتھا مسلم ہے۔ عمروس اس کے ساتھ مغربی قلعے میں رہتا ہے۔ ناطور اور جابر مشرقی قلعے میں ہیں۔ مغربی شہر کا نام انہوں نے حرہ اور مشرقی کا سویدا رکھ دیا ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں قلعوں سے دس میل مشرق میں اس کی بحری قوت بھی ہے جس کا جرنیل مسلم ہے اور یہ ایک بوڑھا جرنیل ہے جو بحری جنگوں کا وسیع تجربہ رکھتا ہے اور جنگی ممارست میں نابغہ روزگار ہے۔

فرولندہ نے خلاؤں میں گھورتے ہوئے پوچھا۔ اس کے ان چاروں جرنیلوں میں سے کسے ہم اپنے مقصد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں اور ان چاروں میں سے کون ایسا ہے جس پہ جوزفین کا حسن اور جلعاد کی شعلہ بیانی اثر انداز ہو سکتی ہے۔ ساؤل نے چند لمحوں تک سر جھکائے رکھا پھر اس نے فرولندہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ان میں سے عمروس کا نام نکال دیجیے۔ اس پہ جوزفین کا حسن اور جلعاد کی شعلہ بیانی کوئی اثر نہیں کر سکتی۔ وہ ولید بن ہشام سے اندھی عقیدت رکھتا ہے۔ جہاں ولید اپنا پاؤں رکھتا ہے۔ عمروس وہاں اپنا سر رکھنا بھی اپنے لیے باعثِ سعادت خیال کرتا ہے۔ اسے کسی صورت ولید کے خلاف بغاوت پہ مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ناطور اور مسلم کے نام بھی خارج کر دیجیے۔ ناطور تو شادی شدہ ہے۔ اس کے بچے بھی ہیں۔ اس کے علاوہ ان دونوں کو بھی ولید کے خلاف اکسایا اور ابھارا نہیں جا سکتا ہے۔ یہ دونوں بھی ولید کے لیے گہری شفقت اور محبّت رکھتے ہیں۔ اب ہمارے لیے صرف جابر باقی رہتا ہے جو بہادر اور شجاع ہونے کے علاوہ سخت جذباتی عرب ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو اسے اپنے مقصد کے لیے ہم استعمال کر سکتے ہیں۔ جوزفین اگر اس پر قابو پا لے تو شاید ولید کے خلاف بغاوت کھڑی ہو سکے۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ ہماری خوش بختی ہو گی۔ اس لیے کہ جابر کے ساتھ عربوں کی ایک قوت ہے۔ اگر وہ ولید کے خلاف بغاوت کر دے تو عربوں کی آدھے سے زیادہ قوت ولید سے کٹ جائے گی اور اگر وہ آپس میں خانہ جنگی شروع کر دیں تو اس موقع پہ ہمارا حملہ ان کے لیے ان کی تباہی کی آخری اور فیصلہ کن ضرب ثابت ہو گا۔

فرولندہ نے اس بار جلعاد اور جوزفین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جلعاد اور جوزفین سنو! چند یوم تک ولید پہ ہم حملہ آور ہوں گے۔ اگر ہم اسے زیر کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہاری مہم آپ ہی آپ ختم ہو جائے گی اور اگر مقدس باپ ہم سے ناراض رہا اور ہمیں کامیابی نہ ہوئی تو پھر تم دونوں اپنی مہم کا آغاز کر دینا۔ اب تم تینوں جا سکتے ہو، میں جیولوس کے ساتھ آئندہ جنگ سے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ساؤل، جلعاد اور حسین جوزفین اٹھ کر باہر نکل گئے۔ فرولندہ اور جیولیوس ماریا پھر پہلے کی طرح آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔

○

سورج کی سرخ لاش آفاق کے مغربی کناروں کے اس پار آہستہ آہستہ دفن ہو رہی تھی۔ فضاؤں میں دھوئیں، دھند اور تاریکی کی ستیزہ کاری شروع ہو چکی تھی۔ بے نور فضاؤں کے اندر بھٹکتے قدرت کے گماشتوں پر بے بضاعتی و گوشہ گیری کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ تیز ہوا کی سنسناہٹ میں ایسی آوازیں بلند ہو رہی تھیں گویا ہوا کے تھپیڑے ہر چیز سے ٹکرا کر چیختے پکارتے کہہ رہے ہوں۔ آؤ! آؤ اس غروب ہوتے ہوئے سورج کا ماتم مکمل کر لیں۔

ولید اپنے ان گنت جوانوں کے ساتھ دونوں شہروں کو ملانے والے چوبی پل کو گرا[نے] کے بعد اسے بڑے بڑے پتھروں سے مضبوط اور محفوظ کر کے بنا رہا تھا۔ عمروس، ناطورا[ور] جابر بھی اس کے ساتھ کام میں لگے ہوئے تھے۔ دونوں شہروں کو ملانے والا پہلا چوبی [پل] غیر محفوظ تھا۔ اس لیے کہ وہ دونوں طرف سے ننگا تھا اور حملہ آور لشکر ایک شہر کے لوگوں کو دوسرے شہر کی مدد پر جانے سے روک سکتا تھا۔ اب اس کوہستانی نالے کے [اندر] پتھر کے نئے اور مضبوط ستون کھڑے کیئے گئے تھے۔ جن کے اوپر پل تعمیر ہو رہا تھا۔

پل کے دونوں طرف پتھر کی ایسی مضبوط دیواریں کھڑی کی جا رہی تھیں جس سے [ایک] شہر سے دوسرے شہر کی طرف جانے والا گھوڑ سوار محفوظ رہ سکے۔ جہاں پل دونوں شہر[وں] کے دروازوں سے آ کر ملتا تھا وہاں شمال کی طرف پل کی دیوار کے اندر دو بڑے بڑے پھا[ٹک] بنائے گئے تھے تاکہ باہر سے پہنچنے والی کمک اور سامانِ رسد دونوں شہروں میں بے خ[طر] داخل ہو سکے۔

لوگ انتہائی جوش اور ولولے کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ اس لیے کہ خود ول[ید] بھی ان کے ساتھ بھاری بھاری پتھر چٹانوں سے اٹھا کر پل تک پہنچا رہا تھا۔ ایک بھا[ری] اور وزنی پتھر پل پر رکھنے کے بعد ولید نے کمر سیدھی کی ہی تھی کہ ایک گھوڑ سوار اپنا گھو[ڑا] بھگاتا ہوا وہاں آیا۔ وہ ان جوانوں میں سے ایک تھا جنہیں ولید نے عمونہ کی حفاظت [کے] علاوہ جاسوسی کے لیے اس سے رابطہ قائم کرنے پر مقرر کر رکھا تھا۔ وہ سوار گھوڑے سے اترا، تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ولید سے نزدیک ہوا اور کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا یا امیر! میں ایک بری خبر لے کر آیا ہوں۔

ولید نے اس سوار کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے لمبا سانس لے کر کہا۔ تم کیسی خ[بر] لائے ہو؟ اس سوار نے اور قریب ہو کر سرگوشی کی۔ یا امیر! فرولندہ اور جیولوس ما[ربا] ایک عظیم لشکر کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ ولید نے کو[ئی] اثر لیے بغیر کہا۔ کیا یہ خبر تجھے عمونہ سے ملی ہے۔ سوار نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا: میرے آقا! یہ خبر عمونہ نے مجھے دے کر روانہ کیا ہے۔ عمونہ نے مجھے کہا تھا کہ اپنے آقا سے

آپ کی سرحدوں کے اندر اور باہر سب کلیسا حرکت میں آچکے ہیں اور راہب و راہبائیں عبادت میں مصروف رہنے کے بجائے فرولندہ کے لشکر کی خاطر خوراک اور رسد کا سامان جمع کرنے میں مصروف ہوگئے ہیں۔

اس سوار نے ذرا رک کر کہا۔ عمونہ کہہ رہی تھی۔ فرولندہ کے دارالحکومت لیون کے بشپ کی طرف سے یہاں کے ہر کلیسا کو یہ خفیہ حکم جاری کیا گیا ہے کہ کلیساؤں کو اناج سے بھر دو۔ تاکہ اگر ہم پر حملہ کی صورت میں فرولندہ کو زیادہ عرصہ تک محاصرہ جاری رکھنا پڑے تو اسے اناج و خوراک کی قلت کا سامنا نہ ہو ——— سوار نے اس بار بات کا رخ قدرے بدلتے ہوئے کہا۔ اس کے علاوہ میرے پاس ایک اچھی خبر بھی ہے۔ ولید نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ وہ خبر کیسی ہے؟

سوار نے قدرے مسکرا کر کہا۔ عمونہ اور طوبیا دونوں میرے ہاتھوں اسلام قبول کر چکی ہیں اور وہ چوری چھپے عبادت بھی کرتی ہیں۔ وہ جب بھی مجھ سے ملاقات کرتی ہیں ان کی درخواست پر میں انہیں کچھ نہ کچھ اسلام کے متعلق بتاتا رہا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس آپ کے نام عمونہ کا خط بھی ہے۔ ولید نے ہاتھ بڑھا کر بے تابی سے کہا۔ لاؤ وہ خط کہاں ہے۔ اپنے لباس کے اندر سے اس سوار نے تہہ کیا ہوا ایک کاغذ نکالا اور ولید کو تھما دیا۔ ولید نے عمونہ کا خط پڑھا۔ پھر اس نے سوار سے کہا۔

اب تم واپس لوٹ جاؤ اور سنو! گو میرے جاسوس پہلے ہی مجھے فرولندہ اور جیولوس ماربا کی روانگی سے آگاہ کر چکے ہیں اس کے باوجود تم میری طرف سے عمونہ کا شکریہ ادا کرنا۔ اپنی کمر سے لٹکتی زیتونی رنگت کی تھیلی سے ولید نے چند سنہری سکے نکال کر اس سوار کو تھماتے ہوئے کہا۔ یہ بھی عمونہ کو دے دینا۔ سوار واپس مڑ گیا اور ولید پہلے کی طرح عمروس، ناطور اور جابر کے ساتھ پتھر لانے کے لیے بائیں ہاتھ کی کوہستانی چوٹی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

وہ سوار وہاں سے نکلا اور جنوب مشرق کے رخ پر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑانے لگا تھا۔ راستے میں پتھریلی چٹانوں کے اندر اس نے مغرب کی نماز ادا کی اور دوبارہ

اپنے سفر پر روانہ ہو گیا تھا۔ عشاء کے قریب وہ کلیسا طرش کے سامنے درختوں کے ایک جھنڈ کے اندر کھڑا تھا۔ اپنے گھوڑے کی خرجین سے اس نے راہبوں جیسا لباس نکال کر پہن لیا، گھوڑے کو ایک درخت سے باندھ دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ کلیسا کی طرف چل پڑا۔

کلیسا کی عمارت میں آکر اس نے اس کمرے کے دروازے پر آکر اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالا جس کے اندر عمونہ اور طوبیا رہتی تھیں۔ دروازہ اندر سے بند تھا لہٰذا وہ کھل نہ سکا۔ اس سوار نے اپنی پہلی انگلی کی نوک بنا کر دروازے پر ہلکی اور رازدارانہ سی دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور طوبیا سامنے کھڑی تھی۔ اس سوار کو راہب کے لباس میں دیکھ کر طوبیا پریشان نہ ہوئی۔ شاید وہ اسی لباس میں ان سے اکثر ملتا رہتا تھا اسے دیکھتے ہی وہ ایک طرف ہٹ گئی اور راہب اندر داخل ہو گیا۔

سامنے ایک مسہری پر حسین عمونہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس سوار کو دیکھتے ہی وہ کھڑی ہو گئی اور بے تابی سے پوچھا۔ تم لوٹ آئے ہو؟ کیا تم اپنے آقا سے ملے ہو؟ ———

ہاں میں اپنے آقا سے مل کر آ رہا ہوں ——— کیا تم نے انہیں میرا خط دیا تھا ———

ہاں میں نے آپ کا خط انہیں پہنچا دیا ہے ——— پھر انہوں نے کیا کہا ———

سوار نے اپنی پُراسرار آواز میں کہا۔ انہوں نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اور آپ کے لیے کچھ نقدی بھی بھیجی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ اپنے لباس کے اندر ڈالا اور ولید کے دیئے ہوئے سنہری سکے عمونہ کو تھما دیئے۔

عمونہ چند لمحوں تک بڑے پیار اور چاہت میں ولید کے دیئے ہوئے ان سنہری سکوں کو دیکھتی رہی پھر اس نے سوار سے پوچھا۔ کیا تمہارے آقا جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس سوار نے ایک عجیب سے جذباتی انداز میں کہا جس طرح شاہین کا بچہ کسی کے سکھائے بغیر نیلی فضاؤں کو چیرنا جان لیتا ہے اسی طرح ولید کو بھی کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی جنگی تیاریوں کے عروج پر ہے۔ عمونہ کے پُرکشش سرخ لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی وہ سوار مڑا اور کمرے سے باہر نکل کر رات کی تاریکی میں کھو گیا تھا۔

○

فرولندہ اور جیولوس ماریا اپنی پوری تیاری اور مکاری سے لیس ہو کر اپنے دارالحکومت لیون سے نکلے تھے۔ جب وہ مشرق کی طرف سفر کرتے ہوئے اپنی حکومت کے دوسرے بڑے صوبے کے مرکزی شہر قشتالیہ کے پاس آئے تو وہاں کا حاکم لیسی جو فرولندہ کا چھوٹا بھائی تھا اپنے پچاس ہزار بہترین جنگی مہارت رکھنے والے جوانوں کے ساتھ فرولندہ اور جیولوس سے آملا تھا۔ اس سے فرولندہ کے لشکر کو اور تقویت ملی اور ان کی ان گنت تعداد سے یوں لگنے لگا گویا اس کائنات پر بحر و بر سے کوئی طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو۔

راستے میں پڑنے والی مسلم بستیوں کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر فرولندہ اپنے لشکر کے ساتھ ایک روز صبح ہی صبح ولید کے شہروں حرہ اور سویدا کے سامنے نمودار ہوا۔ ولید کو پہلے ہی اس کوچ کی خبر ہو چکی تھی لہٰذا وہ اپنی پوری تیاری کے ساتھ حمرہ شہر کے ایک برج میں کھڑا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ اس کے حکم پر دونوں شہروں کی فصیلوں پر اس کے جنگجو ساتھی اپنے امیر کے ایک اشارے پر طوفان کھڑا کر دینے کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔

فرولندہ نے سویدا کو نظر انداز کرتے ہوئے حرا کا محاصرہ کر لیا۔ شاید وہ ایک شہر کو فتح کرنے کے بعد دوسرے کو اپنے سامنے مفلوج کر کے جھکنے پر مجبور کرنا چاہتا تھا۔ حرہ شہر کے تین اطراف میں اس نے اپنے لشکر کو پھیلا دیا تھا۔ مشرق کی جانب جہاں شہر کا صدر دروازہ تھا۔ وہاں فرولندہ خود تھا۔ جنوب کی طرف اس کا بھائی لیسی اور مغرب کی جانب جیولوس ماریا لشکر کی کمانداری کر رہے تھے۔

ولید نے جب دیکھا کہ فرولندہ صرف حرہ کا محاصرہ کر رہا ہے تو اس نے سویدا سے ناطور کو اس کے حصے کے لشکر سمیت حرہ میں بلا لیا تھا۔ کوہی ندی کے اوپر دونوں شہروں کو ملانے والے پل کے اطراف کی دیواریں ایسی بلند تھیں کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی کہ لشکر کا کوئی حصہ سویدا سے حرہ میں منتقل ہو چکا ہے۔ ولید خود فرولندہ کے سامنے مشرقی برج پر رہا۔ لیسی کے لیے اس نے عمروس اور جیولوس ماریا کے لیے ناطور کو متعین کر دیا گیا تھا۔ جنگ شروع ہونے سے قبل ہی طلیطلہ کا حکمران یحییٰ المامون اپنے دس ہزار لشکر کے ساتھ اور ولید کا بحری جرنیل مسلم بن تمام اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچ گیا تھا۔

دونوں کو حرہ میں ایک کھلے میدان کے اندر ٹھہرایا گیا تھا تاکہ انہیں کمک کے طور پر استعمال کیا جاسکے ۔ اس کے علاوہ المامون نے پانچ ہزار جوانوں پر مشتمل ایک ایسا لشکر بھی تیار کر دیا تھا جو محاصرہ طویل ہونے کی صورت میں طلیطلہ سے خوراک و رسد کا سامان پہنچاتا رہے ۔

فرولندہ کے حکم پر اس کا لشکر تین اطراف سے حرہ پر حملہ آور ہوا ۔ لکڑی کے مضبوط اور پہیوں والے تیز رفتار برج فرولندہ اپنے ساتھ لایا تھا جنہیں دو گھوڑے کھینچتے تھے اور ان برجوں کی اوٹ میں فرولندہ کا لشکر شہر کے فصیل سے قریب ہونے لگا تھا ۔ برجوں کے آگے جُتے ہوئے گھوڑوں کو تیروں سے محفوظ کرنے کے لیے اُن کے اُوپر مضبوط لکڑی کی آڑ بنا دی گئی تھی ۔ فرولندہ کے لشکر کا اگلا حصہ فصیل کے بالکل قریب پہنچ گیا ۔ پھر وہ اپنے چوبی بُرجوں کی اوٹ سے نکلے اور کمندوں کے علاوہ رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر فصیل کے اُوپر چڑھنے لگے تھے ۔ حرہ کے تین اطراف میں فرولندہ کے لاتعداد لشکری اس انداز میں فصیل کے اوپر چڑھ رہے تھے جس طرح سیلاب آنے کے باعث ہزاروں لاکھوں مکوڑے جان بچانے کی خاطر درختوں پر چڑھنا شروع کر دیتے ہیں ۔

ولید اپنے بُرج میں چُپ اور خاموش کھڑا تھا ۔ وہ بڑی گہری اور غصیلی نظروں سے فصیل پر چڑھنے والے اور برجوں کی اوٹ میں فصیل کی طرف بڑھنے والے دشمنوں کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ فصیل کے اُوپر پھیلا ہوا اس کا سارا لشکر بھی خاموش اور پرسکوت تھا ایسے انداز میں گویا وہ کسی خاص لمحے کا انتظار کر رہے ہوں یا انہیں کسی کا انتظار ہو جس کی آمد پر وہ طوفان کھڑا کر دیں ۔

جب دشمن کے لشکر کا کافی حصہ فصیل کے اُوپر چڑھنے لگا اور دیگر لشکر بھی فصیل کے قریب آگیا تو ولید حرکت میں آیا اس عفریت کی مانند جو صدیوں کی خمار آلود نیند کے بعد بیدار ہوئی ہو ۔ اس خوش بخت مسافر کی طرح جو برسوں تک سرابوں کا طویل سلسلہ طے کرنے کے بعد اپنی منزل کے سامنے آن کھڑا ہوا ہو ۔ ولید نے لکڑی کا موٹا سا دستہ اُٹھایا اور اس سے قریب پڑی ہوئی نوبت پر خوب زور سے ضرب لگائی ۔ نوبت کی آواز پوری فصیل پر گونج گئی تھی اور اس کے جواب میں فصیل کے اُوپر ایک ساتھ

کئی نقاروں پر چوٹ پڑی تھی اور ایک طوفانی شور اُٹھ کھڑا ہوا تھا ۔

نوبت پر چوٹ ولید کی طرف سے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا اشارہ تھا ۔

اور یوں ہی ہوا ۔ نقاروں کے بجتے شور میں فصیل پر مجسموں کی مانند کھڑے ولید کے سپاہیوں نے جوابی حملہ کر دیا تھا ۔ فصیل کے اُوپر نصب کی ہوئی منجنیقیں لکڑی کے برجوں کی اوٹ میں بڑھنے والے دشمنوں پر دہکتے انگارے پھینکنے لگی تھیں اور فصیل کے اُوپر چڑھنے والے دشمنوں پر ولید کے لشکری مٹی کی ہانڈیوں میں کھولتا ہوا پانی بھر کر پھینکنے لگے تھے ۔

رستخیزی کا ایک عالم تھا جو ہر سُو اُٹھ کھڑا ہوا تھا ۔ ولید اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر اس تیزی اور سرعت کے ساتھ انگارے اور کھولتا پانی پھینکنے لگا تھا جیسے اس نے اپنے دشمن کے لیے جہنم کے کڑے عذاب کے دفینوں کے مُنہ کھول دیئے ہوں ۔ فصیل کے اُوپر چڑھتے ہوئے فرولندہ کے جوانوں پر جب کھولتا ہوا پانی گرا تو وہ اس طرح نیچے گرنے لگے جس طرح برسات کے موسم میں پروں والے کیڑوں کا حشر جلتی شمع کے قریب آنے پر ہوتا ہے ۔ ان کے چہرے اور جسمانی اعضا مسخ ہونے لگے تھے اور وہ درد کے بوجھ تلے چیخ پکار کرنے لگے تھے ۔

دوسری طرف جب برجوں کی اوٹ میں بڑھنے والے جوانوں پر دہکتے انگارے گرنا شروع ہوئے تو برجوں کے آگے جُتے ہوئے گھوڑے ایسے بدکے کہ وہ جدھر کو مُنہ اُٹھا بھاگ کھڑے ہوئے ۔ برج ٹوٹ پھوٹ گئے اور ان کی اوٹ میں دبکے ہوئے جوان انگاروں کی تیز مار میں ان جوانوں کے ساتھ چیخ و پکار کرتے ہوئے جن پر کھولتا ہوا پانی پھینکا گیا تھا بڑی تیزی سے واپس بھاگنے لگے تھے ۔

انگاروں اور کھولتے پانی سے اپنے جسموں کو مسخ کرانے والے فرولندہ کے جوان اپنے ان محفوظ دستوں کے پاس جا پہنچے تھے جنہیں ابھی تک جنگ میں نہ جھونکا گیا تھا ۔ فرولندہ خود دور کھڑا جنگی احکام دینے کے علاوہ اپنے جوانوں کی کارکردگی کا جائزہ لے رہا تھا ۔ اس نے جب اپنے جوانوں کو مسخ شدہ چہرے لیے واپس بھاگتے دیکھا تو اس کا رنگ ہلدی ہو گیا تھا ۔ اپنے جوانوں کو فصیل کے اُوپر چڑھتے دیکھ کر اس نے یہ

اندازہ لگا لیا تھا - کہ اب یہ دونوں شہر اس کے ہیں لیکن یہاں ساری نوعیت اس کی اُمیدوں کے خلاف ثابت ہو رہی تھی -

کھولتے پانی اور انگاروں کی برسات نے فرولندہ کے پورے لشکر میں دہشت پھیلا دی تھی - جنوب اور مغرب کی طرف سے اس کا بھائی لیسی اور جیولوس ماریا بھی اپنے حصّے کے لشکروں کو لے کر اس جگہ آ گئے تھے جہاں فرولندہ کھڑا تھا - چند لمحوں تک وہ تینوں ایک دوسرے کا مُنہ تکتے رہے اور ان کے سامنے ان کے زخمی اور سلگتے ہوئے سپاہی لشکر کے طبیبوں سے اپنا علاج کرا رہے تھے - فرولندہ نے ایک پتھر پہ بیٹھتے ہوئے جیولوس کو مخاطب کر کے کہا - جیولوس ! ان دونوں شہروں کو فتح کرنے کے جو ارادے ہم نے باندھے تھے حالات اور حقیقت بالکل اس کا اُلٹ ثابت ہوئے ہیں - تم کہتے تھے ان کا سالار ولید بن ہشام ایک معمولی بدو اور ملّاح ہے -

فرولندہ ذرا خاموش رہ کر پھر بولا - یاد رکھو جیولوس جسے تم ایک معمولی بدو اور ملّاح سمجھتے ہو وہ ایک رست خیز اور طوفانی جرنیل ثابت ہوا ہے - کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہمارے لشکر کا ایک حصّہ رسّوں اور سیڑھیوں کی مدد سے فصیل پہ چڑھتا رہا اور وہ اپنی بِل میں دبکے ہوئے سانپ کی مانند خاموشی سے جائزہ لیتا رہا اور جب اس نے دیکھا کہ ہم اس کے حدف کی حدود میں ہیں تو اس نے کسی خونی اژدہے کی طرح اپنا مُنہ کھول کر ہم پر آگ کی بارش کر دی - جیولوس ! تم کہتے تھے ولید ہمارے سامنے چند ساعتوں سے زیادہ نہ ٹھہر سکے گا لیکن اس نے ہم پہ ایسی خستہ حالی طاری کی ہے کہ ہم اس کے سامنے اپاہج دبے بس دکھائی دے رہے ہیں -

بکھرے بکھرے سے جیولوس ماریا نے اپنے آپ کو مجتمع کرتے ہوئے کہا - اس نے دونوں قلعوں میں خاصی تبدیلیاں کر دی ہیں - دونوں فصیلوں پر اس نے ایسی منجنیقیں نصب کرا دی ہیں جو بوقتِ ضرورت آگ اور پتھر پھینک سکتی ہیں ——— فرولندہ کے بھائی لیسی نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا - کیا ہمیں دوسرے شہر پہ قوت آزمائی نہ کرنی چاہیئے - اگر ہم اس شہر پہ قابض ہو گئے تو دوسرا شہر خود بخود ہمیں مِل جانے کی توقع ہے - جیولوس نے

دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا - وہاں بھی یہی کچھ ہو گا - جب میں ان دونوں شہروں کا حاکم تھا تو دونوں قلعوں کو ایک چوبی پُل ملاتا تھا - کیوں کہ درمیان میں ایک ندی پڑتی ہے لیکن اب ایسا نہیں ہے - آپ اپنے سامنے دیکھیے - اس نے وہ چوبی پُل گرا کر پتھروں کا ایک مضبوط پُل کھڑا کر دیا ہے اور اس پل پہ بھی اس نے بُرج تعمیر کر دیئے ہیں - وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایک شہر سے دوسرے شہر کسی دِقت کے بغیر حرکت کر سکتا ہے - اسی طرح حملہ ہم نے اگر دوسرے شہر پر کیا تو ہمیں مزید نقصان اُٹھانا پڑے گا - تینوں خاموش ہو گئے اور ان کے اِرد گرد کھڑے ان کے دوسرے جرنیل بڑی بے بسی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے - جیولوس نے فرولندہ کو مخاطب کر کے پھر کہا -

کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم اس کا محاصرہ کیے رکھیں - ایک روز ایسا ضرور آئے گا کہ یہ مجبور ہو کر کھلے میدان میں ہمارے ساتھ جنگ کرے گا یا شہر ہمارے حوالے کر دے گا - اس کی حثیت ہمارے سامنے اس جنگلی چوہے کی سی ہے جو اپنی بِل سے باہر نکل کر کبھی بھی ہمارا سامنا نہ کرے گا - اس کے پاس ایسی قوت نہیں کہ وہ کھلے میدان میں ہم سے جنگ کرے لہٰذا طویل محاصرہ اس پر قابو پانے کا بہترین طریقہ ہے -

فرولندہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا - جیولوس تمہارا اندازہ درست ہے - میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ اس کا محاصرہ جاری رکھا جائے - پھر فرولندہ کھڑا ہو گیا - جیولوس اور لیسی اُٹھ گئے اور وہ تینوں اپنے زخمی جوانوں کی تیمارداری کرنے والے عملہ کی نگرانی کرنے لگے تھے -

فرولندہ نے تین ماہ تک ولید کا محاصرہ کیے رکھا - لیکن اسے کچھ حاصل نہ ہُوا کیونکہ ولید کو یحیٰی المامون کی طرف سے خفیہ راستوں کے ذریعے کمک ملتی رہی اور وہ اپنے لشکر کو مطمئن رکھ کر محصور رہا - جب موسم بدلا اور برف باری شروع ہو گئی تو فرولندہ محاصرہ اُٹھانے پر مجبور ہو گیا اور اپنے لشکر کو لے کر وہ جنوب کی طرف کُوچ کر گیا تھا - یحیٰی المامون اور مسلم بھی اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹ گئے تھے -

ہَوا بالکل بند تھی ۔ برف باری تیزی سے ہو رہی تھی ۔ پہاڑوں کی چوٹیاں، درخت میدان اور نشیب سب برف سے ڈھک کر سفید ہو چکے تھے ۔ فضا غمگین، اُداس اور چُپ تھی ۔ کائنات کی ہر چیز اپنی کھوہ اور اپنے ٹھکانے میں دبک چکی تھی ۔ سردی اور برف باری کے باعث ایک ہُو کا عالم تھا جو چاروں طرف طاری ہو گیا تھا ۔ اس تیز برف باری میں دو گھوڑ سوار بڑی تیزی اور بے رحمی سے اپنے گھوڑوں کو مارتے دوڑاتے چلے جا رہے تھے دونوں گھوڑے پہلو بہ پہلو بھاگ رہے تھے ۔ برف باری سے بچنے کی خاطر دونوں سواروں نے اپنے جسموں کو کچھ ایسے انداز میں ڈھانک رکھا تھا کہ اُنہیں پہچانا نہ جا سکتا تھا کہ وہ کون ہیں ۔ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ ولید کے سویدا شہر کے دروازے پر آن رُکے ۔ شہر کے صدر دروازے کے پہریداروں کے سرخیل نے جب انہیں دروازے کی طرف آتے دیکھا تو وہ دروازے سے باہر آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ہَوا میں بلند کرتے ہوئے ان دونوں سواروں کو رُک جانے کا اشارہ کیا ۔

دونوں سواروں نے اپنے گھوڑوں کو عین دروازے کے وسطی حصّے کے سامنے آ کر روک لیا ۔ پھر تیز برف باری میں پہریدار کی آواز بلند ہوئی ۔ "تم دونوں کون ہو ؟" دونوں سواروں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر کسی فیصلے پر پہنچنے کے بعد ان میں سے ایک نے جواب دیا ۔ ہم امیر جابر بن دہب سے ملنا چاہتے ہیں ۔ پہریدار چونک سا پڑا

کیونکہ جواب دینے والی وہ آواز نسوانی تھی ۔ آواز کے اُتار چڑھاؤ اور کھنکتے لہجے سے پتہ چلتا تھا کہ وہ کوئی حسین ترین لڑکی ہے ۔

پہریدار نے کچھ سوچتے ہوئے پھر پوچھا ۔ تم دونوں کس سلسلے میں ان سے ملنا چاہتے ہو ۔ لڑکی نے اس بار کانپتی، لرزتی آواز میں کہا ۔ ہمارے پاس ان کے لیے ایک ایسی خبر ہے جس میں مسلمانوں کی بہتری اور منفعت ہے ۔ پہریدار نے ہلکا سا احتجاج کرتے ہوئے کہا لیکن ہمارے امیر تو ولید بن ہشام ہیں ۔ اگر تمہارے پاس کوئی اہم خبر ہے تو تم دونوں ان سے ملاقات کرو ۔ لڑکی نے اس بار اور زیادہ کپکپاتی آواز میں کہا ۔ تم ہمیں باتوں میں اُلجھا کر وقت ضائع کر رہے ۔ یاد رکھو ہمارے پاس ایسی اطلاعات ہیں جن کی تاخیر پر تم سے سختی اور جبر کے ساتھ باز پُرس ہو سکتی ہے ۔ فردلندہ نے یہاں سے محاصرہ اُٹھانے کے بعد مسلم علاقوں میں تباہی مچا دی ہے اور ہم اس سے متعلق اطلاع کرنے آئے ہیں ۔

اس پہریدار نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اس کے ساتھیوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا ۔ لڑکی نے اس بار نرم و ملائم اور دلوں کو گرما دینے والی گداز آواز میں پوچھا ۔ کیا تم میں سے کوئی امیر جابر بن دہب کی رہائش تک ہماری راہنمائی کر سکتا ہے ۔ اسی پہریدار کے اشارے پر اس کا ایک ساتھی ان دونوں سواروں کی طرف بڑھا ۔ لڑکی نے ہاتھ کے اشارے سے اس پہریدار کو اپنے ساتھی کے پیچھے بیٹھنے کو کہا ۔ اور پہریدار رکاب میں پاؤں جمائے بغیر اُچھل کر اس سوار کے پیچھے بیٹھ گیا ۔ اب دونوں سوار پہریدار کی راہنمائی میں آگے بڑھنے لگے تھے ۔

ایک کھُلی اور کشادہ حویلی کے سامنے اس پہریدار نے دونوں سواروں کو رُک جانے کا اشارہ کیا اور حویلی کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا یہ امیر جابر کی رہائش گاہ ہے ۔ لڑکی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پہریدار واپس چلا گیا ۔ وہ دونوں بھی اپنے گھوڑوں سے اُترے اور لڑکی نے آگے بڑھ کر حویلی کے دروازے پر دستک دی چند لمحوں بعد خود جابر بن دہب نے حویلی کا دروازہ کھولا اور ان دونوں سواروں سے پوچھا تم کس سے ملنا چاہتے ہو ۔ لڑکی نے کہا ۔ ہمیں جابر بن دہب سے ملنا ہے ۔ مسکراتے ہوئے اور

حویلی کا دروازہ پُوری طرح کھولتے ہوئے جابر نے کہا۔ مَیں ہی جابر بن وہب ہوں۔ کہیے آپ دونوں کیا کہنا چاہتے ہیں۔ لڑکی اور اس کے ساتھی سوار دونوں نے اپنے چہروں سے نقاب ہٹا دیئے تھے۔ لڑکی کا چمکتا دمکتا اور آب دار حُسن صاعقہ آسمانی کی طرح جابر پر گِرا تھا اور وہ طوفان، برف باری اور سردی میں ایسی حسین لڑکی کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر چونک پڑا تھا۔

لڑکی جوزفین تھی اور اس کا ساتھی جلعاد تھا۔ وہی دونوں جنہیں عیسائی حکمران فرولندہ نے جابر کو ولید سے علیحدہ کر کے مُسلمانوں کے اندر انتشار پھیلانے کے کام پر مامور کیا تھا اور فرولندہ کے ناکام محاصرہ کے بعد اب وہ دونوں اپنی پوری عیاریوں اور بداعمالیوں کے ساتھ حرکت میں آچکے تھے۔ جابر نے جوزفین کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ تم دونوں کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ جوزفین نے اپنی تمام حشر کاریوں اور قہر سامانیوں کو حرکت میں لاتے ہوئے کہا۔ میرا نام جوزفین ہے اور یہ میرے باپ جلعاد ہیں۔ ہم دونوں کبھی عیسائی تھے لیکن ایک مسلم مبلغ کے ہاتھوں ہم نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے آبائی شہر قشتالیہ سے اُٹھ کر ہم جبل اشارات اور کوہستانِ طلیطلہ کے درمیانی حصّے میں آباد ہو گئے۔ کیونکہ اس حصّے میں سب مسلمان رہتے تھے جب کہ قشتالیہ کے اندر کسی مسلمان کا رہنا خود اپنی موت کے نوشتے پر دستخط کرنے کے مترادف تھا۔

جوزفین نے ذرا رُک کر اپنی گہری، افسوسناک آواز اور روتے لہجے میں کہا لیکن قدرت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا۔ جبل اشارات اور جبل طلیطلہ کی وسطی آبادی کے اندر بھی ہمیں چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہُوا اور پچھلے روز فرولندہ نے اس علاقے پر حملہ کر کے تباہی مچادی ہے۔ اب تک اس نے ہزاروں مردوں کو قتل کر کے ان گنت عورتوں کو بے گھر کر دیا ہے۔ وہ جس طرف بھی بڑھ رہا ہے مسلمان بستیوں کو آگ لگاتا جا رہا ہے۔ ہم دونوں باپ بیٹی یہی خبر آپ تک پہنچانے آئے ہیں۔ ہماری آپ سے استدعا ہے کہ آپ مسلمانوں کو مزید تباہی اور خرابی سے بچائیے۔

جابر کا چہرہ غصّے میں سُرخ ہو گیا تھا۔ اس نے زور سے اپنے غلام کو پکارا۔

احمد! —— احمد! حویلی کے اندر سے درمیانی عمر کا ایک عرب بھاگتا ہُوا آیا اور جابر کے پاس آرکا۔ جابر نے پھر اُس سے کہا۔ احمد! تم فوراً ناطور بن بدر کے پاس جاؤ اور اسے کہو خطرے کی نوبت بجوا دو۔ فرولندہ مسلم بستیوں پر حملہ آور ہو چکا ہے۔ احمد جب بھاگتا ہُوا چلا گیا، تو جوزفین نے اپنے حسین لبوں پر ہلکی سی مگر جان لیوا مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ کیا آپ ہمیں اندر آنے کو نہ کہیں گے۔ ہم سردی اور برف باری میں طویل سفر کے بعد تھک چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اس دُنیا میں اب ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ ہم نے قشتالیہ سے ہجرت کرنے کے بعد اپنا ایک گھر بنایا تھا جسے فرولندہ کے سپاہیوں نے جلا کر خاک کر دیا ہے۔ اب ہم دونوں باپ بیٹی کُھلے آسمان تلے دھکے کھانے پر مجبور ہیں۔

دروازے سے ایک طرف ہٹتے ہوئے جابر نے بڑی ہمدردی سے کہا۔ تم دونوں بخوشی اندر آجاؤ۔ تم دونوں تنہا نہیں پوری مُسلم قوم تمہارے ساتھ ہے اور پھر اس گھر کو تم اپنا ہی سمجھو۔ جوزفین اور جلعاد اپنے اپنے گھوڑے کے ساتھ حویلی میں داخل ہو گئے۔ جابر نے ان دونوں کے گھوڑوں کو اصطبل میں باندھ دیا پھر وہ ان دونوں کو ساتھ لے کر ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جس کے اندر آتش دان میں آگ جل رہی تھی جابر نے ان دونوں کو آتش دان کے پاس بٹھاتے ہوئے کہا۔ تم دونوں بیٹھو مَیں ابھی آیا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا ہُوا وہ باہر نکل گیا۔ جوزفین نے آنکھوں کا ایک ٹیڑھا زاویہ بناتے ہوئے جلعاد کی طرف دیکھا جیسے وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں کہہ رہی ہو۔ ہم اپنی عیّاری اور غداری میں پُوری طرح کامیاب رہے ہیں۔ پھر دونوں چُپ چاپ آتش دان کے سامنے اپنے ہاتھ پاؤں پھیلا کر اپنے آپ کو گرم کرنے کے علاوہ اپنے بھیگے ہوئے کپڑے بھی خشک کرنے لگے تھے۔

جابر اندر داخل ہُوا وہ اس وقت اپنا بہترین جنگی لباس پہنے ہوئے تھا۔ جوزفین نے چونکنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ کیا آپ اپنے لشکر کے ساتھ رزم گاہ کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم سمجھیں گے آپ نے —— جابر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا، تم غلط سمجھی ہو۔ مَیں اپنے امیر کو اس حادثے کی اطلاع کرنے

جارہا ہوں، وہ ساتھ والے شہر حرہ میں رہتے ہیں ۔ ابھی تھوڑی دیر تک خطرے کی نوبت بج اُٹھے گی جسے سُن کر وہ پریشان ہوں گے اور بھاگے ہوئے اِدھر آئیں گے، میں اس وقت تک خود ان کے پاس پہنچ جانا چاہتا ہوں ۔

جوزفین کسی رنگین تتلی کی طرح لہراتی اور اپنے جسم کو بل دیتی ہوئی چند قدم جابر کی طرف بڑھی پھر بڑے طوفانی غمزے کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا ۔ حیرت ہے آپ جیسی شخصیت کا کوئی عرب سردار کسی اور امیر کے تحت کام کرے ۔

غدّاری اور عیّاری کی یہ پہلی چوٹ تھی جو جوزفین نے اپنے جسمانی اعضاء کا بھرپور اظہار کرتے ہوئے جابر کے ذہن پر لگائی تھی ۔ جابر نے چند لمحوں تک غور سے جوزفین کی طرف دیکھا پھر مُسکراتے ہوئے کہا ۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ۔ ہمارے امیر مجھ سے زیادہ قد آور، شجاع، بہادر اور اعلیٰ شخصیت رکھتے ہیں ۔ وہ ہمارے امیر ہی نہیں مُحسن بھی ہیں ۔ ہمارا اُن کا رشتہ ایسے ہی ہے جیسے شاہین اور اس کے بچّوں کا جس طرح شاہین بڑی خونخواری سے اپنے بچّوں کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا ہے ۔ اسی طرح ہمارے امیر بھی ہم سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتے ہیں ۔ جوزفین نے پھر بھیگے لباس کے اندر جھانکتی ہوئی اپنی نازک کمر کو ایک تقدّس شکن بل دیتے ہوئے جابر سے کہا ۔ کاش ! آپ کسی لشکر کے امیر اور سالارِ اعلیٰ ہوتے تو وہ لشکر ——— جابر واپس مُڑتے ہوئے بول پڑا ۔ میں اب امیر کے پاس جاتا ہوں ۔ یہاں تم دونوں کو کوئی خطرہ نہیں ۔ راستے میں اپنے غلام احمد سے میں کہتا جاؤں گا اور واپس آکر وہ تم دونوں کے کپڑوں اور کھانے کا انتظام کر دے گا ۔ جابر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا اور جوزفین پھر آتش دان کے پاس بیٹھ گئی تھی ۔

○

جابر کے اطلاع دینے کے بعد ناطور بن بدر کے حکم پر شہر سویدا کی خطرے کی بڑی نوبت بج اُٹھی تھی ۔ بیس ہاتھ کے قطر کی یہ ایک بہت بڑی نوبت تھی جو ایک اونچی شہ نشین کے اوپر پڑی تھی اور جسے چار آدمی ایک ساتھ مِل کر پیٹ رہے تھے ۔ اس

نوبت کے جواب میں حرہ شہر میں اسی قسم اور اسی قطر کی نوبت بھی بجنے لگی تھی اور ان دونوں کے جواب میں دونوں شہروں کے اندر فصیل پر رکھی ہوئی ساری نوبتیں بھی بول اٹھی تھیں ۔

ولید اور عمروس اپنے جنگی لباس میں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے اس شہ نشین کے پاس آئے جہاں خطرے کی بڑی نوبت رکھی ہوئی تھی ۔ اس کے اشارے پر جو نوجوان نوبت پیٹ رہے تھے رُک گئے ۔ ولید نے ایک جوان کو مخاطب کر کے پوچھا کیا ہُوا ؟ وہ جوان قریب ہو کر باادب ہوتے ہوئے بولا ۔ یا امیر ! پہلے سویدا کی نوبت پر چوٹ پڑی اس کے جواب میں ہم نے اپنی نوبت پر ضرب لگائی تھی ۔ ولید نے ایک بار اپنی عقابی آنکھوں سے گہرے انداز میں عمروس کی طرف دیکھا پھر فکرمند لہجے میں کہا ناطور اور جابر کو کیا خطرہ درپیش ہے ۔ اگر ان پر کسی لشکر نے حملہ کیا ہوتا تو ہمیں اطلاع ہوتی کہ ہر وقت ہمارے جوان فصیل کے اوپر پہرہ دیتے ہیں ۔ آؤ ان دونوں کے پاس چلتے ہیں اور پتہ کرتے ہیں کہ کیا ہُوا ۔

ولید اور عمروس اپنے گھوڑوں کی باگیں موڑنے لگے تھے کہ ناطور اور جابر دونوں اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور ولید کے کچھ بولنے سے قبل ہی جابر قریب ہوتا ہُوا بول پڑا ۔ یا امیر ! فردلندہ نے ہمارے ناکام محاصرے کے بعد جبل طلیطلہ اور کوہستانِ اشارات کے درمیان پورے مُسلم علاقے کو اپنا ہدف بنایا ہے ۔ وہ مسلمانوں کو قتل کرنے کے علاوہ بستیوں کو آگ لگا کر پورے علاقے کو اُجاڑ رہا ہے ۔ ولید نے نہایت سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا ۔ تمہیں یہ خبر کس نے دی ۔ تھوک نگل کر اپنا گلا صاف کرتے ہوئے جابر نے کہا ۔ یا امیر ! ابھی ابھی اس برف باری اور طوفان میں ہمارے پاس ایک بوڑھا مسلمان اور اس کی لڑکی آئے ہیں ۔ ان دونوں کا تعلق اسی وادی سے ہے ۔ انہوں نے ہمیں خبر دی ہے کہ فردلندہ مسلم آبادی کو روند رہا ہے ۔

ولید نے چونک کر پوچھا، کیا وہ دونوں تمہارے جاننے والے ہیں ۔ جابر نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا ۔ نہیں، وہ دونوں میرے لیے اجنبی ہیں ۔ ولید نے فکرگیر

لہجے میں کہا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ سازش ہو۔ فردلندہ کی طرف سے ایک دھوکہ اور چال ہو کہ وہ ہمیں ہمارے قلعوں سے باہر نکال کر زیر کرنا چاہتا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو چاروں طرف پھیلے ہوئے ہمارے سینکڑوں جاسوس میں سے کوئی نہ کوئی ضرور ہمیں یہ خبر پہنچاتا۔ چلو میرے ساتھ میں خود اس بوڑھے اور لڑکی سے بات کرتا ہوں۔ اپنا پورا اطمینان کرنے کے بعد میں کوئی فیصلہ کروں گا۔

ولید، عمروس، ناطور اور جابر اس دروازے کے ذریعے باہر نکلنے ہی والے تھے جو پل کے ذریعے حرہ کو سویدا سے ملاتا تھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا اور ولید سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ رک جایئے، میرے آقا! رک جایئے اس کی پکار پر ولید فوراً رک گیا کیونکہ وہ اس کا جاسوس تھا۔ وہ سوار قریب آیا اور رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ میرے آقا! میں انتہائی مہلک اور بُری خبر لایا ہوں۔ یہاں سے جانے کے بعد فردلندہ نے کوہستان طلیطلہ اور اشارات کے درمیانی حصے پر حملہ کر دیا ہے۔ وہ مسلم آبادیوں کو بُری طرح ویران کر رہا ہے۔ میں نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میرے آقا! گو وہ علاقہ طلیطلہ کے حکمران یحیٰی المامون کی حکومت میں ہے اس کے باوجود وہاں کے لوگ یحیٰی المامون کی نسبت آپ سے مدد ملنے کی زیادہ توقع رکھتے ہیں۔ اِردگرد کی آبادیاں جو ابھی تک فردلندہ کی قہرمانیت سے بچی ہوئی ہیں انہیں اُمید ہے کہ یحیٰی المامون کی نسبت حرہ اور سویدا کا حکمران ولید بن ہشام بہتر اور مؤثر طور پر فردلندہ کی راہ روک کر ان کی مدد کو آئے گا۔

ولید نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ اب اس بوڑھے اور اس کی لڑکی سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عمروس! تم لشکر کو کوچ کا حکم دو۔ جابر اور ناطور دونوں یہیں رہیں گے اور سنو! عمروس مسلم اور یحیٰی المامون کو بھی پیغامات بھیج دو۔ اس پُرآشوب گھڑی میں اپنے مسلمان بھائیوں کو ہم بے بسی کی حالت میں کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ گو فردلندہ کا لشکر تعداد میں اس لشکر کے مقابلے میں جو ہم لے کر روانہ ہو رہے ہیں بیس گنا زیادہ ہے پھر بھی میں یہ ارادہ کر چکا ہوں کہ قلعے سے باہر نکل کر ہم فردلندہ کا یہ زعم بھی توڑ دیں کہ ہم کھلے میدان میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

عمروس جب چلا گیا تو جابر نے پوچھا۔ یا امیر! جو بوڑھا اور اس کی لڑکی یہ خبر لائے ہیں ان کی بستی اُجڑ گئی ہے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ اب ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔ میں نے انہیں اپنے گھر میں ٹھہرایا ہے۔ کیا میں نے ایسا کرتے ہوئے ——— ولید نے اس کی بات کاٹ کر خوشگوار لہجے میں کہا۔ تم انہیں اپنے ہاں ٹھہرا سکتے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور سنو! میری اور عمروس کی یہاں سے روانگی کے بعد سویدا کی حفاظت تمہارے ذمہ اور حرہ میں ناطور رہیگا۔ میرے بعد بیدار اور چوکنے رہنا۔ ہو سکتا فردلندہ کھلے میدان میں مجھے مصروف دیکھ کر اپنے لشکر کا کچھ حصہ تم دونوں کی طرف روانہ کر کے ہمارے شہروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔ لشکر کے جوانوں سے اچھا سلوک کرنا کسی کا دل نہ دکھانا اور جب کوئی شہری تمہارے پاس کوئی معاملہ لائے تو غیر جانبدار بن کر انصاف کرنا۔ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنا اور جو تم دوسروں سے توقع رکھو پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھانا۔ جابر اور ناطور کے قریب سے ہٹ کر ولید ان کھلے میدانوں کی طرف چلا گیا تھا جس کے اندر اس کا فوجی مستقر تھا۔

ولید اور عمروس پندرہ ہزار جوانوں پر مشتمل لشکر کے ساتھ اپنے شہر حرہ سے نکلے اور جنوب کی طرف بڑھے۔ وہ کہیں رکے بغیر بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ جبل اشارات کے اس کوہستانی سلسلے میں داخل ہو گئے جو شرقاً غرباً ایک طویل مسافت میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کوہستانی سلسلے کے مغرب میں فردلندہ کا مشہور شہر قشتالیہ تھا جس پر اس کا بھائی لیسی حکمران تھا اور مشرقی حصے میں بحیرہ روم تک خشک اور لق و دق صحرا پھیلا ہوا تھا۔

کوہستانِ اشارات کے مشرقی کناروں کے پاس ولید نے قیام کیا۔ یہیں طلیطلہ کا حکمران یحیٰی المامون اور ولید کا اپنا بحری جرنیل بھی اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ ولید سے آملے تھے۔ جاسوسوں کے ذریعے فردلندہ کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے کے بعد ولید

اس کی طرف بڑھا - فرولندہ نے ایسی تباہی مچائی تھی کہ راستے میں پڑنے والی مسلم آبادیوں سے خاک اور راکھ اُڑ رہی تھی - ولید بڑی تیزی سے آگے بڑھتا رہا -

دوسری طرف فرولندہ کو بھی اپنے جاسوسوں کے ذریعے خبر ہو گئی تھی کہ ولید اپنے لشکر کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہا ہے - فرولندہ نے ولید کی اس آمد پر خوشی کا اظہار کیا کیونکہ حرہ اور سویدا کے ناکام محاصرہ کے بعد وہ اس بات کی شدت کے ساتھ خواہش کر رہا ہے کہ کبھی ولید سے اس کا ٹکراؤ کھلے میدان میں ہو اور اب اس کی یہ آرزو پوری ہوتی دکھائی دے رہی تھی - اس نے مسلم علاقوں میں مزید پیش قدمی روک دی اور اپنے ٹڈی دَل لشکر کو سمیٹ کر وہ بڑی برق رفتاری سے شمال کی طرف بڑھا تھا -

کوہستان طلیطلہ اور جبل اشارات کے درمیان وادیِ انبیر میں دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے آئے اور کسی قسم کی روائتی صف بندی کیے بغیر بھوکے گِدھوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے - فرولندہ نے اپنے لشکر کو تین حصّوں میں بانٹ دیا ایک حصّہ اپنے پاس رکھا - دوسرا جیولوس ماریا اور تیسرا اپنے چھوٹے بھائی لیسی کے حوالے کر دیا تھا - ولید پر سامنے کی طرف سے فرولندہ دائیں طرف سے جیولوس اور بائیں طرف سے لیسی حملہ آور ہوئے تھے - فرولندہ کی تجویز یہ تھی کہ ولید پر تین اطراف سے حملہ کر کے اسے بوکھلا دیا جائے اور جب وہ شکست کھا کر واپس بھاگے تو اس کا تعاقب کیا جائے - یہاں تک کہ حرہ اور سویدا تک پہنچتے پہنچتے اس کے لشکر کا خاتمہ کر دیا جائے - یہ ایک بہترین تجویز تھی جس پر فرولندہ کاربند تھا -

گو یحییٰ المامون اور مسلم کے مِل جانے سے ولید کے لشکر کو کچھ تقویت مِلی تھی - پھر بھی اس کے لشکر کی تعداد فرولندہ کے ٹڈی دَل لشکر کا عشرِ عشیر تک نہ تھی - وادی انبیر میں گھمسان کا رن پڑا تھا - فرولندہ جیولوس ماریا اور لیسی بھوکے گِدھوں اور منتقم مزاج درندوں کی مانند ولید پر ٹوٹ پڑے تھے - ولید، عمرو بن، یحییٰ المامون اور مسلم نے پہلے حملے کے سخت ریلے کو بڑی جرأت مندی سے روک دیا تھا لیکن وہ ایک معمولی لشکر کے ساتھ ہتھیلی جیسے سپاٹ اور کھلے میدان کے اندر زیادہ دیر جم کر لڑ نہ سکے - ان کے

ایک ایک سپاہی پر فرولندہ کے دس دس پندرہ پندرہ لڑاکے خونی بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے - نتیجتہً ولید کو شکست ہوئی اور وہ بڑی تیزی کے ساتھ اپنے لشکر کو لے کر پسپا ہونے لگا تھا -

ہزیمت اٹھانے کے بعد ولید نے ایک دانشمندانہ قدم اُٹھایا - سیدھا شمال کی طرف پسپا ہونے کے بجائے وہ اپنے دائیں ہاتھ مڑا اور لیسی کے لشکر کو کاٹتا ہوا اندھیرے کی اوٹ میں مغربی پہاڑیوں کے اندر روپوش ہو گیا - وہ جانتا تھا کہ شمال میں اس کے پیچھے دُور دُور تک کھلا میدان پھیلا ہوا ہے اور شکست اُٹھانے کے بعد دشمن جب اس کا تعاقب کرے گا تو اپنے ٹھکانے تک اسے کہیں بھی سر چھپانے کو جگہ نہ مِلے گی اور اس وقت تک دشمن اس کے پورے لشکر کو کاٹ کر رکھ دے گا - پہاڑی سِلسلے کے اندر فرولندہ نے ولید کا تعاقب نہ کیا - وہ جانتا تھا کہ چٹانوں کی اوٹ اور تاریکی کی آڑ میں اس بدو نے اگر اس کے ساتھ شب خون کا کھیل شروع کر دیا تو وہ اس کے لیے زخمی سانپ سے زیادہ خطرناک اور طاعون جیسی وبائی مرض سے کہیں مہلک ثابت ہو گا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی فتح شکست میں بدل جائے - لہٰذا اس نے اسی کھلے میدان کے اندر لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اور زخمیوں کی دیکھ بھال کے علاوہ وہ اپنے مرنے والے سپاہیوں کی تدفین کا بندوبست بھی کرنے لگا تھا -

○

رات تیزی سے گزرتی جا رہی تھی - چاند طلوع ہوا تھا اور دور حدِ نگاہ تک پھیلے ہوئے رات کے سیاہ آنچل پر چاروں طرف چاندنی بچھ گئی تھی - سرما کی تیز ہواؤں میں اب ایک ٹھہراؤ سا آ گیا تھا - جیسے وہ رات کے سرد سینے پر سر رکھ کر اونگھ گئی ہوں - فرولندہ سے شکست کھانے کے بعد ولید فرولندہ کے شہر قشتالیہ اور کوہستانی سِلسلے اشارات کے درمیان بہنے والی ندی اللب کے کنارے آ رُکا تھا - یہ ندی جبل اشارات سے نکل کر وادیِ اللب سے گزرتے ہوئے مشرق کی جانب ایک دائرہ نما بَل کھاتی ہوئی دریائے تاجہ میں گرتی تھی -

اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے ولید رُک گیا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا پورا لشکر بھی ندی کنارے کے ساتھ ساتھ رُک چکا تھا۔ ولید نے اپنے پہلو میں عمروس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمروس! ٹھہرو، یہ ہماری انتہا نہیں ہے۔ میں واپس اپنے قلعوں کی طرف نہیں جاؤں گا۔ دونوں اپنے اپنے گھوڑوں سے نیچے اُتر گئے۔ ولید کے ہاتھ میں پرچم تھا جو خون آلود تھا۔ ندی کنارے ولید نے وہ پرچم ریت میں گاڑ دیا اور کنارے پر بیٹھ کر وہ ندی کا شفاف پانی چلوؤں میں بھر کر پینے لگا تھا۔ اس کے ہاتھ، بازو، چہرہ اور کپڑے سب خون آلود تھے۔ ہوا اب پھر تیز ہو گئی تھی اور کنارے کے ساتھ کہیں کہیں اُگے ہوئے ببول اور کلک سے ٹکرا کر سائیں سائیں کرنے لگی تھی۔

پانی پی کر ولید نے پھر علم تھام لیا اور اپنے گھوڑے کے پاس آ کھڑا ہوا۔ عمروس اس کی ایک ایک حرکت کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا ولید اداس تھا اس چرواہے کی طرح جو اپنی بکریاں گنوا بیٹھا ہو، وہ افسردہ اور چپ تھا جیسے ـــــ جیسے مفلس کی جوانی جیسے بیوہ کا شباب۔ ولید چند لمحوں تک اپنے گھوڑے کی زین پر سر ٹکائے سوچتا رہا اور وہ علم جو اس نے اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ تیز ہواؤں میں پھڑپھڑاتا رہا۔

چند لمحوں بعد اس نے عمروس کی طرف دیکھا اور گہری گھمبیر آواز میں کہا۔ عمروس! میں ایک ارادہ کر چکا ہوں، اگر تم میرا ساتھ دو تو میں اس شکست کو ایک عظیم فتح میں بدل سکتا ہوں۔ عمروس درمیان میں بول پڑا اور سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

یا امیر! آپ نے یہ کیوں کہا" کہ اگر تم میرا ساتھ دو تو"۔ خدا کی قسم عمروس آپ کی خدمت کرنے کو پیدا ہوا ہے۔ جہاں آپ اپنا پاؤں رکھیں، وہاں میں اپنا سر رکھنا بھی سعادت سمجھوں گا۔

عمروس چند لمحے رُکا پھر وہ درد بھرے لہجے اور بھرائی آواز میں کہہ رہا تھا۔ میرے آقا! آپ کا ایک ادنیٰ اشارہ میرے لیے آخری اور فیصلہ کن حکم ہے۔ خدا کے لیے بتائیے میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں۔ اگر میرے جسم کے سارے خون کے بدلے بھی آپ کی طمانیت کا پہلو نکلتا ہے تو آپ حکم دے کر دیکھیں عمروس دریغ نہ کرے گا۔

ولید آگے بڑھا اور عمروس کے کندھے پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ تم غلط سمجھ رہے ہو عمروس! مجھے تمہاری عقیدت مندی کا احساس ہے۔ میں تم سے یہ کہنے والا تھا کہ واپس اپنے قلعوں کی طرف جانے کے بجائے میں ارادہ کر چکا ہوں کہ فرولندہ کے شہر قنتالبیہ اور اس کے گرد و نواح کے قصبوں اور بستیوں پر حملہ کر دیا جائے۔ اس کے ہمیں دو فوائد ہوں گے۔ ایک تو ہمارے ہاتھ خوراک اور سامان حرب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ آ جائے گا۔ دوسرے ہم فرولندہ کی طاقت کو دو محاذوں پر بانٹ کر اس کی قوت کو کمزور کر دیں گے۔

ولید جذبات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔ سنو عمروس! فرولندہ اب بیکار نہیں بیٹھے گا۔ یقیناً وہ ہمارے قلعوں پر پھر حملہ کرے گا۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے ہمیں شکست ہوئی ہے اور ہماری قوت کمزور پڑنے کے علاوہ ہمارے جوانوں کے حوصلے پست ہو چکے ہوں گے۔ میں دشمن کے اسی خیال سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ فرولندہ کو جب خبر پہنچے گی کہ میں نے اس کے شہروں اور بستیوں کو ویران کرنا شروع کر دیا ہے تو وہ فوراً حرکت میں آئے گا۔ اس موقع پر وہ اپنے لشکر کو یقیناً دو حصوں میں تقسیم کرے گا۔ ایک حصے کو وہ ہمارے قلعوں پر حملہ کرنے کو بھیجے گا اور دوسرا حصہ ہماری سرکوبی کے لیے روانہ کرے گا اور جب وہ اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دے گا تو میں اس کی وہ حالت بناؤں گا جو بھیڑیوں کے ہاتھوں کسی تباہ شدہ ریوڑ کی ہوتی ہے۔

عمروس ولید کے اس منصوبے پر مسکرا رہا تھا۔ ولید نے فوراً کوئی فیصلہ کیا۔ ہاتھ میں پکڑا ہوا خون آلود پرچم اس نے عمروس کو تھما دیا۔ ایک زہریلی جست کے ساتھ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا۔

"میرے بھائیو! سنو، یہ ایک پریشان کن حقیقت ہے کہ ہمیں شکست ہوئی ہے۔ لیکن اگر تم میرا ساتھ دو تو میں موت و مصیبت کے اس وقت کو ایک خوش خبری اور نحوست کی ان گھڑیوں کو ایک عظیم فتح میں بدل دوں گا۔ یاد رکھو اگر تم نے میرا ساتھ نہ دیا اور میں تنہا، اکیلا اور تنہا

رہ گیا تو قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا میں اپنے ناخنوں اور دانتوں تک سے دشمن کے ساتھ جنگ کروں گا۔

ولید کو رک جانا پڑا کیونکہ لشکر کے اندر ایک شور اور طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ان گنت جوان زور زور سے چلّانے لگے تھے۔ "ہم آپ کے ساتھ ہیں"، "ہم آزادی اور فتح چاہتے ہیں"، "ہم آپ کے ایک اشارے پر کٹ مریں گے"۔ "ہم اپنے خون کا ہر قطرہ بہا دیں گے"۔ طرح طرح کی آوازیں لشکر کے اندر سے شب کے گہرے اور طویل سناٹے میں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ ولید کی آواز پھر بلند ہوئی۔

سنو عزیزو! آزادی بچوں کے اس مستقبل جیسی ہے جس میں ایک پوری قوم ان سے بہتر اور خوش کن توقعات رکھتی ہے۔ میرے ساتھیو! ہم بھی اس کرۂ ارض کی امید ہیں۔ ہم ——— ہم اپنی ملت کا سہاگ ہیں۔ آؤ سینۂ ظلم میں اپنے خدا کی رحمت کا علم گاڑ دیں۔ آؤ، آؤ! میرے ساتھیو! اس عذاب کو ٹال دیں جو شیطنت کی تاریکی بن کر ہم پر چھانے لگا ہے۔ آؤ، اپنی آئندہ نسلوں کی روحوں سے مخاطب ہو کر عہد کریں کہ ہم دشمن کے سامنے آگ اور خون کا آشوب کھڑا کر دیں گے۔ آؤ! دشمن کے لیے موت کی زنجیریں کھول دیں اور ان پر ثابت کر دیں کہ گیلی لکڑی بھی سلگتے سلگتے شعلہ بن سکتی ہے۔

ولید کے الفاظ سے پورے لشکر کا لہو تمتما اٹھا تھا۔ چاروں طرف سے اللہ اکبر کی غضب ناک آوازیں بلند ہونے لگی تھیں، ہر جوان مثلِ ضرغام و اسد تند خو ہو گیا تھا۔ تیز ہواؤں کی سنسناہٹ کے دوش پہ ایک طوفان بلند ہو گیا تھا۔ ولید کی شرر آلود اور زہرناک آواز پھر لشکر کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ اس موقع پر عمروس نے جب غور سے ولید کو دیکھا تو اس کے چہرے پر عجیب سی سنگینی اور اس کی آواز میں ایک جرأت آمیز خروش تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

اپنی ملت کے حقوق کی آگہی رکھنے والو! سنو! اگر آج ہم نے کچھ نہ

کیا تو یہ غفلت ہمارے لیے مہلک ثابت ہوگی۔ ہماری تاریخ گنگ ہو جائے گی اور ہماری زیست کی میزانیں ان ہاتھوں میں ہوں گی جو ہماری آنکھوں پہ پٹیاں باندھ دیں گے۔ اور ہمارے سروں کو خون میں ڈبو کر ہمارے دروازوں پہ تالے لگا دیں گے۔ یاد رکھو موت صرف جسم کی ہوتی ہے۔ شہادت، روح، جذبے اور ایمان کا اطمینان ہے۔

میرے ساتھیو! آؤ ان جنگلوں میں کھوئی اپنے آباد کی روحوں کو تلاش کریں اور انہیں کہیں، ہم بے حمیت و بزدل نہیں ہیں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ قشتالیہ اور اس کے گرد و نواح کو لوٹ کر ویران کر دیں۔ جس طرح فرولندہ نے ان گنت مسلم آبادیوں کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے آؤ ہم بھی اس کے شہروں کو عریاں، قصبوں کو ویران اور بستیوں کو برباد کر دیں۔ یاد رکھو اسی میں ہماری بہتری ہے۔ میں تم سب کو یقین دلاتا ہوں کہ صبح کا سورج طلوع ہونے کے بعد حالات ہمارے حق میں کروٹ لینا شروع کر دیں گے۔ آؤ میرے ساتھ، میں تمہیں ایک بڑی فتح کی خوشخبری کے لیے پیش گوئی کرتا ہوں۔

ولید نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر مغرب کی طرف سرپٹ دوڑاتے ہوئے کہا۔ میرے ساتھ آؤ۔ اس شب کی سیاہی میں دشمن کی انا کے بت توڑ کر ہم بھی اپنے مظالم کی داستانیں رقم کریں گے۔ ولید اور عمروس کے پیچھے پیچھے پورا لشکر تکبیریں بلند کرتا اور رجز پڑھتا ہوا اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا چکا تھا۔ جیسے کوئی ایسا طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو جو ندی نالوں کو لال گوں کر دے۔

ولید پہلے قشتالیہ شہر پہ حملہ آور ہوا۔ ایک مسافر بن کر اس نے شہر کا مشرقی دروازہ کھلوایا۔ پھر وہ طوفان کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ پورے شہر کی اس نے اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی تھی۔ یہاں اس نے اپنی شکست کا سارا کرب نکال دیا تھا۔ شہر کے محافظ لشکر کو اس نے چند ساعتوں میں ہی تہ تیغ کر دیا۔ شہر کو اس

نے جی بھر کر لوٹا اور ایک حصے کو آگ لگا کر ہوا کے تیز جھونکے کی طرح باہر نکل گیا۔ اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر دیا تھا۔ جس کے ذمے اس شب خون سے ہاتھ آنے والے مال اور دولت کی حفاظت کرنا تھا اس کے بعد وہ قشتالیہ شہر کے گرد و نواح کی بستیوں پر ٹوٹ پڑا تھا اور ہر طرف اس نے ویرانی، آگ اور تباہی کا طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ اس کی حالت اس زخم خوردہ درندے جیسی ہو گئی تھی جو انتقام پر اتر آیا ہو۔

○

ولید کو شکست دینے کے بعد فرولندہ نے میدانِ جنگ میں ہی اپنے لشکر کا پڑاؤ کر دیا تھا۔ وہاں اس نے صرف ایک شب قیام کیا اور اگلے روز وہ صبح سویرے ہی وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔ اب اس کا رخ ولید کے قلعوں کی طرف تھا۔ اسے یقین ہو چکا تھا کہ شکست خوردہ ولید اب اس کے سامنے زیادہ دیر تک محصور نہ رہ سکے گا۔ پر اسے یہ خبر نہ تھی کہ ولید نے جنگ کو ایک نئے رخ کی طرف موڑ دیا تھا۔

دوسرے روز سہ پہر کے قریب جب کہ فرولندہ اپنے لشکر کے ساتھ ولید کے قلعوں کی طرف جانے کے لیے وادیٔ نوارا میں داخل ہوا تھا۔ مغرب کی طرف سے کچھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے اور لشکر کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ فرولندہ ان سواروں سے کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ اس کا بھائی لیسی اس کے پہلو سے نکل کر آگے بڑھا اور ان سواروں سے پوچھا قشتالیہ سے نکل کر تم لوگ کس لیے ادھر آئے ہو؟ فرولندہ نے فوراً اپنے بھائی لیسی سے پوچھا۔ یہ لوگ کون ہیں۔ لیسی نے پریشانی سے ان سواروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ قشتالیہ کے وہ معززین ہیں۔ جنہیں میں شہر کا نظم و نسق سونپ کر آیا تھا۔

فرولندہ اس بار براہِ راست ان سواروں سے مخاطب ہوا۔ کیا تم لوگ قشتالیہ سے کوئی اہم پیغام لے کر آئے ہو۔ ان میں سے ایک سوار نے اپنے گھوڑے کو ذرا سا آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ہم ایک انتہائی منحوس خبر لے کر آئے ہیں۔ آپ سے شکست کھانے کے بعد اس مسلم جرنیل ولید بن ہشام نے قشتالیہ پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا تھا۔ اس نے ایک

بے کس مسافر کے بھیس میں شہر پناہ کا دروازہ کھلوایا۔ طوفان کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور لمحوں کے اندر شہر کے محافظ دستوں کو ختم کرنے کے بعد اس نے شہر میں آگ اور خون کا کھیل شروع کر دیا۔ اس نے ہر گھر کو لوٹا۔ شاہی خزانہ اور اسلحہ تک نکال لیا اور جاتے جاتے شہر کے ایک حصے کو جلا کر خاکستر کر دیا اس نے قشتالیہ کے ہزاروں مکینوں کو مٹی اور ملبے میں دفن کر کے رکھ دیا ہے۔

فرولندہ یہ خبر سن کر فکر کے اتھاہ میں ڈوب گیا تھا اور اس پر ایک سنسنی خیز کپکپی طاری ہو گئی تھی۔ دانت کپکپاتے ہوئے اس نے کہا۔ اس کی یہ قوت اور جسارت کہ وہ ہم سے شکست کھانے کے باوجود ہمارے شہر قشتالیہ پر حملہ کر دے۔ میں نے غلطی کی کہ اس کا تعاقب نہ کیا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ میں اس پر بھرپور ضرب لگا کر اس وقت تک اس کا تعاقب کروں گا جب تک وہ ہمارے لیے بے ضرر نہیں ہو جاتا۔ اس نے ہمیں ایک عبرت اور سبق دیا ہے۔ ایسا سبق جسے ہم کبھی بھول نہ سکیں گے۔

اس سوار نے پھر بولتے ہوئے کہا۔ کیا آپ فوراً اس کی سرکوبی نہ کریں گے۔ فرولندہ نے بڑے فخر کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں اسی کی طرف جا رہا ہوں۔ سوار کی فکر گیر آواز پھر بلند ہوئی۔ لیکن اس نے تو ابھی تک قشتالیہ کے گرد و نواح میں تباہی مچا رکھی ہے۔ ایک قشتالیہ شہر ہی نہیں اس نے اِرد گرد کی اَن گنت بستیوں کو ویران کر دیا ہے اور ابھی تک اس نے اپنی ترکتاز اور شکست و ریخت جاری رکھی ہوئی ہے۔

فرولندہ نے بوکھلاتے ہوئے پوچھا تو کیا تمہارا مطلب ہے، ابھی تک وہ اپنے قلعوں کی طرف نہیں گیا اور قشتالیہ کے نواح میں ہمارے نہتے عوام کو قتل کر رہا ہے۔ آہ! قشتالیہ کے باسیو! کاش میں وقت پر تمہاری مدد کر سکتا۔ سانپ کی سی تیزی سے فرولندہ نے اپنے پہلو میں کھڑے اپنے بھائی لیسی اور جیولوس ماریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

لشکر کو فوراً دو برابر حصّوں میں تقسیم کر دو۔ ایک حصّہ تم دونوں لے جاؤ اور اس کے قلعوں کا محاصرہ کر لو۔ دوسرا حصّہ مَیں لے کر اس کی سرکوبی کے لیے فشتالیہ کی طرف جاتا ہوں۔ اگر میرا اس کا ٹکراؤ ہُوا تو مَیں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مَیں اسے پابہ زنجیر کر کے تمہارے پاس واپس لوٹوں گا اور پھر ہم اسے طرش کے کلیسا کی عمارت کے سامنے صلیب پر لٹکا کر اسے عبرت خیز بنا دیں گے۔ اب تم دونوں کوچ کی تیاری کرو —— آن کی آن میں لشکر دو حصّوں میں تقسیم ہو گیا۔ آدھا لشکر جیولوس ماریا اور لیبسی لے کر شمال کی طرف بڑھ گئے تھے اور دوسرے حصّے کے ساتھ خود فرولندہ مغرب کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

○

کلیسا طرش کے اپنے کمرے میں عمونہ پلنگ پر بیٹھی اپنے لیے ایک نیا لباس سی رہی تھی کہ طوبیا بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ سخت بدحواس اور پریشان حال لگتی تھی۔ عمونہ کے قریب پلنگ پر گرتے ہوئے اس نے کہا۔ مَیں تمہارے لیے ایک انتہائی بُری خبر لے کر آئی ہوں۔ عمونہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ تم میرے لیے اچھی خبر کب لائی تھیں۔ طوبیا نے روتی آواز میں کہا۔ نادان! یہ خبر ولید بن ہشام سے متعلق ہے اور چونکہ ہم دونوں مُسلمان ہو چکی ہیں لہذا اس سے اب ہمارا رُوحانی اور دینی رشتہ ہے۔

عمونہ نے ہاتھ میں پکڑا ہُوا کپڑا اور سوئی دھاگہ ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ تم ان کے متعلق کیسی خبر لائی ہو۔ روتی آواز میں طوبیا نے کہا۔ فرولندہ کے مقابلے میں ولید کو شکست ہوئی ہے۔ عمونہ نے چیختے ہوئے پوچھا۔ "کیا کہا؟" انہیں شکست ہوئی ہے۔ تمہیں کس نے بتایا؟ —— طوبیا نے ڈانٹ دینے کے انداز میں کہا۔ آہستہ بولو بے وقوف! کسی نے سن لیا تو محشر کھڑا ہو جائے گا ابھی ابھی ایک آدمی راہب مرقس کے پاس یہ خبر لے کر آیا ہے۔ مَیں بھی اس وقت وہاں تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ جنگ میں ولید کو فرولندہ نے ایک فاش شکست دی ہے

اور ولید میدانِ جنگ سے بھاگ کر ایک نامعلوم منزل کی طرف چلا گیا ہے۔

عمونہ کی گردن جُھک گئی اور وہ تصورات کے طوفانوں اور سوچ کی آندھیوں میں کھو گئی تھی۔ اس کی ڈری ڈری سہمی سہمی صورت پر دورکش پنہائیاں پھیل گئی تھیں۔ ولید کی شکست کا سُن کر وہ بچاری غمگین ہو گئی تھی۔ ڈال پر تنہا پتّے کی طرح —— بُجھ سی گئی تھی سنولائی ہوئی شام کی تنہائی کی مانند —— لگتا تھا وہ کھوئی کھوئی اور اُلجھی اُلجھی لڑکی دہر کے غمگین خلاؤں میں بکھر کر رہ گئی ہو۔ طوبیا بچاری بھی افسردہ ہو گئی۔ اس نے دیکھا عمونہ کے چہرے پر اُداسی کا گہرا غبار چھا گیا تھا اور وہ گردن جھکائے نہ جانے کیا سوچنے لگی تھی۔

طوبیا نے غور سے عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ عمونہ! کیا تم ولید سے محبت کرتی ہو۔ دیکھو مجھ سے جُھوٹ مت کہنا۔ عمونہ نے اپنا سر اُوپر اُٹھایا۔ وہ رو رہی تھی اور اس کی آنکھیں آنسوؤں کے کنوؤں میں ڈوب چکی تھیں۔ سر گھما کر اس نے طوبیا کی طرف دیکھا پھر اپنے آنسو پونچھتے ہوئے اس نے کہا۔ مجھے علم نہیں محبّت کیا ہوتی ہے۔ تاہم مجھے اگر کسی نے ولید سے علیحدہ اور دُور رکھا تو مَیں بلا تامل کہہ سکوں گی کہ مَیں اس عرب کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی۔ وہ میری زندگی کا حصّول، میرے مستقبل کی آدرش، میری رفعتوں کی پرواز اور میرے جسم کی رُوح ہیں۔ مَیں پوری کائنات کے عوض بھی اُنہیں بھُول نہیں سکتی۔ طوبیا طوبیا! وہ میرے محسن ہی نہیں میرے لیے روشنی کا ایک مینار بھی ہیں۔ جس کی تیز روشنی میں بے خطر ہو کر مَیں اپنی زندگی کا سفر کر سکتی ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تم میرے متعلق کیا خیالات اور وہمے کھڑے کر رہی ہو گی۔ مَیں تو صِرف اتنا جانتی ہوں ولید بن ہشام میرے جسم کی حرارت اور میرے خون کی گردش ہیں۔ جس روز کسی نے مجھے ان سے جُدا کیا اس روز عمونہ کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔

عمونہ چند لمحے رُکی پھر روتی آواز میں اس نے کہا۔ کاش وہ سپاہی جو ولید نے ہماری حفاظت پر اور ہم سے پیغام رسانی پر مقرر کر رکھے ہیں وہ آ کر ہمیں بتاتے

کہ ولید اس وقت کہاں ہیں۔ وہ کس حال میں ہیں۔ کاش میں اُنہیں تسلّی دے سکتی۔ کاش میں اُن کے زخموں پر پٹی باندھ سکتی۔ ہائے حیف میں ان سے کس قدر دُور ہوں۔ عمونہ بیچاری پھر سسک کر رو دی تھی۔

طوبیا نے بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہا۔ ولید نے جو سپاہی ہماری حفاظت پر مقرّر کر رکھے ہیں وہ بھی پچھلے کئی روز سے غائب ہیں۔ ورنہ ہم ان سے ہی اصل صورتِ حال کا پتہ کرتے۔ عمونہ چُپ رہی اور کوئی جواب نہ دیا۔ طوبیا اس کا دل بہلانے کی خاطر بولی۔ کیا تم نے عصر کی نماز ادا کی ہے۔ عمونہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے موقع ہی نہیں ملا۔ طوبیا نے بڑے کرب و دُکھ میں کہا۔ آخر ہم کب تک چھپ چھپ کر عبادت کرتی رہیں گی اور کب تک اس کلیسا سے ہماری جان چھوٹے گی۔ وہ کون گھڑی ہوگی جب ہم مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے اعلانیہ اور کھُل کر عبادت کرنے کے علاوہ اپنی مذہبی رسومات ادا کر سکیں گی۔ عمونہ کچھ کہنے والی تھی کہ کلیسا میں عبادت کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ دونوں نے غور سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ عمونہ نے اپنے آنسو پونچھ لیے۔ پھر وہ دونوں سنبھل گئیں اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے سے نکلیں اور کلیسا کے اس بڑے کمرے کی طرف چل دی تھیں جہاں عبادت جاتی تھی۔

○

اگلے روز شام سے تھوڑی دیر قبل تک ولید اپنے لشکر کے ساتھ فرولندہ کے علاقے میں ترکتاز اور لوٹ کھسوٹ کرتا رہا۔ سُورج غروب ہونے سے قبل ہی وہ پھر اللب ندی کے کنارے واپس آ گیا۔ اور اس لوٹ مار میں اس کے ہاتھ جو دولت، اسلحہ، اناج اور رسد کا دوسرا سامان لگا تھا، اس نے قریبی پہاڑوں کی غاروں میں چھپا کر غاروں کے منہ بند کروا دیئے تھے۔ اس کے علاوہ وہ دشمن کے علاقے سے ہزاروں کی تعداد میں بھیڑ بکریاں، گھوڑے اور دوسرے مویشی ہانک لایا تھا۔ جنہیں پہاڑوں سے گھری ہوئی ایک وادی میں کھُلا چھوڑ کر ان کی حفاظت کے لیے ولید

نے اپنے چند سپاہیوں کو مقرر کر دیا تھا۔ خود وہ لشکر کے ساتھ اللب ندی کے کنارے اس جگہ آ بیٹھا تھا جہاں مشرق کی طرف سے آنے والی ایک شاہراہ ندی عبور کر کے قشتالیہ شہر کی طرف جاتی تھی اور وہاں قیام کر کے وہ بدلتے حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

مغرب کی نماز کے بعد ولید اور عمروس کھانا کھا کر اپنے لشکر کے اندر آ گئے۔ شاید وہ اپنے لشکر کو رات کے احکام جاری کرنا چاہتے تھے۔ چاروں طرف دُور دُور تک آگ کے بڑے بڑے الاؤ روشن تھے اور رات کی ٹھٹھرتی سردی اور تیز ہواؤں کی مار سے بچنے کے لیے ہر کوئی آگ کے قریب بیٹھا منتظر تھا کہ دیکھیں یہ شب کیسی بشارت لاتی ہے۔

اتنے میں ندی کی طرف سے زمین گونج اُٹھی وہ کسی گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا لشکر میں داخل ہوا۔ وہ ولید کا ایک جاسوس تھا اور شاید اس کے لیے کوئی اہم خبر لایا تھا وہ سیدھا آگ کے اس الاؤ کے پاس آیا جہاں ولید اور عمروس کھڑے تھے۔ وہ گھوڑے سے اُترا اور ولید کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

یا امیر! فرولندہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اِدھر کا رُخ کر رہا ہے وادیٔ قوارا میں داخل ہوتے وقت اسے اطلاع ملی تھی کہ آپ نے اس کے علاقے پر حملہ کر دیا ہے۔ اس نے اپنے لشکر کو دو برابر حصّوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصّہ جیولوس ماریا اور لیبی کو دے کر اس نے ہمارے قلعوں کی طرف روانہ کر دیا ہے اور دوسرے نصف حصّے کو وہ خود لے کر اس طرف آ رہا ہے۔ وہ اسی شاہراہ پر آ رہا ہے جو اس ندی کو عبور کر کے اس کے شہر قشتالیہ کی طرف جاتی ہے۔ میں نے اپنے ایک ساتھی کو اپنے قلعوں کی طرف روانہ کر دیا ہے تاکہ وہ امیر ناطور اور جابر کو اطلاع کرے کہ دشمن ان پر حملہ آور ہونے والا ہے۔

بڑے ممنون انداز میں اس جاسوس کی طرف دیکھتے ہوئے ولید نے کہا۔ تم نے ایک عمدہ اور مکمّل کارروائی کی ہے۔ اب تم لوٹ جاؤ اور دشمن پر نگاہ رکھو۔

وہ جاسوس اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جس طرف سے آیا تھا اُدھر ہی روپوش ہو
ولید نے عمروس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا - عمروس ! عمروس ! میرے ساتھ آؤ - عمر
اس کے ساتھ ہو لیا - دونوں اس جگہ آگئے جہاں قشتالیہ کی طرف جانے والی شاہ
المب ندی سے باہر نکلتی تھی -

ولید چند لمحوں تک ندی اور پھر اس کے دونوں کناروں کے اونچے اونچے
کوہستانی ٹیلوں کی طرف دیکھتا رہا - پھر اس نے عمروس کی طرف دیکھتے ہوئے گہر
اور فکر انگیز آواز میں کہا - عمروس ! عمروس ! ہماری ایمانی قوت کے آگے آج تک بڑ
بڑے کج کلاہوں اور سورماؤں نے گھٹنے ٹیکے ہیں -

تاریخ کے دریچوں میں ازل سے لے کر ابد تک اپنی قوت پر ناز کرنے وال
حق پرستوں کے آگے نگوں سار ہوئے ہیں - عمروس ! عمروس ! میں سمجھتا ہوں قدرت
ہماری راہنمائی کر رہی ہے - خداوندِ بخشندہ و مہربان ہمیں ایک اور موقع فراہم کر ر
ہے - اگر ہم اس موقع کو اپنی کامیابی کے پہلے زینے کے طور پر استعمال کریں تو میرا
اور ضمیر کہتا ہے کہ ہم سُرخرو ہوں گے -

سنو ! سنو عمروس ! فرولندہ بڑی برق رفتاری سے ہماری طرف بڑھ رہا
ہے - وہ ہمارے خون، ہماری آزادی، ہماری زندگی اور ہماری محنتوں کا دشمن ہے -
ہمارے لیے ہر خلافِ دین فعل استعمال کرے گا - اگر ہم اپنے اپنے ضمیر میں جاگتے رہ
تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں عمروس ! ہم ذلالت کے اس دیوتا اور گمراہی کے اس
عفریت کو عبرت ناک سزا دیں گے - اب وقت آگیا ہے کہ ہم فرولندہ پر ثابت کر دی
کہ ہم اس کی تہذیب و ثقافت کے رنگوں کو مٹا دیں گے -

عمروس ! فرولندہ کا لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے اور اس ندی
کے کنارے میں اس پر ایسی ضرب لگاؤں گا کہ وہ ستارے جنہوں نے پچھلی شب ہمارے
ساتھیوں کی لاشوں اور ہماری بے بسی کو دیکھا تھا - آج شب وہ فرولندہ کی بے بسی
اور اس کی شکست پر مسکرائیں گے -

ولید چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پھر گویا ہوا - عمروس ! تم آدھے لشکر کے
ساتھ ندی کے اس طرف رہنا اور لشکر کے دوسرے آدھے حصے کو لے کر میں ندی کے
اس پار چلا جاؤں گا - فرولندہ کے آنے تک ہم دونوں کناروں کے ٹیلوں کی اوٹ
میں چھپے رہیں گے - جب فرولندہ آئے اور تم دیکھو کہ اس کے لشکر کا ایک حصہ
ندی پار کر چکا ہے - ایک حصہ ندی کے اندر اور ایک ابھی تک ندی عبور کرنے
کا منتظر ہے تو تم گھات سے نکل کر اس حصے پر اپنی پوری قوت سے حملہ کر دینا جو ندی
پار کر چکا ہوگا - اسی وقت میں بھی ان لوگوں پر حملہ آور ہو جاؤں گا جو ندی پار کرنے کے
منتظر کھڑے ہوں گے - اس کے بعد دیکھنا میں کس طرح فرولندہ کے لشکر کو منتشر
و پراگندہ کر دیتا ہوں - فرولندہ سے نمٹنے کے بعد ہمیں فوراً اپنے قلعوں کی طرف واپس
جانا ہوگا کیونکہ جیولوس ماریا اور لیسی ہمارے قلعوں کا محاصرہ کر چکے ہوں گے جبکہ
ناطور اور جابر بڑی بے تابی سے ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے - آؤ اب لشکر کو دو
حصوں میں تقسیم کر کے اپنی اپنی کمین گاہوں میں بیٹھ جائیں - دونوں ایک دوسرے
کا ہاتھ تھامے اپنے لشکر کی طرف جا رہے تھے -

چاند ڈوب چکا تھا، روشنیاں راکھ ہوگئی تھیں۔ رات خاموش تھی، شیطنت کی طرح سیاہ اندھیرے گہرے ہوگئے تھے۔ تاہم سحر ابھی بہت دور تھی اور آسمان پر ستارے جھل مِل جھل مل کرتے مسکرا رہے تھے۔ فرولندہ طوفان کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو اللب ندی کو عبور کر کے قت شہر کی طرف جاتی تھی۔ ندی کے کنارے آکر وہ چند لمحوں تک رکا۔ اندھیرے کے اپنے اردگرد ایک گہری نگاہ ڈالی جیسے وہ کسی کی بُو سُونگھنے کی کوشش کر رہا ہو پھر مطمئن ہو کر اس نے اپنے لشکر کو ندی عبور کرنے کا حکم دے دیا۔

عین اس لمحہ جب کہ فرولندہ کے لشکر کا ایک حصّہ ندی عبور کر چکا عمروس زخمی شیر کی مانند قریبی چٹانوں کے اندر سے نکلا اور حملہ آور ہوگیا۔ اس نے اپنے پہلے ہی حملہ میں ہزاروں دشمنوں کو تہ تیغ کر کے ندی کے خشک ہونٹوں کو خون آلود کر دیا۔ اس نے اپنی تکبیروں کی آوازوں سے دُشمن کے شعور کو بے طلب کر دیا تھا۔ ہر طرف مچ گیا تھا۔ مسلمان حملہ آور ہوگئے۔ لشکر کا وہ حصّہ جو ابھی ندی کے اندر تھا بڑی تیزی سے دوسرے کنارے کی طرف بڑھنے لگا تاکہ جنگ میں حصّہ لینے والے اپنے ساتھیوں کی مدد کر سکے اور جو سپاہی ابھی تک ندی کے دوسرے کنارے تھے وہ بھی بڑی برق رفتاری سے ندی میں اُترنے لگے تھے۔ فرولندہ اُونچی آوازوں میں

لشکر کا حوصلہ بڑھا رہا تھا۔

عمروس کے حملے سے جس وقت فرولندہ کے لشکر میں افراتفری کا عالم تھا۔ ولید بھی اپنی کمین گاہ سے نکلا اور دبے پاؤں چلنے والے چیتے کی سی پھرتی سے اس نے فرولندہ کے لشکر پر پشت سے حملہ کر دیا تھا۔ وہ اب بار بار تکبیریں بلند کر رہا تھا۔ تاکہ عمروس کو خبر ہو جائے کہ میں نے حملہ کر دیا ہے۔ خاموشی کی نبض پر ولید کی تکبیروں سے ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ آن کی آن میں ولید نے کنارے پر کھڑے فرولندہ کے سپاہیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ پھر ندی کے اندر اُتر کر حملہ آور ہوگیا تھا۔ اس کے حملہ آور ہونے کا انداز ایسا ہی تھا۔ گویا سبک سیر فضاؤں کے اندر کوئی شاہین تیر گیا ہو۔ اس کے سینے میں انتقام کے تلاطم کی برق کا فسوں اور آنکھوں میں چمکتی شمشیر کا سا غضب و غصہ تھا۔ عزم کے پتوار تھام کر اپنی شجاعت میں اس نے رزم گاہ کو سمندر سمندر کر کے رکھ دیا تھا۔ فرولندہ کے سپاہیوں کی حالت اس کے سامنے ایسی ہی تھی جیسے قیدی زنجیریں توڑ کر بھاگنے لگے ہوں۔

ندی کے اندر فرولندہ کے لشکر کو مارتا کاٹتا ہوا ولید اپنے لشکر کے ساتھ دوسرے کنارے پر چڑھ گیا تھا جہاں ابھی تک عمروس نے موت و حیات کا کھیل شروع کر رکھا تھا۔ کنارے پر آکر ولید نے مکافاتِ عمل کا ایک عجیب سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ اس کے انتقام کا جبر بڑھتا رہا اور دشمن پر اس کے حملوں کا زہر تیزی سے چڑھتا رہا۔ فرولندہ کے لشکر کو وہ اپنے آگے آگے ایسے بدترین طریقے سے دھکیلنے لگا تھا گویا اسے زمین پر زین کسنے اور آسمان پر کمند ڈالنے کے لیے پیدا کیا گیا ہو۔ اس نے موت کا شکنجہ کستے ہوئے ہر چیز کو زخم زخم کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے نور و دانش سے بھرپور حملوں کے باعث فرولندہ کے لشکر میں لہو کے بادل اور لاشیں اُگل پڑی تھیں۔ اس نے جو کہا تھا سچ کر دکھایا۔ واقعی اس شب کے ستارے فرولندہ اور اس کے لشکر کی بے بسی و شکست پر مسکرا رہے تھے۔

فرولندہ اب زیادہ دیر تک میدانِ جنگ میں نہ ٹھہر سکا۔ کیونکہ اس کے لشکر

کے تین حصّوں میں سے دو حصّے مکمل طور پر کٹ چکے تھے۔ زخمیوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔ بچے کھچے لشکر کو وہ لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ولید اور عمرو بن نے اس کا تعاقب کیا۔ فرولندہ نے قشتالیہ کی طرف جانے والی شاہراہ کو چھوڑ کر گمنام راستوں پر فرار ہونے کی کوشش کی تھی۔ ولید اور عمرو بن نے دس میل فرولندہ کی مملکت کے اندر تک اس کا تعاقب کیا پھر وہ واپس لوٹ آگئے کہ انہوں نے اپنے قلعوں کی سلامتی کے لیے ابھی تک ایک اور جنگ کرنی تھی۔

○

عشاء کے قریب شہر کی فصیلوں اور برجوں پہ پہرہ دینے والے جوانوں کا جائزہ لینے کے بعد جابر گھوڑے پر سوار اپنی حویلی میں داخل ہوا۔ صحن کے وسط میں آ کر وہ گھوڑے کو اصطبل کی طرف موڑنا ہی چاہتا تھا کہ جلعاد اور جوزفین تقریباً بھاگتے ہوئے حویلی کے اندر سے نکلے اور اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ جوزفین نے بڑے پیار انداز سے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تھی۔ جابر اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور جوزفین گھوڑے کو لے کر اصطبل کی طرف چل دی۔ جابر نے پریشانی میں اسے پکارا۔

جوزفین! جوزفین! تم رہنے دو، یہ تمہارا کام نہیں، میں خود گھوڑے کو اصطبل لے جاتا ہوں۔ جابر نے جب آگے بڑھنا چاہا تو جلعاد نے اس کا بازو پکڑ کر روکتے ہوئے کہا۔ لے جانے دو، وہ تمہاری خدمت کرتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہے۔

جوزفین اصطبل کی طرف چلی گئی۔ جلعاد نے جابر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ آپ میرے ساتھ اندر آیئے، میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جابر اور جلعاد ایک کمرے کے اندر آ کر بیٹھ گئے۔ جوزفین بھی گھوڑا اصطبل میں باندھ کر اس کمرے سے باہر کھڑی ہو کر ان دونوں کی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ جلعاد نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔ میں آپ سے کل رخصت ہونے کی اجازت طلب کرنا چاہتا ہوں۔

جابر چونک سا پڑا اور پریشان لہجے میں پوچھا۔ آپ کیوں یہاں سے رخصت چاہتے ہیں۔ کیا آپ مجھ سے کوئی تنگی اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ جلعاد کا سر جھک گیا

اور اس نے گہرے افسوسناک انداز میں کہا۔ تکلیف مجھے یہ ہے کہ میں ایک جوان اور خوب صورت بیٹی کا باپ ہوں۔ میں اگر اکیلا ہوتا تو پوری زندگی آپ کے ساتھ گزار دیتا لیکن میرے ساتھ جوزفین ہے۔ کل کو ارد گرد کے لوگ اعتراض اور آوازیں اٹھائیں گے۔ کہ میری بیٹی کس حیثیت میں آپ کے ساتھ رہ رہی ہے اور یہ آوازیں یہ اعتراضات میری معصوم بیٹی کو بدنام کر دیں گے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یقین کیجیے میں زندہ رہنا پسند نہ کروں گا۔

جابر نے غائت ہمدردی اور کمال محبّت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ یہاں سے نکل کر آپ کہاں جائیں گے۔ جلعاد نے اپنی آواز میں ایک تاثر کن رقت پیدا کرتے ہوئے کہا۔ گو اس آسمان کے نیچے اب میرا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔ پھر بھی میرے اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے۔ کہیں نہ کہیں سر چھپانے کو جگہ مل ہی جائے گی۔ جابر نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ پھر میں تم دونوں کو یہاں سے نہ جانے دوں گا۔ جلعاد نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔

میرے یہاں رہنے کی ایک ہی صورت ہے کہ آپ جوزفین سے شادی کر لیں اس طرح میں بے فکر ہو کر اپنی زندگی کے باقی ماندہ دن یہاں گزار سکوں گا ——

جابر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں شادی کے لیے تیار ہوں پر اس کے لیے امیر ولید بن ہشام کی واپسی کا انتظار کرنا پڑے گا تاکہ ان سے باقاعدہ اجازت طلب کرنے کے بعد یہ شادی ہو۔

جلعاد نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ اس میں امیر ولید سے اجازت طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ آپ کا ذاتی فعل ہے۔ کیا آپ کھانا کھانے کے لیے بھی امیر ولید کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ امیر کی قوت آپ کے دم سے ہے۔ اگر آپ آج اسے چھوڑ دیں تو سب عرب قبائل امیر ولید کا ساتھ دینے سے انکار کر دیں۔ اس لیے کہ عربوں میں امیر کی نسبت آپ کے نام میں زیادہ قوت اور جان ہے۔ اس قدر قوت اور استطاعت رکھنے کے باوجود آپ کیوں دوسروں کے سہارے زندہ رہنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ کیا میں

یہ سمجھ لوں کہ آپ اپنے آپ میں فیصلہ کرنے کی جرأت اور شعوری حسارت نہیں رکھتے،

جابر نے تیز آواز میں کہا۔ آپ غلط سمجھے ہیں ——— جلعاد نے لوہا گرم دیکھ کر آخری ضرب لگائی۔ تو پھر میرا فیصلہ بھی سُنیئے۔ اگر آپ جوزفین کو پسند کرتے ہیں تو میں ابھی اور اسی وقت آپ دونوں کا نکاح پڑھا دینے کو تیار ہوں۔ جابر نے ہارمانتے ہوئے کہا۔ آپ جو چاہے کریں میں آپ کے ہر فیصلے کو تسلیم کر دوں گا۔

جلعاد کے چہرے پر گہرے انبساط کی رنگ آمیزی ہو گئی تھی وہ زور زور سے پکارنے لگا۔ جوزفین! جوزفین! بھاگ کر یہاں آؤ۔ جوزفین دروازے کی اوٹ میں سب کچھ سُنتی ہوئی وہیں کھڑی رہی پھر وہ کچھ یوں بھاگتی ہوئی اندر آئی گویا کسی دُور کے کمرے سے بھاگتی آئی ہو اور اپنی سانس کو تیزی سے چلاتے ہوئے اس نے جلعاد سے پوچھا، بابا! کیا آپ نے مجھے آواز دی ہے۔ جلعاد نے ایک بار سر سے پاؤں تک جوزفین کا جائزہ لیا پھر اطمینان بخش آواز میں کہا۔ ہاں بیٹی! میں نے ہی تمہیں پکارا ہے۔ میں تم سے یہ کہنے والا ہوں کہ اب ہم یہاں سے رخصت نہیں ہوں گے۔ سنو امیری بچی! تم نے چھپ چھپ کر امیر جابر سے محبت کی ہے۔ آج تمہاری محبت رنگ لائی اور امیر تم سے شادی پر رضا مند ہو گئے ہیں۔ یہیں ان کے پہلو میں بیٹھ جاؤ کہ میں تم دونوں کا نکاح پڑھا دوں۔

جوزفین نے ایک بار شرمانے کی بھرپور اداکاری کی پھر وہ جابر کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ جلعاد نے ان کا نکاح پڑھا کر دونوں کو میاں بیوی کے رشتے کی زنجیر میں جکڑ دیا تھا۔ ساتھ والے کمرے میں جاگتا ہُوا جابر کا غلام احمد یہ سارا منظر حیرت و پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔ اس بچارے کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تھا کہ جلعاد اور جوزفین اس گھر میں کیا چکّر چلا رہے ہیں۔

دوسرے روز سہ پہر کے قریب جب جابر اور جوزفین دونوں میاں بیوی اکٹھے بیٹھے اپنے گھریلو معاملات پر بات چیت کر رہے تھے، حرہ شہر کی بڑی نوبت پہ چوٹ پڑی۔ جس کے جواب میں سویدا کی نوبت بھی بول اُٹھی اور بعد میں اَن گنت چھوٹی

چھوٹی نوبتیں دونوں شہروں کے اندر شور کرنے لگی تھیں۔ دونوں چونک کر کھڑے ہو گئے اور جوزفین ذو معنی نگاہوں سے جابر کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ شاید وہ اس کے چہرے کے تاثرات کا اندازہ لگا رہی تھی۔ اتنے میں دوسرے کمرے سے جلعاد اندر آیا اور اپنی آواز میں بوکھلاہٹ پیدا کرتے ہوئے پوچھا۔

جابر! جابر! یہ کیا معاملہ ہے بیٹے! ——— جابر نے اُسے تسلّی دیتے ہوئے کہا۔ کوئی خطرہ درپیش ہے آپ دونوں آرام کریں میں مسلح ہو کر پتہ کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے۔ جوزفین نے جابر کے پہلو میں آتے ہوئے کہا۔ میں بھی مسلح ہو کر آپ کے ساتھ رہوں گی۔ جابر نے اُسے تسلّی دیتے ہوئے کہا۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ تم دونوں آرام کرو۔ میں بہت جلد نوبتوں کے پیٹے جانے کی وجہ معلوم کر کے واپس لوٹتا ہوں ——— جابر جلدی جلدی مسلح ہو کر باہر نکل گیا۔ جلعاد اور جوزفین دونوں ایسی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے گویا سب کام ان کی مرضی اور خواہش کے مطابق انجام پا رہے ہوں۔

جابر اصطبل سے اپنا گھوڑا لے کر جب حویلی کے صحن میں آیا تو اس کا غلام احمد بھاگتا ہُوا حویلی میں داخل ہُوا۔ وہ عجیب طرح کی بوکھلاہٹ اور پریشانی کی حالت میں تھا۔ جابر کے پاس آکر وہ خود ہی بول پڑا۔ آقا! امیر ناطورہ بن بدر کے پاس ابھی ابھی ایک جاسوس خبر لایا ہے کہ جیولوس ماریا اور فرولندہ کا بھائی لیسی ایک لشکر کے ساتھ ہمارے قلعوں کی طرف بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ اس جاسوس نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ کھلے میدان میں آقا ولید اور عمروس کو شکست ہوئی اور انہوں نے فرولندہ کے علاقے میں لوٹ مار کا سلسلہ شروع کر دیا ہے جس کے جواب میں فرولندہ نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصّے کے ساتھ جیولوس اور لیسی ہماری طرف بڑھ رہے ہیں اور دوسرے حصّے کو لے کر فرولندہ آقا ولید اور عمروس کی طرف چلا گیا ہے۔

جابر جب چُپ چاپ آگے بڑھنے لگا تو احمد نے رقت آمیز آواز میں کہا۔

آقا! کیا مجھے اس جنگ میں حصّہ لینے کی اجازت ہے تاکہ ایک غلام ہونے کے باوجود مجھ پر میری ملت کے جو حقوق ہیں میں انہیں ادا کر سکوں۔ جابر نے مڑ کر دیکھا اور مسکرا کر کہا احمد! احمد! تم ایک نیک نفس اور مذہب و ملّت کا درد رکھنے والے انسان ہو تمہیں جنگ میں حصّہ لینے کی اجازت ہے۔ جابر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکل گیا اور احمد اصطبل میں جا کر اپنے آپ کو مسلح کرنے لگا تھا۔

○

شام ہونے سے کچھ دیر پہلے ہی جیولوس ماریا اور لیبی نے حرہ اور سویدا کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اس بار وہ اپنے ساتھ نئی منجنیقیں بھی بنوا کر لائے تھے۔ انہیں امید تھی کہ وہ دونوں شہروں کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ انہوں نے آتے ہی محاصرے میں سختی پیدا کرتے ہوئے دونوں شہروں کی فصیلوں پر منجنیقوں سے پتھر باری شروع کر دی تھی۔ ان کا ارادہ تھا کہ شام ہونے سے قبل ہی وہ دونوں شہروں کو فتح کر کے فرولندہ کی طرف یہ خوشخبری روانہ کر دیں لیکن اس وقت ان دونوں کی ساری امیدیں ہوا میں اُڑ گئیں جب دونوں شہروں کی فصیلوں پر سے ناطور اور جابر نے ان پر اپنی منجنیقوں کے ذریعے ان پر کھولتے پانی اور آتش گیر مادے کی بارش کرا دی تھی۔ اپنے لشکر کو نقصان سے بچانے کی خاطر جیولوس ماریا اور لیبی کو لشکر کے ساتھ ذرا اور پیچھے ہٹنا پڑ گیا تھا۔

جیولوس ماریا اور لیبی نے دن کی تابنا کی اور رات کی تیرگی میں انتہائی کوشش کی تھی کہ وہ کسی طرح دونوں شہروں یا ایک پر ہی اپنا اثر ڈالنے میں کامیاب ہو جائیں لیکن ناطور اور جابر نے ایسے غور اور انہماک سے جوابی کارروائی کی تھی کہ ان دونوں کے سارے منصوبے ایک سراب، ایک بیکار تمنّا، ایک ادھوری خواہش اور کرب کے آخری لمحوں کے فسوں کی طرح منتشر و پراگندہ ہو کر رہ گئے تھے۔ تاہم انہوں نے اس اُمید پر محاصرہ جاری رکھا کہ فرولندہ ولید سے نمٹ کر جب آئے گا تو وہ شہروں کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

دوسرے روز جب کہ سُورج طلوع ہونے کے قریب تھا ستارے بُجھ چکے

تھے اور آسمان کسی بلند آدرش فلسفی کی طرح گہری سوچوں میں ڈوبا ہُوا تھا، ولید اپنے لشکر کے ساتھ اپنے قلعوں کے سامنے نمودار ہُوا۔ اس نے اپنے لشکر کو چار حصّوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ اس کے اپنے لشکر کا آدھا حصّہ اس کے اپنے پاس اور دوسرا آدھا عمروس کے تحت تھا۔ اس کے علاوہ طلیطلہ کے حکمران المامون کے پاس اپنا دس ہزار کا لشکر تھا اور مسلم بن تمام پانچ ہزار تجربہ کار اور جنگ جُو ملاحوں کی کمانداری کر رہا تھا۔

ولید نے دُور سے اپنے شہروں کا جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا جیولوس ماریا نے حرہ اور لیبی نے سویدا کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور صبح کے اس وقت جنگ رُکی ہوئی تھی۔ شاید دُشمن اپنے کھانے کا سامان کرنے میں مصروف تھا۔ ولید کو دُور سے آتے دیکھ کر جیولوس ماریا اور لیبی نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ ان کا بادشاہ فرولندہ ولید سے نمٹنے کے بعد اُن کی مدد کو آیا ہے۔ لہٰذا ان دونوں کے لشکروں میں فرولندہ کے حق میں نعرے بلند ہونے لگے تھے۔

دوسری طرف دونوں شہروں کے برجوں میں کھڑے پہریدار بھی اپنے آقا ولید کو پہچان چکے تھے اور وہ اس کے آنے کی خوشی میں زور زور سے تکبیریں بلند کرنے لگے تھے۔ ولید ایک جگہ رُک چکا تھا۔ اس کے اردگرد عمروس، یحییٰ المامون اور مسلم بن تمام جمع ہو گئے تھے۔ ولید نے چند لمحوں تک غور سے دُشمن کے لشکر کو دیکھا۔ پھر اس نے عمروس، المامون اور مسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کیا آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ دُشمن نے اپنے لشکر کو خوب پھیلا کر ہمارے دونوں شہروں کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ سنو! میرے جنگی ساتھیو! اگر ہم متحد ہو کر ان پر حملہ آور ہوں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جیولوس اور لیبی چند لمحات بھی ہمارے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے۔ کسی اور کے بولنے سے قبل عمروس نے بڑی حوصلہ مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

یا امیر! ہم آپ کے صلاح کار ہی نہیں آپ کا حکم ماننے کے لیے پیدا ہوئے

ہیں۔ آپ دیکھیں گے جس دشمن پر بھی آپ برسیں گے ہم آپ کا دایاں بازو بن کر اس پر گریں گے۔ یحییٰ المامون نے بھی اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا، اے ابن ہشام! آپ جنگ میں ہمارے راہنما ہیں۔ آپ کا فیصلہ ہمارے لئے قطعی اور آخری ہوگا۔

ولید نے فیصلہ کرنے میں کوئی زیادہ دیر نہ لگائی تھی۔ اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ پہلے جیولوس ماریا پر حملہ آور ہوگا جس نے حرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اور جو ولید سے نزدیک تھا۔ ایک بار عجیب سے انداز میں اس نے باری باری عمروس، المامون اور مسلم کی طرف دیکھا۔ شاید وہ حملہ آور ہونے کا اشارہ تھا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا چکا تھا۔

اپنی پوری قہرمانیت کے ساتھ ولید جیولوس ماریا پر حملہ آور ہوا تھا۔ لیسی نے جب دیکھا کہ وہ فرولندہ نہیں ولید ہے اور اس نے جیولوس پر حملہ کر دیا ہے۔ تو وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ جیولوس سے آملا اور دونوں مل کر ولید کا مقابلہ کرنے لگے تھے۔ ولید نے اپنے پہلے ہی حملے میں جیولوس کے ہزاروں سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور باقی لشکر پر اس نے سراسیمگی طاری کر کے رکھ دی تھی۔

گو لیسی کے آملنے سے جیولوس کے لشکر کو کچھ حوصلہ اور تقویت ہوئی تھی پر دوسری طرف ایک اور انقلاب رونما ہو گیا۔ ناطور اور جابر نے اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ حرہ اور سویدا سے نکل کر دشمن کی پشت کی جانب سے حملہ کر دیا تھا۔ حرہ شہر کی فصیل کے سامنے گھمسان کا رن پڑ گیا تھا۔

جیولوس اور لیسی زیادہ دیر تک اس دوطرفہ حملے کو برداشت نہ کر سکے ان دونوں کے لشکر بُری طرح کٹنے کے علاوہ پراگندہ و منتشر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ جیولوس اور لیسی نے جب دیکھا کہ انہوں نے اگر جنگ جاری رکھی تو ان کا پورا لشکر خون میں ڈوب جائے گا تو ان دونوں نے کوئی فیصلہ کیا پھر وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر پہلو بچاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو بھاگ نکلے۔ وہ ایسی بھگدڑ اور بدحواسی میں میدان چھوڑ کر بھاگے تھے کہ انہیں یہ تک خبر نہ رہی تھی کہ انہیں کس طرف بھاگنا چاہیئے۔

ولید نے ناطور اور جابر کو واپس بھیج دیا تاکہ وہ پہلے کی طرح اپنے شہروں کی حفاظت کرتے رہیں اور خود وہ عمروس، المامون اور مسلم کے ساتھ جیولوس اور لیسی کا تعاقب کرنے لگا تھا۔ چند میل تک بغیر کسی مقصد کے بھاگنے کے بعد جیولوس اور لیسی نے اپنا رُخ بدلا اور اب وہ قشتالیہ کے رُخ پر بھاگ رہے تھے۔ اُنہیں اُمید تھی کہ شاید فرولندہ کا سامنا ولید سے نہیں ہوا اس لیے اس وقت وہ قشتالیہ کے گرد و نواح میں ہی ہوگا اور اس کے ساتھ مل کر وہ ولید کے خطرے کو ٹال دیں گے لیکن اس وقت تو وہ سخت مصیبت میں پھنسے ہوئے تھے۔ ولید ان کے تعاقب میں تھا اور وہ مارتا کاٹتا ان کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم کرتا جا رہا تھا۔

ولید نے وہاں تک جیولوس اور لیسی کا تعاقب کیا جہاں تک اس سے قبل وہ فرولندہ کا کر چکا تھا۔ پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ واپس آیا جہاں اس نے غاروں کے اندر وہ نقدی، جنس اور اسباب جمع کر رکھا تھا جو دشمن کے علاقے میں ترکتاز کرتے ہوئے اس کے ہاتھ لگا تھا۔ یہیں اس کے کچھ ساتھی پہاڑوں سے گھری ہوئی ایک وادی کے اندر ابھی تک دشمن سے چھینے ہوئے بھیڑ، بکریوں، گھوڑوں اور اونٹوں کے ریوڑ کی حفاظت کر رہے تھے۔ ولید نے وہاں لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس کے کہنے پر اس کا لشکر حرکت میں آیا اور غاروں کے اندر بند دولت کو وہ دشمن سے چھینے ہوئے جانوروں پر لادنے لگے تھے۔

○

ولید ایک بلند ٹیلے پر ایک پتھر کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔ نیچے جانوروں پر سامان لادا جا رہا تھا اور مسلم اس کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ عمروس اور المامون ان طبیبوں کے کام کی نگرانی کر رہے تھے جو لشکر کے زخمیوں کی مرہم پٹی میں مصروف تھے۔ اتنے میں ولید کو شمال مشرق کی جانب سے دو سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ٹیلے کے نیچے آکر وہ دونوں سوار اپنے گھوڑوں سے اُترے۔ چند لمحوں تک وہ لشکر کے ایک سپاہی کے پاس کھڑے ہو کر باتیں کرتے رہے

پھر اس سپاہی نے ہاتھ سے ٹیلے کے اُوپر بیٹھ کر پہرہ دیتے ہوئے ولید کی طرف اشارہ کیا اور وہ دونوں نووارد ولید کی طرف جانے کے لیے ٹیلے کے اوپر چڑھنے لگے تھے۔

جب وہ دونوں اجنبی قریب آئے تو ولید کھڑا ہو گیا۔ وہ ان دونوں کو پہچان گیا تھا۔ وہ عمونہ اور طوبیا تھیں۔ عمونہ چاندی جیسے گالوں والی صبح کی طرح مسکراتی اور احمریں کرنیں بکھیرنے والی شفق کی طرح خوش خوش چلی آ رہی تھی۔ وہ شمعِ رہگزر کے اجالے کی طرح بکھرتی، چاندنی کے درختوں پر رقص کی طرح جھومتی اور پتوں کی لہلہاہٹ کی طرح چلی آ رہی تھی۔ ان ویرانوں اور کوہستانوں کے اندر ولید کی طرف جاتے ہوئے وہ یوں لگ رہی تھی گویا شفق و دھنک، مہتاب و نکھتا اور ستاروں و نغموں کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا ہو۔ اس کے حسن میں دلکش داستانوں کی سی شادابی اور مہکتے شگوفوں کی سی تازگی تھی۔

ولید کے قریب آ کر اس نے کسی کوہی ندی کی طرح گنگناتی اپنی آواز میں کہا۔ میں اس عظیم فتح پر آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ ولید نے غور سے عمونہ کی طرف دیکھا۔ وہ اتنی ہی شاداب اور اتنی ہی حسین تھی جتنی وہ پہلی بار اسے طرطوش کے کلیسا میں لگی تھی۔ اس کے سرسراتے لباس میں پھولوں کی سی نغمگی اور مہکتی سانس میں چاہتوں کا ایک پیغام تھا۔ ولید نے ان دونوں کو پتھروں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ چپ چاپ بیٹھ گئیں۔ ولید بھی اُن کے سامنے پتھر پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔ تم دونوں کیسے اس طرف آ گئی ہو۔

عمونہ نے غور سے ولید کی طرف دیکھا پھر کہا۔ کلیسا طرطوش میں ہمیں خبر ہوئی تھی کہ فرولندہ کے ہاتھوں آپ کو شکست ہوئی ہے۔ لہٰذا میں آپ کے متعلق پریشان ہو گئی۔ میں اکثر سوچتی، کاش اس جنگ میں آپ کی میں کوئی مدد کر سکتی۔ ان حالات میں فوراً میں آپ سے ملنا چاہتی تھی۔ لہٰذا میں نے راہب مرقس سے اجازت لی کہ میں طوبیا کے ساتھ اپنے باپ کی قبر پہ حاضری دینا چاہتی ہوں۔ مرقس نے اجازت دے دی اور میں اپنے باپ کی قبر پہ جانے کے بجائے طوبیا کے ساتھ آپ کی طرف چلی

آئی۔ یہاں آ کر نیچے کھڑے آپ کے ایک سپاہی سے پتہ چلا کہ آپ نے نہ صرف جولین اریا اور لیسی کو اپنے قلعوں کے سامنے شکست دی ہے بلکہ فرولندہ بھی کھلے میدان میں آپ کے ہاتھوں شکست کھا کر بھاگ گیا ہے۔ کاش آپ کی ان عظیم فتوحات میں میرا حصہ بھی آپ کے شاملِ حال ہوتا۔

ولید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میرے لیے تمہاری طرف سے یہی کافی ہے کہ تم میرے لئے دن کے اُجالوں اور شب کی تاریکیوں میں میری فتح و نصرت کی دعائیں مانگتی ہو۔ میرا خیال ہے کہ تم دونوں فوراً یہاں سے رخصت ہو جاؤ۔ راہب مرقس کو اگر خبر ہو گئی کہ تم اپنے باپ کی قبر کے علاوہ کہیں اور چلی گئی ہو تو وہ تم دونوں سے اس کی سخت باز پُرس کرے گا۔ عمونہ کی حالت ویرانوں کی تاریکیوں میں جل بجھنے والی اس شمع جیسی اداس اور افسردہ ہو گئی تھی جسے دوبارہ روشن کرنے والا کوئی نگہبان جس کی حفاظت کرنے والا کوئی غمگسار نہ ہو۔

وہ سوچ رہی تھی ولید اسے کہے گا۔ اب جب کہ فرولندہ کو شکست دینے کے بعد میں اپنے پاؤں جما چکا ہوں تم کلیسا کی زندگی ترک کر کے میرے ساتھ چلو۔ وہ تو تصور ہی تصور میں ترہ کی اس حویلی کے صحن اور اس کے اصطبل کی دیکھ بھال کر رہی تھی جس کے اندر ولید رہتا تھا۔ وہ ترہ کے بُرج میں کھڑی ہو کر جنگ کی طرف روانہ ہونے والے ولید کو الوداع کہہ رہی تھی۔

وہ تو خیالات میں ان گھاٹیوں، ان کہساروں کو پھلانگ رہی تھی جو کلیسا طرطوش اور ترہ شہر کے درمیان حائل تھے۔ وہ ان سب کو ایک ہی جست میں طے کر کے ولید کا ہاتھ تھام رہی تھی۔ وہ تصورات میں اپنے آپ کو ایک ایسی حویلی کے سامنے کھڑا دیکھ رہی تھی جس کے اندر ولید کی شکل میں اس کی ساری خوشیاں اور اس کی زندگی کی خوشحالی تھی لیکن ولید نے اسے واپس جانے کا کہہ کر اس کی ساری اُمیدوں، اس کے تمام منصوبوں اور اس کے خوش کن خیالات کو طوفان میں گرنے والے ریت کے گھروندوں کی شکل دے دی تھی۔ اس کا دل رو رہا تھا اور جواب میں

ولید سے وہ کچھ نہ کہہ سکی تھی۔ اپنے خیالات و ارادوں کے رہرو پر عمونہ جانے کہاں پہنچ چکی تھی کہ ولید نے پھر اسے مخاطب کر کے کہا۔ تم کیا سوچنے لگی ہو۔ تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ عمونہ چونک سی پڑی اور اپنی جگہ پہ کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ مجھے فوراً یہاں سے روانہ ہو جانا ہو گا۔

اپنی محبّت کی ساری کائنات کو لٹتے دیکھ کر عمونہ نے ایک بار پھر امید کا دامن تھاما اور ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیا آپ واپس اپنے قلعوں کی طرف روانہ نہ ہوں گے۔ اس طرح کم از کم ہم دونوں اپنے سفر کا پون حصّہ آپ کے ساتھ طے کر سکتی ہیں۔ ولید بھی کھڑا ہو گیا اور کچھ سوچتے ہوئے اس نے کہا۔ میں یہاں سے اپنے قلعوں کی طرف جانے کے بجائے جنوب مشرق کا رُخ کروں گا۔ میں نے دُشمن سے کچھ سامان چھینا ہے۔ یہ میں ان لوگوں میں بانٹوں گا جن پر فرولندہ نے یلغار کر کے اُنہیں بے گھر کر دیا ہے۔ اس کے بعد میں وادی ارغون پہ حملہ آور ہوں گا۔ یہ میرے لیے بہترین موقع ہے۔ فرولندہ اور اس کے لشکر کو شکست دے کر میں منتشر و پراگندہ کر چکا ہوں۔ اب بغیر تیاری کے وہ کھلے میدان میں میرا سامنا نہ کرے گا۔ گو ارغون میں فرولندہ کی طرف سے اس کا ایک بہترین اور تجربہ کار جرنیل پولس وہاں کا حاکم ہے اور اس کے پاس ایک مضبوط اور مستحکم فوجی قوت ہے۔ اس کے باوجود مجھے اُمید ہے کہ میں چند ہی لمحوں میں پولس کو وہاں سے مار بھگاؤں گا۔ اگر میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وادی ارغون جو کبھی ہمارا وطن تھی دوبارہ ہمارے قبضے میں ہو گی۔ اس کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہو گا کہ بارسلونہ کی بندرگاہ سے لے کر طرطوشہ تک سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے خانہ بدوش عرب قبائل میں طمانیت کی ایک لہر دوڑ جائے گی اور وہ آئندہ جنگوں میں فرولندہ کے خلاف میرا ساتھ دیتے ہوئے فخر محسوس کریں گے کیونکہ وہ ہمیشہ فرولندہ اور اس کے جرنیل پولس کے حملوں سے نالاں رہے ہیں۔

ولید نے ذرا رُک کر کہا۔ اس کے علاوہ مجھے وادیٔ انبیر کے ان لوگوں کی دلجوئی بھی کرنا ہے جنہیں فرولندہ نے لوٹ لیا ہے۔ گو وہ یحییٰ المامون کا علاقہ ہے

اس کے باوجود وہ ہم سے جلد اور مناسب امداد کی توقع رکھتے ہیں اور پھر یحییٰ المامون اس جنگ میں اپنی پوری قوت کے ساتھ ہمارا ساتھ دے رہا ہے۔ اب تم جاؤ۔ عمونہ! دیر نہ کرو۔ میں بھی تھوڑی دیر بعد تک یہاں سے جنوب مشرق کی طرف کوچ کرنے والا ہوں۔ عمونہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں جنہیں مُنہ دوسری طرف کر کے اُس نے پونچھ لیا۔ پھر وہ طوبیا کا ہاتھ تھام کر اس ٹیلے سے نیچے اُترنے لگی تھی۔ ولید بھی اُن کے ساتھ چلنے لگا تھا۔

ٹیلے سے نیچے آ کر عمونہ جب اپنے گھوڑے پر سوار ہونے لگی تو ولید نے نقدی کی ایک تھیلی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ رکھ لو تمہارے کام آئے گی۔ عمونہ عجیب سے شش و پنج میں پڑ گئی تھی۔ اس کا دِل کہہ رہا تھا لے لو۔ یہ تمہیں تمہارا ولید دے رہا ہے جسے تم پوری کائنات میں سب سے زیادہ قیمتی متاع ہی نہیں اپنی روح اور جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی ہو لیکن اس کے ضمیر کا کوئی تاریک کونہ ظاہری بھرم رکھنے کی خاطر اسے انکار کا مشورہ دے رہا تھا۔ عمونہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور وہ کوئی آخری فیصلہ کرنے میں بُری طرح ناکام ہو رہی تھی۔

ولید نے دوبارہ بول کر اس کے ذہن میں طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ لے لو انکار مت کرنا۔ عمونہ نے نقدی کی تھیلی تھام لی پھر اسے اپنے گھوڑے کی خرجین میں ڈال کر وہ عجیب سی وحشت اور ویرانی کے ساتھ ولید کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ دِل ہی دِل میں ولید سے پوچھ رہی تھی کیا میرا آپ کا ساتھ یہیں تک ہے۔ کیا محبّت کے وہ گھروندے جو میں نے تعمیر کیے تھے جُدائی اور علیحدگی کے طوفانوں میں گر جائیں گے۔ کیا چاہتوں کا وہ آشیانہ جسے میں نے تنکا تنکا جمع کر کے تعمیر کیا تھا جھکڑوں اور آندھیوں میں اڑتے کچے دھاگے کی طرح بکھر جائے گا۔ اس کا دِل چاہ رہا تھا وہ اتنا روئے کہ دِل کے سارے داغ دھو کر رکھ دے۔

عمونہ ابھی تک گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی کہ ولید کی آواز پھر اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ وہ کہہ رہا تھا عمونہ! عمونہ! اس مہم سے فارغ ہو کر میں تم

سے ملنے کلیسا طرش آؤں گا ۔ ولید کے اس ایک جملے نے عمونہ کے ذہن میں طوفان اور دل میں ہلچل مچادی تھی ۔ تھوڑی دیر قبل جہاں وہ مایوسیوں کی اُڑتی ریت میں بھاگ رہی تھی وہاں اب اس کے چہرے پر سکون بکھر گیا تھا ۔ وہ تصورات میں ولید سے ہم ہو کر کہہ رہی تھی ۔ میرا دل کہتا ہے آپ مجھے مرنے کے لیے تنہا نہ چھوڑیں گے ۔ آپ میرے ہیں ۔ آپ کی خاطر میں بڑے بڑے طوفانوں سے گزر کر سرخرو و کامیاب ہو سکتی ہوں ۔ عمونہ نے غور سے ولید کی طرف دیکھا ۔ اس کے چہرے پر اب ہلکی ہلکی مسکر تھی اور وہ شرماتے ہوئے ولید سے صرف اتنا کہہ سکی ۔ میں آپ کا انتظار کروں گی ۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئی تھی ۔ طوبیا بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئی تھی ۔ پھر اُنھوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر اس بل کھاتی ہوئی پگڈنڈی پہ ڈال دیا تھا جو اللب ندی کے دائیں کنارے شمال مشرق کی طرف چلی گئی تھی ۔ ولید واپس مڑا ۔ ٹیلے پر چڑھا اور اس پتھر پر بیٹھ کر وہ دوبارہ اپنے ارد گرد نگاہ رکھتے ہوئے اپنے لشکر کی سلامتی کی خاطر پہرہ دینے لگا تھا ۔

جب سارا مالِ غنیمت جانوروں پر لادا جا چکا تو ولید ٹیلے سے نیچے اُترا ۔ سب سے پہلے اُس نے سامان سے لدے ہوئے جانوروں کو شمار کیا پھر کچھ جانور اس نے علیحدہ کیے اور انہیں سامان سمیت لشکر کے سپاہیوں میں تقسیم کر دیا ۔ دوبارہ اس نے کچھ جانور علیحدہ کیے اور اُنہیں طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون کے حوالے کر دیا ۔ تیسری بار اس نے سامان سے لدے کچھ اور جانور علیحدہ کیے اور انہیں مسلم کے حوالے کر کے اسے اس کے لشکر سمیت حرہ اور سویدا کی طرف روانہ کر دیا ۔ جو جانور بچ گئے اُنہیں وہ ساتھ لے کر مشرقی جانب وادیٔ انبیر کی طرف روانہ ہو گیا تھا ۔

ایک روز دوپہر کے وقت ولید اپنے لشکر کے ساتھ وادیٔ انبیر میں داخل ہوا ۔ اس نے دیکھا چاروں طرف تباہی پھیلی ہوئی تھی اور فرڈلنڈ نے بستیوں کی بستیاں اُجاڑ کر ویرانہ اور آگ لگا کر راکھ کر دی تھیں ۔ ولید اجڑی ہوئی بستیوں کے مسلمانوں کو

نقدی اور خورد و نوش کا سامان تقسیم کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا ۔ یہاں تک کہ وہ وادی انبیر کی سب سے بڑی بستی ذوخشب میں داخل ہوا ۔ ساری بستی اُجڑی پڑی تھی ۔ چند ہی مکانات تھے جو سلامت کھڑے تھے ۔ ورنہ پوری بستی ملبہ بن چکی تھی اور برفانی سردی میں لوگ اپنے گھروں کی چادروں کے خیمے بنا کر کسمپرسی کے دن گزار رہے تھے ۔ بستی کے چاروں طرف رنگ رنگ کے خیمے نظر آ رہے تھے اور خیموں سے باہر لوگوں کے گھروں کا سامان بکھرا پڑا تھا ۔

ولید نے ان خیموں سے دُور ہی اپنے لشکر کو روک دیا ۔ سامان سے لدے کچھ جانور اس نے ساتھ لیے اور یحییٰ المامون اور عمروس کے ہمراہ وہ ان خیموں کی طرف بڑھا ۔ جب وہ نزدیک گئے تو خیموں کے اندر ذوخشب کا سردار ہبیرہ بن قنذر کلبی نکلا اس کے ایک ہاتھ میں نیزہ تھا اور وہ بڑے وقار سے چلتا ہوا ولید المامون اور عمروس کے پاس آیا ۔ پھر وہ بوڑھا سردار حرکت میں آیا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا تیز انّی کا نیزہ اس نے المامون کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔

المامون ! یہ بھالا سنبھال اور ہمارا انصاف کر کہ تو ہمارا حاکم ہوتے ہوئے ہماری حفاظت نہ کر سکا اور فرڈلنڈ نے دن کی روشنی میں اس پوری وادی کی بستیوں اور قریوں کو اُجاڑ کر ویران کر دیا ۔ اے یحییٰ ! کیا ہم یقین کر لیں کہ پورے اُندلس میں اب مسلمانوں کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والا کوئی حکمران نہیں رہا ۔ اگر ایسا ہے تو خدا کی قسم یہ مسلم قوم کے اُجلے دامن پر غلیظ ترین داغ ہے ۔ وادی انبیر کے بوڑھے بچّے اور عورتیں آپ سے سوال کرتے ہیں ۔ کیا اندلس کے مسلمان حکمران خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بربادی کے نوشتوں پر مُہریں ثبت کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں ۔ خدا کے لیے بتائیے ہم کس کے پاس جائیں ، کسے اپنا منصف بنائیں اور کس سے اپنی حفاظت اور امداد کی توقع کریں ۔

یحییٰ المامون کی حالت عجیب ہو رہی تھی وہ بستی کے بوڑھے سردار کو کوئی جواب نہ دے سکا ۔ اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں اور وہ صرف اتنا کر سکا کہ اپنی گردن

گھما کر بڑی ہی بے بسی اور کرب سے ولید کی طرف دیکھنے لگا تھا ۔ پھر آپ ہی آپ اس کی گردن جھک گئی اور وہ بڑی حسرت سے اس بھالے کو دیکھے جا رہا تھا جو زخمی کے سردار ہیرہ کلبی نے اُسے تھمایا تھا ۔ اس آڑے وقت میں ولید یحییٰ کے کام آیا ۔ وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر کر آگے بڑھا اور ہیرہ کلبی کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہا ۔

"میری قوم کے بزرگ ! میرے محترم ! اب تمہیں کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ۔ میں حرہ اور سویدا کے قلعوں کا مسلمان حاکم ولید بن ہشام ہوں ۔ شاید تمہیں یہ سن کر اطمینان اور خوشی ہو کہ فرولندہ کو میں اللب ندی کے کنارے ایک عبرت خیز شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر چکا ہوں اور اس کے بہترین سپہ سالار اور حرہ اور سویدا کے سابق حکمران جیولوس ماریا کے علاوہ فرولندہ کے بھائی لیسی کو ان کے ایک بھاری لشکر سمیت شکست دے چکا ہوں اور وہ دونوں بھی فرولندہ کے پیچھے پیچھے لیون کی طرف بھاگ گئے ہیں ۔ میرے محترم سنو ! جس طرح فرولندہ نے ہماری مسلم بستیوں پر یلغار کر کے انہیں اُجاڑا اور ویران کیا ہے اسی طرح میں نے بھی اس کی مملکت میں پڑنے والی ان گنت عیسائی بستیوں کو لوٹ کر ویران کر دیا ہے ۔ تاکہ اسے احساس ہو کہ ظلم کیا رنگ لاتا ہے ۔ پھر ولید نے سامان سے لدے ہوئے جانوروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ میری ملت کے بزرگ ! ادھر دیکھو ۔ یہ سارا سامان ہم نے اپنے دشمنوں سے چھینا ہے ۔ اس پر قبضہ کرو اور اس بستی کو دوبارہ پہلے کی طرح آباد کرو ۔

بوڑھے سردار ہیرہ کلبی پہ ولید کی باتوں سے ایک سہانا سا وجد طاری ہو گیا تھا ۔ وہ زمین پر بیٹھ گیا ۔ پھر قبلہ رو ہو کر اس نے زمین کے ننگے سینے پر سر سجدے میں رکھتے ہوئے کمال رقت اور درد آمیزی میں کہا ۔ میرے اللہ ! تیرا شکر و احسان ہے کہ تم نے مسلمانوں کو یہ توفیق عطا کی کہ وہ فرولندہ جیسے خونی بھیڑیے کو مار کر بھگا دیں ۔

ولید خاموش کھڑا رہا اور ہیرہ کلبی سجدے میں گرا ہوا اپنی روتی آواز میں کہتا رہا ۔ اے رحیم و کریم ! تو اپنی کبریائی کے انوار سے ہم مسلمانوں کو سیدھی راہ کی نشاندہی کرتے رہنا ۔ ہماری راہنمائی فرما میرے مولیٰ کہ ہم تیری نیکی کی راہ سے بھٹک چکے ہیں ۔

ہیرہ کلبی کھڑا ہوا ۔ چند لمحوں تک وہ بڑی ممنونیت سے ولید کو دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے اپنی لرزتی آواز میں ولید کو مخاطب کر کے کہا ۔ میری قوم کے محسن ! میری ملت کے علمبردار ! میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں تیرے ان کارناموں پر تیرا شکریہ ادا کر سکوں جو تو نے فرولندہ کو شکست دے کر اپنی ملت پر احسان کیا ہے ۔ یاد رکھو ! میرا رب اندلس میں مسلمانوں کی بے حسی اور سہل نگاری کو دیکھ رہا ہے ۔ وہ تمہیں تمہارے اس عظیم احسان کا اجر ضرور دے گا ۔

ولید نے ہیرہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا مسلم قوم پر یہ میرا احسان نہیں ہے ۔ آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں ۔ یہ میرا فرض تھا ۔ جسے ادا کرنے میں میں کامیاب رہا ہوں ۔ اب آپ سامان سے لدے ان جانوروں کو سنبھالیں اور اس بستی کو دوبارہ آباد کریں ۔ ان جانوروں پر لدے سامان سے آپ کو اس قدر نقدی حاصل ہو گی کہ آپ ذدخشب کو دوبارہ آباد کرنے کے علاوہ چند ماہ تک یہاں کے سب لوگوں کے اخراجات بھی پورے کر سکتے ہیں ۔ میں اب آگے بڑھتا ہوں اور فرولندہ کے ہاتھوں تباہ ہونے والے دوسرے قریوں میں سامان تقسیم کرنے کے بعد میں وادیٔ ارغون میں فرولندہ کے حاکم پولس پر حملہ آور ہوں گا ۔ یہ وادی ہمارا آبائی وطن ہے ۔ اور اسے میں فرولندہ سے واپس لینا چاہتا ہوں ۔ ہیرہ کلبی نے آسمان کی طرف دعا کے انداز میں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کمال رقت میں کہا ۔ میرا رب تمہیں اس مہم میں بھی فوز مندی عطا کرے گا ۔ ولید واپس مڑا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا ۔

○

فرولندہ کے ہاتھوں تباہ ہونے والی مسلم بستیوں میں سامان بانٹنے کے بعد ولید وادیٔ ارغون میں داخل ہوا ۔ ارغون کے حاکم پولس کو اس حملہ کی اطلاع ہو چکی تھی ۔ باہر نکل کر مقابلہ کرنے کے بجائے وہ اپنے مرکزی شہر زرغوزہ میں مقیم رہا اور اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد وہ ولید کا انتظار کرنے لگا ۔ اس نے بہتر سمجھا تھا کہ زرغوزہ میں محصور رہ کر ولید کا مقابلہ کیا جائے اصل میں اس شہر کا محل وقوع ہی ایسا تھا کہ اس کے اندر محصور

رہ کر مقابلہ کرنا ، سود مند تھا۔

زرغوزہ شہر دو دریاؤں کے سنگم پر واقع تھا اور دونوں دریا شہر کی بیرونی فصیل سے چند قدم پیچھے ہٹ کر کچھ اس انداز میں بہتے تھے کہ انہوں نے شہر کے اطراف میں سانپ کی طرح بل دے رکھا تھا اور شہر کے چوتھی طرف سیاہ رنگ کی نوکیلی چٹانیں تھیں جن پر کوئی حملہ آور پڑاؤ نہ کر سکتا تھا۔

پولس نے ولید کی طرف اپنے جاسوس روانہ کر دیئے تاکہ وہ اس کی نقل و حرکت کی اطلاعات فراہم کرتے رہیں۔ اس نے اس گھمنڈ میں فرولندہ سے امداد بھی طلب نہ کی تھی کہ وہ اگر اکیلا ولید سے نبٹ لے تو اس کی قدر و منزلت فرولندہ کی نگاہوں میں اور بڑھ جائے گی۔

دوسری طرف ولید بھی محتاط تھا اس نے اپنی احتیاطی تدابیر سے پولس کے سارے جاسوسوں کو گمراہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اس نے اپنا رخ بدل کے شمال کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ بیس میل اوپر جا کر اس نے ان دونوں دریاؤں کو پار کر لیا جو جنوب نیچے آ کر زرغوزہ شہر کے گرد سانپ کی طرح لپیٹا کھاتے تھے۔ پولس کے جاسوسوں نے کافی بھاگ دوڑ کی پر وہ ولید کو تلاش نہ کر سکے تھے۔

زرغوزہ سے دس میل شمال میں پہاڑوں سے گھری ہوئی ایک وادی کے اندر ولید نے پڑاؤ کیا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے شمال کی طرف سے زرغوزہ جانے والے سارے راستوں کی ناکہ بندی کر دی تھی۔ تاکہ پولس کا کوئی جاسوس یا مسافر اسے ولید کی موجودگی کی اطلاع نہ کر سکے۔ عشاء کے بعد ولید نے وہاں سے کوچ کیا۔ وہ بڑی سست رفتاری سے سفر کر رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تیز بھاگتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپوں سے کوئی اس کی آمد سے باخبر ہو جائے۔ لہذا وہ اس بھوکے چیتے کی مانند زرغوزہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جو دریا کے کنارے دبک کر جنگلی جانوروں کا شکار کرتا ہے

رات کے پچھلے حصے میں ولید اپنے لشکر کے ساتھ زرغوزہ شہر کے جنوب میں ان نوکیلی اور سیاہ چٹانوں کے اندر چھپ کر بیٹھ گیا تھا جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا

ان کے اندر کوئی لشکر پڑاؤ نہیں کر سکتا۔ ولید نے لشکر کو مختلف حصوں میں بانٹ کر انہیں لمبی لمبی بے ترتیب قطاروں میں چٹانوں کے اندر چھپا دیا تھا۔ پولس کے جاسوس لوٹ آئے تھے اور انہوں نے پولس کو خبر کر دی تھی کہ ہمارے شہر کے ارد گرد بیس میل کے علاقے میں ولید کا کہیں نشان نہیں ہے جب کہ ولید زرغوزہ شہر کے صدر دروازے کے سامنے اس اژدھے کی طرح بیٹھ چکا تھا جس نے ہر چیز کو نگل جانے کا تہیہ کر لیا ہو ولید شاید کسی مناسب وقت کے انتظار میں تھا جب وہ زرغوزہ پر اپنی کاری ضرب لگا سکے۔

دوسرے روز جب سورج طلوع ہونے سے قبل شہر کا جنوبی دروازہ کھلا اور مضافات کے کسان اور سبزی فروش اپنا مال فروخت کرنے شہر میں داخل ہونا شروع ہو گئے تو ولید صرف بیس سواروں کے ساتھ تاجروں کے بھیس میں شہر کے اندر چلا گیا۔ ان کے پاس سامان سے لدے کچھ جانور بھی تھے۔ شہر فتح کرنے کے لیے وہ ایک ناقابل شکست جال بن چکا تھا۔ جونہی ولید اپنے بیس سواروں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا عمروس نے شہر پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ ولید کا لشکر چٹانوں سے نکل کر تکبیریں بلند کرتا ہوا شہر کی طرف بڑھا تھا۔ شہر میں داخل ہوتے کسانوں میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ فصیل کے برجوں میں بیٹھے ہوئے تیر انداز اپنی جگہ چوکس نہ تھے۔ وہ اس وقت صبح کے کھانے کی تیاری میں تھے لہذا عمروس اور یحیٰی المامون لشکر کو لے کر کسی نقصان کے بغیر شہر کے صدر دروازے تک پہنچ گئے تھے۔ دروازے کے محافظوں نے جب دیکھا کہ دشمن نے شہر پر حملہ کر دیا ہے تو انہوں نے فوراً شہر پناہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اسی وقت ولید اپنے بیس سواروں کے ساتھ حرکت میں آیا اس نے طوفانی حملہ کر کے محافظوں کو ختم کر دیا اور شہر پناہ کا دروازہ دوبارہ کھول دیا۔ اپنے لشکر کو لے کر ولید سیلاب کے ایک سخت ریلے کی طرح شہر میں داخل ہوا تھا۔ شہر کی فصیل پر پھیلا ہوا پولس کا لشکر نیچے اتر آیا تھا اور شہر کے اندر گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی۔

وادی ارغون سے لے کر جنوب میں وادی شقر تک سمندری ساحل کے ساتھ

ساتھ پھیلے ہوئے خانہ بدوش عرب قبائل کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ولید نے وادی ارغون پر حملہ کر دیا ہے ۔ لہٰذا ان کے سردار اپنے جنگجو جوانوں کے ساتھ جوق در جوق زرغوزہ شہر کا رُخ کر رہے تھے ۔ یہ خانہ بدوش عرب قبائل پہلے ہی پولس کی زیادتیوں سے نالاں تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا کوئی مددگار اُٹھ کھڑا ہوا ہے تو اُن کی حالت ان بھڑوں جیسی ہو گئی تھی جن کے چھتے کو کسی نے آگ لگا کر بھڑکا دیا ہو۔

زرغوزہ شہر کے اندر دوپہر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی ۔ ولید کے سامنے پولس کا لشکر اب دبتا دکھائی دے رہا تھا ۔ پولس اب اپنے آپ کو غلطی پر محسوس کر رہا تھا کہ اس نے اس حملے کی اطلاع کیوں نہ فرولندہ کو کر دی ۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا اور جب دوپہر کے بعد خانہ بدوش عرب قبائل بھی ولید کی مدد کو پہنچ گئے تو جنگ کا نقشہ تیزی سے بدلنے لگا ۔ تمام خانہ بدوش عرب قبائل کے جنگجو بنو معریہ کے سردار مالک بن جندل کی کمانداری میں جنگ کر رہے تھے ۔ سہ پہر کے قریب پولس کے لشکر کا مکمل طور پر صفایا کر دیا گیا اور خود پولس نے ہتھیار ڈال کر ولید سے امان طلب کر لی تھی ۔

جس وقت شہر کے ایک وسطی میدان میں جس کے اندر بھرپور جنگ ہوئی تھی پولس اپنے چند بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ ولید، عمروس اور المامون کے سامنے کسمپرسی کی حالت میں کھڑا تھا ۔ خانہ بدوش عرب قبائل کا کماندار اور بنو معریہ کا سردار اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا وہاں آیا ۔ وہ ایک خوب قد آور اور گٹھے ہوئے مضبوط جسم کا مالک تھا اور اپنے سُرخ گھوڑے پر سوار وہ کسی لشکر کا سالار لگتا تھا ۔

عمروس شاید اسے پہلے سے جانتا تھا کیونکہ جب مالک بن جندل قریب آ کر گھوڑے سے اُترا تو عمروس مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور اسے گلے لگاتے ہوئے ولید اور المامون کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ یہ ولید بن ہشام ہیں ۔ میرے آقا اور امیر اور حرہ وسویدا کے حکمران اور دوسرے طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون ہیں ۔

مالک بن نمیرہ آگے بڑھا پہلے ولید پھر المامون کے ساتھ بڑی عقیدتمندی

کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد وہ ولید کی طرف مڑا اور بڑے ادب و احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے کہا ۔ یا امیر ! میں بنو معریہ کا سردار مالک بن جندل ہوں ۔ مجھے خبر ہوئی تھی کہ آپ نے زرغوزہ پر حملہ کر دیا ہے ۔ میں ایک مدت سے آس لگائے بیٹھا تھا کہ کوئی مسلمان حاکم وادی ارغون پر حملہ کرے اور میں اس کا ساتھ دوں ۔ آپ نے میری دیرینہ خواہش پوری کر دی ہے ۔ میرے ساتھ مختلف قبائل کے پانچ ہزار جوان بھی آپ کی مدد کے لیے آئے ہیں ۔ اگر آپ کو ضرورت ہوئی تو اس سے کہیں زیادہ جنگجو عرب ہم اپنے قبائل سے جمع کر سکتے ہیں ۔ میں آپ کو اس عظیم فتح پر مبارکباد بھی دیتا ہوں ۔ یہ بات ہم مسلمانوں کے لیے خوش کُن ہے کہ آپ اور طلیطلہ کے حکمران نے آپس میں اتحاد کر لیا ہے ۔ قسم ہے مجھے ربِ عظیم کی اگر اندلس کے سب چھوٹے بڑے مسلمان حکمران آپس میں اتحاد و یگانگت کا جذبہ پیدا کر لیں تو ایک نہیں ہزار ہا فرولندہ بھی ہمارے سامنے آ جائیں تو ہم اسے خلیج بسکے کی پاتال میں اتار دیں ۔ انہوں نے صرف ہمارا آپس کا انتشار و فساد دیکھا ہے ۔ اگر ایسی ہی شدت کے ساتھ وہ ہمارا اتحاد و اتفاق دیکھ لیں تو پورے اندلس کے اندر شمال میں جبل ابرانس سے لے کر جنوب میں المریہ کی بندرگاہ تک اور مشرق میں بحیرہ رُوم کے کنارے وادی مستقر سے لے کر مغرب میں خلیج بسکے کے کنارے قصر ابی دانس تک وہ اپنے لیے کوئی ٹھکانہ اور جائے پناہ تلاش نہ کر سکیں ۔

ولید چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا ۔ پھر اس نے عمروس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ عمروس ! قلم کاغذ لاؤ ۔ عمروس کے اشارے پر ایک جرنیل بھاگتا ہوا گیا اور قلم کاغذ لے آیا ۔ ولید نے زمین پر بیٹھتے ہوئے کاغذ پر کچھ لکھا ۔ پھر اس نے قلم دوات اُسی جرنیل کو جو لایا تھا واپس کرتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے پولس سے کہا ۔

پولس ! میں تمہیں صرف تین یوم کی مہلت دیتا ہوں ۔ تم نے امان مانگی تھی میں نے تمہاری جان بخشی کر دی ۔ میں اگر چاہتا تو فرولندہ کے مظالم کا انتقام لینے کی خاطر یہاں کی پوری آبادی کو تہ تیغ کر دیتا ۔ لیکن میں ظلم نہیں کرنا چاہتا ۔ تم نہ

کے اندر اندر شہر زرغوزہ ہی نہیں وادیٔ ارغون کی پوری عیسائی رعایا کو لے کر فرولندہ کی مملکت میں چلے جاؤ۔ یاد رکھو، تین دن کے بعد جو بھی عیسائی ہمیں دکھائی دیا۔ ہم اسے قتل کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ اب تم جاؤ اور کوچ کی تیاری کرو۔ میرے چند جرنیل ایک مختصر سے لشکر کے ساتھ تمہارے ساتھ رہیں گے جو کوچ میں تمہاری مدد کرنے کے علاوہ تم پر نگاہ بھی رکھیں گے تاکہ تم کوئی غلط حرکت نہ کر سکو۔ سنو پولس! تمہارے پاس جس قدر خزانہ ہے میرے ان جرنیلوں کے حوالے کر دینا جو تمہارے ہمراہ رہیں گے۔ اگر تم نے کوئی غلط بیانی سے کام لینے کی کوشش کی تو سن رکھو مجھے تمہاری جان بخشی کی امان فسخ کرنا پڑے گی۔

پولس پیچھے ہٹ گیا اور ولید کے اشارے پر اس کے تین چھوٹے جرنیل چند دستوں کے ساتھ پولس اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ ہو گیے تھے۔ ولید نے پھر پکارا۔ سنو پولس! پولس رک گیا۔ ولید نے ہاتھ میں پکڑا کاغذ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ فرولندہ کے نام خط ہے۔ جب تم اس کے پاس جاؤ تو یہ اسے دے دینا۔ پولس خط لے کر واپس مڑ گیا۔

پولس جب چلا گیا تو ولید نے اپنے سامنے کھڑے بنو معریہ کے سردار مالک بن نمیرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ مالک! تم اس وقت میرے پاس آئے ہو جب تم جیسے حوصلہ مند اور مضبوط ارادہ انسان کی مجھے اشد ضرورت تھی۔ سنو مالک! تم ابھی یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور سب خانہ بدوش عرب قبائل کو اپنے ساتھ لے آؤ۔ میں انہیں زرغوزہ شہر اور وادی ارغون کے دوسرے قصبے اور بستیوں میں آباد کرنا چاہتا ہوں۔ شاید یہ اطلاع تمہارے لیے نئی اور خوش کن ہو کہ میں تمہیں وادیٔ ارغونہ کا حاکم مقرر کرتا ہوں۔ تمہاری حیثیت میرے قریب وہی ہوگی جو فرولندہ کے ہاں پولس کی تھی۔ مالک نے بڑی انکساری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ یا امیر! میں اس قابل کہاں کہ آپ مجھے وادیٔ ارغون کا حاکم مقرر کر رہے ہیں۔

ولید آگے بڑھا اور بڑی شفقت سے مالک کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

تمہارے خیالات میرے لیے اطمینان بخش ہیں اور پھر میں جنگ کے دوران تمہیں لڑتے ہوئے بھی دیکھ چکا ہوں۔ تمہارا جنگ کرنے کا انداز بھی قابلِ تعریف اور شجاعت خیز ہے۔ یقیناً وادیٔ ارغون کی حفاظت تم پولس کی نسبت کہیں بہتر طور پر کر سکو گے۔ اب تم یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور بحیرہ روم کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے سب خانہ بدوش قبائل کو یہاں لے آؤ۔ مالک نے اس بار کچھ نہ کہا۔ چپ چاپ وہ پیچھے ہٹا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے باہر نکل گیا۔

ولید نے دس دن تک زرغوزہ شہر میں قیام کیا۔ اس دوران اس نے عرب قبائل کو وادیٔ ارغون میں آباد کر کے مالک کو ان پر حاکم مقرر کیا۔ زرغوزہ شہر کا سارا خزانہ مالک کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ جو مال غنیمت ہاتھ لگا اس کا زیادہ حصہ لشکر کے سپاہیوں میں بانٹ دیا گیا اور جو بچا اس کے دو حصے کیے گئے، ایک حصہ یحییٰ المامون کے حوالے کیا گیا اور وہ اپنے دارالحکومت طلیطلہ کی طرف روانہ ہو گیا اور دوسرا حصہ لے کر ولید اپنے قلعوں کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

وہی بوڑھا اور لنگڑا ملّاح جس کا نام منذر بن ربیع تھا اور جس کے متعلق ولید کے باپ ہشام نے مرتے وقت نصیحت کی تھی کہ اس کا احترام کرنا، سمندر کے اندر حرکت کرتی ہوئی کشتی میں بیٹھا تھا اور اس کے گرد بیٹھے ہوئے اس کے ساتھی ملّاحوں میں سے کچھ چپّو چلا رہے تھے اور کچھ اس کے گرد حلقہ بنائے اسے عقیدت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ کشتی تیزی سے حرکت کر رہی تھی اور برسلونہ کی بندرگاہ سے گزر کر جنوب کی طرف بڑھ گئی تھی۔

شام ہونے سے کافی دیر قبل ہی بوڑھے اور لنگڑے ملّاح منذر بن ربیع کے اشارے پر ملّاحوں نے سمندر کنارے کی ایک بستی شقندہ کے سامنے کشتی کو روک دیا۔ یہ وہی بستی تھی جس میں وہ بوڑھی عزلان رہتی تھی۔ جس کے متعلق ولید کے باپ نے اسے کہا تھا کہ اس بوڑھے ملّاح سے بھی بڑھ کر اس خاتون کا خیال رکھنا اور اس کے اخراجات پورے کرنا۔ ملّاحوں نے کشتی کا رخ موڑا اور چپوؤں کے علاوہ بانسوں کی مدد سے انھوں نے کشتی کو خشکی پر چڑھا دیا تھا۔

بوڑھا ملّاح ایک چپّو سنبھال کر اٹھ کھڑا ہوا اور کشتی سے اُتر کر چپو کے سہارے ریت پر اپنی لنگڑی ٹانگ کو گھسیٹتا ہوا بستی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ دوسرے ملّاحوں نے کنارے پر لوہے کا کھونٹا ٹھونک کر کشتی کو اس سے باندھا اور اس کے بادبان انہوں نے لپیٹ دیئے تھے۔ پھر وہ سب ملاح بھی بستی کی طرف چلے گئے تھے۔

منذر بن ربیع شقندہ کے ایک مکان میں داخل ہوا۔ اندر بوڑھی عزلان ایک کھاٹ پر لحاف اوڑھے پڑی تھی اور اس کے قریب کچّی مٹی کی انگیٹھی میں آگ روشن تھی۔ منذر اسے اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ وہ اس کے قریب آ کھڑا ہوا اور پریشان آواز میں پوچھا۔ عزلان! عزلان! تم ٹھیک تو ہو میری بہن؟ ——

عزلان نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ پچھلے چند روز میں بخار ہو گیا تھا۔ اب تو ٹھیک ہوں۔ ان ہمسایوں نے میرا بڑا خیال کیا ہے۔ ان کی لڑکی مجھے کھانے کھلاتے اور میرے پاس آگ روشن کرنے کے بعد ابھی ابھی گھر گئی ہے۔ وہ بچاری رات کو بھی میرے پاس سوتی ہے۔ عزلان چند لمحے رک کر بولی۔ منذر بھائی! اب میں بوڑھی ہو چکی ہوں اکیلی نہیں رہ سکتی —— منذر نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ اب کی بار میں ولید سے ملا تو اسے کہوں گا کہ وہ کسی ایسی عورت کا بندوبست کر دے جو تمہاری خدمت کرے۔

عزلان خاموش رہی، یوں لگتا تھا وہ یادوں کے قدیم سردخانوں میں کھو گئی ہو۔ پھر اس کی کراہتی ہوئی آواز سنائی دی کاش! کوئی ہرکارہ آتا اور مجھے یہ خبر سناتا کہ میری اسیرانہ زندگی کے دن ختم ہو چکے۔ جانے کب ظلم کی یہ رات کٹے گی اور سحر کے آثار دکھائی دیں گے۔ روز سورج نکلتا ہے اور ڈوبتا ہے۔ روز صبح ہوتی ہے اور شام قیامت کی سی رات کو اپنے کندھوں پر لادے آجاتی ہے۔ پر میری آرزومند آنکھیں کچھ نہیں دیکھتیں میرا بشارت طلب دل بے نور رہتا ہے اور دعا کے لیے اٹھنے والے میرے ہاتھ بے ثمر رہتے ہیں۔ کاش ——

منذر دوسری کھاٹ کو گھسیٹ کر قریب لایا اور انگیٹھی میں دہکتی آگ کے قریب بیٹھتے ہوئے اس نے عزلان کی بات کاٹ کر کہا۔ اگر میں چند روز قبل تمہارے پاس آتا تو اس وقت میں تمہیں ایک انتہائی بری اور ہولناک خبر سنا رہا ہوتا۔ پر اب میں تمہارے لیے ایک خوش خبری لایا ہوں۔

عزلان نے چونکتے ہوئے کہا۔ کس قسم کی بری خبر اور کیسی خوش خبری؟ منذر نے

مُسکراتے ہوئے کہا - اے میری بہن ! وہ بُری خبر اور خوش خبری دونوں ہی امیر ولید بن ہشام کے متعلق ہیں - عزلان نے فکر گیر آواز میں کہا - کسی نے اسے گزند پہنچایا ہے یا اسے اپنے کسی مقصد میں ناکامی ہوئی ہے -

منذر نے لاپروائی سے کہا - ہاں اسے ایک شکست ہوئی تھی - پر اس نے فوراً ہی یہ داغ دھو ڈالا اور اپنی شکست کو اس نے فوراً ایک عظیم اور قابلِ ستائش فتح میں تبدیل کر دیا - عزلان نے روتی ہوئی آواز میں پوچھا - اسے کہاں، کب اور کس نے شکست دی ؟ منذر کہہ رہا تھا - سنو عزلان ! عیسائی حکمران فرولندہ نے جیولوس ماریا اور اپنے چھوٹے بھائی اور قشتالیہ کے حکمران لیبی کی ہمراہی میں ایک جرار لشکر کے ساتھ امیر ولید کے شہروں پر حملہ کر دیا تھا - عزلان نے بدحواسی میں پوچھا - پھر کیا ہوا - منذر نے تسلّی آمیز لہجے میں کہا - بس تم سنتی جاؤ بیچ میں بولو مت - تو میں کہہ رہا تھا فرولندہ نے امیر ولید کے شہروں پر حملہ کر دیا - امیر ولید محصود ہو کر اپنے دونوں شہروں کی حفاظت کرتے رہے اور تنگ آکر فرولندہ نے محاصرہ اُٹھا لیا - پر اس نے ایک نہایت گری ہوئی حرکت کا ارتکاب کیا - وہ سیدھا کوہستانِ اشارات اور جبل طلیطلہ کے درمیان وادیِ انبیر میں داخل ہوا اور وہاں اُس نے مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کر دیا - ولید کو جب فرولندہ کی اس مذموم حرکت کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا لشکر لے کر اپنے قلعوں سے نکلا اس کا بہترین جرنیل عمروس بھی اس کے ساتھ تھا - اس کے علاوہ مسلم بن تمام اور طلیطلہ کا حکمران یحییٰ المامون بھی اپنے لشکر سمیت اس سے آملے تھے - دراصل فرولندہ چاہتا تھا کہ ولید کسی نہ کسی طرح اپنے قلعوں سے باہر نکلے اور ایسا کرنے میں وہ کامیاب ہو گیا تھا وادیٔ انبیر میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا جس میں ولید کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر مغربی پہاڑوں میں روپوش ہو گیا -

عزلان نے اپنی چھاتی پر دونوں ہاتھ مارتے ہوئے کہا - آہ ! یہ خبر سننے سے قبل مجھے موت کیوں نہ آگئی - کاش ——— منذر نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسے تسلّی دیتے ہوئے کہا - تم پہلے پوری داستان تو سن لو پھر واویلا شروع کر دینا - یہاں تک

ی خبر تھی جو میں تمہیں سُنا چکا - اب خوش خبری کی ابتدا ہوتی ہے - ولید نے بھی یہاں اپنی ...ری کا ثبوت دیا اور اس نے فرولندہ کے علاقے میں گھس کر اس کی رعایا کے اندر تباہی ویرانی کا بازار گرم کر دیا - فرولندہ کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے فوراً اپنے لشکر کو حصّوں میں تقسیم کیا - ایک حصّہ وہ خود لے کر ولید کی طرف بڑھا اور دوسرا حصّہ اپنے ...ائی لیبی اور جیولوس ماریا کو دیکر روانہ کیا تاکہ وہ ولید کے قلعوں کو فتح کر لیں - اسے اُمید ...ں ولید چونکہ باہر ہے لہٰذا اس کے دونوں شہر آسانی سے فتح ہو جائیں گے -

فرولندہ نے اپنے لشکر کو جو دو حصّوں میں تقسیم کیا تو یہی اس کی سب سے بڑی ...لطی تھی کیونکہ ولید تو پہلے ہی اس کے لشکر کی تقسیم کے متعلق سوچتا ہوا اس کے علاقے ... گھس کر حملہ آور ہوا تھا - یہاں پیش بندی میں ولید کامیاب اور فرولندہ ناکام رہا ...ا - رات کی تاریکی میں اللب ندی کے کنارے ولید نے فرولندہ کو عبرتناک شکست ...ی اور وہ فرولندہ کا تعاقب کرتا ہوا دس میل تک اس کے علاقے میں اندر تک گھستا چلا ...یا تھا - فرولندہ کے لشکر کی کمر توڑنے کے بعد ولید طوفان کی طرح مڑا - جیولوس ماریا اور ...ی اس وقت اس کے شہروں کا محاصرہ کر چکے تھے - ولید قہر اور عذاب بن کر ان پر ...ا اور دونوں کے لشکر کو بھی اس نے چند ساعتوں کے اندر ہی اندر شکست دے دی ... دونو کا تعاقب بھی اس نے اس حد تک کیا جہاں تک وہ فرولندہ کے پیچھے گیا تھا -

عزلان نے مسکراتے ہوئے کہا - اب میرے دِل نے تسلیم کیا ہے کہ ولید کسی لشکر ...امارت اور سپہ سالاری کے منصب کا حق دار ہے - منذر نے پھر اُسے ٹوک دیا - پہلے ...ی بات تو پُوری ہونے دو - ولید نے یہاں تک ہی اکتفا نہ کیا - اس نے وہ مال اور دولت ...یسائی بستیوں کو لُوٹ کر حاصل کی تھی - اس کا ایک حصّہ اس نے ان بستیوں کے ...ل میں بانٹ دیا اور پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ وادی ارغون میں داخل ہوا - فرولندہ ...رف سے پولس ارغون کا حکمران تھا - ولید تیز آندھی کی طرح پولس کے دارالحکومت ...گوزہ شہر پر حملہ آور ہوا اور جس طرح تیز اور منہ زور جھکڑ بڑے بڑے درختوں کو ...ے اُکھاڑ پھینکتے ہیں - اس طرح ولید نے بھی پولس کو ہلا کر رکھ دیا اور ولید نے صرف

زرغوزہ شہر ہی نہیں پوری وادیِ ارغون پر بھی قبضہ کر لیا ہے ۔

عزلان نے خوشی میں چلاتے ہوئے کہا ۔ خدا کی قسم ولید شجاعت وبہا
فراست و پیش بندی میں اپنے باپ ہشام سے بھی آگے نکل گیا ہے ۔ جو کام
ساری عمر نہ کر سکا وہ ولید نے اپنی عمر کے ابتدائی دور میں کر دکھایا ہے ۔ کاش جب
وادیِ ارغوں فتح کر رہا تھا تو میں اس کے ہمرکاب ہوتی ۔ میں اس کی شجاعت و جذبہ
سلام کرتی ۔ میں اس جرنیل کی پیشانی چومتی ، اس کے پاؤں کو بوسہ دیتی ۔ میں اسے
فرولندہ کے سپاہیوں نے ہم پہ کیا کیا مظالم ڈھائے ہیں ۔ میں اسے بتاتی کہ مسلمان
نگاہوں میں اب وہ کیسا زیرک اور قیمتی جرنیل ہے ۔ آہ میں کیسی بدنصیب ہو
میں اُسے لڑتے ہوئے دیکھتی ، اسے وادی ارغون میں اپنا گھوڑا بھگاتے ہوئے

عزلان چند لمحے چُپ رہی پھر کچھ سوچ کر پوچھا ۔ کیا ولید نے برسلونہ
پر بھی قبضہ کر لیا ہے ۔ منذر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ ہاں اس نے برسلونہ پر بھی
لیا اور یہ بندرگاہ مسلمانوں کے قبضے میں ہے ۔ اس وقت مسلم بن تمام اپنے بحری
کے ساتھ بندرگاہ میں مقیم ہے ۔ میں اس سے مل کر آ رہا ہوں ۔ میں اسے یہ پیغام
دے آیا تھا کہ ولید کو پیغام بھجواؤ کہ وہ مجھے فوراً ملے ۔ مجھے ولید کی ان ساری فتوحا
کا علم مسلم بن تمام ہی سے ہوا تھا ۔ میں نے اس کے پاس پورے دس روز تک
قیام کیا تھا ۔ میرا ارادہ تھا کہ میں وہیں ولید سے مل لوں گا لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا
خیال ہے ایک دو روز تک وہ یہاں پہنچ جائے گا ۔ کیونکہ میں جس کام پہ مامور
اس میں مجھے کامیابی ہوئی ہے ۔

عزلان نے چونک کر پوچھا ۔ کیا کہا تمہیں کامیابی ہوئی ہے ؟
ہاں میں نے سچ کہا ——— تو کیا تم اپنی گمشدہ مسلمان لڑکیوں کا سراغ
لگانے میں کامیاب ہو گئے ہو ——— ہاں میں نے انہیں تلاش کر لیا ہے
تو پھر بتاؤ وہ کہاں ہیں ؟ ——— ایسے نہیں بتاؤں گا ۔ جب امیر ولید یہاں آ
گئے تو ان سے کہوں گا تم بھی سن لینا ۔ اگر اس وقت میں نے تمہیں بتا دیا تو تم ا

پریشان ہو جاؤ گی اور میں تمہاری موجودہ خوشی کو غم میں بدلتے نہیں دیکھ سکتا ۔
عزلان نے دُکھ سے کہا ۔ کیا وہ لڑکیاں کسی تکلیف میں ہیں ۔ منذر نے
بات ٹالنے کی خاطر بے توجہی سے کہا ۔ بس تم یہی سمجھ لو اور اب چُپ رہو ۔
عزلان منذر کے کہنے پر چند لمحوں تک خاموش رہی پھر اس نے بڑی بے صبری
کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔ کیا ولید ان لڑکیوں کو رہا کرانے میں کامیاب ہو جائے گا ۔ منذر
نے پُر امید لہجے میں کہا ۔ وہ ضرور کامیاب ہو گا ۔ وادیِ ارغون کا فاتح وہاں ناکام نہ ہو گا
عزلان نے پھر پوچھا ۔ کیا ولید بن ہشام اپنے لشکر میں مقبول اور ہر دلعزیز ہے ۔
منذر نے فخریہ انداز میں چھاتی تانتے ہوئے کہا ۔ وہ اپنے لشکر میں ایسا ہی عزیز
ہے ۔ جیسے ماں باپ کو ان کا بیٹا اور اولاد کو ان کے والدین ۔ سنو عزلان ! وہ اس وقت
جاگتا ہے جب اس کے سپاہی سوتے ہیں ۔ وہ پیاسا رہ کر اوروں کی پیاس بجھاتا ہے
وہ دوسروں کے لیے اپنے غیر اور وہ غیروں کا اپنا ہے ۔ وہ بے چاروں کا چارہ گر اور لوگوں
کے دلوں میں دھڑکتا ہے ۔ وہ قیدیوں کو اسیری سے نجات دلانے والا اور اب اس کی
قیادت سے لشکر لڑتے ہیں ۔ وہ اندھیروں میں جلتی شمع اور بھٹکے راہرو پر راستہ بن
کر اُترتا ہے ۔ وہ جنگلوں و صحراؤں میں چمکنے والا چاند اور صحراؤں میں خوشبو بن کر کھلنے
والا پھول ہے ۔ وہ نیند ہے اپنے لشکریوں کی مضطرب آنکھوں کی ۔ وہ خوشبو ہے شہیدوں
کے مرقد کی ۔ دشمن کے لیے وہ بہادر و آتش فشاں عرب اور قہر آلود بدو ہے ۔ اپنوں کے
لیے وہ آفاق کی رفعتوں پر محیط مشعلِ فروزاں اور خضرِ راہ ہے ۔
منذر رُکا ۔ پھر کہتا چلا گیا ۔ وہ جری و نڈر اور رجل رشید ہے ۔ وہ شہزادِ رِاک
آسمان ، شرافت کی اقلیم کا امیر ، سراپا عظمت ، سوچوں کی سرفرازی کا اعزاز لیے ساحلوں
کا ملاح اور نئی منزلوں کا راہنما ہے ۔ عزلان ! وہ ایک ایسا پھول ہے جیسے نرگس
ہزاروں سال بعد جنم دیتی ہے ۔ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا لو اور اسے دُعا دو کہ خدا وندِ
دو جہاں اسے اپنے تمام مقاصد میں کامیاب کرے ۔
عزلان نے دُعا کے انداز میں ہاتھ اٹھائے پھر وہ آگ پر رکھی سِل کی طرح

آہستہ آہستہ روتے ہوئے دُعا مانگ رہی تھی۔ اے ربِ کریم! تو ولید بن ہشام کی مانند صاف دِل رکھنا۔ اسے درخشاں ایّام کی یاد بنانا اور نامرادی کی چادر سے رکھنا۔ میرے اللہ! اس سے ایسا پاکیزہ اور مِلّت کی بہتری کا کام لے کہ نسل بعد قرن بہ قرن اور عہد در عہد آنے والی نسلیں اس کا نام عزّت و احترام سے لیں۔ خدا! تُو ——

عزلان دُعا مانگتے مانگتے رُک گئی کیونکہ باہر گھوڑوں کی ٹاپیں سُنائی دی تھیں۔ ایسے لگا تھا گویا کچھ سوار مکان سے باہر رُک کر اپنے گھوڑوں سے اُترے ہوں۔ منذر جگہ پہ کھڑا ہوتا ہُوا بولا۔ باہر گھوڑے رُکنے کی آواز سُنائی دی ہے میں دیکھوں تو کون۔

منذر اپنی ٹانگ کو گھسیٹتا ہُوا جب دروازے پر آیا تو اس نے دیکھا سے باہر ولید اور مسلم کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ منذر ان کی گفتگو سُننے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے ولید کی آواز سُنائی دی۔ اس نے مسلم کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ تمہیں یہ بتانے میں کیا حجّت ہے کہ وہ لنگڑا ملّاح اور اس مکان میں رہنے والی کون ہیں؟

مسلم نے بڑے ملائم لہجے میں کہا۔ اے امیر! ابھی تک وقت نہیں آیا کہ آپ کو ان دونوں کا راز بتاؤں اور یہ حکم آپ کے ابّی کا ہے۔ ولید نے خفگی میں کہا یہ وقت اس وقت آئے گا جب میں مر رہا ہوں گا۔ مُسلم نے دلگیر ہو کر کہا۔ خدا ایسا وقت نہ لائے۔ سردست میں آپ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جب ہم عربوں کو وادی ارغون سے نِکالا گیا تھا اور ہم کشتیوں میں بیٹھ کر کسی نئے ٹھکانے کی تلاش میں تھے، کہ قزاقوں نے ہم نے حملہ کر دیا اور وہ ہماری جوان اور نوعمر لڑکیوں کو اُٹھا کر لے گئے۔ وہ بوڑھا ملّاح جو ہر وقت سمندر کے اندر دھکے کھاتا رہتا ہے ان ہی لڑکیوں کو تلاش کرتا رہتا ہے۔ سُنیئے امیر! ان نوعمر لڑکیوں میں ایک آپ کی بہن بھی تھی۔

ولید نے چونک کر پوچھا۔ کیا کہا۔ ان میں میری ایک بہن بھی تھی؟ مسلم نے بڑے کرب میں کہا۔ ہاں، ان میں آپ کی بہن بھی تھی۔ وہ آپ سے چھ برس بڑی

اب بوڑھا ملاح جس کا نام منذر ہے ان لڑکیوں کو تلاش کر آیا ہے اور اس نے آپ کو بلایا ہے تاکہ آپ ان لڑکیوں کی رہائی کا انتظام کر سکیں۔ ولید نے افسردہ لہجے میں پوچھا۔ پر تم نے اس بوڑھے ملاح منذر اور اس عورت عزلان کے راز سے تو پردہ اُٹھایا ہی نہیں۔

مسلم نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ جب آپ ان لڑکیوں کو رہا کرا لیں گے تو ان دونوں کا راز آپ ہی آپ کھُل کر آپ کے سامنے آجائے گا۔ پھر مسلم نے ولید کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ یہاں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں۔ آئیے اندر چلیں۔

دونوں دروازے کی طرف بڑھے، منذر پیچھے ہٹا اور عزلان سے کہا۔ شاید تمہاری دُعا رنگ لائی ہے۔ دیکھو ولید اور مسلم آگئے۔ عزلان سنبھل کر بیٹھ گئی۔ ولید اور مُسلم اندر داخل ہوئے۔ دروازے کے قریب ہی منذر نے ولید اور مسلم کا استقبال کرتے ہوئے ان سے مصافحہ کیا۔ پھر وہ اُنہیں اپنے ساتھ اس کمرے میں لے گیا جس میں عزلان تھی۔ ولید کو دیکھتے ہی عزلان نے کہا۔

میں اس ٹوٹے پھوٹے مکان میں ارغون کے فاتح کو سلام کرتی ہوں۔ میں بیمار ہوں۔ ورنہ اُٹھ کر تمہارا استقبال کرتی۔ میرے قریب آؤ کہ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ ولید آگے بڑھا اور اس سے قریب جا کھڑا ہُوا۔ عزلان نے چند لمحوں تک بغور ولید کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔ اپنا پاؤں میری چارپائی کے پائے پر رکھو۔ جونہی ولید نے پاؤں چارپائی کے پائے پر رکھا، عزلان فوراً نیچے جھکی اور ولید کے جوتوں کو بوسے دینے لگی۔

ولید نے فوراً اپنا پاؤں ہٹاتے ہوئے کہا۔ خاتون! آپ مجھے گنہگار کر رہی ہیں۔ آپ میری ماں کی جگہ ہیں۔ آپ کا احترام بہر صورت مجھ پر واجب و لازم ہے۔ عزلان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے سامنے والی کھاٹ پر بیٹھنے کو کہا۔ ولید چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی مسلم اور منذر بھی وہاں بیٹھ گئے تھے۔ عزلان پھر بولی۔ یا امیر! آپ خوش قسمت ہیں۔ ورنہ عرصہ ہو گیا وادیِ ارغون کو دشمنوں کے ہاتھوں کوئی نکال نہ سکا تھا۔ کاش میں آپ کو وادیِ ارغون کے اندر اپنا گھوڑا بھگاتے

ہوئے دیکھ سکتی۔ خوش قسمت ہیں وہ ماں باپ جنہوں نے آپ کی پرورش کی۔ نیک ہیں وہ وادیاں جہاں آپ کے باپ نے آپ کو جنگی تربیت دی ہوگی۔ آپ کے باپ امیر تھے ایک سمندری جنگ میں مارے گئے۔ آپ کی ماں کہاں ہے؟

ولید اُداس ہو گیا۔ وہ اس پتّے کی طرح مرجھا گیا جو اپنی شاخ سے جُدا ہوکر آندھیوں اور جھکڑوں کے تھپیڑے کھانے کو گر گیا ہو۔ اس کی حالت پتّے کی پلکوں رُکے ہوئے شبنم کے اس قطرے جیسی ہوگئی تھی جسے ہوا کا ایک معمولی جھونکا بھی تباہی اتھاہ میں پھینک سکتا تھا۔ چند لمحوں تک وہ اپنے ہونٹ کاٹتا رہا پھر مُردہ سی آواز میں اس نے کہا۔

اے خاتون! مَیں ابھی ننھا سا بچّہ ہی تھا کہ میری ماں مر گئی تھی۔ مَیں اس قدر چھوٹا تھا کہ مجھے اپنی ماں کا چہرہ تک یاد نہیں۔ ہاں میرے باپ کہا کرتے تھے کہ وہ ایک نیک اور جفاکش عورت تھی۔

ولید نے تھُوک نگلتے ہوئے کہا۔ اے خاتون! مَیں نے اپنے باپ کے ساتھ بحری جہازوں میں دھکّے کھاتے ہوئے پرورش پائی ہے۔ مَیں نے اس وقت تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھا تھا جب میری عمر کے بچّے ابھی کھلونوں سے کھیلتے تھے۔ جس عمر میں بچّے ضد کر کے اپنی ماں کی گود میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں مَیں اس عمر میں جہازوں اور کشتیوں میں سمندر کی طوفانی لہروں کا جمع ہو جانے والا پانی باہر نکالا کرتا تھا۔ سرد آندھیوں، طوفانی بارشوں اور جاڑے کے ٹھٹھرتے طوفانوں میں جب مائیں اپنے بچّوں کو لے کر لحافوں کے اندر دبک جاتی ہیں۔ مَیں اُونچے اُونچے مستولوں پر چڑھ کر جہازوں اور کشتیوں کے بادبان کھولا اور لپیٹا کرتا تھا۔ میرا باپ ایک مشفق اور ہمدرد انسان تھا۔ اس نے میرے لیے ہر وہ چیز مہیّا کی جو مَیں نے مُنہ سے نکالی۔ جب تک مَیں بچہ تھا۔ میرے لیے وہ ایک مہربان باپ رہا اور جب مَیں جوان ہو گیا تو اس کا سلوک میرے ساتھ ایک لشکر کے امیر جیسا تھا۔ اس نے کبھی بھی اپنے سپاہیوں پر یہ ثابت نہ ہونے دیا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ امتیازی سلوک کرتا ہے۔ یہ اُسی کی پرورش کا نتیجہ ہے کہ آج مَیں اپنی محنت اور

پسینے سے کسی مقام پر ہوں ——— کاش وہ چند برس اور زندہ رہ کر میری راہنمائی کرتا جس روز اس نے کشتی کے اندر دم توڑا تھا۔ مجھے یوں لگا تھا جیسے وہ کشتی سمندر میں ڈوب گئی ہو جس پر مَیں سوار تھا۔ وہ اس وقت مجھے تنہا چھوڑ کر مجھ سے رخصت ہو گیا۔ جب وہ میری صورت میں اپنی محنتوں کا ثمر دیکھنے والا تھا۔

ولید نے جب گردن سیدھی کی تو اس نے دیکھا کہ مُسلم اور منذر دونوں کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اور عزلان کی آنکھوں سے آنسو یوں اس کے لحاف پر گر رہے تھے جس طرح تیز اور طوفانی بارش میں کسی مکان کی بوسیدہ چھت ٹپکتی ہے۔ ولید نے عزلان کی طرف دیکھتے ہوئے دُکھ سے پوچھا۔ اے خاتون! تو کون ہے اور میری حالت پر تو کیوں آنسو بہا رہی ہے۔

عزلان چند لمحوں تک یوں چُپ رہی جیسے وہ آتے جاتے لمحوں کو وقت کے آئینے میں دیکھ رہی ہو۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے روتی آواز میں کہا۔

اے ابنِ ہشام! مَیں ایک قوم کی ماں ہوں، ایک ملت کی بہن اور وفادار بیٹی ہوں۔ پر اس کے ساتھ مَیں ایک بدقسمت عورت ہوں۔ میری آبرو کہیں کھو گئی ہے۔ میں اسے تلاش کرتی پھرتی ہوں۔ دُشمن میری بیٹی کو اُٹھا کر لے گئے تھے وہ آج تک مجھے نہیں ملی۔ اے ابنِ ہشام! لِللہ مجھے میری بیٹی سے مِلا دُو۔ مجھے یہ بتا دُو وہ زندہ ہے، یا دُشمنوں نے اُسے ختم کر دیا ہے۔ میری بیٹی ان ہی لڑکیوں میں شامل تھی جن کی تلاش میں منذر ہر وقت دھکّے کھاتا رہتا ہے۔

سنو ولید! یہ منذر جس کی اب ایک ٹانگ خراب ہو چکی ہے میرا سگا بھائی ہے۔ کبھی یہ تمہارے باپ کے لشکر کا سب سے کڑا اور بہادر جرنیل تھا۔ ولید نے دیکھا عزلان کی حالت جل بجھے دل کی راکھ جیسی ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر ازل سے لے کر ابد تک کے سفر کی اَن گنت داستانوں کے اوراق بکھر چکے تھے۔ ولید کو عزلان کے چہرے پر یوں لگا جیسے لپکتے شعلوں اور ہولناک تباہی کے اندر اس کی بیٹی کسی کو مرگِ ظلمت سے نجات کی خاطر چِلّا چِلّا کر پکار رہی ہو۔ ولید نے فوراً اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر رکھتے ہوئے کہا۔

اے خاتون ! اگر تمہاری بیٹی زندہ ہے تو میں تمہیں ضرور اس سے ملاؤں گا،
دشمن اس لیے کہ اگر زمین کی اتھاہ میں بھی اُتر گئے ہوں تب بھی تمہارے سکون!
تمہاری دلجوئی کی خاطر میں اسے ضرور نکال کر لاؤں گا۔

اب ولید نے منذر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ آپ نے مجھے یہاں بُلایا ہے
آپ نے ان لڑکیوں کو ڈھونڈ نکالا ہے۔ جن کی تلاش میں آپ گھومتے رہے ہیں
کچھ معلوم نہ تھا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ اس مکان میں داخل ہونے سے قبل میرے اصرار
مُسلم نے مجھے بتایا ہے کہ آپ ان مسلمان لڑکیوں کی تلاش میں جاتے ہیں جنہیں عیسائی
قزاق اُٹھا کر لے گئے تھے۔ اب مجھے معلوم ہُوا کہ میرے باپ کیوں سمندر کے اندر کبھی سار
اور کبھی کارسیکا جزائر کی طرف دھکے کھاتے رہتے تھے۔ میرے محترم بتائیے وہ لڑکیاں
ہیں کیونکہ مسلم مجھے بتا چکا ہے کہ ان میں ایک میری بہن بھی ہے۔ منذر کی گردن جھک گئی
کا رنگ ہلدی ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پانے کی کشمکش کرتے ہوئے کہا۔

ان میں جو اُس وقت جوان تھیں اب بوڑھی ہوتی جا رہی ہیں اور جو کم سن تھیں
جوان ہو چکی ہیں۔ ان سب کو عیسائی قزاقوں نے عزت بیچنے پر مجبور کر کے اور انہیں فرزند
کرتے ہوئے قحبہ خانہ کی زینت بنا دیا ہے۔

بوڑھی عزلان اپنے کانوں میں اُنگلیاں دیتی ہوئی چلّا پڑی۔ اے میرے بھائی
ایسی خبر سنانے سے قبل کاش تم نے میرے کانوں اور آنکھوں میں پگھلا ہُوا سیسہ ڈال دیا
ہوتا کہ میں یہ نہ سُن سکتی کہ میری بیٹی کہاں ہے اور نہ میں یہ دیکھ سکتی کہ جب وہ یہاں واپس
لائی جائے گی تو وہ ایک زندہ لاش کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گی۔ منذر نے دُکھی آواز
اور زخمی لہجے میں کہا۔ اے بہن ! میں نے جو دیکھا کہہ دیا۔ اب میں اپنے فرض سے
سبکدوش ہو چکا۔

عزلان نے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کیں اور ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
اے ابن ہشام ! تم اس بارے میں کیا کہتے ہو۔ ولید نے شرم کے باعث اپنی جھکی ہوئی
گردن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔ میں اُنہیں ہر حالت میں رہا کرا کر یہاں لاؤں گا۔ یہ ہم سب

کی عزت و دانائیت کا مسئلہ ہے۔ منذر نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ امیر ولید ! انہیں وہاں
سے نکالنا کوئی آسان کام نہیں۔ سنو ! وہ جزیرہ سارڈینیا کے جنوب مغربی اور ساحلی شہر طاریس
میں ہیں۔ یہ پورا شہر بحری قزاقوں کا ہے۔ ایک بہت بڑی بندرگاہ ہے۔ بندرگاہ کے
قریب ہی قحبہ خانہ ہے جس کے اندر سینکڑوں لڑکیاں ہیں۔ سارڈینیا کے دوسرے تمام شہروں
سے لوگ عیاشی کی خاطر وہاں آتے ہیں اور قحبہ خانہ سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ قزاق آپس میں
تقسیم کر لیتے ہیں۔ طاریس شہر بحری قزاقوں سے بھرا پڑا ہے۔ ان کے پاس ہزاروں لڑاکا
اور جنگ کے ماہر جوان ہیں اور وہ سب مل کر تمہارا راستہ روک دیں گے۔ ان لڑکیوں کو وہاں
سے نکالنے کی خاطر اے امیر ! آپ کو اپنی پوری قوت استعمال کرنا ہو گی، ورنہ مجھے خدشہ
ہے آپ کی یہ مہم ناکام ہو جائے گی۔

ولید کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر اس نے مسلم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ مسلم !
یہ مسلم ! میری بہن کا نام کیا ہے۔ مسلم نے گمشدہ سی آواز میں کہا۔ اس کا نام حمورا تھا۔
حمورا بنت ہشام۔ ولید نے اس بار عزلان سے پوچھا۔ اے خاتون ! آپ کی بیٹی کا کیا
نام تھا۔ عزلان چونکی پھر نہایت مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا۔ میں اس وقت
تک اپنی بیٹی کا نام نہ بتاؤں گی جب تک وہ مجھے مل نہیں جاتی۔

ولید کھڑا ہو گیا اور منذر سے کہا۔ منذر ! منذر ! میں اپنی تیاری کرنے کے بعد
یہاں آؤں گا اور لڑکیوں کو رہا کرانے کی خاطر تم میرے ساتھ چلو گے۔ تاکہ تم مجھے صحیح راستوں
پر اور قحبہ خانے کی طرف میری راہنمائی کر سکو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے مقصد میں
کامیاب ہوں گا۔ اب میں جاتا ہوں اور اپنے لشکر کے ساتھ بہت جلد سارڈینیا کی طرف
کوچ کرنے کی تیاری کروں گا۔ میرا بحری مستقر کوہستانِ ابرانس کی سمندر کنارے کی گمنام
ساروں کے اندر تھا۔ اب میں نے اپنی بحری قوت کو وہاں سے بارسلونہ کی بندرگاہ پر منتقل
کر دیا ہے۔ اس بستی سے باہر میرا محافظ دستہ بھی کھڑا ہے۔ میں یہاں سے سیدھا برسلونہ جاؤں
اور مسلم کو وہاں چھوڑ کر میں اپنے قلعوں کی طرف روانہ ہوں گا۔ وہاں چند روز کی تیاری کے
بعد میں ایک لشکر لے کر پھر برسلونہ آؤں گا اور یہاں سے آپ اور مسلم کو لے کر جزیرہ سارڈینیا

کی طرف روانہ ہوں گا - اب مجھے اجازت دیں میں چلتا ہوں -

اس بار عزلان بول اُٹھی اور ولید سے کہا - رات ہونے والی ہے تم یہاں رہ کر آرام کرو - صبح یہاں سے روانہ ہو جانا - ولید نے دروازے کی طرف بڑھتے کہا - میں اکیلا ہوتا تو ضرور رُک جاتا - میں نے کہا نا میرے ساتھ میرا محافظ دستہ جو اس بستی سے باہر کھڑا میرا منتظر ہے - لہٰذا میرا لوٹ جانا ہی ضروری ہے - خاموش رہی -

ولید جب دروازے کے پاس آیا تو منذر نے کہا - اے امیر! اگر اجازت ہو تو میں علیحدگی میں مسلم سے کچھ کہہ لوں کہ جو جنگوں کا میرا پُرانا ساتھی ہے - ولید نے اثبات میں گردن ہلا دی - منذر نے مُسلم کو علیحدہ لے جا کر کچھ کہا -

جلد ہی مسلم لوٹ آیا - دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ایڑ لگا کر وہ بستی سے باہر اس طرف جا رہے تھے جہاں ولید کا محافظ دستہ کھڑا تھا۔ راستے میں ایک جگہ ولید نے مُسلم سے پوچھا - منذر نے علیحدہ لے جا کر تم سے کیا کہا۔ مسلم اُداس ہو گیا اور کہا - وہ کہہ رہا تھا کہ عزلان اب بوڑھی ہو چکی ہے اکثر بیمار رہتی ہے - کوئی اس کی خدمت کرنے والا ہونا چاہئیے - ولید گہری سوچ میں کھو گیا اور گھوڑے شمال کی سمت سرپٹ دوڑ رہے تھے -

فرولندہ، جیولوس ماریا اور لیسی کے ساتھ اپنے لیون شہر کے قصر میں بیٹھا اپنی شکست کے اسباب پر بحث کر رہا تھا - وہ کہہ رہا تھا اس عرب جرنیل نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے - ہم سے شکست کھا کر اس نے ہمارے ہی علاقے میں یلغار کر دی - یہ سب کچھ اس نے سوچی سمجھی تدبیر کے تحت کیا تھا - اگر ایسا نہ ہوتا تو شکست کے بعد وہ بھاگ کر اپنے قلعوں کی طرف چلا جاتا اور ہم اس پر بآسانی قابو پا لیتے - پر اس نے ایسا نہیں کیا - اُلٹا ہمیں اپنا لشکر دو حصّوں میں تقسیم کرنے پر مجبور کیا اور یوں اس نے دو حصّوں میں بانٹ کر ہمیں شکست دی -

لیسی نے تسلیم کرتے ہوئے کہا - وہ اتنا کمزور نہیں جتنا ہم نے اسے سمجھا تھا - جیولوس مجھے اکثر کہا کرتا تھا کہ وہ ایک معمولی ملّاح ہے اور جنگ کا کوئی تجربہ نہیں رکھتا - لیکن اسے لڑتے اور اپنے لشکر پر گرفت رکھتے دیکھ کر میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ہم میں سے کوئی بھی اس جیسا جرأت مند اور تجربہ کار جرنیل نہیں ہے - کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اس نے الب ندی کے کنارے آپ سے جنگ کرنے کی خاطر کیسی عمدہ جگہ کا انتخاب کیا - اور پھر اس نے کیسے بر وقت آپ پر حملہ کیا - جب کہ آپ کا لشکر تین حصّوں میں بٹ چکا تھا - ایک حصّہ ندی کے پار - دوسرا ندی کے اندر اور تیسرا اس کنارے تھا اور آپ نے دیکھا تعداد میں کم ہونے کے باوجود وہ صرف اپنی جنگی مہارت کے سبب آپ کو شکست

دینے میں کامیاب ہُوا - یہی حالت اس نے ہماری بھی کی - ہم پر بھی حملہ آور ہونے کے اس نے بہترین وقت کا انتخاب کیا ہم پر اس وقت اس نے پڑھائی کی جب ہم شام کے وقت لشکر کھانے کی تیاری میں مصروف تھا اور ——

جیولوس ماریانے اعتراض کرتے ہوئے کہا تو کیا آپ اس مسلمان کی شجاعت کو خود پر مسلط کر کے ہمیں آئندہ جنگوں سے باز رکھنا چاہتے ہیں - یاد رکھیئے ولید بن ہشام اور اس کا جرنیل عمروس بن جندل اب ہماری ضد بن گئے ہیں - اگر ان کے خلاف آواز اٹھانے میں میرا کسی نے بھی ساتھ نہ دیا تو قسم ہے مجھے مقدس مریمؑ کی میں اکیلا ان سے جنگ کروں گا - لیسی نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا تم مجھے غلط سمجھے ہو - جیولوس میرا مطلب تمہاری دِل آزاری نہ تھا - ہم ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں - ان دونوں کو شکست دینے میں ہی صلیب کی سربلندی ہے - اصل میں میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ولید اب ایک قوت بن چکا ہے - ہمیں اب اپنی پوری تیاری کے بعد اس کے مقابلے پر نکلنا چاہیئے اور پھر ہماری حالیہ شکست نے اس کے حوصلوں کو اور بڑھا دیا ہوگا - اس کے علاوہ اس کی فتح اور ہماری شکست کا سُن کر دوسرے مُسلمان حکمرانوں کے علاقوں سے بھی رضاکار اور مذہبی جنونیے اس کے پاس پہنچنا شروع ہو جائیں گے -

فرولندہ نے دونوں کی گفتگو پر مسکراتے ہوئے کہا تم دونوں فکر مند نہ ہو - میں نے فرانس سے کمک طلب کی ہے - اب تک میرا پیغام وہاں پہنچ چکا ہوگا - مَیں نے چند راہبوں کو اس کام پر مامور کیا ہے - مجھے اُمید ہے فرانس سے ہمیں اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ لڑاکا جوان مِل جائیں گے - اس کے علاوہ فرانس کی حکومت اپنی باقاعدہ فوج کا کچھ حصّہ بھی ہماری مدد کو روانہ کرے گی - مَیں مانتا ہوں ولید بن ہشام کے مقابلے میں ہمیں شکست ہوئی ہے لیکن ہم بہت جلد اس شکست کو ایک عظیم فتح میں بدل دیں گے - ہمارا مدعا صرف ولید کو ہی شکست دینا نہیں ہے - ہمارا اصل مقصد تو مسلمانوں کو اسپین سے نکال باہر کرنا ہے اور اس سلسلے میں فرانس کی حکومت ہمارے ساتھ ہے - فرانس کے حکمران ہم سے عہد کر چکے ہیں کہ وہ اسپین سے مسلمانوں کے

فوج کی خاطر اپنی تمام قوت صرف کر دیں گے اور ——

فرولندہ کہتے کہتے رُک گیا کیونکہ قصر کا محافظ اندر آیا اور اپنی کمر کو دوہرا کر کے اور گردن کو خوب خم دیتے ہوئے اس نے کہا - وادیٔ ارغون کا حاکم پولس آپ کی خدمت میں حاضری دینا چاہتا ہے - فرولندہ نے اپنی نشست پر اُچھلتے ہوئے کہا - اُسے فوراً ہمارے پاس بھیج دو - کیا اس پر کوئی مصیبت تو نہیں آن پڑی - محافظ باہر نکل گیا - تھوڑی ہی دیر بعد پولس اندر داخل ہُوا - وہ جنگی لباس پہنے ہوئے تھا جو خون آلود تھا - پولس کے بولنے سے پہلے ہی فرولندہ نے پوچھ لیا - کیا تم پر کوئی افتاد پڑی ہے - بتاؤ جلدی بتاؤ - تمہارے کپڑے خون آلود کیوں ہیں -

پولس نے گردن جھکاتے ہوئے کہا - مجھ پر مسلمان جرنیل ولید نے حملہ کر دیا تھا - میں نے اس کا مقابلہ کیا لیکن وہ دھوکے اور مکاری سے شہر کا دروازہ کھلوا کر اندر آ گیا - اس نے ہمیں جنگ میں شکست دے کر پوری وادی ارغون پر قبضہ کر لیا ہے - اس نے وہاں کی ساری عیسائی رعایا کو نکال دیا جنہیں مَیں سرحد پر چھوڑ کر آپ کے پاس حاضر ہُوا ہوں - فرولندہ نے مشتعل آواز میں پوچھا - کیا کہا تم نے ؟ ولید نے وادیٔ ارغون پر قبضہ کر کے ساری عیسائی رعایا کو وہاں سے نکال دیا ہے ؛ پولس نے کپکپاتے ہوئے کہا - مَیں نے آپ کو درست اطلاع دی ہے - مَیں شرمندہ ہوں مَیں اس کا مقابلہ نہ کر سکا -

فرولندہ نے پھر پوچھا - کیا وہ برسلونہ کی بندرگاہ پر بھی قابض ہو گیا ہے - پولس نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے کہا - ہاں ، وہ برسلونہ پر بھی قبضہ کر چکا ہے - فرولندہ نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا - یہ بہت بُرا ہوا - ہم نے فرانس سے جو کمک مانگی تھی اس کے لیے ہم نے کہا تھا کہ کمک دو حصّوں میں تقسیم ہو کر آئے - ایک حصّہ سیدھا خلیج بسکے میں ہماری بندرگاہ جلیقیہ پر آئے اور دوسرا حصہ برسلونہ کی طرف چلا جائے - مَیں چاہتا تھا کہ وادی ارغون کو اپنی قوت کا مرکز بنا کر ولید ہی نہیں سارے مسلمان حکمرانوں سے نمٹا جائے شاید اس میں بہتری ہی ہو اگر برسلونہ کی طرف جانے والی فرانسیسی قوت جنگ کر کے بندرگاہ پر قبضہ کر لے تو وادیٔ ارغون دوبارہ ہمارے ہاتھ میں ہوگی اور ہم ایک بار پھر ولید کو مفلوج

کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ فرولندہ کھڑا ہو گیا۔ بہر حال اس وقت ہمارے سارے سب سے بڑا مسئلہ ارغون کی عیسائی رعایا کی آباد کاری ہے۔ تم تینوں میرے ساتھ آؤ۔ میں ابھی سے اس کام کی ابتدا کرنا چاہتا ہوں۔

فرولندہ اپنی جگہ سے اُٹھنے لگا تھا کہ پولس نے کہا۔ میرے پاس ولید کا ایک خط بھی ہے جو آپ کے نام ہے۔ اس نے کہا تھا۔ جب تم لیون میں داخل ہو تو اسے اپنے حکمران فرولندہ کو دے دینا۔ فرولندہ اپنی نشست سے اُٹھا اور چند قدم آگے بڑھ کر اس نے کہا۔ لاؤ اس کا خط کہاں ہے۔ پولس نے تہ کیا ہوا کاغذ نکال کر فرولندہ کو تھما دیا۔ فرولندہ نے خط کھولا اور پڑھنے لگا۔

فرولندہ! تم نے ہمیشہ بدی کی راہ پہ چلتے ہوئے مسلمانوں پر مظالم کیے ہیں۔ شاید تمہاری ماں نے تمہیں جَنتے وقت اور باپ نے مرتے وقت نصیحت کی ہو کہ اندلس کے اندر آدم کا بیٹا نہیں درندہ بن کر رہنا۔ فرولندہ! آج تک تم بے بس، نہتے اور بے یار و مددگار مسلمانوں پر مظالم کرتے آئے ہو لیکن جن سوئے ہوئے انسانوں کو تم لاشیں سمجھ کر لتاڑتے رہے ہو وہ اب بیدار ہو چکے ہیں۔ اب تم اپنے سامنے اُنہیں پتھر کی دیواریں اور فولاد کی چٹانیں پاؤ گے۔ یاد رکھو فرولندہ! اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمان تمہیں بتائیں گے کہ ہم امن میں جہاں ابریشم ہیں وہاں رزم گاہ میں تلوار کے بیٹے بھی ہیں۔

سنو فرولندہ! وادیٔ ارغون ہماری تھی۔ تم نے زبردستی اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ سو ہم نے اپنی سرزمین تم سے واپس لے لی ہے۔ شاید یہ اطلاع تمہارے لیے نئی اور ناخوشگوار ہو کہ میں وادیٔ ارغون میں خانہ بدوش عربوں کو آباد کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ اپنے دونوں قلعوں کے اطراف میں تیس میل کے علاقے کے اندر بھی میں مسلمانوں کو آباد کر رہا ہوں۔ میں یہ جانتے ہوئے بھی کہ تو غصّے میں درندہ اور بھیڑیا ہونے کے علاوہ

مکاری اور عیاری میں روباہ و لومڑی جیسا ہے پھر بھی میں تمہیں مطلع کر رہا ہوں کہ اگر تم نے اِن مسلم آباد کاروں پر حملہ کرنے یا اُنہیں لوٹنے کی کوشش کی تو فرولندہ! قسم ہے مجھے اُس نور کی ضو کی جو غارِ حرا میں اُترا میں اپنے آبا کے کارناموں کے سدا بہار پودوں کی حفاظت میں وقت کے سینے میں ایک نہاں خنجر بن کر تیرے ہر نقشِ باطل کو مٹا کر تیرے قلب و جگر کی تہوں میں خوف و ہراس بھر دوں گا مسلمان اب وادی ارغون اور حرہ اور سویدا کے نواح میں گیہوں اور جَو اُگائیں گے۔ اگر تو کبھی ان کے لیے خطرہ ثابت ہوا اور تیری خونی اشتہا بڑھی تو یاد رکھو ہم تمہارے لیے اندلس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک وہ طوفان بنیں گے جو روکے نہ رُکے۔

اگر تم امن پسند اور صُلح جُو حکمران بن کر رہتے ہو تو ہم تمہاری طرف دوستی اور آشتی کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ اگر تم نے جنگ کو آواز دی۔ اگر تم نے طبل بجائے تو سُن رکھو کہ ہم اپنی ہر شاہراہ، ہر گلی، ہر کُوچے، ہر بازار اور ہر آنگن کی حفاظت کریں گے۔ وہ دَور گزر گیا جب ہم ناچیز و بے نوا تھے۔ اب ہم تیرے لیے وقت سے تیز رفتار ثابت ہوں گے۔ اگر تُو نے پھر مُسلمانوں کا خون بہانا شروع کیا، تو یہ ہمارا عہد ہے کہ تجھے تیری ہی صلیب کے بھنور میں ڈبو کر تمہاری لاشوں سے تمہاری گھاٹیاں بھر دیں گے۔

فرولندہ! جس قدر تمہیں زندہ رہنے کی خواہش ہے اس سے کہیں زیادہ ہمیں اپنے اللہ کی راہ میں مرنے کی تمنّا ہے۔ اگر تُو نے وادی ارغون میں ایک مسلمان کا بھی خون بہایا تو میں تیری عیسائی رعایا پر چڑھ دوڑوں گا اور ایک کے بدلے دس کا خون کروں گا۔ جانتے ہو پھر اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ میرے تشدّد کے نشانات ایسے زہر آلود ہوں،

گئے کہ تیری آنے والی نسلیں اپاہج و زنگ آلود ہوں گی اور دوسری طرف ہمارے سوئے ہوئے بچے تجھ سے نمٹنے کے لیے خلیج بسکے کے خواب دیکھیں گے۔ کاش تُو ایک بدباطن مسیح کے بجائے ایک اچھا انسان بن کر رہتا۔

فردلندہ خط پڑھ کر کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے خط پھاڑ کر اپنے پاؤں تلے مسلتے ہوئے کہا۔ چند کامیابیاں حاصل کر لینے کے بعد تمہارا لہجہ تیز دھوپ جیسا چبھتا ہوا ہو گیا ہے۔ عنقریب مَیں تجھے ایسا سبق دوں گا کہ تو وادیٔ ارغون ہی نہیں حرہ اور سویدا کا محلِ وقوع بھی بھول جائے گا۔ پھر فردلندہ آگے بڑھا اور جیولوس ماریا، لیسی اور پولس کے ساتھ وہ اپنے قصر سے باہر نکل گیا تھا۔

○

ولید، عمروس، ناطور اور جابر اپنے دونوں شہروں سے باہر ایک کھلے میدان کے اندر اپنے چھوٹے سالاروں کے ساتھ لشکر میں نئے شامل ہونے والے جوانوں کو جنگی تربیت دے رہے تھے۔ اندلس کے مختلف شہروں سے اپنے آقاؤں کے ستائے ہوئے غلام فرار ہو کر ان کے پاس آنا شروع ہو گئے تھے اور ولید نے انہیں جنگی تربیت دینا شروع کر دی تھی۔ لشکر کا ایک بڑا حصّہ میدان کے چاروں طرف جمع ہو گیا تھا اور ہر کوئی ولید اور عمروس کی نگرانی میں نئے آنے والوں کو چوگان اور نیزہ بازی کرتے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اچانک مغرب کی طرف سے ایک سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا۔ اس نے اپنے سامنے اوندھے منہ ایک اور جوان کو بٹھا رکھا تھا۔ جو شاید زخمی تھا یا لاش تھی۔ وہ سوار کسی کی پرواہ کیے بغیر بے دھڑک تربیت کے اس میدان میں داخل ہو گیا اور اپنے گھوڑے کی رفتار اس نے وہی رکھی جس رفتار سے وہ آ رہا تھا۔

وہ سوار سیدھا اس طرف بڑھا جہاں ولید اور عمروس اپنے لشکر کو نیزہ بازی کا نمونہ دے رہے تھے۔ ولید اور عمروس اُسے دیکھتے ہی دونوں اس کی طرف بڑھے جبکہ

ناطور اور جابر جو مشرق کی طرف ذرا فاصلے پر تھے اپنے جوانوں کے ساتھ چوگان کھیلنے میں مصروف رہے۔ ولید اور عمروس کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس سوار نے اپنا گھوڑا روک لیا اور نیچے اُتر کر کھڑا ہو گیا۔ ولید قریب آیا اور بڑے تجسّس سے پوچھا کیا تم اپنا کام مکمل کر کے لوٹ آئے ہو۔ اس سوار نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ہاں میرے آقا! جو کام آپ نے میرے ذمہ لگایا تھا اسے مَیں ادا کر چکا ہوں۔ پھر تم ہمارے لیے کیا خبر لائے ہو؟ اس سوار نے گلا صاف کرتے ہوئے کہا۔ مَیں فرانس کی بندرگاہ مارسلیز تک گیا تھا۔ فردلندہ نے فرانس سے جو امداد طلب کی تھی اسے فرانسیسی حکمرانوں نے منظور کر لیا ہے اور اس وقت کئی بڑے بڑے لشکر اندلس کی طرف روانگی کے لیے مارسلیز کی بندرگاہ پہ تیار کھڑے ہیں۔

اس جاسوس نے ذرا رُک کر پھر کہا۔ اس وقت مارسلیز میں تین بڑے بڑے لشکر تیار کھڑے ہیں۔ ایک لشکر جو ہزارہا سواروں پہ مشتمل ہے سب سے پہلے اندلس کی طرف روانہ ہو گا۔ وہ اپنے ساتھ رسد و اناج کے علاوہ سامانِ حرب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بھی لائیں گے۔ یہ لشکر دس روز بعد فرانس سے روانہ ہو گا۔ اور کوہستان پرانیز اور جبل البرانس کے دروں سے گزر کر یہ لشکر قشتالیہ آئے گا اور وہاں کے حاکم لیسی کے تحت کام کرے گا۔ دوسرا لشکر خلیج بسکے میں فردلندہ کی بندرگاہ جلیقیہ پر لنگر انداز ہو گا اور یہ لشکر فردلندہ کے تحت کام کرے گا۔ تیسرا لشکر بھی سمندری راستے آئے گا۔ اس لشکر کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور یہ سب سے بعد میں مارسلیز سے روانہ ہو گا اور سیدھا ہماری بندرگاہ بارسلونہ کا رُخ کرے گا۔ فردلندہ کی تجویز یہ ہے کہ یہ لشکر بارسلونہ کو فتح کرنے کے بعد وادیٔ ارغون کے اندر مغرب کی طرف بڑھے۔ اس وقت تک فردلندہ اور لیسی بھی اپنے اپنے لشکر لے کر آ جائیں گے۔ اس طرح تینوں لشکر وادیٔ ارغون پہ اپنا قبضہ مکمل کرنے کے بعد ہمارے ان دونوں شہروں کی طرف بڑھیں گے۔ مَیں اپنے کچھ سپاہیوں کو مچھیروں کے بھیس میں مارسلیز کی بندرگاہ پہ چھوڑ آیا ہوں۔ وہ ہمیں ان تینوں لشکروں کی روانگی کی بروقت اطلاع کریں گے۔

وہ جاسوس جب خاموش ہوا تو ولید نے اس کے گھوڑے پر رکھی ہوئی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ یہ کون ہے؟ اس جاسوس نے غمگین آواز میں کہا۔ یہ ان میں سے ایک ہے جنہیں آپ نے کلیسا طرش کی نگرانی پر مقرر کیا تھا۔ ولید اور عمروس بدحواس ہو کر آگے بڑھے۔ ولید نے اس لاش کا سر اٹھا کر دیکھا اور پریشان ہو گیا۔ وہ واقعی ان جوانوں میں سے ایک تھا جنہیں ولید نے کلیسا کی نگرانی کے علاوہ عمونہ اور طوبیا کی حفاظت پر مقرر کیا تھا۔ ولید نے پریشان آواز میں اس جاسوس سے پھر پوچھا۔ یہ تمہیں کہاں ملا ——— اس نے اپنی گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ میں جب آپ کی طرف آ رہا تھا تو یہ مجھے راستے میں گرتا پڑتا ملا تھا۔ یہ زخموں کے باعث لہولہان تھا اور بڑی مشکل سے چل رہا تھا۔ میں نے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ افسوس اس نے راستے ہی میں دم توڑ دیا۔ مرنے سے قبل اس نے مجھے بتایا تھا کہ کلیسا کے راہب مرقس نے اس نے اور اس کے ساتھیوں کو طوبیا سے ملتے دیکھ لیا تھا۔ طوبیا شاید انہیں کوئی اطلاع دینے والی تھی۔

اس روز عمونہ بیمار تھی اس لیے طوبیا ان سے ملی۔ راہب نے جب دیکھ لیا تو اس نے کلیسا کے محافظوں کی مدد سے ہمارے سارے جوانوں کو قتل کر کے طوبیا کو پکڑ لیا۔ طوبیا نے جرم کا اقرار کرتے ہوئے ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی اور عمونہ کو بچا گئی۔ راہب نے طوبیا کو کلیسا کے اندر صلیب پر چڑھا دیا اور کلیسا کے سارے کارکنوں کو لے کر قشتالیہ شہر کی طرف چلا گیا ہے۔ عمونہ کو بھی وہ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ روانگی سے قبل عمونہ سخت بیمار تھی۔ کلیسا کے محافظوں نے اپنی طرف سے اسے ختم کر دیا تھا لیکن اس میں جان باقی تھی اور یہ یہی خبر پہنچانے آپ کی طرف آ رہا تھا۔

ولید کا چہرہ غصے میں بھڑکتی آگ میں سرخ بھٹی جیسا ہو گیا تھا۔ وہ واپس مڑا اور اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔ عمروس شاید ولید کے ارادوں کو بھانپ گیا تھا۔ وہ بھی اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا اور اپنے چند چھوٹے سالاروں کو سواروں کے دستے لے کر اپنے پیچھے آنے کا حکم دیتے ہوئے وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا۔ ولید اور

عمروس اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے میدان سے نکلے۔ ان کے پیچھے سواروں کے چند دستے بھی فوراً حرکت میں آ چکے تھے اور ان سب کا رخ کلیسا طرش کی طرف تھا۔

ولید اور عمروس کلیسا طرش سے باہر اپنے گھوڑوں سے اترے اور ان کے پیچھے دو دستوں پر مشتمل ان کے سپاہی بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کر اپنے چھوٹے کمانداروں کے ساتھ ولید اور عمروس کے پیچھے پیچھے کلیسا کی طرف بڑھے تھے۔ مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے ولید اور عمروس جب عبادت کے بڑے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ چونک کر رہ گئے۔ یوں لگا تھا گویا ان دونوں کے حلق پر کسی نے اپنا آہنی ہاتھ رکھ کر ان کی سانس کے تسلسل کو روک دیا ہو۔ کلیسا کی اس شہ نشین پر جہاں کلیسا کا راہب کھڑا ہو کر عبادت کرنے والوں کی راہنمائی کیا کرتا تھا وہاں لکڑی کی ایک بھدی سی صلیب نصب تھی اور اس صلیب پر طوبیا کی لاش لٹک رہی تھی۔

ولید اور عمروس کے پیچھے ان کے چھوٹے سالار اور سپاہی رک گئے تھے اور سب کی گردنیں طوبیا کی لاش دیکھ کر جھک گئی تھیں۔ ولید نے عمروس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی غوطے کھاتی آواز میں کہا۔ عمروس! اپنے چند تیز اور تجربہ کار جاسوسوں کے ذمے یہ کام لگاؤ کہ وہ پتہ کریں، قشتالیہ شہر کے اندر راہب مرقس نے کہاں قیام کیا ہے۔ عمونہ اگر زندہ ہے تو یقیناً راہب مرقس کے ساتھ ہو گی۔ ایک تو ہم عمونہ کو رہا کرائیں گے دوسرے راہب مرقس سے طوبیا کے قتل کا انتقام لیں گے۔ میں مرقس پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میری ملت کی ایک بیٹی کو قتل کرنے کے بعد وہ قشتالیہ چھوڑ فرولندہ کے دارالحکومت لیون چلا جائے وہ میرے انتقام اور اس قتل کے قصاص سے بچ نہیں سکتا۔

عمروس نے غصے میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ یا امیر آپ مطمئن رہیے۔ راہب مرقس زمین کے کسی خطے میں بھی چلا جائے ہم اسے تلاش کر کے اس سے طوبیا کا انتقام ضرور لیں گے۔ طوبیا کا کردار قابل تعریف ہے۔ اس نے جاسوسی کا سارا الزام اپنے سر لے کر اپنے آپ کو ظلم اور موت کی صلیب پر چڑھا لیا اور عمونہ کو نئی زندگی دے گئی۔

اللہ کرے اب عمونہ زندہ ہو اور راہب مرقس کے مظالم سے بچی ہوئی ہو۔ جس طرح ایک خشک بے ثمر اور سوکھی ہوئی شاخ باغبان کی بُرد سے بچ نہیں سکتی اسی طرح راہب مرقس بھی ہماری تلوار کی پیاس بجھانے سے اپنے آپ کو زیادہ دیر تک روپوش نہ رکھ سکے گا۔

ولید آگے بڑھا اپنا خنجر نکال کر اس نے صلیب کی وہ ساری رسیاں کاٹ دیں جن میں طوبیا جکڑی ہوئی تھی۔ پھر اس نے طوبیا کی لاش کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اُٹھا کر شہ نشین کے فرش پر لٹایا اور اپنی عبا اتار کر اس کے اوپر ڈال دی۔ چند لمحوں تک وہ بڑی بے بسی سے لاش کو دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے موتی چمکنے لگے تھے۔ پھر اس نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا۔ عمروس! اس کلیسا کو سرکاری سرائے میں بدل دیا جائے اور اس کا نام طوبیا کے نام پر شطرِ طوبیا رکھا جائے۔ ہر وہ مسافر جو ان راستوں سے گزرے جو کلیسا کے گرد و نواح سے گزرتے ہیں۔ یہاں قیام کر سکتے ہیں۔ ان کے کھانے کا انتظام بھی مفت ہوگا۔ آؤ اب طوبیا کی لاش کی تکفین کا بندوبست کریں۔

ولید نے طوبیا کی لاش کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اُٹھا لیا۔ کلیسا سے باہر ایک کھلے میدان میں طوبیا کی لاش رکھ دی گئی۔ ولید کے حکم پر کچھ جوان کلیسا کے سامنے ایک بلند ٹیلے کے اوپر قبر کھودنے لگے تھے۔ اس کھلے میدان کے اندر طوبیا کا جنازہ ادا کیا گیا اور پھر اُسے اس بلند ٹیلے پر دفن کرنے کے بعد ولید واپس جا رہا تھا۔

دس یوم بعد اپنی مکمل تیاری کے بعد ولید اپنا لشکر لے کر نکلا۔ اس کے ساتھ صرف عمروس تھا۔ ناطور اور جابر کو اپنے شہروں کی حفاظت پر چھوڑا گیا تھا۔ بارسلونہ کی بندرگاہ پر مسلم بن تمام کو چوکس کر دیا گیا تھا اور ولید کے فیصلہ کے مطابق بارسلونہ کے گرد و نواح کے اندر جنگ کی صورت میں طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون اور ولید کی طرف سے وادی ارغون کے لئے والی مالک بن نمیرہ دونوں کو مسلم کی مدد کرنا تھی۔ ولید اور عمروس نے رات کے وقت کوچ کیا تھا تاکہ دشمن کو ان کی روانگی کی اطلاع نہ ہو سکے اس کے علاوہ انہوں نے ان تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی تھی جو جبل البرانس سے لیون اور قشتالیہ شہروں کی طرف جاتے تھے۔

رات بھر سفر کرنے کے بعد انہوں نے اگلا روز جبل البرانس کے غاروں کے اندر چھپ کر گزارا شاید وہ کسی پر اپنے لشکر کی روانگی ظاہر نہ کرنا چاہتے تھے۔ اگلی رات انہوں نے پھر سفر کیا حالانکہ جاڑا اپنے عروج پر تھا۔ اور رات کے وقت سخت اور تیز برفیلی ہوائیں انسانی جسموں کو منجمد کر رہی تھیں پھر بھی بڑی برق رفتاری سے انہوں نے وہ رات بھی سفر میں گزار دی۔ اس طرح دوسری رات کے آخری حصے میں وہ فرانس کے کوہستان پیرانیز کے جنوب میں وادی آران میں داخل ہو گئے تھے۔ یہاں ولید نے صبح تک ایسی غاریں تلاش کر لیں جن کے اندر چھپ کر اس کا لشکر سردی اور برفانی ہواؤں

سے بچ کر آرام کر سکتا تھا۔ جب سورج طلوع ہوا تو غاروں کی صفائی کی گئی اور ولید نے ا
شہروں میں ناطورہ اور جابر کے ساتھ اپنے لیے رسد و کمک کا سلسلہ بحال کیا اور ان غارو
اندر چھپ کر وہ اس فرانسیسی لشکر کا انتظار کرنے لگا۔ جس کے متعلق اس کے جاسوس
خبر دی تھی کہ وہ دس روز بعد فرانس کی بندرگاہ مارسلیز سے روانہ ہو گا۔

فرانس کی جنوب مشرقی بندرگاہ مارسلیز پر دو لشکر تیار کھڑے تھے۔ جب کہ جنو
مغربی بندرگاہ بیاریتیز پر ایک تیسرا لشکر کوچ کا منتظر تھا۔ سب سے پہلے بیاریتیز پر کھڑے
نے کوچ کیا اور وہ ان گنت بحری جہازوں اور چھوٹی بڑی کشتیوں میں سوار ہو کر خلیج بسکے
سے ہوتا ہوا فرولندہ کی بندرگاہ جلیقیہ پر لنگر انداز ہوا اور وہاں سے وہ خشکی کے راستے
فرولندہ کے دالحکومت لیون کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد مارسلیز کی بندرگاہ سے
ایک لشکر روانہ ہوا اور یہاں جو دوسرا لشکر کھڑا تھا اسے ایک ماہ بعد ولید کی بند
بارسلونہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہونا تھا۔

فرولندہ اور فرانس کے حکمرانوں کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ پہلے دو لشکر
سے کوچ کریں۔ ان میں سے ایک فرولندہ کے پاس لیون میں اور دوسرا قشتالیہ میں
کے بھائی لیسی کے پاس قیام کرے دونوں لشکر ڈیڑھ ماہ تک اپنی جنگی تیاری کریں
کے بعد ایک ساتھ وہ ولید پر حملہ کر دیں۔ اس وقت تک تیسرا لشکر بھی مارسلیز سے روانہ
کر بارسلونہ پر حملہ کر چکا ہو گا اور یوں انہوں نے تین اطراف سے گھیر کر ولید کا خاتمہ کر دینے
کا تہیہ کر لیا تھا۔ دوسری طرف ولید بھی اس تمام کارروائی سے باخبر ہو چکا تھا اور وہ
پوری تیاری کے بعد علیحدہ علیحدہ ان لشکروں کو مار بھگانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ وہ
تھا کہ اگر یہ تینوں لشکر ایک ساتھ اس پر حملہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس پورے
پورے اندلس میں ایک محشر برپا ہو جائے گا۔

مارسلیز کی بندرگاہ سے جو لشکر خشکی کے ذریعے قشتالیہ جانے کے لیے لیسی
بھائی کی طرف روانہ ہوا تھا مارسلیز سے کوچ کر کے وہ فرانس کے مشہور شہر ماؤنٹ پلیہ
ایک روز وہاں رکا پھر بیزائر میں قیام کیا اور یہاں سے روانگی کے بعد وہ کارکا

سے ہوتا ہوا کوہستان پیرانیز کے شمالی شہر سات میں آ رکا۔ یہاں اس نے چند روز قیام کیا۔
پھر وہ کوہستان پیرانیز کے تنگ دروں میں سے گزر کر وادی آران کی طرف بڑھ رہا تھا۔
یہی وادی آران جس کے اطراف کے پہاڑوں میں چھپ کر ولید اس لشکر کا انتظار کر رہا تھا۔

ایک روز ولید اور عمروس ایک بلند چٹان کے اوپر کھڑے شمال کی طرف سے آنے
والی اس شاہراہ کی طرف دیکھ رہے تھے جو فرانس سے نکل کر اندلس میں داخل ہوتی تھی۔
کہ انہیں دو گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ دونوں گھوڑوں
پر دو سوار بیٹھے ہوئے تھے اور وہ اپنے گھوڑوں کو ایڑ پر ایڑ لگاتے آ رہے تھے۔ جب
وہ سوار ان کے نیچے گزرنے والے راستے پر سے گزرنے لگے تو ولید اور عمروس نے دیکھا گھوڑوں
پر بیٹھے دو سوار اپنے سامنے دو لڑکیوں کو دبوچے ہوئے تھے جو اپنے آپ کو آزاد کرانے کے
لیے بھرپور جدوجہد کرنے کے علاوہ بری طرح چیخ و پکار کر رہی تھیں۔ ولید اور عمروس
نے بامعنی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی
فیصلہ ہوا پھر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور پہاڑ سے اتر کر ان کا تعاقب کرنے
لگے تھے۔

گو ولید اور عمروس کے پہاڑ سے اترتے اترتے وہ دونوں سوار کافی فاصلہ ڈال
چکے تھے۔ اس کے باوجود ولید اور عمروس نے انہیں جلد ہی جا لیا کیونکہ ان لڑکیوں نے
جنہیں وہ اپنے آگے دبوچے ہوئے تھے۔ ولید اور عمروس کو تعاقب کرتے دیکھ لیا تھا اور
انہوں نے اپنا آپ کو آزاد کرانے کے لیے اس قدر بھرپور کوشش شروع کر دی تھی کہ
وہ ان دونوں کو اپنے گھوڑے سرپٹ دوڑانے کا موقع نہ دے رہی تھیں۔ ولید کے لشکر
کے وہ جوان جو ادھر ادھر پھیل کر دشمن پر نگاہ رکھے ہوئے تھے ان میں سے بھی کچھ جوان
اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ولید اور عمروس کے پیچھے پیچھے تعاقب میں شامل ہو گئے تھے۔

ایک میل آگے جا کر جہاں چھوٹا سا ایک موڑ راستے میں چٹان آ جانے کے باعث
شاہراہ کو بائیں طرف ہلکا سا ایک خم دیتا تھا۔ ولید اور عمروس نے اپنے گھوڑوں کو ان
دونوں سواروں کے سامنے لا کر انہیں رکنے پر مجبور کر دیا اور جب وہ ولید اور عمروس کا

مقابلہ کرنے کی غرض سے اپنی تلواریں نکالنے لگے تھے۔ لڑکیوں نے اسے ایک نادر
جانا اور وہ دونوں ان کے گھوڑوں سے کود کر ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھیں
ان دونوں میں سے ایک سوار اپنی تلوار لہرا کر آگے بڑھتا ہوا بولا۔ تم دونوں نے
راستہ روک کر اپنی موت کو پکارا ہے۔

ولید نے اس کا جواب دینے کے بجائے لڑکیوں سے پوچھا۔ کیا یہ تم دونوں
کہیں سے زبردستی اُٹھا کر لائے ہیں۔ ایک لڑکی نے روتے ہوئے کہا۔ ہم دونوں بہنیں
ان دونوں نے ہمیں زبردستی ہی نہیں اُٹھایا بلکہ میری ماں اور بھائی کو بھی قتل کیا ہے۔ وہ
نے اس بار آگے بڑھنے والے اس سوار کی طرف قہر گزیدہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ لگتا ہے
اس وادی میں تم دونوں کو تمہاری موت گھسیٹ لائی ہے۔ آگے بڑھ کر مجھ پہ حملہ کرو
خود موت کا فیصلہ سنو کہ اس نے ہم میں سے کسے پکارا ہے۔

ولید اور عمروس نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور وہ ان دونوں پر حملہ آور
گئے تھے۔ ان دونوں کو کیا خبر کہ ان کا مقابلہ ان جرنیلوں سے ہے جو فردلندہ، جیولوس
لیسی اور پولس جیسے جرنیلوں کو شکست سے داغ چکے ہیں۔ وہ ولید اور عمروس کے سامنے
چند لمحے ہی ٹھہر سکے اور دونوں لہو میں نہا کر وادی آران کی پتھریلی زمین پر گر کر دم توڑ گئے
اتنی دیر تک ولید اور عمروس کے وہ سوار جو اُن کی حفاظت کے لیے ان کے تعاقب میں لگے
گئے تھے وہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ ولید اور عمروس اپنے گھوڑوں سے اُترے اور لڑکیوں کے
ہو کر انہوں نے پہلی بار انہیں غور سے دیکھا۔ وہ دونوں حسین ترین تھیں۔ دونوں کی شکلیں
کافی حد تک آپس میں ملتی تھیں اور اپنے گلے میں انہوں نے سنہری صلیبیں لٹکا رکھی تھیں
جس کا مطلب تھا وہ عیسائی ہیں۔

ولید نے آگے بڑھ کر دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔ تم دونوں کون ہو
مرنے والے دونوں سوار تمہیں کہاں لے جانا چاہتے تھے۔ ان دونوں میں سے جو چھوٹی
اس نے نہایت پُرکشش اور زاہد شکن انداز میں اپنے آلوچے جیسے سُرخ ہونٹوں پہ
سی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ میرا نام مرسیہ اور یہ میری بہن مازرہ ہے۔ ہم دونوں

قشتالیہ کے رئیس لوقا کی بیٹیاں ہیں۔ ہم اپنے بھائی اور ماں کے ساتھ مقاماتِ مقدسہ
کی زیارت کرنے یروشلم گئی تھیں۔ واپسی پہ ہم مارسلیز کی بندرگاہ پہ اُترے اور وہاں
سے ایک بگھی لے کر ہم قشتالیہ روانہ ہوئے لیکن کوہستان پیرانیز کے اس طرف ان دونوں
نے ہماری بگھی پر حملہ کر کے میری ماں اور بھائی کو قتل کر دیا اور ہمیں لے کر اس طرف فرار
ہو گئے۔ یہ ہم سے کچھ نہ چاہتے تھے صرف ہمیں یہ شیطان ہماری عصمت سے محروم کرنا چاہتے
تھے۔ آپ دونوں نے ہماری عزت ہی نہیں بچائی ہمیں ہماری زندگیوں کی ضمانت بھی دی
ہے۔ کیا آپ دونوں اپنا نام اور پتہ نہ بتائیں گے۔

ولید نے لاپروائی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ناموں میں کیا رکھا ہے۔ ہم اِن
کوہستانوں کے رہنے والے گمنام باشندے ہیں۔ تم یہ بتاؤ تمہیں اغوا کرنے والے یہ دونوں
سوار کون تھے۔ مرسیہ نے سوچتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے یہ اس لشکر کے سپاہی ہیں جو
مارسلیز سے لیسی کی مدد کے لیے قشتالیہ روانہ ہوا ہے۔ میں نے اس لشکر کی روانگی اپنی آنکھوں
سے دیکھی تھی۔ ان سب کا لباس بھی ایسا ہی تھا جیسا اِن دونوں کا ہے۔ ولید نے دلچسپی
لیتے ہوئے کہا۔ کیا تم بتا سکتی ہو مارسلیز سے روانہ ہونے والا وہ لشکر یہاں سے کتنی دور ہو گا۔
مرسیہ نے بلا توقف کہہ دیا۔ ہم اس لشکر سے آگے آ گئے تھے۔ اگر انہوں نے زیادہ سست رفتاری
سے کوچ نہ کیا ہو تو وہ اب تک یہاں سے دس میل پیچھے ہوں گے۔

ولید نے بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہا۔ اب تم دونوں جا سکتی ہو۔ مرسیہ نے چونکتے
ہوئے کہا۔ ہم دونوں تنہا کیسے قشتالیہ تک سفر کر سکتی ہیں۔ آپ دونوں نے ہم پر احسان
کیا ہے تو ہمیں قشتالیہ تک چھوڑ کر بھی آئیے۔ ولید نے مسکرا کر کہا ہم دونوں یقیناً تم دونوں
کو قشتالیہ چھوڑ کر آتے پر ہمیں فرانس سے آنے والے لشکر کا انتظار ہے۔ کیونکہ ہم نے اس
میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف مقدس جنگ میں حصّہ لینا ہے۔ تاہم ہمارے دو ساتھی
آپ کو قشتالیہ چھوڑ آئیں گے۔

ولید پیچھے ہٹا۔ اپنے دو سپاہیوں کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور سرگوشی کرتے
ہوئے ان سے کہا۔ اِن دونوں لڑکیوں کے ساتھ چلے جاؤ اور انہیں قشتالیہ کی سرحد تک

چھوڑ آؤ۔ انہیں ہمارے اور اپنے ناموں کے متعلق نہ بتایا اور نہ ہی ان پر یہ ظاہر کرنا ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بھی دشمن کی کوئی چال ہو اور یہ لڑکیاں ان کی جاسوس ہوں۔ راستے ان پہ کڑی نگاہ رکھنا، یہ نہ ہو کہ یہ تم دونوں کو دھوکہ دے کر فرانسیسی لشکر کی طرف [illegible] اور انہیں یہاں ہماری موجودگی سے آگاہ کر دیں۔ اب تم دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر بیٹھ جاؤ۔

دونوں سپاہی اپنے گھوڑوں پر بیٹھ گئے۔ ولید پھر ان لڑکیوں کے پاس [illegible] اُن سے کہا۔ تم دونوں مرنے والوں کے ان گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ میرے یہ دو سا[illegible] تمہیں قشتالیہ تک چھوڑ آئیں گے۔ دونوں لڑکیاں چپ چاپ گھوڑوں پر بیٹھ گئیں دونوں پاؤں رکاب میں جمانے کے بعد مرسیہ نے پھر پوچھا۔ آپ اپنے متعلق کچھ تو بتا[illegible] آخر ہمیں کیا خبر کہ ہمارے محسن کون ہیں۔ ولید نے گہری مگر دھیمی آواز میں بڑی سنجید[illegible] کہا۔ تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہم دونوں بھائی ہیں اور اس پہاڑ کے عقب [illegible] کوہستانی بستی کے سردار نابال کے بیٹے ہیں۔ بات کی طوالت سے بچنے کے لیے ولید عمروس پیچھے ہٹ گئے۔ ولید کے اشارے پر دونوں سپاہیوں نے اپنے گھوڑوں [illegible] لگا دی اور مجبوراً مرسیہ اور مازر بھی اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر کوچ کر گئی تھیں۔

○

فرانسیسی لشکر جو مسلمانوں کے علاقوں کے اندر لوٹ مار کرنے کے نشے میں کوہستانِ پیرانیز کے دروں سے گزر کر وادیٔ آران میں داخل ہوا۔ اُنہیں خبر تک نہ ہو[illegible] کہیں ان کے نزدیک ہی مسلمانوں کا کوئی لشکر گھات میں بیٹھا ان کی آمد کا منتظر ہے۔ چونکہ مغربی پہاڑوں کے پیچھے چھپ گیا تھا اور چٹانوں کے لمبے لمبے سائے شام کی آمد آمد کا [illegible] کر رہے تھے لہٰذا فرانسیسی لشکر کے سالار نے جو نارمنڈی کا ایک بھڑکیلا اور [illegible] تھا۔ وادی آران کے اندر اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے چکا تھا۔

لشکر وادی آران میں رک گیا۔ خچروں اور گھوڑوں پر لدا ہوا رسد اور خو[illegible] کا سامان اتار کر جانوروں کو چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا گیا اور لشکر کے جوان [illegible]

اپنے خیمے نصب کرنے میں مصروف ہو گئے تھے جب کہ ان کا سالار اِدھر اُدھر گھوم پھر کر اپنے سپاہیوں کے کام کی نگرانی کرنے لگا تھا۔

فرانسیسی لشکر کی آمد سے قبل ہی ولید اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر چکا تھا۔ ایک حصہ عمروس کو دے کر اس نے وادی کے دائیں حصہ میں گھات کے اندر بٹھا دیا تھا۔ جب کہ دوسرا حصہ اس کے اپنے پاس تھا اور وہ وادی کے بائیں حصے میں چھپ کر دشمن کا انتظار کرنے لگا تھا۔ فرانسیسی لشکر جس وقت اپنے خیمے نصب کرنے میں مصروف تھا ولید اپنے لشکر کے ساتھ کمین گاہ سے نکلا اور دشمن پر حملہ کر دیا۔ فرانسیسی اس اچانک حملے پر بوکھلا اُٹھے تھے اور خیموں کو چھوڑ کر اپنے اپنے ہتھیار اُٹھانے کو بھاگ پڑے تھے۔ اسی بھگدڑ کے عالم میں وادی کے دائیں طرف سے عمروس نے بھی حملہ کر دیا۔ فرانسیسیوں نے گو اپنے آپ کو مسلح کرنے میں بڑی سرعت سے کام لیا لیکن اس وقت تک ولید اور عمروس اپنے لشکروں کے ساتھ اُن کے اندر گھس آئے تھے اور اُن کا قتلِ عام شروع کر دیا تھا۔

فرانسیسی لشکر کے سالار نے لاکھ جتن کیے کہ وہ کسی طرح اپنے لشکر کا نظم و ضبط بحال کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن اسے سخت مایوسی اور بری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ کیونکہ بہت جلد ولید اور عمروس اس کے پورے لشکر پر چھا چکے تھے فرانسیسی لشکر کی تعداد گو ولید کے لشکر سے زیادہ تھی پھر بھی ولید نے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک فرانسیسیوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ وہ رقصِ قضا بن کر ابھر گیا تھا اور سمندری لہر کی طرح رزم گاہ کے وسط میں جا کر اُبھر ڈوب رہا تھا۔ دوسری طرف عمروس بھی موت و زندگی کا راگ الاپ چکا تھا۔ وہ جس طرف بھی نکلتا تھا خون کی طیلسان و چادر بچھاتا چلا جاتا تھا۔

ولید فرانسیسی لشکر میں لڑتے لڑتے بار بار اپنے سپاہیوں کے لیے لاتخف ولاتحزن کے نعرے بلند کرتا ہوا فرانسیسیوں سے بھی مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا۔ اے شیطانی گروہ کے گماشتو! اے ہماری سرزمین پہ کفر کی آگ بھڑکانے والو! تم وادیٔ

آران سے آگے بڑھتا تو ایک طرف یہاں سے بچ کر بھی نہ جا سکو گے۔ پھر ولید ایسے طوفان میں حملہ آور ہوا تھا گویا وہ اپنے سامنے آنے والی ہر چیز کو ڈوبتے سورج کی لہروں میں کر رکھ دے گا۔ دور لڑتے عمروس نے جب دیکھا کہ اس کا امیر ولید بن ہشام دشمن کے درمیان جا کر جنگ کر رہا ہے۔ تو اس نے اپنے لشکر کے ساتھ اس تندی سے حملے شروع کر کہ وہ فرانسیسیوں کی صفیں کی صفیں کاٹتا ہوا فرانسیسی لشکر کے سالار کے سامنے جا نمودار ہوا اور ایک ہی بھرپور وار سے اس سالار کی گردن کاٹ دی تھی اور اس کے بعد وہ برق رفتاری سے اس طرف بڑھنے لگا تھا جہاں ولید زندگی اور موت کی جنگ کر رہا تھا۔ کانوں ہی کانوں میں کھسر پھسر کے ذریعے فرانسیسی لشکر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ خبر پھیل گئی تھی کہ ان کا سالار جنگ میں کام آ چکا ہے۔ ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ ان کے سروں پر سے ان سب حوصلوں اور ولولوں کا نشہ اُتر چکا تھا جس کے ساتھ وہ مسلمانوں کو لوٹنے کی غرض سے مارسلیز کی بندرگاہ سے روانہ ہوئے تھے۔ اب وہ ان راہوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے جن کے ذریعے وہ کوہستان پیرانیز کے سنگلاخ سلسلے کو عبور کر کے بحفاظت واپس بھاگ کر اپنی اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو سکیں۔

شام کی تاریکی پھیلتے ہی اِکّا دکّا فرانسیسی سپاہی واپس کھسکنا شروع ہو گئے۔ یک مشت بچے کھچے لشکر نے جنگ سے منہ موڑ لیا اور ہر کوئی صحرا میں بھاگتے [illegible] کی طرح واپس کوہستان پیرانیز کی طرف بھاگ اٹھا۔ ولید اور عمروس اس کے تعاقب میں تھے۔ جب پہاڑی سلسلوں میں سے گزرتے ہوئے دروں کے اندر بھیڑ ہو جانے کے سبب بھاگتے فرانسیسیوں کی رفتار کم ہو گئی تو اُن کا تعاقب کرنے والے مسلمانوں کی تلواروں کی رفتار تیز ہو گئی۔ لشکر کا آدھے سے زیادہ حصّہ تو وادی آران میں ہی کام آ چکا تھا اور جو وہاں سے بچ کر بھاگ آئے تھے ان کی کسر ان کوہستانی دروں کے اندر نکل گئی اور بہت کم فرانسیسی اصل راہ سے ہٹ کر اور اندھیرے کی آڑ لیتے ہوئے جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ ولید اور عمروس اپنے لشکر کو لے کر اس جگہ آئے جہاں جنگ ہو رہی تھی پہلے اُنہوں نے غاروں کے اندر سے اپنی خوراک اور رسد کا سامان نکالا پھر دشمن کے خیمے

اور سامان خوراک کے ذخیرے ان کے جانوروں سمیت لے کر رات کی تاریکی میں وہ اپنے قلعوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

جاڑا اپنے عروج پر تھا۔ پچھلے کئی روز تک بارش ہوتی رہی اور اب تیز برف باری شروع ہو گئی تھی۔ ہر چیز برف کی سفید چادر میں لپٹ گئی تھی۔ فجر کی نماز کے بعد ولید اپنی حویلی کے کمرے میں آتش دان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ایک وسیع و عریض حویلی تھی جو فوجی مستقر کے عین وسط میں تھی۔ جنگ کی صورت میں کبھی جیولوس ماریا اپنے قصر سے اُٹھ کر اسی حویلی میں قیام کیا کرتا تھا۔

حویلی کے بڑے پھاٹک سے اندر داخل ہوتے ہی بائیں طرف انجیر کے پودوں کی لمبی لمبی قطاریں تھیں اور ان سے آگے دور حویلی کی بائیں بیرونی دیوار تک دوسرے مختلف پھل دار پودوں کا سلسلہ چلا گیا تھا۔ دائیں ہاتھ حویلی کا اصطبل تھا اور اس سے ملحقہ غلاموں اور خواجہ سراؤں کی رہائش کے لیے لمبی لمبی راہداریوں والے کمرے تھے۔ یہ سب آج کل خالی پڑے تھے اس لیے کہ اس حویلی میں اب صرف ولید اور عمروس ہی رہ رہے تھے۔ حویلی کے چاروں طرف ہتھیار اور خوراک کا سامان رکھنے کے لیے گودام بنے ہوئے تھے جن پر ہمہ وقت مسلح پہرہ رہتا تھا جس کی بنا پر یہ حویلی محفوظ ترین سمجھی جاتی تھی کیونکہ حویلی کے چاروں طرف دن رات پہرہ دار گھومتے رہتے تھے۔

ولید اسی طرح سر جھکائے آتش دان کے پاس بیٹھا گہری سوچوں میں غرق تھا شاید اس کی سوچوں کا سلسلہ اس خطرناک کھیل سے متعلق ہو جو فرولندہ فرانسیسیوں سے مل کر اس کے خلاف کھیلنا چاہتا تھا یا ہو سکتا ہے تنہائی میں وہ بوڑھے ملاح منذر اور سمندر کنارے کی بستی شفندہ میں رہنے والی اس کی بہن عزلان کے متعلق سوچ رہا ہو۔ جن کا وجود سوائے مسلم بن ثمامہ کے ہر ایک کے لیے ایک پُر اسرار راز تھا۔ ہو سکتا ہے وہ ان سوچوں میں ہو کہ عمونہ کہاں ہو گی۔ وہ زندہ ہے یا راہب مرقس نے طوبیا کی طرح اسے بھی صلیب پر چڑھا دیا ہے۔ اس نے اپنے جسم پر معمولی چونسی کے کپڑے پہن رکھے

تھے جن پر کئی پیوند لگے تھے ۔ یہ پیوند بھی اس نے خود ہی لگائے تھے کہ اس کے باپ نے اسے ایسی ہی تربیت دی تھی ۔ اس کی گردن خم آلودہ تھی اور اپنے دونوں بازو اس نے آتشدان کی آگ پر پھیلا رکھے تھے ۔

ایک بار ولید نے ایک نوکیلی لکڑی اُٹھا کر آگ کو بھڑکایا اور دوبارہ اپنی سوچوں میں کھو گیا تھا ۔ اتنے میں عمروس تقریباً بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور تیز آواز میں کہا ۔ امیر! اُٹھ جائیے میں آپ کے لیے خوش خبری لایا ہوں ۔ ولید چونک سا گیا ۔ اس کی سوچوں کا سلسلہ ختم ہو گیا اور وہ سوالیہ کیفیت میں عمروس کی طرف دیکھنے لگا تھا ۔ عمروس آگے بڑھا اور ولید کے قریب آتش دان کے پاس بیٹھ گیا ۔

عمروس گو ایک نامور بربر قبیلے کا سردار تھا لیکن اس کا لباس بھی ولید جیسا تھا جس پر کئی جگہ پیوند کاری ہو چکی تھی ۔ ولید نے عمروس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا ۔ آج صبح ہی صبح تم میرے لیے کیا خوش خبری لائے ہو ۔ عمروس نے اپنے دونوں ہاتھ آتشدان پر پھیلاتے ہوئے کہا جن جاسوسوں کو ہم نے عمونہ کی تلاش میں بھیجا تھا وہ لوٹ آئے ہیں ۔ ولید چونک سا اُٹھا اور بیتابی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا ۔ وہ جاسوس کہاں ہیں اور عمونہ کو اُنھوں نے کہاں تلاش کیا ہے ؟

عمروس نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے کہا ۔ تحمل یا امیر! تحمل ! ان جاسوسوں کا سرکردہ رات کے پچھلے پہر ہی شہر میں داخل ہو چکا تھا ۔ وہ سیدھا آپ کی طرف آیا تھا لیکن آپ سوئے ہوئے تھے اس نے جگانا مناسب نہ سمجھا اور میری طرف گیا ۔ میں اس وقت اُٹھ کر اپنے بجھے ہوئے آتش دان میں لکڑیاں ڈال رہا تھا ۔ وہ سردی اور برف باری کا مارا ہوا تھا ۔ میں نے اُسے آتش دان کے پاس بٹھا کر گرم کیا ۔ وہ کہہ رہا تھا ۔ عمونہ قشتالیہ شہر کے ایک وسطی کلیسا میں رہتی ہے ۔ راہب مرقس بھی وہیں ہے ۔ وہ کہہ رہا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے عمونہ کو اس کلیسا کے اندر دیکھا ہے ۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہاں سے عمونہ کو نکالنا کوئی آسان کام نہیں ہے ۔ اس لیے کہ کلیسا پر ہر وقت مسلح محافظوں کا سخت پہرہ رہتا ہے ۔ اب آپ بتائیے عمونہ کی رہائی کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیئے ۔

ولید نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا ۔ وہ جاسوس اس وقت کہاں ہے ۔ عمروس نے اپنے دونوں ہاتھ گرم کرکے اپنے چہرے پر پھیرتے ہوئے کہا ۔ وہ رات بھر برفباری اور سردی میں سفر کرنے کے باعث تھکا ماندہ تھا ۔ اس وقت وہ میرے کمرے میں آتشدان کے پاس گہری نیند سویا ہوا ہے ۔ اگر آپ کہیں تو اسے جگا دوں ۔ ولید نے منع کرتے ہوئے کہا ۔ نہیں اسے سونے دو ۔ اس کی نیند بہت قیمتی ہے ۔ سنو عمروس ! آج شام ہم یہاں سے کوچ کریں گے ۔ ہمارے ساتھ کچھ مسلح جوان اور چند چھوٹے سالاروں کے علاوہ بھیڑ بکریاں ، گھوڑے اور اُونٹ بھی ہوں گے ۔ ہم ایک خانہ بدوش قبیلے کی صورت میں قشتالیہ شہر سے باہر پڑاؤ کرکے اپنا کام شروع کریں گے ۔ فرولندہ کے بھائی لیسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئے گی کہ ولید بن ہشام اور عمروس بن جندل اس کے شہر سے باہر پڑاؤ کیے ہوئے ہیں ۔

ولید رکا پھر وہ عمروس سے کہہ رہا تھا ۔ وہ جاسوس کوئی اور خبر بھی لایا ہے ہم نے جس فرانسیسی لشکر کو وادی آران میں شکست دی ہے کیا اس کی بربادی اور تباہی کی خبر ابھی تک قشتالیہ نہیں پہنچی ۔ عمروس نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ آپ کا اندازہ درست ہے ۔ ہمارا عمر بن ربیعہ کہہ رہا تھا ۔ فرانسیسی لشکر کی تباہی اور شکست کی خبر قشتالیہ پہنچ چکی ہے وہاں لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے اور کچھ لوگ قشتالیہ کے اندر اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے لگے ہیں ۔ اس کے علاوہ عمر بن ربیعہ کہہ رہا تھا کہ دو نام ۔ ولید اور عمروس عیسائی رعایا میں دہشت اور خوف کا نشان بن گئے ہیں ۔ ولید شاید عمروس سے عمونہ یا کسی اور سلسلے میں سوال کرتا لیکن اسی وقت ایک بربر سپاہی ولید اور عمروس کا صبح کا کھانا لے آیا اور دونوں آتش دان کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے ۔

کھانا کھا چکنے کے بعد ولید نے عمروس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ عمروس ! کیا تم چند ایسے خاندانوں کا انتظام کر سکتے ہو جو مسلمان ہونے کے علاوہ یہاں کے مقامی باشندے بھی ہوں ۔ عمروس نے اپنے انگوچھے سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا ۔ یا امیر ! یہ کوئی مشکل کام

نہیں، ہمارے دونوں شہروں میں ایسے مسلم خاندان ہیں جو اندلس کے مقامی باشندے ہیں اور جنہوں نے جیولوس ماریا کے دورِ حکومت میں چوری چھپے اسلام قبول کر لیا تھا۔

ولید نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں ہمارے شہروں میں کافی مقامی مسلمان ہیں پر کیا وہ ہماری اس مہم پر روانہ ہونے کی آمادگی کا اظہار کر دیں گے۔ ہمیں کچھ ایسے خاندانوں کی ضرورت ہے جو اپنے اپنے پورے کنبوں کے ساتھ خانہ بدوشوں کے بھیس میں ہمارے ساتھ قشتالیہ تک سفر کریں تاکہ ہم پر اگر کوئی شبہ بھی کرے تو مقامی باشندے اسے رفع کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

عمروس اپنی جگہ پر اٹھتا ہوا بولا۔ میرے کچھ جاننے والے ہیں میں ان سے بات کر کے پھر آپ کے پاس آتا ہوں۔ عمروس باہر نکل گیا اور ولید اسی طرح آتشدان کے پاس بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا جو ایک کڑیل اور دراز قد بربر تھا اور اس کے گلے میں صلیب لٹک رہی تھی۔ وہ ولید کا جاسوس عمر بن ربیعہ تھا وہی عمر بن ربیعہ جو عمونہ کی خبر لے کر آیا تھا۔ ولید اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ عمر نے تیز تیز قدم اٹھا کر آگے بڑھتے ہوئے ولید سے مصافحہ کیا۔ پھر اس نے بڑی ارادتمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ یا امیر! میں رات کے پچھلے حصے میں ہی یہاں آگیا تھا۔ اس وقت میں نے آپ کو جگانا مناسب خیال نہیں کیا۔ امید ہے آقا عمروس تمام حالات سے آپ کو آگاہ کر چکے ہوں گے۔

ولید نے دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ عمروس مجھے سب کچھ بتا چکا ہے۔ تم جاگ کیوں گئے۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ جاؤ کھانا کھا کر آرام کرو کہ آج شام تمہیں ہمارے ساتھ پھر قشتالیہ کی طرف روانہ ہونا ہے۔ عمر بن ربیعہ اپنے امیر کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے خاموشی سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمروس کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ بوڑھا ناتن تھا۔ وہی ناتن جس نے جیولوس ماریا کے دورِ حکومت میں مسلم مبلغ طلیحہ بن حباب کے ہاتھوں اسلام قبول کر لیا تھا اور جس نے عمونہ کے باپ ادریاہ کو اس وقت گھوڑا مہیا کیا تھا۔ جب وہ

اپنی بیٹی عمونہ کو جیولوس ماریا سے بچا کر کلیسا طرش میں لے جانا چاہتا تھا۔ ولید اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور اپنی نشست ناتن کو پیش کرتے ہوئے وہ دوسری جگہ بیٹھ گیا۔ ناتن نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ یا امیر! میں اس قابل نہیں کہ اپنے امیر کی نشست پر بیٹھوں۔ یہ میرے لیے گستاخی ہو گی کہ میں اس عظیم جرنیل کی نشست پر بیٹھوں۔ جس نے جیولوس ماریا کو شکست دی اور بھیڑیوں کی طرح دوڑنے والے فرولندہ اور لیسی کو اپنی قوی ضربوں سے مار بھگایا۔ یا امیر! قسم ہے مجھے اپنے رب کی میں ایک عاجز و حقیر انسان ہوں۔ اس قابل کہاں کہ اس نشست پر بیٹھوں۔ مجھے اگر آپ کے قدموں میں ہی جگہ مل جاتی تو یہ میرے لیے بہت بڑی سعادت ہوتی۔

ولید نے ناتن کا ہاتھ پکڑ کر بٹھاتے ہوئے کہا۔ آپ ہم سے افضل و اعلیٰ ہیں کہ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ ناتن بچارہ بیٹھ گیا۔ ولید اور عمروس اس کے سامنے والی نشست پر بیٹھ گئے تھے۔ ناتن نے بات کی ابتدا کرتے ہوئے کہا۔ امیر عمروس نے بتایا ہے کہ آپ کو چند ایسے مقامی خاندانوں کی ضرورت ہے جو آپ کے ساتھ کسی نامعلوم منزل کی طرف خانہ بدوشوں کے بھیس میں سفر کر سکیں۔ اس کے لیے آپ کو کتنے خاندانوں کی ضرورت ہو گی۔ ولید نے سوچتے ہوئے کہا۔ کم از کم دس خاندان ہوں جن میں ان کی عورتیں بچے سب شامل ہوں اور ہر ایک کے گلے میں صلیب بھی ہو۔ اگر یہ آج شام تک مہیا ہو جائیں تو بہتر کیونکہ رات کی تاریکی میں ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ اگر آج نہ ہو سکیں تو زیادہ سے زیادہ کل تک یہاں سے کوچ ہونا چاہیے۔

ناتن نے اپنی چھاتی حوصلہ مندی کے طور پر ابھارتے ہوئے کہا۔ یا امیر! کل تو بہت دور ہے، دس خاندان آپ کو آج شام تک تیار ملیں گے یہ میری ذمہ داری ہے۔ ولید نے اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا لیکن یہاں سے روانہ ہوتے وقت میں یہ نہیں بتاؤں گا کہ ہماری منزل کس طرف ہے اور نہ ہی ان دس خاندانوں کے علاوہ کسی اور کو خبر ہو کہ ہم نے کسی خاص مقصد کے تحت یہاں سے کوچ کیا ہے۔ تاہم راستے میں آپ کو میں سب کچھ بتا دوں گا کہ ہماری منزل اور مقصد کیا ہیں۔ ناتن نے کمال رقت میں کہا۔

یا امیر! یہ آپ نے کیا بات کہی۔ خدا کی قسم آپ ہم سب کو کسی پہاڑ کے اُوپر ذبح کرنے کے ارادے سے بھی لے جانا چاہیں تو ہم انکار نہیں کریں گے۔ یا امیر! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کے مقاصد اور آپ کی کامیابیوں کی خاطر ہم اپنی اولادوں اپنے مال تک کو قربان کر سکتے ہیں۔ میرے آقا! آپ حکم دیں، ہماری طرف سے کسی شک، کسی بہانہ، حیلہ اور عذر کا اظہار نہ کیا جائے گا۔

ولید نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ تو پھر آپ جائیے اور اپنی تیاری کیجیے۔ میں شام تک آپ سب کی سواریوں، خیموں، خوراک اور کُوچ کے انتظامات مکمل کر لوں گا۔ ناتن نے ایک عقیدت بھری نگاہ ولید اور عمروس پر ڈالی اور اُٹھ کر باہر چلا گیا۔

رات آدھی کے قریب گزر چکی تھی۔ آسمان پر بادل گھل کر ایک ٹھہراؤ قائم کر چکے تھے اور برف بڑی تیزی سے گر رہی تھی۔ ہوا بند تھی جس کی وجہ سے سردی کا زور ابھی کم تھا۔ اس خراب موسم میں اور وہ بھی رات کے وقت ایک خانہ بدوش قافلہ اللب ندی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ ولید اور عمروس کا قافلہ تھا جو عمونہ کی رہائی کے لیے روانہ ہُوا تھا۔ حرہ اور سویدا میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی کہ ولید اور عمروس کی منزل کس طرف ہے حتیٰ کہ ناطور اور جابر سے بھی یہی کہا گیا تھا کہ وہ بارسلونہ کی بندرگاہ کی طرف کُوچ کر رہے ہیں۔

اس قافلے میں عورتیں، بچّے اور بوڑھے سبھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ ۱۰۰ سو کے قریب قافلے میں جنگجو اور لڑاکا جوان تھے جو خطرے کی صورت میں ہزاروں کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ قافلے والے خچروں اور گدھوں پر سوار تھے اور اُن کا خوراک و رسد کا سامان اور خیمے بھی خچروں اور گدھوں پر لدے ہوئے تھے۔ قافلے کے آگے آگے ولید، عمروس اور ان کا جاسوس عمر بن ربیعہ تھے۔ اس کے علاوہ قافلے کے ساتھ بھیڑ بکریوں اور گدھوں پر مشتمل ایک بہت بڑا ریوڑ تھا۔ جس کے چاروں طرف وہ سوار پھیل کر اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ ہر ایک کے گلے میں صلیب لٹک رہی تھی۔

آدھی رات سے تھوڑی دیر بعد اس قافلے نے اللب ندی کو عبور کیا۔ پھر قشتالیہ شہر کی طرف بڑھنے کے لیے انھوں نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی۔ صبح سے تھوڑی دیر پہلے جب کہ فضاؤں میں ابھی اندھیرا پھیلا ہُوا تھا قافلہ قشتالیہ شہر سے باہر خیمہ زن ہو گیا۔ آن کی آن میں خیموں کا ایک شہر آباد ہو گیا تھا۔ عورتیں، بچے اور بوڑھے خیموں کے اندر آرام کرنے لگے۔ برف باری ابھی تک جاری تھی۔ سارے ریوڑ کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔ اور جانوروں کو سردی سے محفوظ رکھنے کی خاطر ریوڑ کے اندر جگہ جگہ آگ کے آلاؤ روشن کر دیئے گئے تھے۔

دوسرے دن تیز دھوپ چڑھ آئی تھی۔ دوپہر تک برف پگھل کر کئی جگہ سے زمین ننگی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ ولید نے ناتن کو اپنے پاس بلایا اور اُسے کہا کہ میں، عمروس اور عمر بن ربیعہ عمونہ کو دیکھنے کلیسا کی طرف جاتے ہیں۔ تم کچھ جوانوں کے ساتھ ریوڑ لے کر شہر میں جانوروں کو بیچنے کی غرض سے جاؤ۔ اس طرح شہر کے لوگوں کو علم ہو جائے گا کہ ہم خانہ بدوش ہیں۔ اور جانور پال اور بیچ کر اپنی گذر بسر کرتے ہیں۔ ہو سکے تو شہر پناہ کے مشرقی دروازے کے محافظوں سے دوستی پیدا کرنے کی کوشش کرو اس سلسلے میں اگر اُنہیں کچھ جانور بھی دینا پڑیں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ اس طرح ہمارے بہت سے کام نکلنے کی امید ہے۔ اب ہم تینوں شہر کی طرف طرف جاتے ہیں تم بھی اپنی تیاری کر د۔ ولید، عمروس اور عمر بن ربیعہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ناتن بھی ریوڑ کو شہر کی طرف لے جانے کی تیاری کرنے لگا تھا۔

ولید، عمروس اور عمر قشتالیہ شہر میں داخل ہوئے اب وہ اپنے جنگی لباس کے اُوپر عام شہری کا سا لباس پہنے ہوئے تھے۔ شہر کے اندر جا کر عمر بن ربیعہ ان کی راہنمائی کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ شہر کے بازاروں میں گھومتے رہے۔ جب انھوں نے اندازہ لگایا کہ پچھلے پہر شہر کے کلیساؤں میں عبادت کا وقت ہو گیا ہے تو عمر انہیں شہر کے وسط میں اس کلیسا کے پاس لایا جس میں عمونہ کو دیکھ کر گیا تھا۔ وہ ابھی باہر ہی کھڑے تھے کہ کلیسا میں عبادت کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ ارد گرد اور نزدیک کے مرد عورتیں عبادت کیلئے

کلیسا میں جمع ہونے لگے تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ وہ تینوں بھی کلیسا کے اندر چلے گئے تھے۔

کلیسا میں عبادت شروع ہوئی۔ ساز بجنے لگے تھے اور راہبائیں حضرت عیسیٰ کی حمد کے گیت گانے لگی تھیں۔ ان راہباؤں میں عمونہ بھی شامل تھی۔ اس کا حسن پہلے کی طرح تاب دار اور جان لیوا تھا مگر وہ پہلے کی نسبت کچھ کمزور ہو گئی تھی۔ ولید نے دو ایک بار مڑ کر اُسے دیکھا پھر وہ لوگوں کے شکوک سے بچنے کی خاطر سامنے دیکھنے لگا تھا۔ عمونہ کی گردن جھکی ہوئی تھی اور اس نے ولید کو نہ دیکھا تھا۔

عبادت جب ختم ہوئی اور سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے تو راہبائیں کلیسا کے احاطے میں دائیں جانب اپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہو گئی تھیں۔ ولید نے ایک بار عمونہ کے سامنے سے گزر کر اسے اپنی آمد سے باخبر کرنے کی کوشش کی۔ پر عمونہ اسی سنجیدگی سے نگاہیں نیچی کیے دوسری راہباؤں کے ساتھ آگے بڑھ گئی کہ اس نے آنکھ اُٹھا کر بھی ولید کی طرف نہ دیکھا تھا۔ ولید کچھ مایوس سا ہو گیا تھا۔ عمروس اور عمر کے ساتھ وہ کلیسا سے باہر نکلا اور ایک کونے میں کھڑے ہو کر ولید نے اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اب بولو کیا کرنا چاہیے۔ راہب مرقس کو قتل کرنا تو آسان ہے لیکن عمونہ کو یہاں سے نکال لینا انتہائی مشکل لگتا ہے اور پھر اس کلیسا کے محافظ بھی کچھ غیر معمولی طور پر زیادہ اور محتاط ہیں۔

عمر نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ ہمیں رات کے وقت کلیسا میں آنا چاہیے۔ اندھیرے کی آڑ میں ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ولید نے تائید کرتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے پر راہب مرقس پہ ہاتھ ڈالنے سے قبل ہمیں عمونہ کو اپنے پڑاؤ میں پہنچانا ہو گا اور — ولید کہتے کہتے رُک گیا کیونکہ ایک لکڑ ہارا اپنے دس گدھوں پہ لکڑیاں لادے کلیسا میں داخل ہُوا تھا۔ ولید نے عمروس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

دیکھو اور سنو! قدرت پوری طرح ہماری راہنمائی کر رہی ہے۔ اب ہمارا کام آسان ہو گیا ہے۔ تم دونوں یہیں رکو، میں ابھی آتا ہوں۔ ولید لکڑ ہارے کے پیچھے پیچھے کلیسا کے اندر چلا گیا اور یہ دیکھنے لگا کہ وہ کہاں کہاں لکڑیاں پھینکتا ہے۔ پہلے اس

نے ایک گدھے کا بوجھ اس مکان کے اندر اُتارا جس میں راہب مرقس رہتا تھا۔ اس کے بعد اس نے راہباؤں کے کمروں میں گدھے کا آدھا آدھا بوجھ پھینکا اور آخر میں وہ کلیسا کے محافظوں کے پاس لکڑیاں پھینک کر باہر نکل گیا تھا۔

ولید بھی لکڑ ہارے کے پیچھے پیچھے تھا۔ اس نے عمروس اور عمر کو اشارہ کیا اور وہ دونوں بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ اب وہ تینوں لکڑ ہارے کا تعاقب کرنے لگے تھے۔ لکڑ ہارا اپنے گدھوں کو تیزی سے ہانکتا ہُوا شہر کے مشرقی دروازے سے باہر نکل گیا تھا۔ شاید وہ کسی مضافاتی بستی کا رہنے والا تھا اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر کلیسا میں پہنچاتا تھا۔ جب لکڑ ہارا ولید کے پڑاؤ سے ایک فرلانگ آگے نکل گیا تو ولید نے پیچھے سے اسے آواز دے کر رُکنے کو کہا۔ لکڑ ہارا رُک گیا اور مُنہ سے قسم قسم اور طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہوئے اس نے اپنے گدھوں کو بھی روک دیا تھا۔ لکڑ ہارا! ولید اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگا جب کہ گدھے اِدھر اُدھر پھیل کر گھاس چرنے لگے تھے۔

ولید نے لکڑ ہارے سے قریب آ کر پوچھا کیا تم روزانہ کلیسا میں لکڑیاں دینے جاتے ہو۔ لکڑ ہارے نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ جی ہاں میں روزانہ وہاں لکڑیاں دیتا ہوں۔ کیا مجھ سے آج کوئی غلطی ہوئی ہے۔ ولید نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کیا لکڑیوں کی قیمت تمہیں روزانہ ملتی ہے۔ لکڑ ہارے نے اس بار ذرا بے خوف ہو کر کہا۔ نہیں کلیسا کی طرف سے مجھے ہر سات دن بعد رقم ملتی ہے۔ ولید نے پھر پوچھا کیا تم ہر روز اسی وقت آتے ہو۔ لکڑ ہارے نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ہاں میں روزانہ اسی وقت آتا ہوں۔ پر آپ یہ سب باتیں کس لیے مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ ولید نے فوراً بہانہ تراشتے ہوئے کہا۔ ہمیں بھی لکڑیوں کی ضرورت ہے۔ بہر حال میں اپنے ساتھیوں سے بات کر کے کل اسی وقت تم سے معاملہ طے کروں گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔ لکڑ ہارا اپنے گدھوں کو ہانکتا ہُوا آگے بڑھ گیا۔ عمروس نے سرگوشی کرتے ہوئے ولید سے پوچھا۔ اب اس سے کیا معاملہ طے کریں گے اور ہمارے کام کے سلسلے میں اِس سے ہمیں کیا حاصل ہو گا۔

ولید نے مڑ کر لکڑ ہارے کی طرف دیکھا۔ وہ اب دُور نکل گیا تھا۔ لہذا ولید نے مطمئن

ہو کر کہا۔ سنو میرے ساتھیو! کل اپنے کچھ سپاہیوں کو یہاں کھڑا کر دینا اور انہیں کہنا جب یہ لکڑہارا لکڑیاں لے کر شہر کی طرف جائے تو اُسے یہیں روک لیں۔ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اور اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر اپنے پڑاؤ میں لے جائیں۔ عمروس نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا۔ یا امیر! اس سے ہمیں کیا حاصل ہوگا۔ ولید نے اُسے سمجھانے کے انداز میں کہا۔ میں خود اس لکڑہارے کے گدھے لے کر کلیسا جاؤں گا کیونکہ یہ راہباؤں کے کمروں میں بھی لکڑیاں پھینکتا ہے۔ لہٰذا میں عمونہ سے ملنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور اسے اپنے تمام لائحہ عمل سے آگاہ کر آؤں گا۔ اس صورت میں محافظوں کے کڑے پہرے کے باوجود ہم اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

عمروس نے پُرستائش نگاہوں سے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یا امیر! آپ نے بہترین اور عمدہ ترکیب نکالی ہے۔ اب میرا دل کہتا ہے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ ولید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ عمروس! ایک بات کا خیال رکھنا جو جوان تم لکڑہارے کو اُٹھا کر اپنے پڑاؤ میں لے جانے پر مقرر کرو انہیں اچھی طرح سمجھا دینا بلکہ تاکید کرنا کہ لکڑہارے پر کوئی سختی نہ ہو۔ اس سے نرمی اور مہربانی کا سلوک کیا جائے۔ اسے کھانے کو وہی دیا جائے جو ہم کھاتے ہیں۔ پڑاؤ میں اس کی نگرانی کے ساتھ ساتھ اس کی دیکھ بھال بھی کی جائے۔ اس کی حیثیت ہمارے پاس ایک مہمان کی سی ہوگی۔ وہ ایک غریب انسان ہے اس سے زیادتی گناہ ہے۔ پر یہ سب کچھ ہم اپنا کام نکالنے کی خاطر کر رہے ہیں۔ ورنہ میں اس لکڑہارے کا راستہ کبھی نہ روکتا۔

عمروس نے اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔ یا امیر! آپ تسلی رکھئے لکڑہارے سے کوئی زیادتی نہ ہوگی تینوں اپنے پڑاؤ کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ اُنہوں نے دیکھا بوڑھا ناتان بھی اپنے ساتھیوں کی مدد سے ریوڑ کو شہر سے نکال کر پڑاؤ کی طرف لا رہا تھا۔ کیونکہ سورج اب مغرب کی طرف خوب جھک گیا تھا۔ آفاق کے لب شفق آلود ہو گئے تھے اور فضاؤں میں دھند اور تاریکی کا پھیلاؤ تیز اور گہرا ہونے لگا تھا۔

دوسرے روز لکڑہارا جب اپنے گدھوں کو ہانکتا ہُوا شہر کی طرف جا رہا تھا اور وہ ولید کے پڑاؤ سے ابھی دو فرلانگ دُور مشرق میں تھا۔ ولید کے آدمیوں نے اُسے پکڑ لیا۔ بڑی نرمی سے انہوں نے اسے جکڑا اور اس کی آنکھوں پر پٹی باندھنے کے بعد وہ اسے گھوڑے پر بٹھا کر اپنے پڑاؤ کی طرف لے جانے لگے تھے اتنے میں جھاڑیوں کے ایک جھنڈ کے اندر سے ولید اور عمروس نکلے اور وہ گدھوں کو ہانکتے ہوئے شہر کی طرف لے گئے۔ کلیسا کے سامنے جا کر عمروس باہر ہی رک گیا اور ولید منہ سے کسی ماہر گدھے ہانکنے والوں کی سی آوازیں نکالتا ہُوا کلیسا میں داخل ہو گیا تھا۔

سب سے پہلے اُس نے ایک گدھے کا بوجھ مرقس کے صحن میں اتارا۔ مرقس وہاں نہ تھا لہٰذا اس سے کسی نے نہ پوچھا کہ وہ کون ہے۔ اس کے بعد وہ راہباؤں کے کمروں کی طرف بڑھا وہ سب کمروں میں لکڑیاں پھینکتے ہوئے اندر جھانک کر بغور جائزہ لے رہا تھا۔ اسے ابھی تک عمونہ دکھائی نہ دی تھی۔ چوتھے کمرے میں لکڑیاں پھینکتے ہوئے اس نے اندر جھانک کر دیکھا۔ عمونہ مسہری پر لیٹی ہوئی تھی۔ وہ اداس تھی اور گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ولید نے صحن میں جب لکڑیاں پھینکیں تو عمونہ سنبھل گئی اور اپنے بستر پر وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ ولید نے صحن ہی سے آواز لگاتے ہوئے کہا۔

اے خاتون! کیا مجھے پینے کو پانی مل جائے گا۔ ولید کی آواز پر عمونہ چونکی۔ بھاگ کر وہ باہر آگئی اور ولید کو دیکھتے ہی اس نے والہانہ پن، گہری محبت اور شوخ چاہت میں

ہا۔ میرے آقا! آپ یہاں ؟ پھر وہ بھاگ کر اندر گئی اور فوراً ہی جب وہ دوبارہ باہر آئی تو اس کے ہاتھ میں دودھ سے بھرا ہُوا ایک گلاس تھا ۔ ولید کے قریب آ کر اس نے گلاس آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ آپ نے پانی مانگا تھا۔ پہلے یہ پیجیئے پھر میں آپ سے بات کرتی ہوں ۔

ولید نے دودھ پی کر خالی گلاس عمونہ کو تھماتے ہوئے کہا ۔ آج رات عشاء کے بعد جب کہ کلیسا کا ہر فرد سوچکا ہو گا تم میرا انتظار کرنا ۔ میں تمہیں لینے آؤں گا ۔ پھر ولید نے ایک گدھے پر لدی ہوئی لکڑیوں کے اندر سے ایک رسّہ نکالا اور اسے عمونہ کے قدموں میں پھینکتے ہوئے کہا ۔ سنو عمونہ ! یہ تمہاری راہباؤں کے کمروں کے بائیں ہاتھ کلیسا کی بیرونی دیوار کے پاس ایک درخت ہے ۔ جب رات ہوجائے اور تم دیکھو کہ لوگ سو گئے ہیں تو یہ رسّہ اس درخت کے ساتھ باندھ کر کلیسا کی بیرونی دیوار سے باہر پھینک دینا ۔ میں اس رسّے کی مدد سے اندر آجاؤں گا ۔

ولید جب مُڑ کر جانے لگا تو عمونہ نے بیتاب ہو کر کہا ۔ ٹھہریئے ! ولید رُک گیا اور اس کی طرف دیکھنے لگا ۔ عمونہ نے پُر اُمید آواز میں کہا ۔ آپ اتنی تیزی اور جلدی سے بھاگ کیوں رہے ہیں ۔ ولید نے اپنے اِردگرد نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا ۔ یہاں میرا زیادہ دیر ٹھہرنا نقصان دہ ہو گا ۔ میں جانتا ہوں تم مجھ سے بہت کچھ پُوچھنا چاہو گی لیکن اس کے لیے یہ جگہ اور وقت مناسب نہیں ۔ تم یہ رسّہ سنبھال لو ، میں اب جاتا ہوں ۔ ولید باہر نکل گیا ۔ جلدی جلدی اس نے باقی کمروں کے صحنوں میں بھی لکڑیاں پھینکیں اور آخر میں کلیسا کے محافظوں کو لکڑیاں دے کر وہ کسی جاہل و اُجڈ دیہاتی کے سے پختہ انداز میں گدھوں کو ہانکتا ہُوا باہر نکل گیا تھا ۔

اپنے پڑاؤ میں جا کر ولید نے گدھے اپنے سپاہیوں کے حوالے کر دیئے جو گدھوں کو لے کر لکڑ ہارے سمیت اپنے پڑاؤ سے دُور لے گئے ۔ وہاں جا کر اُنہوں نے لکڑ ہارے سے معذرت طلب کی ، اسے نقدی کی ایک تھیلی پیش کی اور اسے اس کے گدھوں سمیت رخصت کر دیا ۔ رہائی پانے کے بعد لکڑ ہارا اپنے گدھوں کو تیزی سے ہانکتا ہُوا مشرق کی طرف چلا گیا تھا ۔

جب رات ہوئی تو ولید ، عمروس اور عمر بن ربیعہ قشتالیہ شہر میں داخل ہوئے جب تک دکانیں کھُلی رہیں وہ بازار میں گھومتے پھرتے رہے ۔ جب انہوں نے دیکھا کہ دکانیں بند ہونا شروع ہو گئی ہیں تو وہ ایک بھٹیار خانے میں آ کر بیٹھ گئے ۔ وہاں انہوں نے کھانا کھایا اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگے ۔ جب شہر کے گلی کوچے ویران ہو گئے اور انہوں نے اندازہ لگایا کہ اب کلیسا والے سو چکے ہوں گے تو وہ بھٹیار خانے سے اُٹھ کر کلیسا کی طرف بڑھنے لگے ۔ فضاؤں میں گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور پورا شہر قبرستان کا سماں پیش کر رہا تھا ۔ کلیسا کی بیرونی اور جنوبی دیوار کے قریب آ کر وہ رُک گئے ۔ ولید نے دیکھا وہاں دیوار کے ساتھ ایک رسہ باہر لٹک رہا تھا ۔ عمونہ اپنا کام مکمّل کر چکی تھی ۔ ولید نے رسّے کو کھینچ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ لگایا ۔ پھر شاید اس کے ذہن میں کوئی خیال گزرا اور اس نے رسّے کا سرا پکڑ کر ایک قریبی درخت سے باندھ دیا تھا ۔ شاید اُس نے یہ احتیاط کے تحت کیا تھا کہ اگر اندر سے بھاگ کر باہر آنا پڑے تو کوئی دِقّت نہ ہو ۔ پھر اس نے سرگوشی میں عمر بن ربیعہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔

عمر ! تم باہر ہی کھڑے رہو ۔ بہتر ہو گا تم اس درخت کے تنے سے لپٹ کر کھڑے رہو جس سے میں نے رسّہ باندھا ہے ۔ یہاں تمہیں کوئی دیکھ نہ سکے گا ۔ میں اور عمروس اندر جاتے ہیں ۔ عمر نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ۔ میرے آقا ! آپ پُرسکون ہو کر اندر جایئے میں آپ کے لیے کوئی اور مسئلہ نہ کھڑا ہونے دوں گا ۔ ولید اور عمروس دونوں رسّے کے ذریعے کلیسا کی جنوبی دیوار سے اندر پھلانگ گئے اور باہر عمر ان کا انتظار کرنے لگا تھا ۔

عمروس کو ولید نے ایک تاریک گوشے میں کھڑا کر دیا اور خود وہ دیوار کے ساتھ چپکتا ہُوا عمونہ کے کمرے کی طرف بڑھا تھا ۔ کلیسا کے اندر خاموشی تھی ۔ ہر کوئی سو چکا تھا ۔ یوں لگتا تھا ، پہریدار بھی گہری نیند سو چکے ہوں ۔ ولید نے آگے بڑھ کر عمونہ کے دروازے کو ہلکا سا دبایا تو دروازہ کھُل گیا ۔ شاید عمونہ نے دروازہ کھُلا رکھا تھا ۔ جونہی ولید اندر گیا وہ دنگ رہ گیا اس نے دیکھا صحن میں عمونہ کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی ۔ ولید کو دیکھتے ہی اس نے سرگوشی

میں کہا۔ آپ آگئے، میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے کلیسا سے باہر کچھ سرگوشیوں کی آواز سنائی دی تھی جس سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ آپ آگئے ہیں۔ ولید نے عمونہ کا ہاتھ پکڑ کر کمرے کے اندر لے جاتے ہوئے کہا۔ باہر صحن میں کھڑے ہو کر باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر کسی نے آوازیں سن لیں اور جاگ گیا تو سارا کام بیکار ہو کر رہ جائے گا۔

دونوں کمرے کے اندر آئے۔ ولید نے اپنی پشت پر بندھی ہوئی ایک گٹھڑی کھول کر عمونہ کو تھماتے ہوئے کہا۔ یہ تمہارے کپڑے ہیں۔ انہیں پہن لو۔ عمونہ نے گٹھڑی کھول کر دیکھی اس میں مردانہ کپڑے تھے۔ عمونہ نے چونک کر کہا۔ اس میں تو مردانہ کپڑے ہیں۔ ولید نے کہا۔ ہاں اس طرح شہر کے دروازے سے تمہیں نکال لے جانے میں آسانی رہے گی۔ اب تم دیر نہ لگاؤ جلدی کرو۔ میں باہر صحن میں کھڑا ہوتا ہوں۔ تم لباس بدل لو۔ ولید کمرے سے نکل کر باہر کھڑا ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد عمونہ نے آواز دی اندر آجائیے، میں لباس بدل چکی ہوں۔ ولید جب اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا اس لباس میں عمونہ سولہ برس کا کوئی نو عمر لڑکا دکھائی دے رہی تھی۔ ولید نے کہا۔ اب جلدی کرو اور چلیں۔ عمونہ لکڑی کے ایک صندوق کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ تھوڑی دیر کو رک جائیے۔ عمونہ نے اس صندوق سے کچھ سامان نکال کر ایک گٹھڑی کی صورت میں باندھ لیا پھر ولید سے قریب ہوتے ہوئے کہا۔ چلیئے

دونوں باہر نکلے اور دیوار کے ساتھ چپکتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں عمروس کھڑا تھا۔ پھر تینوں اس درخت کی طرف گئے جس سے رسا بندھا ہوا تھا۔ رسّے کی مدد سے ولید نے عمونہ کو دیوار کے اوپر چڑھایا پھر وہ خود بھی اوپر چڑھ گیا۔ عمروس نیچے ہی کھڑا تھا۔ دیوار کے اوپر جا کر ولید نے عمونہ کو سہارا دے کر نیچے اتار دیا اور عمر بن ربیعہ سے کہا۔ عمر! تم عمونہ کو لے کر چلے جاؤ۔ عمونہ نے بیتاب ہو کر پوچھا۔ اور آپ؟

ولید نے رازدارانہ آواز میں کہا۔ میں راہب مرقس سے نمٹ کر آؤں گا۔ اس نے طوبیا کو قتل کیا تھا اور اس پر ہمارا قصّاص واجب ہے، میں وہ اتار کر آؤں گا۔ عمونہ نے رد دینے والی آواز میں کہا۔ میں آپ کے بغیر اتنا طویل سفر نہیں کروں گی۔ ولید نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ عمونہ! عمونہ! یہ لمحات ہمارے لیے خطرہ بھی بن سکتے ہیں۔ تمہیں کوئی طویل سفر نہیں کرنا۔ اس شہر سے باہر ہمارا ایک پڑاؤ ہے بس تمہیں وہاں تک جانا ہے۔ راہب سے فارغ ہو کر میں بھی وہاں آتا ہوں پھر ہم سب اکٹھے واپسی کا رخ کریں گے۔ اب کوئی اور بات کھڑی نہ کرنا۔ یہاں کھڑے ہو کر وقت ضائع کرنا اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنا ہے۔ عمونہ نے جواب میں کچھ نہ کہا اور اپنی گٹھڑی بغل میں دبا کے وہ چپ چاپ عمر کے ساتھ چلی گئی۔

ولید دیوار کے اوپر سے نیچے اتر گیا اور عمروس کے ساتھ وہ اس طرف بڑھنے لگا جس طرف راہب مرقس کی رہائش تھی۔ راہب کے مکان کے پاس جا کر ولید ایک تاریک کونے میں بیٹھ گیا۔ عمروس نے پریشان لہجے میں کہا۔ یا امیر! آپ بیٹھ گئے گیا اپنا کام شروع نہ کریں گے۔ آپ باہر ہی رہیں میں راہب کے مکان میں جاتا ہوں۔ ولید نے عمروس کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر رک جاؤ۔ عمر عمونہ کو لے کر شہر سے نکل جائے تو پھر اپنا کام شروع کریں گے۔ راہب کے قتل ہونے پر اگر ہمیں کوئی خطرہ درپیش ہوا تو کم از کم وہ دونوں تو خطرات سے نکل چکے ہوں گے۔ عمروس ولید کا مطلب سمجھ گیا اور خاموشی سے ولید کے پاس بیٹھ گیا۔

جب انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ عمر اور عمونہ اب شہر سے باہر جا چکے ہوں گے تو دونوں اٹھ کر راہب مرقس کے دروازے پر آئے۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ ولید نے عمروس سے کہا۔ عمروس تم خیال رکھنا میں اندر جاتا ہوں۔ عمروس نے ولید کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ آپ باہر کھڑے رہیں میں خود اندر جاتا ہوں۔ ولید نے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کہا۔ ضد کر کے وقت ضائع نہ کرو عمروس! اس کے ساتھ ہی ولید نے تھوڑا سا بھاگ کر جست لگائی اور دوسرے ہی لمحے وہ دیوار کے اوپر تھا۔ عمروس تاریکی میں دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر اپنے چاروں طرف نگاہ رکھنے لگا تھا جونہی ولید دیوار کے اوپر سے راہب کے صحن میں کودا مکان کے اندر سے ایک خواب آلود مگر کڑکتی ہوئی آواز آئی۔ کون ہے؟ ولید فوراً چوکنا ہو گیا۔ بھاگ کر وہ ایک ستون کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔ اب

وہ انتظار کرنے لگا تھا کہ اندر سے بولنے والا ضرور باہر آئے گا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک آدمی اپنا لباس درست کرتا ہوا باہر آیا۔ یہ راہب مرقس تھا۔ ولید اُسے پہچان گیا کیونکہ وہ اُسے ایک بار کلیسا طرش میں دیکھ چکا تھا۔ صحن میں آکر راہب مرقس نے اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ جب اُسے کچھ دکھائی نہ دیا اور وہ مایوسانہ انداز میں واپس جانے لگا تو ولید ستون کی اوٹ سے نکلا۔ ایک جست کے ساتھ آگے بڑھا اور راہب کی گردن دبوچ لی۔

راہب مرقس پر سراسیمگی طاری ہو گئی تھی۔ ولید کو حملہ آور ہوتے دیکھ کر اُس کے منہ سے آواز تک نہ نکلی تھی۔ ولید راہب کو کھینچتا ہوا ایک تاریک کونے میں لے گیا اور اس کی گردن پر اپنی گرفت مضبوط رکھتے ہوئے اس نے کہا۔ یہ خیال نہ کرنا کہ ہم تم سے زیادتی کر رہے ہیں۔ سنو مرقس! تم نے بے گناہ اور معصوم طوبیا کو کلیسا طرش میں صلیب پر چڑھا کر موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا، سو اس کے قصاص میں تمہیں بھی زندہ رہنے کا حق نہیں ہے، اس کے ساتھ ہی ولید نے اپنی تلوار بے نیام کر کے سونتی اور راہب مرقس کا سر قلم کر دیا۔ اسی لمحہ ایک عورت مکان کے اندر سے نکلی اور فرش پر گری ہوئی مرقس کی خون آلود لاش اور اس کے پاس ولید کو کھڑے دیکھ کر وہ ایک چیخ مارتی ہوئی مکان کے اندر چلی گئی۔

مُردہ راہب کے لباس سے اپنی تلوار صاف کر کے ولید نے نیام میں ڈالی پھر دیوار پھاند کر دوسری طرف چلا گیا۔ عمروس بڑی بے تابی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ولید نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ عمروس! عمروس! آؤ بھاگ چلیں، میں اپنا کام کر چکا ہوں۔ اُس وقت وہ عورت جس نے راہب مرقس کو قتل ہوتے دیکھ لیا تھا اور جو شاید راہب کی خادمہ یا لونڈی تھی مکان کے دوسری طرف نکل کر زور زور سے پکار کر شور کرنے لگی۔ راہب مرقس کو قتل کر گئے، راہب مرقس کو قتل کر گئے۔

کلیسا کے سارے محافظ جاگ اُٹھے اور اِدھر اُدھر بھاگنے لگے تھے۔ پورے کلیسا میں ایک شور سا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ولید اور عمروس اس طرف بھاگنے لگے جہاں کلیسا کی بیرونی دیوار پار کرنے کے لیے رسّا بندھا ہوا تھا۔ اچانک ایک محافظ نے ولید اور عمروس کو دیکھ لیا

اور وہ چلّانے لگا۔ قاتل بھاگ رہے ہیں۔ وہ دیکھو وہ جنوبی دیوار کی طرف جا رہے ہیں۔ وہ تعداد میں صرف دو ہیں۔ ولید اور عمروس اور تیزی سے بھاگنے لگے۔ کئی پہریدار اُن کے پیچھے لگ گئے تھے اور کچھ محافظ احتیاطاً کلیسا کا دروازہ کھول کر اور جنوبی حصّے کی طرف بھاگنے لگے تھے جس طرف ولید اور عمروس نے جانا تھا۔

ولید اور عمروس تیزی سے دیوار پھاند کر دوسری طرف گئے اور گلی میں مشرقی سمت بھاگنے لگے۔ اَن گِنت محافظ رات کی تاریکی میں ان کے پیچھے لگ گئے اور وہ شور کر رہے تھے۔ انہیں پکڑ لو یہ راہب مرقس کے قاتل ہیں۔ ولید اور عمروس اندھا دھند شہر کی گلیوں میں بھاگ رہے تھے جب کہ پہرے دار اُن کے تعاقب میں تھے۔ ایک کھلی اور کشادہ گلی کا موڑ مڑتے ہی اچانک ولید نے ایک حویلی کی دیوار پھاندی اور اندر چلا گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے عمروس بھی اندر کود گیا تھا۔ وہ ایک وسیع حویلی تھی اور جس جگہ وہ اندر کودے تھے وہ اس حویلی کا گھنا باغ تھا۔

اچانک ولید کو ایک خیال گزرا اور اس نے زمین پر پڑا ہوا ایک پتھر اُٹھا لیا۔ جب محافظوں کے قدموں سے اس نے اندازہ لگا لیا کہ وہ اس جگہ آنے والے ہیں جہاں سے وہ دونوں دیوار پھاند کر اندر کودے تھے۔ تو اس نے خوب زور لگا کر پتھر کو بائیں ہاتھ جانے والی ایک تنگ گلی کے اندر پھینک دیا۔ پہریدار جب وہاں پہنچے تو اُن میں سے ایک نے فوراً کہا۔ سنو! اس گلی میں کھٹکا ہوا ہے۔ وہ ضرور ادھر گئے ہیں۔ سارے پہرے دار اُدھر بھاگ گئے جس طرف ولید نے پتھر گرایا تھا۔

ولید اور عمروس آگے بڑھنے لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ اس حویلی کو پار کر کے دوسری طرف پھلانگ جائیں اور یوں وہ اپنے اور پہریداروں کے درمیان ایک حد قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ جونہی وہ باغ سے نکلے۔ انہوں نے دیکھا وہ ایک حویلی تھی جو تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ تاہم اس کے دو ایک کمروں میں مدھم مدھم روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ دفعتاً ایک طرف سے سنسناتا ہوا ایک تیر آیا اور ولید کی پنڈلی میں پیوست ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کسی کی کڑکتی ہوئی آواز آئی۔ تم لوگ کون ہو اور

کیوں اس حویلی میں داخل ہوئے ہو۔ جہاں کھڑے ہو وہیں رُکے رہو۔ یادرکھو اگر تم نے حرکت کرنے کی کوشش کی تو میرا نشانہ بے خطا ہے اور میں تم دونوں کو اپنے تیروں سے چھلنی کر دوں گا۔ اتنے میں حویلی کے اندر سے دو سائے سے نمودار ہوئے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں میں مشعلیں اُٹھا رکھی تھیں۔ پھر ایک خوش کن اور کھنکتی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔

پیلاطس! پیلاطس! کون ہے؟ تم کس سے باتیں کر رہے ہو، کیا ابو گھر لوٹ آئے ہیں۔ پھر اسی مرد کی آواز سنائی دی جس نے ولید پر تیر چلایا تھا۔ نہیں مالکن یہ کوئی اور ہیں جو ہماری حویلی میں گھس آئے ہیں۔ یہ مجھے چور لگتے ہیں۔ میں نے اپنے کانوں سے آوازیں سنی ہیں۔ ان کے پیچھے کچھ لوگ بھی لگے ہوئے تھے۔ شاید یہ کہیں چوری کر کے آئے ہیں اور کسی کو ان کی تلاش ہے۔ اس بار وہ نسوانی آواز سہمی سہمی سی سنائی دی۔

پر وہ دونوں ہیں کہاں؟ وہی مرد جسے پیلاطس کہہ کر پکارا گیا تھا پھر بولا۔ وہ دیکھیں سامنے دیوار کے ساتھ کھڑے ہیں۔ میں نے ان پر تیر بھی چلایا ہے۔ لگتا ہے ان میں سے ایک میرے تیر سے زخمی بھی ہو گیا ہے اور چلنے کے قابل نہیں رہا۔ پر یہ عجیب چور ہیں۔ یہ میرے ایک بار للکارنے پر ہی کھڑے ہو گئے ہیں۔ اگر یہ عادی چور ہوتے تو ضرور بھاگ کھڑے ہوتے۔ اسی لڑکی نے اس بار حوصلہ مند آواز میں کہا۔ پھر وہ چور نہیں ہوں گے۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ پیلاطس نے پھر کہا۔ اچھا میں ان دونوں کو اپنے تیروں کی زد میں رکھتا ہوں۔ آپ دونوں بہنیں آگے بڑھ کر دیکھیں کہ وہ کون ہیں؟

تیر ولید کی پنڈلی میں گھس کر گہرا گھاؤ لگا گیا تھا۔ عمروس نے بھی فوراً محسوس کر لیا تھا کہ اس کے امیر زخمی ہو گئے ہیں۔ وہ فوراً ولید کو سہارا دیتا ہوا دیوار کے ساتھ لے گیا تھا۔ ولید خود ہی نیچے جھکا اور ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اس نے تیر اپنی پنڈلی سے کھینچ لیا۔ عمروس نے فوراً اپنی عبا پھاڑی اور زخم پر کس کر پٹی باندھ دی تاکہ زخم سے خون نکلنا بند ہو جائے۔ اب ان دونوں نے اپنی تلواریں سونت لی تھیں اور دیوار کے ساتھ گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے وہ آگے بڑھنے لگے۔

جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا تھا اس سے انہیں حویلی سے باہر نکلتے ہوئے دیر

ضرور لگتا تھا پر وہ پیلاطس کے تیروں سے محفوظ تھے۔ اس لیے کہ گھٹنوں کے بل چلنے سے ان کی رانیں اور ٹانگیں چھپ گئی تھیں جن پر تیر اثر کر سکتا تھا۔ جسم کے اُوپر والے حصے پر وہ زرہ، خود اور جوشن پہنے ہوئے تھے۔ ولید زخمی ہو جانے کے باعث گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ بہر حال وہاں سے بھاگ نکلنے کے لیے سب کچھ برداشت کرنا تھا۔

دونوں لڑکیاں اب ان سے قریب ہوتی جا رہی تھیں۔ مشعلوں کی تیز روشنی میں انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ نہتی تھیں صرف اپنے ایک ایک ہاتھ میں وہ مشعل اُٹھائے ہوئے تھیں۔ وہ جب ان کے پاس سے گزر کر آگے بڑھنے لگے تو ایک لڑکی نے چلّا کر دوسری لڑکی سے کہا۔ ارے یہ تو وہی دونوں ہیں جنہوں نے فرانسیسی سپاہیوں کے ہاتھوں ہماری عزّت بچائی تھی۔ پھر دوسری لڑکی پکارنے لگی۔ پیلاطس! پیلاطس! بھاگ کر آؤ یہ ہمارے محسن ہیں۔

ولید اور عمروس نے غور سے ان لڑکیوں کی طرف دیکھا وہ مربیہ اور مازہ تھیں۔ پھر مربیہ نے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی ہمدردی میں کہا۔ آپ دونوں کھڑے ہو جائیے آپ نے خواہ کیسا ہی سنگین جرم کیوں نہ کیا ہو۔ آپ ہماری اس حویلی میں محفوظ ہیں۔ ہماری موجودگی میں ہمارے محسنوں پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔

ولید اور عمروس کھڑے ہو گئے۔ اتنی دیر تک پیلاطس بھی وہاں آ گیا۔ وہ چالیس بیالیس سال کا ایک صحت مند یونانی تھا۔ کندھے پر اس نے کمان لٹکا رکھی تھی اور ہاتھوں میں چند تیر تھے ولید اور عمروس کی طرف دیکھتے ہوئے اس بار اس نے بڑی نرمی اور لجاجت سے کہا۔ مجھے افسوس ہے، میں نے آپ دونوں پر تیر چلا دیا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ آپ اس گھر کے محسن ہیں۔ آپ نے میری مالکنوں کی عزّت بچائی تھی اور یہ احسان ایسا ہے جسے ہم فراموش نہیں کر سکتے۔ کیا آپ دونوں میں سے کوئی میرے تیر سے زخمی تو نہیں ہوا۔ عمروس نے ولید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ میرا چھوٹا بھائی زخمی ہوا ہے تمہارا تیر اس کی پنڈلی میں لگا ہے۔

مرسیہ نے نیچے جھکتے ہوئے ولید کی ٹانگ پر خون آلود پٹی دیکھی۔ پھر اس نے پریشان اور بکھری ہوئی آواز میں کہا۔ یہ تو بُری طرح زخمی ہیں۔ پیلاطس! پیلاطس تم مرہم پٹی کا سامان لے کر آؤ میں انہیں اپنے کمرے میں لے کر چلتی ہوں۔ پیلاطس ایک طرف بھاگ گیا۔ مرسیہ نے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا آپ چل سکتے ہیں یا آپ کو سہارے کی ضرورت ہے۔ ولید نے اپنی تلوار نیام میں کرتے ہوئے کہا۔ میں چل سکتا ہوں۔ عمروس نے بھی مرسیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ دونوں بہنیں آگے آگے چلیے میں اپنے بھائی کو سہارا دے کر لاتا ہوں۔

دونوں بہنیں ولید اور عمروس کو لے کر اپنی خواب گاہ میں لائیں۔ مرسیہ نے ولید کا بازو پکڑ کر اپنے گدے دار، ریشمی اور گداز بستر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ آپ یہاں بیٹھیے، میں آپ کی مرہم پٹی کا سامان کرتی ہوں۔ کمرے میں آتش دان میں آگ روشن تھی۔ لہذا کمرہ خوب گرم ہو رہا تھا۔ ولید اور عمروس دونوں ایک ہی بستر پر بیٹھ گئے۔ مازر نے ایک برتن میں پانی ڈال کر گرم ہونے کے لیے آتش دان کے پاس رکھ دیا۔ پھر وہ دونوں بہنیں ولید اور عمروس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی تھیں۔

اتنے میں پیلاطس بھاگتا ہوا اندر آیا اس کے ہاتھ میں مرہم پٹی کا سامان تھا اور وہ بدحواس دکھائی دے رہا تھا۔ اندر آتے ہی اس نے مرہم پٹی کا سامان مرسیہ کو تھمایا اور بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔ وہ لوگ جو ان کا تعاقب کر رہے تھے پھر ادھر آ گئے ہیں۔ وہ ہماری حویلی کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ آپ ان کے پاس ہی رہیں میں انہیں یہاں سے بھگا کر آتا ہوں۔

پیلاطس حویلی کا بیرونی دروازہ کھول کر باہر گلی میں نکل آیا۔ وہاں کلیسا کے محافظ جمع تھے اور اونچی اونچی آوازوں میں باتیں کرتے ہوئے شور کر رہے تھے۔ پیلاطس ان کے قریب آیا اور پوچھا، کیا ہوا، کیا تمہیں دو چوروں کی تلاش ہے۔ ایک پہریدار نے چونک کر پوچھا، کیا تم نے دو آدمیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا ہے۔ پیلاطس نے کہا۔ ہاں میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ دو تھے اور شمالی دیوار پھلانگ کر

ہماری حویلی میں داخل ہوئے تھے۔ اس پہرے دار نے بے تاب ہو کر پوچھا، کیا وہ ابھی تک اندر ہی ہیں۔ پیلاطس نے مایوسانہ لہجہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ بھاگتے ہوئے ہماری حویلی کے باغ کے اندر سے گزرے تھے۔ میں اس وقت جاگ رہا تھا۔ میں نے ان پر تیر بھی چلایا، پر اندھیرا تھا میرا نشانہ خطا گیا اور وہ بھاگ گئے۔

پہریدار نے مایوس آواز میں کہا۔ بھاگ گئے، کدھر اور کہاں بھاگ گئے؟ پیلاطس نے اپنے سامنے جنوب کی طرف جانے والی ایک گلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ ہماری حویلی کی جنوبی دیوار پھاند کر باہر نکلے تھے اس کے بعد میں نے اپنی آنکھوں سے انہیں اس گلی کے اندر گھوڑے کی طرح تیز بھاگتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پہریدار نے پھر پوچھا۔ تم کون ہو؟ پیلاطس نے کہا۔ یہ حویلی رئیس لوقا کی ہے اور میں اس حویلی کا ملازم پیلاطس ہوں۔

اس بار ایک اور پہریدار نے چلاتے ہوئے کہا۔ میں نہ کہتا تھا انہوں نے گلی میں پتھر پھینک کر ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ ہم سب اُن کے دھوکے میں آ گئے اور وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ آؤ اب اس گلی میں انہیں تلاش کریں۔ وہ شہر کے اندر ہی ہیں، باہر نہیں بھاگ سکتے کیونکہ اس وقت تک ہمارے ساتھی شہر کے سب دروازوں کی ناکہ بندی کر چکے ہوں گے۔ پھر اس پہریدار نے پیلاطس کو مخاطب کر کے کہا۔ پیلاطس! تم خیال رکھنا اور ہمیں خبر کرنا۔ ہو سکتا ہے کوئی ٹھکانہ نہ پا کر وہ پھر ادھر آ نکلیں۔ ہمیں ان کی تلاش ہے۔ وہ چور نہیں قاتل ہیں۔ انہوں نے وسطی کلیسا کے راہب مرقس کو قتل کر دیا ہے۔ سب پہریدار بھاگتے ہوئے اس جنوبی گلی کے اندر چلے گئے اور پیلاطس حویلی کا بیرونی دروازہ بند کرنے کے بعد اس کمرے کی طرف جا رہا تھا جس میں ولید، عمروس، مرسیہ اور مازر تھے۔

پیلاطس اندر آیا۔ مرسیہ نے فکر مند آواز میں پوچھا، کون تھے وہ؟ پیلاطس نے ایک بار گہری نگاہوں سے ولید اور عمروس کی طرف دیکھا پھر اداس سے لہجے میں کہا۔ وہ وسطی کلیسا کے محافظ تھے۔ اِن دونوں نے اس کلیسا کے راہب مرقس کو قتل کر دیا ہے

اور اب وہ ان کی تلاش میں ہیں ۔ مرسیہ نے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے غمگین آواز میں پوچھا کیا آپ دونوں نے واقعی راہب کو قتل کیا ہے ۔ ولید نے صفائی پیش کرنے کے انداز میں کہا ۔ ہم دونوں نے نہیں بلکہ میں اکیلے نے اسے قتل کیا ہے ۔ اس نے ہمارے قبیلے ایک لڑکی جس کا نام طوبیا تھا اُسے قتل کر دیا تھا ۔ جس کی بنا پر ہم نے اسے قتل کر دیا ۔ پیلاطس نے پریشان ہو کر پوچھا ۔ کیا راہب نے واقعی اس لڑکی کو مار ڈالا تھا ۔ ولید نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا ۔ ہمیں جھوٹ کہنے کی عادت نہیں ۔ راہب مرقس قاتل تھا ۔ پیلاطس نے فیصلہ کن انداز میں کہا ۔ اگر وہ قاتل تھا تو پھر آپ نے ٹھیک کیا کہ اسے قتل کر دیا ۔ ایک قاتل کی سزا قتل ہی ہونی چاہیے اب آپ مطمئن رہیں ، میں کلیسا کے محافظوں کو واپس بھگا آیا ہوں ۔ میں نے انہیں چکمہ دیا ہے کہ دو آدمی بھاگتے ہوئے آئے تھے اور وہ ہماری حویلی کے باغ سے گزر کر جنوب کی طرف بھاگ گئے ہیں ۔ اب وہ سب شہر کے جنوبی حصے کی طرف چلے گئے مرسیہ نے سکون کا لمبا سانس لیتے ہوئے کہا ۔ شکر ہے ۔ وہ ٹل گئے ہیں میں سخت فکر مند ہو رہی تھی ۔ اب تم ان کے زخم کی مرہم پٹی کر دو ۔ مازر اٹھی اور آتش دان کے پاس رکھا ہوا گرم پانی اُٹھا لائی ۔ پیلاطس نے ولید کی پہلی پٹی کھول دی اس نے دیکھا زخم گہرا تھا ۔ ہلکے نیم گرم پانی سے اس نے زخم کو صاف کیا پھر اس نے مرہم لگا کر پٹی باندھ دی ۔ پیلاطس جب فارغ ہوا تو مازر نے کہا ۔ اب اٹھو ان کے لیے کھانا لے کر آؤ ۔ عمروس نے پیلاطس کا ہاتھ پکڑ کر روکتے ہوئے کہا ۔ رہنے دو تم تکلیف نہ کرو ۔ کھانا ہم نے شہر کے ایک بھٹیار خانے سے کھا لیا تھا ۔ ہم صرف اپنی مقتول لڑکی کا انتقام لینے آئے تھے ۔ ہم اپنا کام کر چکے ہیں ۔ اب ہمیں یہاں سے نکل بھاگنے کی فکر کرنی چاہیے ۔ مازر نے متنبہ کرنے جیسی آواز میں کہا ۔

اس وقت تک کلیسا کے پہریدار اور شہر کے محافظ حرکت میں آ چکے ہوں گے انہوں نے شہر کے سارے دروازوں کی ناکہ بندی کر دی ہو گی ۔ اس کے علاوہ آپ کا ساتھی زخمی ہیں ۔ اس وقت آپ کا باہر نکلنا خطرناک ہے ۔ اگر محافظ آپ سے یہ پوچھیں

آپ کون ہیں ، کہاں سے آئے ہیں اور کس مقصد کے تحت شہر میں داخل ہوئے ہیں تو آپ کے پاس کیا جواب ہو گا ۔ مرسیہ نے بھی زور دیتے ہوئے کہا ۔ مازر ٹھیک کہہ رہی ہیں ۔ ان حالات میں ہم آپ کو یہاں سے نہ جانے دیں گے ۔ آپ خاموشی سے اس وقت یہاں پڑے رہیں ۔ جب تک حالات درست نہیں ہو جاتے ہیں اس حویلی کے اندر آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے ۔ کمرے میں چند لمحوں تک خاموشی رہی پھر پیلاطس نے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ آپ دونوں نے اپنے نام تو بتائے ہی نہیں ۔ ولید نے ایک بار تیز نگاہوں سے عمروس کی طرف دیکھا پھر پیلاطس کے اطمینان کی خاطر اس نے فوراً کہہ دیا ۔ میرا نام یوسان ہے اور یہ میرا بڑا بھائی ہے اس کا نام رسافہ ہے ۔ پیلاطس نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا ۔ حیرت ہے کہ آپ دونوں بھائی ہیں جب کہ آپ دونوں کی شکلیں اور رنگ تک آپس میں نہیں ملتے ۔ آپ کا رنگ اسپین کے مقامی باشندوں جیسا سفید اور سرخ ہے ۔ جب کہ آپ کے بڑے بھائی افریقہ اور اسپین کے شمال مشرقی حصوں کے بربروں کی طرح سیاہ فام ہیں ۔

اس بار عمروس نے ولید کی مدد کی اور پیلاطس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔ تمہارا اندازہ درست ہے ۔ ہم دونوں کا باپ ایک ہی ہے پر مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں ۔ ہمارے باپ کی دو بیویاں تھیں ۔ میری ماں بربر تھی اور اس کی ماں فرانسیسی تھی ۔ پیلاطس نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔ اب میں سمجھا پورے معاملے کو ۔ اب ——— پیلاطس کہتے کہتے رک گیا کیونکہ حویلی کے صدر دروازے پر دستک ہوئی تھی ۔ پیلاطس کھڑا ہوتا ہوا بولا ۔ میں جا کر دیکھتا ہوں کون ہے ، میرا خیال ہے مالک لوٹ آئے ہیں ۔ مرسیہ بھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی ۔ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں ۔ اگر وہ ابّی ہوئے تو میں انہیں یہ سارا معاملہ سمجھا دوں گی ۔ مازر اور عمروس ولید کے پاس بیٹھے رہے جبکہ پیلاطس اور مرسیہ اٹھ کر باہر نکل گئے تھے ۔

تھوڑی دیر بعد مرسیہ اور پیلاطس اندر آئے ان کے ساتھ ادھیڑ عمر کا ایک مرد بھی تھا ۔ مرسیہ نے آگے بڑھ کر ولید اور عمروس سے کہا ۔ یہ میرے ابّی ہیں ۔

ولید اور عمرو بن نے اُٹھ کر اور آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرنا چاہا، پر اس نے دونوں کو اپنی جگہ پہ بٹھاتے ہوئے کہا۔ بیٹھے رہو۔ کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ مازرہ اور مرسیہ کا باپ لوقا ہوں۔ مرسیہ مجھے آپ سے متعلق پورے حالات بتا چکی ہے۔ آپ دونوں نے میری بیٹیوں کی عزّت اور زندگی بچائی ہے۔ آپ اس گھر کے محترم ہیں۔ یہاں آپ دونوں کو کوئی خطرہ نہیں آپ محفوظ ہیں۔ اس حویلی میں صرف چار ہی افراد ہیں، مازرہ، مرسیہ اور پیلاطس۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں میری بیوی اور اکلوتے بیٹے کو ان فرانسیسی سپاہیوں نے قتل کر دیا تھا جنہوں نے مازرہ اور مرسیہ کو اغوا کر لیا تھا آپ دونوں نے ان بھیڑیوں سے میری بیٹیوں کو رہا کرایا تھا۔

ولید نے پوچھا، آپ اتنی رات گئے کہاں سے آ رہے ہیں۔ لوقا ولید کے سامنے بیٹھ گیا اور تھکے تھکے لہجے میں کہا۔ ایک مسلمان جرنیل ولید بن ہشام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ایک فرانسیسی لشکر نے قشتالیہ آنا تھا لیکن اس مسلمان جرنیل نے پہلے حملہ کر کے فرانس اور اندلس کی سرحد پر اس لشکر کو شکست دے کر اکثر کو تہ تیغ کر دیا ہے اور جو جان بچانے میں کامیاب ہوئے وہ واپس فرانس بھاگ گئے ہیں۔ اس فرانسیسی لشکر کی شکست کے سلسلہ میں یہاں کے حکمران لیسی نے شہر کے تمام رؤسا کی ایک مشورے کی مجلس طلب کی تھی جس میں شہر کے دفاع اور اس مسلمان جرنیل کے خلاف جنگ کرنے پہ تبادلہ خیال کیا گیا تھا۔ میں ابھی وہیں سے لوٹ رہا ہوں۔

لوقا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ میرا خیال ہے آپ دونوں تھکے ہوئے ہیں۔ اب آپ آرام کریں۔ مازرہ اور مرسیہ! تم دونوں بہنیں ساتھ والے کمرے میں سو جاؤ۔ یہاں ان کے پاس پیلاطس رہے گا تاکہ وہ ان کی حفاظت کرنے کے علاوہ ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھے۔ لوقا، مرسیہ اور مازرہ باہر نکل گئے۔ پیلاطس نے آتش دان میں اور لکڑیاں ڈال دیں۔ سارے بستر اس نے درست کیے اور تھوڑی دیر بعد وہ تینوں بھی گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔

شہر سے نکل کر اندھیرے کے اندر عمونہ اور عمر بن ربیعہ بڑی تیزی سے بھاگ رہے تھے۔ ایک جگہ ایک درخت کے سہارے کھڑی ہو کر عمونہ رُک گئی اور منہ بسورتے ہوئے اس نے عمر سے پوچھا۔ ابھی اور کتنی دور جانا ہے۔ میں بھاگتے بھاگتے تھک گئی ہوں۔ عمر نے اندھیرے کے اندر مشرق کی طرف اپنا ہاتھ لہرا کر تسلّی دینے کے انداز میں کہا۔ ہمت کرو میری بہن! وہ سامنے جو روشنیاں دکھائی دے رہی ہیں وہی ہمارا پڑاؤ ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک فرلانگ فاصلہ اور ہو گا۔ عمونہ نے پھر پوچھا ولید اور عمرو بن کب لوٹیں گے۔ عمر نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم فکر مند نہ ہو میری بہن! آقا ولید اور امیر عمرو بن راہب مرقس کو قتل کر کے جلد ہی واپس آ جائیں گے۔ عمونہ خاموش ہو گئی۔ چند لمبے لمبے سانس اس نے لیے اور دوبارہ وہ عمر کے ساتھ مشرق کی طرف بھاگ رہی تھی۔

دونوں بھاگتے ہوئے پڑاؤ میں داخل ہوئے۔ عمر، عمونہ کو اس خیمے میں لے گیا جس کے اندر ناتن، اس کی بیوی اور بیٹیاں ٹھہری ہوئی تھیں۔ ناتن نے جونہی عمونہ کو دیکھا اس نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ عمونہ بیٹی تم! عمر نے اچنبے پن میں پوچھا کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔ ناتن نے کہا۔ یہ تو ہمارے ہمسائے اوریاہ کی بیٹی ہے۔ کیا امیر ولید قشتالیہ سے اسے ہی لینے آئے ہیں۔ عمر نے کہا۔ ہاں یہی ہیں وہ جن کی خاطر اس قدر تردد کیا گیا ہے۔ ناتن نے فکر مند لہجے میں پوچھا۔ امیر اور عمرو بن کو کہاں چھوڑ آئے ہو ——— وہ راہب مرقس سے نبٹ کر جلد ہی آ جائیں گے۔

عمر اپنے خیمے کی طرف چلا گیا۔ ناتن کی بیوی اور بیٹیاں اُٹھ کر عمونہ کے گلے ملنے لگی تھیں۔ یہ ایک خاصا بڑا خیمہ تھا۔ فرش کے اوپر چٹائیاں بچھا کر ان کے اوپر بستر لگا دیے گئے تھے۔ خیمے کے وسط میں تنور کی شکل کا ایک گڑھا کھودا گیا تھا جس کے اندر آگ جل رہی تھی اور خیمے کو گرم رکھنے کے لیے اس گڑھے سے آتش دان کا کام لیا گیا تھا۔ عمونہ جب ناتن کی بیوی اور بیٹیوں سے مل رہی تھی تو ناتن نے آتش دان میں اور لکڑیاں ڈال کر آگ کو خوب بھڑکا دیا تھا۔

ناتن کی بیوی اور اس کی بیٹیاں عمونہ کو اپنے درمیان بٹھا کر باتیں کرنے لگی تھیں۔ ناتن نے اُنہیں ٹوکتے ہوئے کہا۔ تم عمونہ کو باتوں ہی میں اُلجھائے رکھو گی یا اُسے کھانے کو بھی کچھ دو گی۔ عمونہ نے ہنستے ہوئے ناتن سے کہا۔ اے عم! میں نے شام کا کھانا کھا لیا تھا۔ مجھے تو ولید نے عشاء کی نماز کے بعد کلیسا سے نکالا ہے۔ اس وقت تک میں کھانے سے فارغ ہو کر ان کا انتظار کر رہی تھی۔ ناتن نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔ عشاء کی نماز! تو کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم مسلمان ہو چکی ہو۔ عمونہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں اسلام قبول کر چکی ہوں۔

ناتن نے تعریف و داد کے انداز میں کہا۔ حیرت ہے کہ تم نے کلیسا میں رہتے ہوئے اسلام قبول کیا۔ تم ہم سے کہیں بہتر ہو۔ ہم نے تو ایک مبلّغ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا اور تم ایسی جگہ مسلمان ہوئیں جہاں اسلام کا نام لینا بھی سخت ممانعت تھی۔ میں حیران ہوں تم نے ایک کلیسا میں کیسے اسلام قبول کر لیا۔ عمونہ نے شرماتے ہوئے کہا۔ یہ سب کچھ ولید کی وجہ سے ہوا۔ انھوں نے وہاں میری حفاظت پر جو آدمی مقرر کر رکھے تھے وہ مجھے اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور آہستہ آہستہ میں راہِ راست پر آ گئی۔ اس دوران ناتن کی ایک بیٹی اُٹھی ٹاٹ کے ایک تھیلے سے اس نے خشک پھل نکالے اور ایک طشت میں ڈال کر سب کے سامنے رکھ دیئے تھے۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ناتن نے پھر عمونہ سے پوچھا۔ تمہارا باپ ان دنوں کہاں ہے بیٹی! عمونہ نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔ اُنہیں جیولوس ماریا کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا۔ ناتن تڑپ اُٹھا۔ کب؛ کہاں اور کیسے؛ مجھے تفصیل سے بتاؤ۔ اس جواب میں عمونہ انہیں اپنے باپ ادریاہ کے قتل، ولید سے ملاقات اور اپنے اسلام قبول کرنے کی پوری داستان سنا رہی تھی۔

عمونہ جب اپنی داستان کہہ چکی تو خیمے میں ایک غم آلود خاموشی سی چھا گئی تھی۔ عمونہ کے باپ ادریاہ کی موت کا سن کر ہر کوئی غمزدہ ہو گیا تھا۔ اتنے میں عمر بن ربیعہ بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور بدحواس لہجے میں اس نے ادریاہ سے کہا۔ آپ

لوگ محتاط رہیں۔ آقا ولید نے راہب مرقس کو قتل تو کر دیا ہے لیکن کلیسا کے راہبوں کو خبر ہو گئی تھی۔ میں ابھی ابھی شہر کے صدر دروازے سے ہو کر آ رہا ہوں۔ آقا اور عمروس کلیسا سے بھاگ تو گئے ہیں لیکن کلیسا کے محافظ ان کے تعاقب میں ہیں۔ ابھی تک انہیں کسی نے پکڑا تو نہیں تاہم وہ شہر کے اندر ہی کسی جگہ چھپے ہوئے ہیں۔ یہ خبر سن کر عمونہ کا رنگ ہلدی کی طرح ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا گویا اس پر جان کنی کی کیفیت طاری ہو گئی ہو۔ ولید کا شہر کے اندر ہی رہ جانا اس کے لیے بہت بڑا صدمہ تھا۔ عمر بن ربیعہ نے کہا۔ ہمیں عمونہ کو چھپانے کا بھی کوئی انتظام کرنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے وہ عمونہ کی تلاش میں ہمارے پڑاؤ کی تلاشی بھی لیں۔

ناتن نے فکر گیر آواز میں کہا۔ ہمیں آقا ولید اور عمروس کے متعلق فکر مند ہونا چاہیے۔ عمونہ کی حفاظت کا میں نے مکمل انتظام کر رکھا ہے۔ عمر نے تجسس کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ عمونہ کے لیے آپ نے کیا کر رکھا ہے۔ جواب میں ناتن اپنی جگہ سے اُٹھا اپنا بستر پھر چٹائی ہٹائی اور کہا۔ نیچے لکڑی کے تختوں کے تلے میں نے ایک تہ خانہ بنا رکھا ہے۔ اگر عمونہ کو چھپانے کی ضرورت ہوئی تو اس کو اس تہ خانے میں ڈال دیا جائے گا مجھے زیادہ فکر ولید اور عمروس کی ہے۔ عمر نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اس وقت شہر میں داخل ہونا ناممکن ہے کل صبح سے ان کی تلاش شروع کریں گے۔

عمر جب واپس چلا گیا تو ناتن نے دعا کے انداز میں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا۔ اللہ ان دونوں کا حامی و ناصر ہو گا۔ ناتن نے دیکھا۔ عمونہ کی حالت یہ خبر سن کر وحشتناک ہو گئی تھی۔ اسے مصروف رکھنے کے لیے اس نے پھر باتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ عمونہ ان کے ساتھ باتوں میں شامل ضرور تھی لیکن اس کا دل ولید کی سلامتی کی خاطر لرز رہا تھا۔ وہ تصورات میں ولید کو راہب کے قتل کے بعد قشتالیہ شہر میں بھاگتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے دھند کے پردے پھیل گئے تھے جن کے اندر وہ ولید کو اپنی جان بچانے کی خاطر کشمکش کرتے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے جنہیں اس نے فوراً پونچھ کر اپنی حالت پر قابو پا لیا اور رات سرد ہواؤں سے ٹکراتی ہوئی آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی۔

ظلمتِ شب کی چادر چاک ہو گئی تھی ۔ تاریکیوں کے اندر رقص کرتے ہوئے شیطان گر وہ روپوش ہو گئے تھے ۔ مشرق کی سمت سے روشنی کا جوالا اُمڈا اُٹھا تھا ۔ رات کی مایوسی اور بنجر پن میں لپٹی ہوئی ہر چیز جو یادوں کے اندھیروں میں صدیوں پرانے قبرستان میں منہ چھپائے کسی بیوہ کی طرح اُداس اور غم گیں لگتی تھی سحر کی ایک ہی جنبشِ ابرو پر مہک اور مسکرا اُٹھی تھی ۔ حسین مرسیہ اس کمرے میں آئی جس میں ولید اور عمروس سوئے ہوئے تھے جس پلنگ پر رات کو پیلاطس سویا تھا وہ خالی پڑا تھا ۔ مرسیہ کچھ ہچکچاتی ہوئی آگے بڑھی چند لمحوں تک وہ بڑے پیار اور ہمدردی سے ولید کو گھورتی رہی ۔ وہ شاید اُسے جگانا چاہتی تھی اور شرم محسوس کر رہی تھی ۔ اتنے میں مازر کمرے میں داخل ہوئی ۔ اس کے ہاتھ میں طشت تھا جس میں اس نے کھانے کے برتن سجا رکھے تھے ۔ اس نے مرسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ تم نے ابھی تک انہیں جگایا نہیں ہے ؟

مازر نے طشت ایک طرف رکھ دیا ۔ خود وہ آگے بڑھی اور عمروس کا پاؤں پکڑ کر نرمی سے ہلایا ۔ عمروس نے آنکھیں کھولیں اور مازر نے ہلکے سے مسکرا کر کہا ۔ آپ اُٹھیں گے نہیں ۔ باہر تو دھوپ چڑھ آئی ہے ۔ مَیں نے کھانا تیار کر دیا ہے اُٹھ کر کھائیں ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا ۔ عمروس نے ولید کی طرف دیکھا وہ گہری نیند سویا ہُوا تھا ۔ عمروس چند لمحوں تک بڑی شفقت و عقیدت کے ساتھ ولید کو دیکھتا رہا پھر اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے

کر نرمی سے ہلاتے ہوئے اسے پکارا ۔ یوسان ! یوسان ! اُٹھو ! دیکھو باہر کیسی دھوپ چڑھ آئی ہے ۔ اتنے میں پیلاطس تیزی سے اندر داخل ہُوا ۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا پر وہاں پڑا ہُوا کھانا دیکھ کر وہ خاموش رہا اور ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ اُٹھیے مَیں آپ کا ہاتھ منہ دُھلاتا ہوں ۔ ولید اور عمروس اٹھ کر پیلاطس کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئے ۔ مرسیہ اور مازر نے مل کر جلدی جلدی کمرے کی صفائی کی ۔ بستر درست کیئے اور پھر وہاں دونوں نے کھانا لگا دیا تھا ۔

ولید اور عمروس کو پیلاطس اندر لایا اور دونوں کو کھانا کھلانے لگا ۔ مازر اور مرسیہ بھی وہیں ان کے پاس بیٹھی رہی تھیں ۔ جب ولید اور عمروس کھانا کھا چکے تو پیلاطس نے برتن اُٹھا کر ایک طرف رکھتے ہوئے کہا ۔ مَیں آپ کے لیے ایک بُری خبر لے کر آیا ہوں ۔ شہر کے حاکم لیبسی تک یہ خبر پہنچ گئی ہے کہ راہب مرقس کو کسی نے قتل کر دیا ہے ۔ اسے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قاتل ابھی تک شہر کے اندر ہیں ۔ لہٰذا اس نے حکم دیا ہے کہ شہر کے ہر مکان اور ہر حویلی کی تلاشی لی جائے ۔ اس مقصد کے لیے سپاہیوں کے بے شمار گروہ بنائے گئے ہیں جو سب گھروں کی تلاشیاں لیں گے ۔ اس کے علاوہ رات کے وقت آپ دونوں تو سو گئے تھے پوری رات شہر میں منادی ہوتی رہی ہے کہ جس کے ہاں قاتل چُھپے ہوئے ہوں وہ خود انہیں حاکم کے حوالے کر دے ورنہ اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی اب آپ دونوں کو یہاں سے بھاگ جانے کے متعلق سوچنا چاہیئے ورنہ ہم سب کے مصیبت میں پھنس جانے کے خدشات اُٹھ کھڑے ہوں گے ۔

ولید نے پیلاطس کی تائید کرتے ہوئے کہا ۔ تم ٹھیک کہتے ہوئے پیلاطس ! ہمیں فوراً یہاں سے چلے جانا چاہیئے ۔ پیلاطس کچھ کہنے والا تھا کہ مرسیہ پہلے ہی بول پڑی ۔ ابی کے آنے سے پہلے آپ کیسے جا سکتے ہیں ۔ وہ یہ پتہ کرنے گئے ہیں کہ شہر کے کس دروازے سے باہر نکلنا آسان ہے ۔ جب تک وہ آ نہ جائیں مَیں آپ کو نہیں جانے دوں گی ۔ اس طرح تو آپ کے پکڑے جانے کا خطرہ ہے اور پھر آپ زخمی ہیں ۔ آپ سے اب بھاگا بھی نہیں جا سکتا ۔

اتنے میں حویلی کے بیرونی دروازے پر دستک ہوئی اور پیلاطس نے چونک کر کہا۔ لو مالک آ ہی گئے ہیں۔ پیلاطس بھاگتا ہوا باہر چلا گیا اور جب وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ مریہ اور مازر کا باپ لوقا بھی تھا۔ مریہ نے فوراً اپنے باپ سے پوچھ لیا۔ ابی! ان کے یہاں سے نکل جانے کا کوئی انتظام ہوا۔ لوقا نے مایوس لہجے میں کہا۔ مجھے کچھ سوچنے کا موقع بیٹی! شہر کے سارے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ آمدورفت کے لیے صرف شہر کا مشرقی دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔ وہاں اس عورت کو کھڑا کر دیا گیا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ قاتل کو اس کی شکل سے پہچانتی ہے۔ میں نے اپنے چند اعتبار کے آدمیوں کو یہاں بلایا ہے۔ وہ آئیں تو پھر یہاں سے انہیں نکالنے کا بندوبست کرتے ہیں۔

مریہ اور مازر اب مطمئن دکھائی دے رہی تھیں۔ ان کے لیے یہی سب سے بڑی خوشی اور سب سے بڑا انعام تھا کہ ولید اور عمروس بحفاظت شہر سے نکل جائیں۔ گو ولید اور عمروس کی روانگی ان دونوں کے لیے تکلیف دہ تھی پھر بھی وہ ان دونوں کی سلامتی پر اپنا سب کچھ قربان کر سکتی تھیں۔

○

ناتن اور عمر بن ربیعہ اپنے کئی دوسرے ساتھیوں کے ساتھ خچروں، گدھوں اور بھیڑ بکریوں پر مشتمل اپنا ریوڑ لے کر شہر میں داخل ہوئے تھے۔ شہر کے اندر ہر کوئی اب عمر بن ربیعہ کے اشاروں پر کام کر رہا تھا۔ ابن ربیعہ ریوڑ کے آگے آگے چلتا ہوا سیدھا شہر کے اس وسطی کلیسا کے پاس آیا جس میں ولید نے راہب مرقس کو قتل کیا تھا۔ ریوڑ کو روکنے کے بعد عمر چند لمحوں تک اس دیوار کے قریب گھومتا رہا جہاں سے ولید اور عمروس نے دیوار پھلانگتی تھی۔ پھر وہ ناتن کے پاس آیا اور بڑی رازداری سے کہا۔

ناتن! ناتن! میں امیر ولید اور عمروس کے جوتوں کے نشانات پہچان چکا ہوں۔ میں ان کا کھوج لگاتے اور کھرا ڈھونڈتے ہوئے آگے بڑھتا ہوں۔ تم ریوڑ کو میرے پیچھے پیچھے ہانکتے لاؤ۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو ہم یہ ڈھونڈ نکالیں گے کہ امیر کہاں روپوش ہیں، دوسرے ریوڑ کے میرے پیچھے پیچھے آنے پر ان

دونوں کے جوتوں کے نشانات ختم ہو جائیں گے اور ہمارے بعد کسی نے اگر ان کا کھوج لگانے کے متعلق سوچا تو اسے کامیابی نہ ہوگی۔ اس لیے کہ ہمارے ریوڑ کے ان گنت جانوروں کے پاؤں ان دونوں کے جوتوں کے نشانات مٹا چکے ہوں گے۔

عمر آگے آگے چلتا اور جوتوں کے نشانات تلاش کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا جبکہ ناتن اپنے آدمیوں کی مدد سے ریوڑ کو اس کے پیچھے پیچھے ہانکتا رہا۔ لوقا کی حویلی کے پاس عمر رک گیا۔ ناتن نے بھی ریوڑ کو روک دینے کا حکم دیا۔ عمر چند لمحوں تک وہاں کچھ تلاش کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر وہ ناتن کے پاس آیا اور خوشی ملی ہلکی آواز میں اس نے بڑی آہستگی سے کہا۔ ناتن! ناتن! خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ امیر اور عمروس اسی حویلی کے اندر ہیں جس کی دیوار کے ساتھ اس وقت ہم کھڑے ہیں۔ یہاں تک ان کے جوتوں کے نشان صاف اور واضح آتے ہیں اس کے بعد اچانک معدوم ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ضرور دیوار پھاند کر اس حویلی کے اندر چلے گئے ہیں۔ آؤ! آؤ ناتن! ریوڑ کو میرے پیچھے لاؤ اور اس حویلی کے صدر دروازے کی طرف جائیں۔ وقت بہت کم ہے ناتن! اگر شہر کے گھروں کی تلاشی شروع ہو گئی تو ہمارا کام مشکل ہو جائے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہمیں شہر سے باہر نکل جانے کا حکم دے دیا جائے۔

ریوڑ انہوں نے لوقا کی حویلی کے صدر دروازے کے سامنے لا کھڑا کیا۔ پھر عمر نے ناتن سے کہا، میں اندر جاتا ہوں تم ریوڑ کو یہیں روک رکھو۔ عمر نے حویلی کے دروازے کو جب کھولنا چاہا تو وہ اندر سے بند تھا۔ عمر نے مسکراتے ہوئے پھر ناتن سے کہا۔ دروازہ اندر سے بند ہونا اس بات کی دوسری دلیل ہے کہ آقا اسی حویلی کے اندر ہیں۔ پھر عمر نے بلا تامل حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد پیلاطس نے دروازہ کھولا اور عمر سے پوچھا کون ہو تم اور اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر دوبارہ تیز آواز میں پوچھا۔ یہ اتنا بڑا ریوڑ تم نے ہماری حویلی کے سامنے اس لیے کھڑا کر دیا ہے کہ یہاں گندگی پھیلے۔

عمر نے بڑے نرم اور میٹھے لہجے میں کہا۔ خفا مت ہو۔ میں جانتا ہوں تم لوگ ایک مصیبت میں مبتلا ہو۔ اگر وہ مصیبت میں رفع کر دوں تو؟ پیلاطس نے گھبرا کر

کہا۔ تم ایسی باتیں کر رہے ہو جو میری سمجھ سے باہر ہیں۔ عمر نے پھر بڑی شفقت سے کہا۔ تم ڈرو مت، جن دو آدمیوں کی وجہ سے تم مصیبت میں مبتلا ہو، جاؤ ان سے جا کر کہو ناتن ریوڑ کے ساتھ حویلی کے دروازے پر کھڑا ہے۔ جاؤ اب وقت ضائع مت کرو۔ ورنہ سارا کام بگڑ جائے گا۔ پیلاطس نے اچنبھے پن اور پریشانی میں ایک بار عمر کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا۔ پھر وہ حویلی کا دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر واپس بھاگ گیا تھا۔ عمر نے کچھ سوچا پھر وہ بھی اندر چلا گیا اور صحن کے وسط میں جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

پیلاطس بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور ولید کو مخاطب کر کے کہا۔ باہر ایک ایسا شخص اپنا ریوڑ لیے کھڑا ہے جو کہتا ہے۔ اس حویلی کے اندر جن دو آدمیوں کی وجہ سے تم مصیبت میں مبتلا ہو ان سے جا کر کہو کہ ناتن اپنے ریوڑ کے ساتھ حویلی سے باہر کھڑا ہے۔ عمروس چونک پڑا اور ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کہیں یہ دھوکہ نہ ہو ناتن کیسے جان سکتا ہے کہ ہم اس حویلی کے اندر ہیں۔ ولید نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ تم خود باہر جا کر دیکھو کیا معاملہ ہے۔ لوقا، مرسیہ، مازر پریشانی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ عمروس اٹھا اور پیلاطس کے ساتھ باہر آیا۔ اس نے دیکھا صحن کے وسط میں عمر بن ربیعہ کھڑا انتظار کر رہا تھا۔

عمروس کے لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پیلاطس نے سوالیہ کیفیت میں پوچھا۔ کیا آپ صحن میں کھڑے اس شخص کو پہچانتے ہیں۔ عمروس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ہاں، یہ میرا اپنا آدمی ہے۔ تم یہیں کھڑے رہو، میں اس سے بات کرتا ہوں۔ عمروس آگے بڑھا اور مدھم آواز میں اس نے عمر سے پوچھا۔ تم نے کیسے جان لیا کہ ہم اس حویلی کے اندر ہیں۔

عمر نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ وقت اور ضرورت سب کچھ سکھا دیتے ہیں۔ میں کلیسا سے یہاں تک آپ کے پاؤں کا کھرا نکالتا ہوا آیا ہوں۔ عمروس نے پھر پوچھا۔ ریوڑ کے ساتھ کون کون ہے؟ عمر نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ ناتن اور اس کے ساتھ ریوڑ کو ہانکنے کے لیے تیس سوار ہیں۔ عمروس نے چند لمحوں

کے تفکر کے بعد کہا۔ ایک ایسی خچر تیار کرو جس کے اوپر زین ہو اور ایک فالتو تنگ اس کی اگلی ٹانگوں کے قریب ہو۔ اس تنگ کے اندر امیر دونوں ٹانگیں ڈال لیں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں میں وہ زین کی رکابیں تھام لیں گے۔ صرف ایسی صورت میں ہم انہیں یہاں سے باہر لے جا سکتے ہیں۔

یاد رکھو! ہمیں بڑی احتیاط کرنا ہو گی۔ دروازے پر وہ عورت بھی کھڑی ہو گی جو امیر کو شکل سے پہچان چکی ہے۔ اپنے ساتھیوں کو سمجھا دینا کہ جس خچر کے نیچے امیر لٹکے ہوئے ہوں، اسے ریوڑ کے وسط میں دوسری خچروں کے درمیان چھپا کر رکھنا تاکہ امیر پر کسی کی نگاہ نہ پڑے اور سنو عمر! یہ بھی خیال رہے کہ کوئی سیخ پا ہونے والی خچر نہ ہو۔ اس لیے کہ امیر زخمی ہیں۔ ایسا نہ ہو خچر سرکشی کرے اور امیر گر جائیں۔ عمر نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ کیا کہا آپ نے امیر زخمی ہیں؟ —— ہاں، وہ زخمی ہیں۔ ان کی ٹانگ میں تیر لگا ہے۔ اب تم اس سارے انتظام کو آخری شکل دو۔ میں امیر کی تیاری کراتا ہوں۔ عمر تیز تیز ڈگ بھرتا ہوا حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

عمروس کمرے میں آیا اور ولید سے کہا۔ آپ تیاری کیجیے۔ ہمارا یہاں سے نکل بھاگنے کا بندوبست ہو گیا ہے۔ ولید بستر سے باہر نکل آیا۔ عمروس نے بڑی شفقت سے پوچھا۔ کیا آپ صحن تک چل سکیں گے؟ اگر نہیں تو میں آپ کو اٹھا کر لے جاتا ہوں۔ ولید نے اپنی زخمی ٹانگ پر بوجھ ڈالتے ہوئے کہا۔ زخم اتنا گہرا نہیں ہے کہ مجھے اپاہج بنا دے۔ میں آسانی سے چل پھر سکتا ہوں تم کوئی فکر نہ کرو۔

اتنے میں پیلاطس اندر آیا اور عمروس سے کہا۔ آپ کا ساتھی خچر کو صحن میں لے آیا ہے اور میں حویلی کا دروازہ بند کر آیا ہوں۔ ولید اور عمروس کمرے سے نکل کر صحن میں آ گئے۔ ان کے پیچھے پیچھے مرسیہ، مازر، لوقا اور پیلاطس بھی صحن میں آ گئے تھے۔ مرسیہ اور مازر اداس ہو گئی تھیں۔ وہ بار بار ولید اور عمروس کی طرف دیکھ رہی تھیں جیسے سوال کر رہی ہوں۔ وہ کون سی بستی ہے۔ زندگی کی وہ کون سی راہیں ہیں جن میں ہم پھر ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں۔

عمروس نے ولید کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ آپ اس خچر کے نیچے لٹک کر جائیں گے۔ اس طرح کسی خطرے کا سامنا کیے بغیر ہم شہر سے باہر نکل سکتے ہیں۔ آیئے میں آپ کو وہاں لٹکنے میں مدد دیتا ہوں۔ ولید آگے بڑھا وہ بہت کم لنگڑا رہا تھا۔ شاید اس نے اپنے زخم کی تکلیف پر قابو پا لیا تھا۔ ولید خچر کے نیچے آ کر بیٹھ گیا۔ عمروس، بیلاطس اور لوقا اسے سہارا دے کر اس کی ٹانگیں خچر کے اگلے ڈھیلے تنگ میں پھنسانے لگے تھے۔ جب کہ عمر نے خچر کی لگام کو تھام رکھا تھا۔ اس موقع پر مرسیہ بچاری سے نہ رہا گیا۔ بھاگ کر آگے بڑھی اور اپنے باپ لوقا کی پرواہ کیے بغیر اس نے اپنے دونوں نازک ہاتھ ولید کی کمر پر رکھتے ہوئے اسے سہارا دے دیا۔

جب ولید کی دونو ٹانگیں گھٹنوں تک پھنسا دی گئیں تو مرسیہ نے بڑے پیار سے پوچھا۔ آپ تکلیف محسوس تو نہیں کر رہے۔ ولید نے نفی میں سر ہلا دیا اور عمروس نے ولید کے دونوں ہاتھوں میں زین کی رکابیں تھما دی تھیں۔ اب ولید بڑے سکون سے خچر کے نیچے لٹک رہا تھا۔

عمروس نے عمر سے خچر کی لگام لے لی۔ ایک جست کے ساتھ وہ رکاب میں پاؤں جمائے بغیر خچر پر سوار ہو گیا اور عمر سے کہا۔ تم اب باہر جاؤ اور ریوڑ کو ہانک دو میں خچر کو باہر لاتا ہوں۔ مرسیہ اور مازر پریشان اور اداس کھڑی تھیں۔ مرسیہ خچر کے نیچے لٹکے ہوئے ولید کو بڑی حسرت سے دیکھ رہی تھی جب کہ مازر کی اداس نگاہیں خچر پر بیٹھے ہوئے عمروس پر جمی ہوئی تھیں۔ دروازہ جب کھلا تو عمروس خچر کو حویلی سے نکال کر ریوڑ کے وسط میں دوسری خچروں اور گدھوں کے اندر لے گیا جب کہ ناتن عمروس اور ان کے ساتھی ریوڑ کو ہانک چکے تھے۔ مرسیہ اور مازر اپنی حویلی کے دروازے پر لوقا اور بیلاطس کے ساتھ کھڑی بڑی غمزدہ حالت میں انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔

ناتن اور عمر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑی تیزی سے اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے شہر کے مشرقی دروازے پر لے آئے تھے۔ وہاں واقعی کلیسا کی وہ عورت پہریداروں کے ساتھ ایک جگہ بیٹھی ہوئی تھی جس نے ولید کو کلیسا کے اندر راہب مرقس کو قتل کرتے دیکھا تھا۔ ریوڑ جب دروازے سے گزرنے لگا تو وہ عورت ایک ایک سوار کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ ایک پہریدار نے ناتن کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ کل تو تم شام کے وقت اپنے ریوڑ کو شہر سے باہر لے کر گئے تھے۔ آج اتنی جلدی کیوں لوٹ رہے ہو۔ ناتن نے بات بناتے ہوئے کہا۔ شہر میں راہب مرقس کے قتل کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل رہے۔ اس لیے ہم سے جانور خریدنے کے لیے کون باہر نکلے گا۔ یہاں بیٹھ کر وقت ضائع ہی کرنا ہے۔ سوچا ہے ریوڑ کو لے کر وہ سامنے والی مشرقی پہاڑیوں کی طرف لے جاؤں گا۔ وہاں کم از کم جانور گھاس چر کر اپنا پیٹ تو پال لیں گے۔ پہریدار جواب میں خاموش ہو گیا اور سوار ریوڑ کو ہانکتے ہوئے شہر سے باہر نکال لے گئے۔ پہریداروں کی نگاہوں سے دور جا کر عمروس نے خچر کو روکا۔ ولید کو نیچے سے نکال کر اس نے اپنے سامنے آگے بٹھا لیا تھا اور خچر کو ریوڑ کے اندر دوبارہ ہانک دیا تھا۔

جب ریوڑ پڑاؤ کے پاس آیا تو پڑاؤ کے سب مرد اور عورتیں اپنے خیموں سے باہر نکل آئے تھے۔ ان میں عمونہ سب سے آگے آگے تھی۔ سب اس خچر کے گرد جمع ہو گئے جس پر عمروس کے سامنے ولید بیٹھا ہوا تھا۔ عمروس خچر سے اترا پھر سہارا دے کر ولید کو نیچے اتارا۔ عمونہ قریب ہی کھڑی بڑی پریشانی اور حسرت کے ساتھ یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اپنی زخمی ٹانگ آہستہ آہستہ زمین پر جماتے ہوئے ولید نے لوگوں سے کہا۔ اپنے اپنے خیمے اکھاڑ لو۔ سامان باندھ کر جانوروں پر لادو اور کوچ کی تیاری کرو۔ ہم جتنی دیر زیادہ یہاں قیام کریں گے اسی قدر زیادہ ہمارے لیے خطرات بڑھتے رہیں گے۔ سب مرد اور عورتیں اپنے اپنے خیموں کی طرف بھاگ پڑے اور کوچ کی تیاری کرنے لگے تھے۔

عمونہ آگے بڑھ کر ولید سے قریب ہوئی اور مردہ مردہ، کھوئی کھوئی اور ہچکولے کھاتی آواز میں پوچھا۔ آپ ٹھیک تو ہیں؟ لنگڑا کر کیوں چل رہے ہیں اور اخی عمروس نے آپ کو خچر سے سہارا دے کر کیوں اتارا ہے۔ ولید نے بات کا رخ بدلنے کی خاطر پوچھ لیا۔ تم تو ٹھیک ہو نا؟ عمونہ نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔ میں نے آپ سے

کچھ پوچھنا ہے ؟ آخر ولید کو بتانا ہی پڑا۔ شہر کے اندر بھاگتے ہوئے ایک تیر میری ٹانگ میں لگ گیا تھا جس کی وجہ سے ٹانگ پر چھوٹا سا زخم آگیا ہے۔ عمونہ نے پھر پوچھا۔ کیا زخم کی مرہم پٹی ہوئی ہے۔ ہاں اس شہر میں کچھ اچھے لوگ مل گئے تھے جنہوں نے میری پوری تیمارداری کی ہے۔ کیا آپ چل پھر سکتے ہیں اور خطرے کی کوئی بات تو نہیں ——— ولید نے اُسے تسلّی دیتے ہوئے کہا۔ تم فکر مند نہ ہو عمونہ ! زخم معمولی ہے اور میرے لیے تکلیف کا باعث نہیں ہے۔ اب تم ناتن کے گھر والوں کے ساتھ خچر پر سوار ہو جاؤ۔ ہم بہت جلد یہاں سے کوچ کریں گے۔

ولید عمروس کے ساتھ وہاں سے ہٹ کر اس طرف چلا گیا۔ جہاں اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ وہ لنگڑا کر چل رہا تھا۔ عمونہ بچاری ولید کی حالت دیکھ کر اپنے ان آنسوؤں کو پونچھ رہی تھی جو اس کی بڑی بڑی اور خوب صورت آنکھوں سے نکل کر اس کے سُرخ اور چکنے گالوں پر بہہ نکلے تھے۔ ولید اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ عمونہ ناتن کی بیٹیوں کے ساتھ ایک خچر پر سوار ہو گئی اور کاروان بڑی تیزی سے مشرق کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

○

حرہ میں لا کر عمونہ کو ناتن کے گھر ٹھہرایا گیا تھا۔ ناتن کے ہمسائے میں وہ مکان جو کبھی عمونہ کا گھر ہوا کرتا تھا۔ وہاں اب کوئی اور خاندان آباد تھا۔ عمونہ ہر وقت ولید کے متعلق فکر مند رہتی۔ وہ اس کے زخم کے متعلق جاننا چاہتی تھی۔ وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ ولید اکیلا رہتا ہے کیا اس کی کوئی دیکھ بھال بھی کر رہا ہے۔ اکثر اس کا جی چاہتا کہ ولید کے پاس جائے اس کی خدمت کرے، اس کی تیمارداری کرے لیکن یہاں تو ایک دیوار بھی شرم کی جو بیچ میں حائل تھی۔ کبھی کبھی باتوں باتوں میں ناتن سے ولید کے متعلق پوچھ لیتی اور بس۔ گاہے گاہے اسے ولید پر بھی غصّہ آتا کہ وہ اسے اپنے ساتھ اپنی حویلی میں کیوں نہیں لے کر گیا۔ پھر وہ اپنے آپ کو مطمئن کر لیتی کہ وہ اکیلی ولید کے پاس کیونکر رہ سکتی ہے۔ اسی ادھیڑ بن میں ایک ہفتہ گزر گیا۔ ولید نے اس کے پاس ایک چکر

...نہ لگایا تھا جس کی وجہ سے اس کی پریشانیوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔

ایک روز جب کہ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ سردی کی لہر تیز ...ی تھی اور فضاؤں کے اندر گہری دھند چھائی ہوئی تھی۔ عمونہ اور ناتن کی بڑی بیٹی ...گھر کے ایک کونے میں بنے ہوئے باورچی خانے میں مٹی کے چولہے کے سامنے بیٹھی شام ...ا تیار کر رہی تھیں کہ عمونہ نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے کہا۔ سارہ ! لگتا ہے پھر برف ...شروع ہونے والی ہے۔ سارہ نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے شریر لہجے ...ا۔ کیوں تجھے کسی کا انتظار ہے کیا جو تجھے خدشہ ہے کہ برف باری میں تیرا کوئی آنے ...ل جائے گا۔

عمونہ نے پیار سے سارہ کا منہ کھول کر اس کی زبان پکڑتے ہوئے کہا۔ اپنی اس ...کو کم چلایا کرو۔ سارہ جو ایک حسین، بھرپور جوان اور اندلسی نسل کا ایک خوبصورت ...نش مظہر تھی چند لمحوں تک خاموش رہی۔ شاید وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ پھر اس نے ...سنجیدگی سے عمونہ کو مخاطب کر کے کہا۔

عمونہ ! عمونہ ! بُرا نہ مانو تو ایک بات پوچھوں۔ عمونہ نے تیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اگر بُرا ماننے والی بات ہے تو پوچھو ہی مت۔ سارہ نے اپنی بات ...ردے کر کہا۔ لیکن وہ بات ایسی ہے جس کا پوچھا جانا بھی ضروری اور لازمی ہے ...شرط یہ ہے کہ تم سچ کہو گی۔ عمونہ نے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔ تو کیا تم مجھ سے ...وفاداری لے رہی ہو ——— ہاں یہی سمجھ لو ——— تو پھر کہو میں بُرا ...مانوں گی اور سچ بھی کہوں گی۔ سارہ نے فوراً کہہ دیا۔ کیا تم امیر ولید بن ہشام ...ت کرتی ہو۔

عمونہ نے ایک بار تیکھی اور تیز نگاہوں سے سارہ کی طرف دیکھا۔ پھر آپ ...سے اس کی نگاہیں جھک گئیں اور آن جانے خیالات میں کھو گئی تھی۔ یوں لگتا تھا ...خاموشی کی زبان سے سارہ کو سب کچھ کہہ گئی ہو۔ پر سارہ نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے ...پوچھا۔ چپ کیوں ... گئی ہو عمونہ ! کہو کیا تم امیر ولید کو پسند کر چکی ہو۔ عمونہ

بیچاری اُداس ہوگئی اور ہچکولے کھاتی ہوئی آواز میں کہا۔

سنو سارہ! میں ابھی کلیسا طرش میں عیسائی راہبہ ہی تھی کہ میں امیر ولید کی کامیابی اور سلامتی کے لیے دِن رات دُعا مانگا کرتی تھی۔ کلیسا میں عبادت کے لیے آنے والے لوگ بیماریوں سے نجات کی دُعائیں مانگا کرتے تھے جب کہ میں امیر ولید کی ساری بلائیں اپنے آپ کو لگ جانے کی دُعائیں مانگا کرتی تھی۔ دوسری راہبائیں مریمؑ و یسوعؑ کی خوشنودی حاصل کرنے کی جستجو میں رہتی تھیں اور میں امیر ولید کا انتظار کیا کرتی تھی۔

سنو سارہ! میں نے اپنے دل کی لطیف دھڑکنوں اور آسمان پہ جھلملاتے ستاروں کی سرگوشیوں میں ہمیشہ امیر کا نام سُنا ہے۔ وقت کی آندھیوں کے غبار میں جب میرا کوئی پُرسانِ حال نہ ہوا کرتا تھا، میں نے ہمیشہ ولید کو اپنے خون کی حرارت جانا۔ سارہ سارہ! میں نہیں جانتی محبت کیا ہے لیکن امیر ولید میری زندگی کے اُفق کی آخری حد ہیں۔ سارہ کچھ کہنے والی تھی کہ گھر کے صحن سے ناتن کی آواز آئی۔

عمونہ! عمونہ کہاں ہو بیٹی! عمونہ سارہ کے پاس سے اُٹھ کر باہر بھاگتی ہوئی بولی۔ ناتن عم! آپ نے مجھے پکارا۔ ناتن صحن میں کھڑا تھا، عمونہ کو دیکھتے ہی اس نے پوچھا۔ تم کیا کر رہی ہو بیٹی! سارہ بھی اندر سے نکل کر عمونہ کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔ ناتن نے پھر کہا۔ عمونہ بیٹی! امیر ولید تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میں اُنہیں دیوان خانے میں بٹھا آیا ہوں۔ جاؤ اُن کی بات سنو۔ وہ تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

ولید کی آمد کا سُن کر عمونہ سر سے پاؤں تک لچکیلی شاخ کی مانند لہرا گئی تھی پھر ناتن اور سارہ کی موجودگی کا خیال کیے بغیر وہ دیوان خانے کی طرف بھاگ رہی تھی۔

عمونہ پھولی ہوئی سانس کے ساتھ دیوان خانے میں داخل ہوئی۔ اندر ایک نشست پر ولید گردن جھکائے بیٹھا تھا اور اس کے دائیں طرف ایک چھوٹی سی گٹھڑی پڑی تھی۔ ولید عمونہ کی آمد سے بے خبر رہا۔ عمونہ خود ہی بولی اور اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ آپ! ولید نے چونک کر عمونہ کی طرف دیکھا اور اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ آؤ بیٹھو عمونہ! مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ عمونہ آگے بڑھ کر ولید

کے سامنے بیٹھ گئی اور اپنی طائرانِ خوش نوا جیسی آواز میں پوچھا۔ آپ کی ٹانگ کا زخم کیسا ہے۔ ولید نے مسکرا کر کہا۔ یہ بات تو اب پرانی ہو چکی ہے۔ میرا زخم تو کب کا ٹھیک ہو چکا ہے۔ عمونہ نے شکوہ کرنے کے انداز میں کہا۔ آپ کبھی ادھر آئے ہی نہیں جو مجھے خبر ہوتی کہ آپ کا زخم مندمل ہو چکا ہے۔ یہ زخم آپ کو میری وجہ سے لگا میں آپ کی مشکور رہوں کہ آپ نے مجھے قشتالیہ کے جہنم سے نکالا۔

ولید چند لمحوں تک خاموش رہا پھر اس نے عمونہ سے کہا۔ عمونہ! عمونہ! اگر میں تمہیں ناتن کے گھر کے بجائے کہیں اور رہنے کو کہوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔ عمونہ نے گردن جھکاتے ہوئے مدھم آواز میں کہا۔ آپ مجھے جہاں بھی رہنے کو کہیں گے مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اس کے لیے آپ کو مجھ سے اجازت لینے یا میری مرضی جاننے کی ضرورت نہیں۔ آپ جس طرف حکم دیں گے میں چلی جاؤں گی۔ عمونہ خاموش ہو گئی اور اپنی پرانی یادوں کے اجالوں میں کھو گئی تھی۔ وہ خوش تھی، اسے یقین ہو چکا تھا کہ ولید اسے اپنے ساتھ لے جانے کو کہے گا۔ یہی اس کا مقصد تھا اور یہی اس کی زیست کا مدعا تھا۔

عمونہ اپنے خیالات میں ڈوبی ہوئی تھی کہ ولید کی آواز پھر اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ عمونہ! عمونہ! تو پھر تیار رہنا پرسوں میں تمہیں چھوڑنے جاؤں گا۔ عمونہ نے گردن اُٹھائی اور چونک کر پوچھا۔ کہاں چھوڑنے جائیں گے مجھے؟ ——— برسلونہ سے جنوب میں کوئی دس میل کے فاصلے پر شقندہ نام کی بستی ہیں۔ روتی آواز میں عمونہ نے پوچھا وہاں میں کس کے پاس رہوں گی۔

وہاں ایک خاتون ہے، میں خود نہیں جانتا وہ کون ہے۔ تاہم یہ میرے باپ کا حکم تھا کہ میں اس خاتون کی خدمت اپنی ماں جان کر کروں۔ اس خاتون سے کوئی راز وابستہ ہے۔ میرا جرنیل مُسلم بن تمام اس راز سے واقف ہے اور اس راز کا سلسلہ اس وقت ٹوٹے گا جب میں اس کی بیٹی اسے واپس لا کر دوں گا۔ جسے عیسائی قزاق اغوا کر کے جزیرہ سارڈینیا کے شہر طارس لے گئے ہیں۔

عمونہ کے چہرے پر جہاں تھوڑی دیر قبل زندگی و خوشبو کی اُڑان، آرزو و

خوابوں کی پرواز اور یادوں اور امیدوں کے فروزاں و درخشاں اُجالے بکھر گئے
وہاں اب حسرت و یاس تھی - اندھیرا طلول اور گھمبیر افسردگی تھی - اس کی
یوں جاتی رہی تھی جیسے ریت پر دودھ گر کر غائب ہو جاتا ہے - اس کی مضطرب
و چمکیلی آنکھیں پُرنم ہو گئی تھیں - بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے اس
کہا - کیا حرہ اور سویدا دونوں شہروں کے اندر میرے رہنے کو کوئی جگہ نہیں رہی
آپ مجھے اس قدر دُور پھینک رہے ہیں - اگر یہ آپ کا حکم ہے تو میں ضرور چلی
جاؤں گی - ولید نے دُکھی آواز میں کہا - نہیں عمونہ! میں تمہیں حکم نہیں دے سکتا
تم وہاں جانا نہیں چاہتی - اصل میں مجھے ایک ایسی بھروسے کی اور پُرخلوص لڑکی کی
تھی جو اس خاتون کے پاس رہ کر اس طرح اس کی خدمت اور دیکھ بھال کرے جس طرح
بیٹی اپنی ماں کی کرتی ہے - اگر تم جانے سے انکار کرتی ہو تو میں کوئی اور بندوبست کر لیتا
عمونہ نے پریشان نغموں جیسی آواز میں کہا - آپ غلط سمجھے ہیں، آپ کی ہر بات
میرے لیے حکم کا درجہ رکھتی ہے - شقندہ بستی تو کیا، آپ مجھے دوزخ کی گرمی، شب
کے قہر اور سمندر کی گہرائی میں بھی پھینکنے کو لے چلیں تو میں اُسے بھی ایک سعادت جان
آپ کے ساتھ ہو لوں گی - آپ مطمئن رہیے پرسوں آپ شقندہ جانے کے لیے مجھے
پائیں گے -

ولید نے اپنے پہلو میں رکھی ہوئی گٹھڑی اُٹھا کر عمونہ کی گود میں رکھتے ہوئے
تو پھر یہ سنبھال لو، پرسوں ہم یہاں سے کوچ کریں گے - مضطرب آنکھوں سے ولید کی
دیکھتے ہوئے عمونہ نے پوچھا - اس میں کیا ہے - ولید نے مسکرا کر کہا - خود ہی دیکھ لو -
عمونہ نے جب گٹھڑی کھولی تو اس میں ایک نئی پوستین، ایک عبا اور دس جوڑے کپڑوں کے
تھے - عمونہ نے بے چینی سے پوچھا - یہ کس کے لیے ہیں - ولید نے خوش کُن آواز میں کہا
یہ پوستین، عبا اور پانچ جوڑے جو ریشمی کپڑوں کے ہیں وہ تو تمہارے ہیں - دوسرے
پانچ جوڑے جو سادہ کپڑوں کے ہیں وہ اس خاتون کے ہیں جس کے پاس تم نے جانا ہے
عمونہ نے پیار سے مُنہ بسورتے ہوئے کہا - یہ تو سلے ہوئے ہیں - کیا پتہ ہمارے

جسم پر پورے بھی آتے ہیں یا نہیں - ولید نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا - تم فکر مند نہ
ہو - یہ کپڑے میں نے ناتن سے تمہارا ناپ منگوا کر خیاط سے سلوائے ہیں - عمونہ اس انکشاف
پر دنگ رہ گئی تھی - اتنے میں ولید نے اپنے لباس کے اندر سے نقدی کی ایک تھیلی نکالی
اور عمونہ کی گود میں رکھتے ہوئے کہا - یہ بھی رکھ لو - ناتن کے ساتھ جا کر اپنی پسند کے
جوتے اور دوسرا سامان جس کی تمہیں ضرورت ہو خرید لینا -
عمونہ نے بکھری بکھری اور پریشان آواز میں پوچھا - مجھے کب تک اس خاتون
کے پاس رہنا ہو گا؟ ——— عنقریب میں سارڈینیا کی مہم پر جاؤں گا اور وہاں سے
اس کی بیٹی لا کر دوں گا - جب اس خاتون کی بیٹی آ گئی تو میں تمہیں پھر حرہ لے
آؤں گا - اس کے علاوہ تم میرا ایک ذاتی کام بھی کرو گی - عمونہ نے شکوہ کرتے ہوئے
کہا - آپ مجھ سے اجازت کیوں لیتے ہیں، سیدھی طرح یہ کیوں نہیں کہتے کہ میرا یہ کام
کرو ——— اچھا اُٹھو اور سارہ سے علیحدگی میں یہ پوچھ کر آؤ، کیا وہ عمروس
سے شادی پر رضامند ہو جائے گی - دیکھو عمونہ! میں سارہ کو عمروس کے لیے پسند
کر چکا ہوں - پہلے تم اس کا عندیہ لو پھر اس کے بعد میں ناتن سے بات کروں گا - اگر
تم ابھی پوچھ سکو تو میں بیٹھ کر انتظار کرتا ہوں - اگر نہیں تو چلا جاتا ہوں اور کل آ کر پتہ
کر لوں گا - عمونہ نے نقدی کی تھیلی سنبھالی اور کپڑوں کی گٹھڑی اُٹھاتے ہوئے اس نے کہا
آپ نے جانا نہیں میں سارہ سے پوچھ کر ابھی آتی ہوں - اس کے علاوہ آپ شام کا
کھانا بھی یہیں سے کھا کر جائیں گے -

عمونہ سیدھی باورچی خانہ میں آئی، سارہ وہاں اس کی منتظر بیٹھی تھی - عمونہ کے
ہاتھ میں گٹھڑی دیکھ کر اس نے فوراً پوچھ لیا - اس میں کیا ہے - عمونہ نے گٹھڑی اس کے
سامنے رکھ دی - خود ہی دیکھ لو ولید میرے لیے کپڑے لائے ہیں اور میں پرسوں
یہاں سے جا رہی ہوں -

سارہ نے چونک کر پوچھا - کیوں اور کہاں جا رہی ہو - عمونہ نے تیزی میں
کہا میں برسلونہ کی طرف جا رہی ہوں - تفصیل تمہیں بعد میں بتاؤں گی پہلے یہ بتاؤ کیا

تم امیر عمروس کے ساتھ شادی کے لیے تیار ہو ۔ اسے مذاق نہ سمجھنا سارہ ! امیر ولید نے مجھے تمہارا عندیہ لینے کو بھیجا ہے ۔ سارہ خاموش رہی ۔ عمونہ نے پیار سے کہا سارہ ! سارہ ! مجھے تمہارے جواب کا انتظار ہے ۔ امیر ولید دیوان خانے میں میرے منتظر بیٹھے ہیں ۔ سارہ نے بڑے گہرے انداز میں عمونہ کی طرف دیکھا پھر خوشی اور رضامندی جھکی آواز میں اس نے کہا ۔ عمونہ ! عمونہ ! امیر عمروس اس آسمان کے ستارہ سحر ہیں جس کا چاند امیر ولید ہیں ۔ کون بدبخت لڑکی ہوگی جو بھولے بھٹکے مسافروں کی راہنمائی کرنے والے اس ستارۂ سحر کو اپنی گود میں سمیٹنا پسند نہ کرے گی ۔ عمونہ اٹھی اور بھاگتی ہوئی باہر گئی ۔ میں ابھی آئی سارہ !

عمونہ بھاگتی ہوئی دیوان خانے میں آئی اور پھولی سانس میں ولید سے کہا سارہ اخی عمروس کے ساتھ شادی پر بخوشی رضامند ہے ۔ ولید نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تو پھر ناتن کو میرے پاس بھیج دو ۔ عمونہ جب مڑنے لگی تو ولید نے پکار کر کہا عمونہ ! ٹھہرو ! میری بات سنو ۔ عمونہ رک گئی ۔ ولید نے پھر کہا ، میرے قریب آؤ عمونہ اس کے نزدیک جا کھڑی ہوئی ۔ ولید نے اپنا لباس ٹٹولتے ہوئے کہا ۔ میں تمہارے لیے ایک چیز لایا تھا ۔ دینا ہی بھول گیا ۔ پھر ولید نے اپنے لباس کے اندر سے ایک انگوٹھی اور دو آویزے نکال کر عمونہ کی طرف بڑھا دیے اور بڑی سنجیدگی میں اس نے کہا ۔ عمونہ یہ دونوں چیزیں ہمارے خاندان میں پرانی چلی آتی ہیں کبھی یہ چیزیں میری ماں کی تھیں ، آج میں انہیں تمہارے حوالے کرتا ہوں ۔ عمونہ نے دیکھا وہ سونے کی چھوٹی کی مگر بھاری انگوٹھی تھی اور آویزے بھی سونے کے تھے جن کے اندر بے حد قیمتی زمردی قرمزی نگینے تھے ۔

عمونہ نے بڑی بیچارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔ اگر آپ کی یہ دونوں چیزیں میرے پاس امانت ہیں تو میں ایک کمزور اور ناتواں لڑکی ہوں ، میں کیوں کر ایسی قیمتی چیزوں کی حفاظت کر سکوں گی ۔ ولید نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ نہیں عمونہ امانت نہیں بلکہ آج سے یہ تمہاری ہیں اور تم ان کی مالک ہو ۔ پھر ولید نے عمونہ کے

انگوٹھی لیتے ہوئے کہا ۔ اگر تم اس کا کھلا اظہار چاہتی ہو تو یہ لو ۔ ولید نے انگوٹھی اس کی انگلی میں پہنا دی تھی ۔ عمونہ ایسی شرمائی کہ دروازے کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی ۔ ولید نے پھر اسے پکارا عمونہ ! عمونہ ! ٹھہرو ! میں نے ابھی اپنی بات ختم نہیں کی ۔ عمونہ رک گئی اور اپنا رخ دروازے کی طرف ہی رکھتے ہوئے اس نے مسکراتی آواز میں پوچھا اب کیا کہنا چاہتے ہیں آپ ؟

ولید نے پھر اسے پکارا تم بھاگ کیوں رہی ہو ۔ پہلے میری پوری بات سن لو پھر بے شک چلی جانا ، میں تمہیں روکوں گا نہیں ۔ عمونہ واپس مڑ کر پھر ولید کے پاس آ کھڑی ہوئی وہ اپنے آنسو پونچھ رہی تھی ۔ ولید نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا ۔ تم رو رہی ہو عمونہ ! کیا میری باتیں تمہیں ناگوار گزری ہیں ۔ عمونہ نے فوراً اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا نہیں میرے آقا ! یہ خوشی اور تشکر کے آنسو ہیں ۔ آپ نے مجھے زمین سے اٹھا کر رفعتوں پر بٹھا دیا ہے ۔ عمونہ نے دیکھا ولید کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ کچھ سوچ رہا تھا ۔

عمونہ نے کسی خانقاہ میں اٹھتی ہوئی لوبان وصندل جیسی مہکتی آواز میں پوچھا آپ کہاں کھو گئے ہیں ۔ ولید نے اپنا سر آہستہ آہستہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا ۔ عمونہ ! تم جانتی ہو میری زندگی میں سکون اور ٹھہراؤ نہیں ۔ کل کو تم افراط و تفریط کے پر آشوب دور اور وقت کی آندھیوں کے اڑتے غبار میں یہ تو نہ سوچو گی کہ تم نے میرا ہمسفر بن کر غلط فیصلہ کیا ہے ۔ عمونہ کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور روتے ہوئے وہ سسک پڑی ۔ ولید نے پھر دکھی آواز میں کہا ۔ عمونہ ! کیا تم میرا انتظار کرو گی ۔ عمونہ نے روتے ہوئے کہا ۔ میرے آقا آپ غلط سمت کیوں سوچتے ہیں ۔ میں اگر آپ کے ساتھ جنگوں میں حصہ نہ لے سکوں گی تو آپ کی تکلیفوں اور آزمائشوں کی حصہ دار تو بن سکوں گی ۔ میرے لیے یہی سب سے بڑی سعادت اور نعمت ہو گی کہ آپ میرے ہیں ۔ خدا کی قسم عمونہ ولید بن ہشام کے لیے پیدا ہوئی ہے اور موت کے سوا اسے کوئی بھی اپنے آقا سے جدا نہیں کر سکتا ۔ آپ مطمئن رہیے میرے آقا ! عمونہ امڈتے طوفانوں ، تلواروں کی چھاؤں اور تیروں کی سنسناہٹ کے اندر بھی کھڑی ہو کر قیامت تک آپ کا انتظار کر سکتی ہے ۔ پھر

عمونہ نے اپنے آنسو پونچھ لیے اور وہ بھاگتی ہوئی دیوان خانے سے باہر نکل گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر ناتن دیوان خانے میں داخل ہوا اس کے ساتھ عمونہ بھی تھی ولید کے سامنے بیٹھتے ہوئے ناتن نے پوچھا ۔ یا امیر! عمونہ نے بتایا ہے آپ اب بار... کی طرف لے کر جا رہے ہیں ۔ عمونہ کی گردن جھکی ہوئی تھی ۔ ولید نے ایک اچٹتی ہوئی نگاہ... پر ڈالی پھر اس نے ناتن سے کہا ۔ عمونہ نے آپ سے ٹھیک ہی کہا ۔ میں پرسوں یہاں سے بارسلونہ کی طرف روانہ ہو جاؤں گا ۔

ناتن نے فکر مند ہو کر پوچھا ۔ کیا آپ اکیلے برسلونہ کی طرف روانہ ہوں گے ۔ نہیں میرے ساتھ عمروس اور ہمارا لشکر بھی ہوگا ۔ میرے جاسوس خبر لائے ہیں کہ چند روز تک ایک لشکر فرانس کی بندرگاہ مارسلیز سے روانہ ہونے والا ہے اس کا رُخ ہماری بندرگاہ... کی طرف ہوگا ۔ فرانسیسیوں کا ارادہ ہے کہ وہ برسلونہ کی بندرگاہ ہم سے چھین کر مغرب کی طرف بڑھیں گے ۔ اس وقت تک فردلندہ بھی ہم پر حملہ آور ہو چکا ہوگا ۔ ان کی تجویز ہے کہ دونوں لشکر وادیِ ارغون میں آملیں اس کے بعد متحد ہو کر وہ ہمارے قلعوں کی طرف بڑھیں ۔

مارسلیز سے روانہ ہونے والے اس فرانسیسی لشکر کی تعداد اب پہلے کی نسبت زیادہ کر دی گئی ہے کیونکہ انہیں خبر ہو گئی ہے کہ ہم ان کے ایک لشکر کو فرانس اور اندلس کی سرحد پر شکست دے چکے ہیں ۔ میں اور عمروس یہاں سے اکٹھے روانہ ہوں گے ۔ دس میل مشرق کی طرف جا کر عمروس مجھ سے علیحدہ ہو کر وادیِ ارغون کے شہر زرغوزہ کی طرف روانہ ہو جائے گا ۔ جہاں وہ وادی ارغون کے حاکم مالک بن نمیرہ کے ساتھ مل کر فردلندہ کے لشکر کو روکنے کی کوشش کرے گا ۔ طلیطلہ کا حکمران یحییٰ... بھی ان کی مدد کو آجائے گا ۔ یہ سب فردلندہ کے لشکر کو مصروف رکھ کر اپنی سرحدوں سے باہر روکنے کی کوشش کریں گے ۔ اس دوران میں فرانسیسی لشکر سے نمٹ کر ان کی مدد کو آجاؤں گا ۔ فردلندہ اب بھی سمجھتا ہے کہ وہ ہم سے ترہ اور سویدا چھین لے گا لیکن ہم نے اس پر ثابت کرنا ہے کہ ہم سمندر کے اندر کھڑی ایسی سخت چٹان ہیں جسے تیز...

سمندری لہریں بھی شکست و ریخت نہیں کر سکتیں ۔

ولید چند لمحوں تک خاموش رہا پھر ناتن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ پر آج تو اس وقت میں آپ سے بھیک مانگنے آیا ہوں ۔ ناتن نے احتجاجاً کہا ۔ یا امیر! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ۔ آپ ہمیں حکم دیجیے اس کا اتباع ہم پر فرض ہوگا ۔ ولید نے بلا توقف کہہ دیا ۔ میرے بزرگ! میں آپ سے عمروس کے لیے سارہ مانگنے آیا ہوں ۔ میں عمونہ کے ذریعے سارہ کا عندیہ لے چکا ہوں وہ رضامند ہے ۔ اب آپ کی ——— ناتن نے بھرپور عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔ یا امیر! آپ جو فیصلہ کر چکے ہیں اسے آخری جانیں ۔ کیا میں ایسی جرأت کر سکتا ہوں کہ آپ کی خواہش کو ٹھکرا دوں ۔

ولید نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔ تو پھر سارہ کو یہاں بلائیے اور میری موجودگی میں اُسے انگوٹھی پہنا دیں ۔ ساتھ ہی ولید نے ایک انگوٹھی نکال کر ناتن کی گود میں رکھ دی ۔ یہ انگوٹھی ایسی ہی تھی جیسی عمونہ کو پہنائی گئی تھی ۔ ناتن نے عمونہ سے کہا ۔ جاؤ بیٹی سارہ کو لے آؤ ۔ عمونہ بھاگتی ہوئی باہر چلی گئی تھی ۔

تھوڑی دیر بعد عمونہ کے ساتھ سارہ شرماتی اور دہری ہوتی ہوئی اندر آئی ۔ جب وہ دونوں ناتن اور ولید کے سامنے آکر کھڑی ہوئیں تو ناتن نے ولید کی دی ہوئی انگوٹھی سارہ کی اُنگلی میں پہناتے ہوئے کہا ۔ سارہ بیٹی! آج سے تم امیر عمروس کی امانت ہو ۔ سارہ اپنا چہرہ عبا میں چھپاتی ہوئی باہر بھاگ گئی ۔ عمونہ بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر نکل گئی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں پھر آئیں اور کھانا رکھ کر چلی گئیں ۔ ولید اور ناتن اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے ۔

○

تیسرے روز شام کے قریب ولید اور عمروس اپنے لشکر کے ساتھ ترہ شہر سے نکلے عمونہ بھی ان کے ساتھ تھی ۔ ان دونوں کی غیر موجودگی میں ناطور بن بدر کو ترہ اور سویدا کا محافظ اور جابر کو اس کا نائب مقرر کیا گیا تھا ۔ آدھی رات تک ولید اور عمروس اکٹھے سفر کرتے رہے ۔ پھر عمروس لشکر کے ایک حصّے کو لے کر دائیں ہاتھ وادی ارغون کے مرکزی شہر زرغوزہ کی طرف چلا گیا تھا اور ولید اور عمونہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے بارسلونہ کی

طرف بڑھ رہے تھے۔

اگلے روز جب سورج خوب چڑھ آیا تھا اور اس کی کرنیں سمندر کے انتہاء کی طرف جھانکنے لگی تھیں ولید اپنے لشکر کے ساتھ بارسلونہ کی بندرگاہ میں داخل ہوا تھا۔ مسلم بن تمام نے شہر سے باہر نکل کر ولید کا استقبال کیا تھا۔ ولید جب بندرگاہ کے احاطے میں داخل ہوا تو ہر طرف شور اٹھ کھڑا ہوا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا امیر! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا امیر! آن کی آن میں مسلم اور اس کے ماتحت کمانداروں نے ولید کے لشکر کی خوراک رہائش اور آرام کا بندوبست کر دیا تھا۔ سب سے پہلے ولید نے مسلم کے ان دفاعی انتظامات کا جائزہ لیا جو بارسلونہ کی حفاظت کے لیے کیئے گئے تھے۔ بھاری بھاری اور وزنی منجنیقیں تھیں جو ساحل پہ زمین کے اندر مضبوطی سے گاڑ کر نصب کی گئی تھیں جن کے اردگرد دور دور تک پتھروں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے جو ان منجنیقوں میں استعمال کے لیے وہاں جمع کیے گئے تھے۔ ولید نے مسلم کے ان انتظامات پر اطمینان کا اظہار کیا اور جب وہ مسلم کے ساتھ اس کی رہائش گاہ میں داخل ہوا تو مسلم نے ولید کے پیچھے پیچھے آنے والے اس سپاہی کو روک دیا جو ولید کی آمد سے اب تک ولید کے ساتھ سائے کی طرح چلا آ رہا تھا۔

ولید نے مسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اسے آنے دو مسلم۔ کیا تم جانتے ہو یہ کون ہے۔ مسلم نے بے چینی سے اس سپاہی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یا امیر! میں نہیں جانتا یہ کون ہے۔ ولید اس بار اس سپاہی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو اپنے چہرے پہ اپنے جنگی خود کا نقاب گرائے ہوئے تھا، نقاب اٹھا دو۔ جب اس نے نقاب اٹھایا، تو مسلم نے دیکھا وہ عمونہ تھی۔ عمونہ نے مسکرا کر مسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میں عمونہ بنت اوریاہ ہوں۔

مسلم آگے بڑھا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر اس نے عمونہ کی گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے کہا۔ عمونہ بیٹی تم! مجھے خبر ہی نہ تھی کہ امیر کے ساتھ تم ہو ورنہ ولید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ مسلم! تم نے کہا تھا شقندہ میں رہنے والی وہ معمر

خاتون جس کا نام عزلان ہے اب بوڑھی ہو چکی ہے اور اسے کسی خدمت کرنے والے کی ضرورت ہے۔ میں عمونہ کو ساتھ لایا ہوں۔ یہ اسے اپنی ماں جان کر اس کی خدمت کرے گی۔ مسلم نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ یا امیر! آپ نے نہایت مناسب فیصلہ کیا ہے۔

ولید اپنے گھوڑے سے کود گیا۔ اس کی تقلید میں عمونہ بھی نیچے اتر گئی۔ مسلم جب ان دونوں کے گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے جانے لگا تو ولید نے کہا۔ مسلم! مسلم! ان گھوڑوں کی زینیں مت اتارنا۔ ہم دونوں تمہارے ساتھ کھانا کھا کر شقندہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ میں عمونہ کو وہاں چھوڑنے جاؤں گا۔ مسلم گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے گیا۔ تینوں نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر ولید اور عمونہ بارسلونہ سے شقندہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مسلم بھی ان کے ہمراہ تھا۔

شام ہونے کے قریب تھی لنگڑا ملاح منذر بن ربیع اپنے گھر سے باہر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہر لحظہ مدھم اور کمزور ہوتی دھوپ میں بیٹھا تھا۔ اس کے بائیں طرف سمندری لہریں ساحل کی ریت پر تیزی سے آتیں اور پھر لوٹ جاتی تھیں۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر منذر چونکا اور سمندر کنارے کی طرف دیکھا۔ وہ ولید، عمونہ اور مسلم تھے، جو اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے آ رہے تھے۔ منذر ولید اور مسلم کو پہچان گیا اپنی جگہ سے وہ اٹھا اور اپنی لنگڑی ٹانگ کو گھسیٹتا ہوا وہ گھر میں داخل ہوا۔ اندر بوڑھی عزلان سردی سے بچنے کے لیے بستر میں بیٹھی گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ منذر نے اسے پکار کر کہا۔ عزلان! عزلان! دیکھو! دیکھو! ولید اور مسلم آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ تیسرا بھی ہے میں دور سے اسے پہچان نہیں سکا وہ کون ہے۔

عزلان یوں چونکی گویا برسوں کے کسی مریض کو اچانک اپنی شفا اور صحت مندی کا نسخہ ہاتھ آ گیا ہو۔ وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔ اتنی دیر تک ولید اور مسلم اندر آئے، ان کے پیچھے پیچھے عمونہ بھی تھی۔ ولید اور مسلم دونوں نے عزلان کو سلام کیا اور دونوں عزلان کے سامنے بیٹھتے ہوئے منذر سے مصافحہ کرنے کے بعد اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئے۔ عمونہ ابھی

تک پریشان کھڑی تھی - ولید نے عزلان کے بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا - بیٹھ جاؤ عمونہ ! عمونہ خاموشی سے اپنا لباس سمیٹتی ہوئی عزلان کے بستر پر بیٹھ گئی - اب وہ ایک سیاہی کے بجائے قیمتی ریشمی لباس پہنے ہوئے تھی -

ولید نے بات کی ابتداء کرتے ہوئے عزلان کو مخاطب کر کے کہا - اے خاتون ! مَیں ابھی تک تمہاری بیٹی کو لانے سارٹینیا روانہ نہیں ہو سکا - فرولندہ اور فرانسیسیوں کی صورت میں ادبار و آشوب کے بادل اور افراط و تفریط کی آندھیاں میرے سر پر منڈلا رہی ہیں - میں جب بھی ان سے فارغ ہُوا سارڈینیا روانہ ہو جاؤں گا - اس وقت تک آپ عمونہ کو اپنی بیٹی بنا کر رکھیں - یہ ایک بیٹی کی طرح آپ کو اپنی ماں سمجھ کر آپ کی خدمت کرے گی - آپ کی طرح اس کا بھی اس دُنیا میں کوئی نہیں ہے - یہ ایک بہادر ، ہمدرد اور پُر خلوص لڑکی ہے - آپ کو اس سے کوئی شکایت نہ ہو گی -

عزلان نے ٹوٹتی ہوئی آواز میں ولید سے کہا - اے ابن ہشام ! منذر کی وساطت سے مجھے آپ سے متعلق پُورے حالات کا علم ہوتا رہتا ہے - مَیں جانتی ہوں آپ مصروف ہیں اور ملت کے لیے آپ کی اس مصروفیت پر میں اپنی ایک بیٹی تو کیا اپنی ہر قیمتی متاع قربان کر سکتی ہوں - اللہ آپ کو توفیق دے کہ آپ دُشمن کے سیلاب کے سامنے ایک مضبوط بند کھڑا کر سکیں - میرا رب آپ کو ایسی استقامت دے کہ آپ فرولندہ اور فرانسیسیوں کی شکل میں شمال سے اُٹھنے والے ان جھکڑوں اور تیز آندھیوں کے سامنے ایک ناقابلِ ریخت حصار قائم کر سکیں -

کمرے میں چند لمحوں کی خاموشی طاری رہی پھر عزلان نے عمونہ کو مخاطب کر کے کہا - میرے قریب آؤ بیٹی ! عمونہ نے اپنی گود میں رکھی ہوئی گٹھڑی بستر پر رکھ دی اور اُٹھ کر عزلان کے قریب بیٹھ گئی - عزلان نے عمونہ کا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما - پھر اس نے عمونہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہو کہا جس طرح تمہاری شکل و صورت ہے - ایسا ہی تمہارا کردار اور سیرت ہو تو مَیں سمجھوں گی مجھے ایک ایسی بیٹی مل گئی جس کی مجھے آرزو دی تلاش تھی - عزلان چند لمحوں تک خاموش رہی اور ٹکٹکی باندھ کر عمونہ کے کانوں میں ان

[کانوں] اور ہاتھ میں اس انگوٹھی کو دیکھتی رہی جو ولید نے اسے دیئے تھے - پھر اس کی آواز بلند ہوئی - یہ انگوٹھی اور آویزے بہت قیمتی ہیں - تم نے یہ دونوں چیزیں کہاں سے لیں بیٹی ! کاش ایسی ہی ایک اور انگوٹھی تمہارے دوسرے ہاتھ میں بھی ہوتی - عمونہ شرمندہ سی ہو گئی - ایک بار اس نے کنکھیوں سے ولید کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنی گردن جھکاتے ہوئے عزلان سے کہا - اے بزرگ ماں ! یہ دونوں چیزیں امیر ولید نے مجھے دی ہیں -

عزلان نے پھر چند لمحوں کے لیے خاموشی اختیار کر لی - لگتا تھا وہ اپنے آپ کو پرانی یادوں کے بھنور اور گزرے ہوئے شاداب لمحات کے سراب سے باہر نکالنے کی کوشش کر رہی ہو - اتنے میں عمونہ نے اسے مخاطب کر کے پوچھا - کیا مَیں آپ کو اپنی ماں کہہ کر پکار سکتی ہوں - عزلان نے دبی دبی مسکراہٹ میں کہا - آج کے بعد تم میری بیٹی اور مَیں تمہاری ماں ہوں - عمونہ نے بستر پر رکھی ہوئی گٹھڑی اُٹھائی اور اسے عزلان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا - اے ماں ! اس میں آپ کے لیے کپڑے ہیں - یہ امیر ولید نے آپ کے لیے بنوا کر دیئے ہیں -

عزلان نے گٹھڑی کھول کر اپنے کپڑے دیکھے - پھر ولید کو مخاطب کر کے کہا اے امیر ! میرے لیے تو ایک جوڑا کپڑوں کا ہی کافی ہے - وہی دھوتی ہوں اور پہن لیتی ہوں آپ نے میرے لیے اتنے کپڑے کیوں خرید لیے - ولید نے غمزدہ لہجے میں کہا - میری ماں ایسے وقت میں مجھ سے بچھڑ گئی جب مَیں اس قابل نہ تھا کہ اس کی خدمت کر سکوں - آپ کو سکون مہیا کر کے مَیں یہی جانوں گا مَیں نے اپنی ماں کی خدمت کی ہے - ولید رکا پھر عمونہ سے کہا - عمونہ ! وہ گھوڑا جس پر تم سوار ہو کر آئی ہو اندر لے آؤ - وہ اب یہیں رہے گا - منذر اس کے دانے چارے کا انتظام کر دیا کرے گا - اس کے علاوہ اس کی خرجین میں تمہارا سامان بھی ہے -

عمونہ اُٹھی گھوڑے کو اندر لا کر اس نے صحن میں باندھ دیا - دوبارہ واپس آتے ہوئے وہ گھوڑے کی خرجین بھی ساتھ لے آئی - عزلان کے قریب بیٹھ کر عمونہ نے خرجین میں

ہاتھ ڈالا اور چھوٹی سی ایک پوٹلی نکال کر اُس نے عزلان کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ اے میری قابلِ احترام ماں! اس پوٹلی میں وہ زیورات ہیں جو میری مرنے والی ماں چھوڑ گئی ہے انہیں سنبھال کر رکھ لو۔ عزلان نے پوٹلی اُٹھا کر دوبارہ عمونہ کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ انہیں اپنے پاس ہی رکھو بیٹی! اب اس گھر کی ہر چیز تمہاری نگرانی میں ہی ہو گی۔ عمونہ نے زیورات کی پوٹلی اُٹھا کر پھر اس خرجین میں ڈال لی جس کے اندر اس کے کپڑوں اور جوتوں کے علاوہ ضرورت کا سامان تھا۔

ولید کھڑا ہو گیا اور عزلان سے کہا۔ اے خاتون ہمیں اب اجازت دیں ہم باہر کی طرف جاتے ہیں ——— عزلان نے اس کی بات کاٹ کر گھمبیر غمگین آواز میں کہا۔ اے ابنِ ہشام! کیا تم آنے والی رات یہاں قیام نہ کرو گے۔ ولید نے بڑی انکساری سے کہا۔ میں ضرور یہاں رُکتا لیکن مسلم بھی میرے ساتھ ہے ہم دونوں کا باہر ٹھہرنا خلافِ مصلحت ہے۔ اس کے علاوہ عنقریب ایک فرانسیسی لشکر ہماری بندرگاہ بارسلونہ پر حملہ آور ہونے والا ہے مجھے ان کے استقبال کی تیاری بھی کرنا ہے۔ عزلان خاموش رہی۔ ولید ایک بار باہر گیا اور اپنے گھوڑے کی خرجین سے نقدی کی تین تھیلیاں اُٹھا لایا۔ ایک تھیلی اس نے عمونہ، ایک عزلان اور تیسری منذر کو تھماتے ہوئے کہا۔ فی الحال آپ یہ رکھیں میں عنقریب آپ کو ایک بڑی رقم مہیا کروں گا۔ ولید اور مسلم باہر نکل گئے۔ عمونہ دروازے پر کھڑی ہو کر ولید کو دیکھتی رہی۔ فضاؤں میں اب تاریکیاں نزول کرنے لگی تھیں اور سمندری موجیں تیز ہوا کی مار سے قہر آلود ہو گئی تھیں۔ ولید جب عمونہ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ اداس ہو گئی اور گردن جھکائے گھر کے اندر چلی گئی تھی۔

دوپہر کے قریب ایک سوار نے جابر کی حویلی کے دروازے پر دستک دی تھوڑی دیر بعد دروازے کے پیچھے سے جابر کی بیوی جوزفین کی آواز سنائی دی۔ کون ہے؟ سوار نے کہا میں نے جابر سے کچھ کہنا ہے مجھے امیر ناطور نے بھیجا ہے۔ جوزفین نے تلخ لہجے میں کہا۔ امیر جابر کھانا کھا رہے ہیں۔ تم پیغام دے دو میں اُن تک پہنچا دوں گی۔ سوار نے اس بار اونچی آواز میں کہا۔ جابر سے کہو سویدا شہر کی حرب و ضرب کا سامان تیار کرنے والی تمام بھٹیوں کو آج سے گرم کر کے پوری رفتار کے ساتھ جنگی سامان تیار کرنا شروع کر دیا جائے۔ اسی طرح حرہ شہر کی بھٹیاں بھی آج سے اپنا کام شروع کر رہی ہیں۔ جوزفین نے کچھ سوچا پھر سوار سے کہا تم یہیں رکو۔ یہ معاملہ سنجیدہ ہے میں اُنہیں باہر بھیجتی ہوں تم خود اُن سے بات کر لو۔

جوزفین تیز تیز قدم اُٹھاتی ہوئی حویلی کے اندر آئی۔ جابر کھانا کھانے کے بعد ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ جوزفین اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی۔ کیا آپ بنو قیس کے سردار نہیں ہیں۔ جابر نے مسکرا کر پیار سے پوچھا۔ کیا تمہیں اس میں شک ہے۔ جوزفین نے روتی بسورتی آواز میں کہا۔ مجھے نہیں لوگوں کو اس میں شک ہے۔ ہماری حویلی کے دروازے پر ایک سوار کھڑا ہے۔ اس نے آتے ہی کہا ہے۔ مجھے امیر ناطور نے بھیجا ہے اور میں نے جابر سے بات کرنی ہے۔ کیا بنو قیس کا جابر بن وہب اس قدر بے کس اور کمزور ہو چکا ہے کہ

اس کے نام کے ساتھ سردار اور امیر کا لفظ نہیں لگ رہا۔ ناطور ایک معمولی مچھیرا ہے اسے امیر کہہ کر پکارا جائے اور بنو قیس کے سردار کو حقارت کے ساتھ جابر کہہ کر بلایا جائے۔ اگر آپ اس رویے کو برداشت کر سکتے ہیں تو کرتے رہیں میرے لیے یہ ناقابلِ برداشت ہے۔ حالات اگر ایسے ہی رہے تو ایک روز تنگ آ کر میں یہاں سے دُور چلی جاؤں گی تاکہ میں آپ کی بے عزتی اور اہانت اپنی آنکھوں سے دیکھ اور کانوں سے سُن نہ سکوں۔

غصے میں جابر کا چہرہ تپ کر آگ کے الاؤ جیسا گرم سُرخ ہو گیا تھا۔ جوزفین نے پھر بھرپور چوٹ لگاتے ہوئے کہا۔ آپ اپنا رویہ بدلیے اور ثابت کیجیے کہ آپ کوئی معمولی بدو اور غلام نہیں بلکہ صحرائے عرب کے ایک نامور قبیلے بنو قیس کے قابلِ حرمت و ذی شان سردار ہیں۔

جابر کسی زہریلے سانپ کی مانند اُٹھا اور باہر آیا۔ جوزفین اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ جلعاد اپنے کمرے کے دروازے کی اوٹ میں کھڑا یہ سارا باغیانہ کھیل مطمئن انداز میں دیکھ رہا تھا جب کہ جابر کا غلام احمد ان ساری سازشوں سے بے خبر اصطبل میں کام کر رہا تھا۔

جابر نے حویلی کا دروازہ کھولتے ہوئے زہر بھرے لہجے میں اس سوار سے پوچھا۔ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ سوار نے بڑے اطمینان سے کہا۔ مجھے امیر ناطور نے یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ سویدا شہر کی بھٹیوں کو گرم کر کے ان میں کام شروع کیا جائے۔ جابر نے گرج کر کہا۔ تم بکواس کرتے ہو۔ تم بنو قیس کے سردار جابر بن وہب سے مخاطب ہو۔ گھوڑے سے اُتر کر مجھ سے بات کرو۔

سوار نے فوراً نیچے کودتے ہوئے کہا۔ اے بنو قیس کے سردار جب میں گھوڑے پر سوار تھا تب بھی امیر ناطور کا ایک ادنیٰ قاصد تھا۔ اب جب کہ میں نیچے اُتر چکا ہوں تب بھی میں ان کا ایک نمائندہ ہوں۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا آپ کس سیاست کو ہوا دینا چاہتے ہیں تاہم میں امیر ناطور کا حکم آپ تک پہنچا چکا ہوں۔

جابر نے غراتے ہوئے کہا۔ جاؤ واپس لوٹ جاؤ اور ناطور بن بدر سے کہو خود آ کر مجھ بات کرے۔ میں اس کے اس حکم کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اسے کہو بنو قیس کا سردار ایک ولی مچھیرے کے احکام کا اتباع کیوں کر کر سکتا ہے۔ سوار نے جواب میں کچھ نہ کہا صرف بھری ایک نگاہ اس نے جابر پر ڈالی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا۔

وہ سوار اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آترہ شہر میں اس جگہ آیا جہاں ناطور چند عرب رداروں کے ساتھ جنگی سامان تیار کرنے کی ایک بھٹی کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے اترا اور سر جھکا کر ناطور کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ جابر نے کہا ہے کہ در سے کہو۔ میں اُس کے حکم کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اسے کہو کہ یہاں آ کر مجھ سے بات ے۔ بنو کلب کا وہ سوار رُکا پھر غمگین آواز میں کہہ رہا تھا۔

اس نے یہ بھی کہا ہے کہ بنو قیس کا سردار ایک معمولی مچھیرے کے احکام کا اتباع لکر کر سکتا ہے۔ بنو کلب کا سردار جو قریب ہی کھڑا تھا اپنی تلوار کھینچتا ہوا گرج پڑا یرا جابر بن وہب کو یہاں طلب کر کے اس کے رویے کی باز پُرس کیجیے۔ اگر وہ یہاں سے انکار کرتا ہے تو واللہ ہم آپ کے بازو ہیں ہم اسے زبردستی یہاں کھینچ لانے کی ت اور قوت بھی رکھتے ہیں۔

ناطور نے مدھم آواز میں کہا۔ نہیں میں خود چل کر اس کے پاس جاتا ہوں۔ اس نا—— بن معریہ کے سردار نے بھی گرج کر کہا۔ اسے یہاں طلب کیجیے۔ ہم اس ات کرنا چاہتے ہیں۔ قبائل کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ہم مسلمان ہیں اور ایک ملت کیاں ہیں جن کی اپنی کوئی انفرادی حیثیت نہیں ہے۔ کسی قوم کی اجتماعی غلطی تو معافی ہے لیکن انفرادی غلطی اور بغاوت قابلِ مواخذہ ہے۔

بنو معریہ کا سردار جب چُپ ہوا تو بنو لخم، بنو جذام اور بنو محارب کے سردار جلتے الاؤ کی مانند جابر کے خلاف بھڑک اُٹھے۔ ہر کوئی مطالبہ کر رہا تھا کہ جابر ہاں طلب کیا جائے۔

ناطور نے بڑی عاجزی اور انکساری سے کہا۔ بھائیو! آقا یہاں نہیں ہیں۔

اگر وہ یہاں ہوتے اور جابر بغاوت کی کوئی ایسی بات کرتا تو خدا کی قسم مَیں تم سب سے
یہ مطالبہ کرتا کہ جابر کو یہاں طلب کر کے اس کا احتساب کیا جائے۔ اب جب کہ آقا
امیر عمروس دشمن سے ہماری حفاظت کرنے جا چکے ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں میرا
سے اگر یہ بات طول پکڑ گئی تو مَیں آقا کو کیا جواب دوں گا۔ کیا آپ یہ ثابت کر
ہیں جو ذمہ داری وہ مجھ پر ڈال گئے ہیں مجھ میں اسے انجام دینے کی استطاعت نہیں

ناطور نے چند لمحے رُک کر کہا۔ بھائیو! اگر میرے وہاں جانے سے آگ
سکتی ہے تو دب جانے دو۔ مَیں اپنے آقا کے واپس آنے تک امن اور سکون
رکھنا چاہتا ہوں۔ سب عرب سرداروں کی گردنیں جھک گئی تھیں۔ بنو کلب
سردار نے بڑی انکساری سے کہا۔ اے امیر! آپ جو چاہے کریں ہم ہر حال میں آ
ساتھ ہیں گے۔ ناطور نے اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے کہا۔ تو پھر تم سب م
ساتھ آؤ۔ اگر ہم سب مل کر اس آگ، اس فتنے کو دبا دینے میں کامیاب ہو گئے ت
میں مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی ہو گی۔

ناطور اور عرب سردار جابر کی حویلی سے باہر اپنے گھوڑوں سے اُتر
ناطور نے آگے بڑھ کر حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد خود جا
دروازہ کھولا۔ ناطور نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرم آواز میں کہا۔ مَیں نے تمہا
طرف ایک پیغام بھیجا تھا؟ جابر نے تلخ ہو کر کہا۔ وہ پیغام نہیں حکم تھا اور مَیں
حکم ماننے سے انکار کرتا ہوں۔

ناطور نے پھر نرم اور میٹھے انداز میں کہا۔ وہ اگر حکم تھا تو میرا نہیں آ
کی طرف سے تھا۔ وہ مجھے یہ حکم دے کر گئے تھے۔ جابر نے پھر کڑوے پن سے کہا
ہر کوئی اتباع اپنے اوپر حرام اور ہر کسی کی حاکمیت اپنے اوپر فسخ کرتا ہوں خو
ولید ہو یا عمروس۔ بنو کلب کے سردار نے گرج کر کہا۔ امیر جابر! اپنے آپ میں
بات کرو۔ آقا ولید کا نام کچھ ایسا ہلکا اور سبک نہیں ہے کہ تم اسے اس آسانی
سے لا کر اس کا اتباع اور حکم فسخ کر دو۔

جابر نے پھر اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ ولید کسی طور مجھ سے افضل اور اعلیٰ
نہیں ہے وہ بنو معربہ کا ایک معمولی انسان ہے وہ اگر بنو معربہ کا سردار ہوتا تب بھی مجھ
سے افضل نہ ہوتا کہ بنو معربہ بنو قیس سے ایک کمتر قبیلہ ہے۔ اس بار بنو معربہ کا سردار
بھڑک اُٹھا۔ امیر جابر اپنے حواس میں رہو۔ اس قدر پستی میں نہ جاؤ کہ ہمیں امیر جابر
کے بجائے تمہیں صرف جابر کہہ کر مخاطب کرنا پڑے۔ ولید بے شک بنو معربہ کے
سردار نہیں ہیں لیکن مَیں بنو معربہ کا سردار ہو کر بھی اُنہیں اپنا آقا و سردار سمجھتا ہوں بنو
معربہ! امیر ولید بنو معربہ کا بیٹا نہیں وہ ایک ملت کا سپوت ہے۔ ایسا سپوت جس
پر عرب ہی نہیں مال و اولاد تک قربان کیے جا سکتے ہیں۔ تم امیر ناطور کے حکم
کا اتباع نہیں کرنا چاہتے یہ ایک علیحدہ موضوع ہے لیکن تمہیں اس کا کوئی حق نہیں کہ تم
امیر ولید اور عمروس کو اپنی تلخ کلامی اور الزام تراشی کا ہدف بناؤ۔ ہم اتنے بے حمیت
نہیں کہ سرِ عام تمہیں ولید اور عمروس کی اہانت کی اجازت دیں۔ اب بھی کچھ نہیں گیا
نازیبا الفاظ تم ناسمجھی میں اپنے منہ سے نکال چکے ہو امیر ناطور سے معافی مانگ کر انہیں
واپس لے لو ورنہ نتائج کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔

جابر پر شاید جوزفین کا جادو پوری طرح اپنا کام کر چکا تھا۔ جوزفین نے آہستہ
آہستہ جابر کو اپنے امیر کے خلاف بھڑکانے کی جو مہم شروع کی تھی وہ اس میں پورے طور
کامیاب ہو چکی تھی۔ جابر نے بھوکے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔ تم سب یہاں سے
چلے جاؤ ورنہ میری ایک آواز پر ہزاروں قیسیوں کی تلواریں بے نیام ہو جائیں گی اور اس وقت
دوسرے قبیلے کے وہ لوگ جو ولید اور عمروس کے لشکر میں شامل ہیں میری پکار سُن کر ان
دونوں کے خلاف بغاوت کر دیں گے۔

ناطور نے منت کرنے کے انداز میں کہا۔ جابر! تم کیوں قبیلہ پرستی کو ہوا
دیتے ہو۔ مجھے اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کرو کہ تم کیا چاہتے ہو۔ جابر نے فیصلہ کن انداز
میں کہا۔ مَیں اب اپنے سوا کسی اور کی اطاعت اور اتباع نہ کروں گا۔ ناطور نے غمگین آواز
میں کہا۔ تو کیا مَیں تمہارے اس فیصلے کی اطلاع آقا ولید کو کر دوں۔

بے شک کہ دو۔ میں کسی کا ذیل، کسی کا غلام نہیں ہوں۔ ولید اور عمرو (بن) سے کسی نے بھی اگر میرے خلاف قدم اُٹھایا تو نوقیس انہیں بتائیں گے کہ میرے خلاف (اُٹھنے) والے کو وہ کیسی سزا اور کیسی عبرت دیتے ہیں۔

ناطور بن بدر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ سخت مایوس اور افسردہ دکھائی دے (رہا) تھا۔ حالانکہ وہ ایک جفاکش، سخت جان اور خوب لمبے قد کا کڑیل حبشی جوان تھا (وہ) خوب جانتا تھا کہ بغاوت اور سرکشی کو کیسے کچلا اور فرو کیا جاتا ہے لیکن یہاں وہ چُپ (رہا) شاید ولید کی غیر موجودگی میں وہ کوئی طوفان کھڑا نہ کرنا چاہتا تھا۔ دوسرے عرب سردار اس کے ساتھ وہاں سے چلے گئے تھے۔

○

اندلس کے شمالی ساحل پر ایک ساتھ دو طوفان اُٹھے تھے۔ ایک فرولندہ کی (صورت) میں جو اپنا لشکر لے کر اپنے دارالحکومت لیون سے نکل کر قشتالیہ آیا۔ یہاں سے اپنے (لشکر) لیسی کو بھی ساتھ لیا اور مشرق کی طرف بڑھا۔ اس بار اس کے لشکر میں وہ ہزاروں (لشکری) بھی شامل تھے جو خلیج بسکے کے راستے اس کی مدد کو پہنچے تھے۔ فرولندہ کا ارادہ تھا کہ (وہ) (مشرق) کی طرف بڑھتا ہوا وادی ارغون میں داخل ہو اور اس کے مرکزی شہر زرغوزہ پر قبضہ (کرکے) وہاں قیام کرے اس وقت تک دوسرا فرانسیسی لشکر جس نے مارسلیز کی بندرگاہ سے (بحری) جہازوں میں روانہ ہونا تھا وہ بارسلونہ کو فتح کرتا ہوا اس سے آن ملے گا اور اس طرح (وہ) ایک دُہری قوت کے ساتھ ولید کے دونوں شہروں حرہ اور سویدا کی طرف بڑھے گا۔

دوسرا طوفان فرانس کی جنوب مشرقی بندرگاہ مارسلیز سے اُٹھا تھا۔ یہ ایک (بڑا) فرانسیسی لشکر تھا جو پوری طرح جنگی سامان سے لیس تھا۔ اَن گنت بحری جہازوں پر یہ لشکر ولید کی بندرگاہ بارسلونہ کی طرف روانہ ہوا۔ ولید کے جاسوس اس لشکر کی (نقل و) حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ وہ سمندر کے اندر چھوٹی چھوٹی تیز رفتار کشتیوں (میں) بحری بیڑے پر نظر رکھے ہوئے تھے اور ولید کو مکمّل اطلاعات فراہم کر رہے تھے۔ (اُدھر) (طر)ف ولید بھی چوکس تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ فرانسیسی لشکر ساحل اندلس پر (اُتر کر)

آگے بڑھے اور فرولندہ کے لشکر سے مل کر اس کے لیے ناقابلِ تلافی اور لاعلاج مصائب اور آشوب کھڑا کر دے لہٰذا اس نے ساحل پر ہی اس لشکر سے نمٹنے کے انتظامات مکمّل کر لیے تھے۔

ولید نے مسلم بن تمام کو بارسلونہ کی حفاظت پر چھوڑا اور خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ شمال کے ان کوہستانوں کی طرف روانہ ہوا جہاں اس کے جاسوں کی اطلاع کے مطابق فرانسیسی لشکر کو لنگر انداز ہو کر ساحل پر اُترنا تھا۔ یہ کوہستان پیرانیز اور جبل البرانس کا ایک درمیانی علاقہ تھا۔ جہاں سمندر کا ساحل ایک فرلانگ چوڑی پٹی کی صورت میں تھا۔ جس سے آگے پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔

فرانسیسیوں کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اس تنگ ساحل پر اُتر کر کوہستانوں کے اندر ہی اندر منظم ہو کر بارسلونہ کی طرف بڑھیں گے۔ جب کہ ان کے بحری جہاز اپنے نگرانوں کی حفاظت میں اس تنگ ساحل پر محفوظ کھڑے رہیں گے۔ لیکن کائنات کی ہر چیز کو اپنی نگاہ میں رکھنے والی قدرت شاید کچھ اور ہی اہم اور عبرت خیز فیصلے کر چکی تھی۔

جس روز فرانسیسی لشکر نے ساحل پر لنگر انداز ہونا تھا اس سے چند روز قبل ہی ولید اپنا لشکر لے کر اس ساحل کے پہاڑی سلسلے میں پہنچ گیا۔ آسمان پر گہرے بادل اور فضاؤں میں دبیز دھند چھائی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا بارش یا برف باری ہونے والی ہو۔ ولید نے ایک ایسی جگہ اپنے لشکر کو خیمے گاڑنے کا حکم دیا جو قدرے بلند ہونے کے علاوہ ایسی الگ تھلگ تھی کہ بارش ہونے کی صورت میں پہاڑوں سے اُترنے والا پانی وہاں سیلاب کی صورت میں نقصان نہ پہنچا سکتا تھا۔ اسی پہاڑ کی ایک بلند چوٹی پر خیموں سے صرف چند گز کے فاصلے پر پتھروں اور گارے کی ایک بیس ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی دیوار کھڑی کی گئی تھی اور دو دو ہاتھ کے فاصلے پر اس دیوار کے اندر ایک فٹ قطر کے سوراخ رکھے گئے تھے۔ اور پھر اس دیوار کی اوٹ میں چند خیمے نصب کر دیئے گئے تھے۔

دراصل ان خیموں کے اندر قیام کر کے اور دیوار کے سوراخوں میں سے جھانک کر ولید ساحل پر اُترنے والے دشمن پر نگاہ رکھنا چاہتا تھا۔ ساحل کی طرف چونکہ دیوار تھی اور خیمے اس کی اوٹ میں مغرب کی طرف تھے لہٰذا ساحل کی طرف سے وہ نظر نہ آتے تھے۔

اور دیوار دُور سے پہاڑ کی بلندی کا ایک حصّہ دکھائی دیتی تھی۔ خود ولید نے دیوار کے ساتھ نصب ہونے والے ان خیموں میں سے ایک میں قیام کر رکھا تھا جب کہ دوسرے خیموں میں پچاس کے قریب سپاہیوں کو ٹھہرایا گیا تھا جو باری باری جاگ کر دُشمن کی آمد پر نگاہ رکھتے تھے یہ ایک طرح سے مکمّل اور بہترین انتظام تھا۔ جو دشمن پر نگاہ رکھنے کے لیے کیا گیا تھا۔

دوسرے روز سرِ شام ہی موسلادھار بارش شروع ہو گئی تھی جس کے ساتھ تیز ہَوائیں بھی چل نکلی تھیں۔ ولید اور اس کا لشکر اپنے خیموں میں محفوظ تھے اور رات کے وقت پہریدار جاگ کر دیوار کے سوراخوں میں سے دشمن پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ گہری تاریک رات اور تیز بارش کے باوجود وہاں سے سمندر کا ساحل دکھائی دے رہا تھا۔ تیز اور موسلا دھار بارش کا پانی پہاڑوں سے اُتر کر سیلاب کی صورت میں سمندر کی طرف بہہ نکلا تھا اور سمندر کا وہ ساحل جہاں فرانسیسی لشکر نے اُترنا تھا وہاں ایک فٹ گہرائی کا پانی تیز دھار کی شکل میں سمندر کی طرف جا رہا تھا۔ انتظار جاری تھا اور رات آہستہ آہستہ اپنی تمام تر قہرسامانیوں سے گزرتی ہوئی وہاں رُونما ہونے والے خونی اور آتشی لمحات کو قریب سے قریب تر لاتی جا رہی تھی۔

آدھی رات کے قریب ہَوا تیز آندھی کی صورت میں بدل گئی تھی جس کے نتیجے میں بارش کا زور کم ہو گیا تھا۔ اب تیز موسلا دھار بارش ہلکی پھوار کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ تیز ہَوا کے جھکڑوں کے باعث سمندر کے اندر بھی ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہُوا تھا۔ اونچی اونچی لہریں سمندر کے اندر اس انداز سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں کہ لگتا تھا سمندر اُبل پڑا ہو یا ——— یا قدرت نے خفا ہو کر سمندر پر نزول کیا ہو اور وہ کسی سرسامی عذاب میں مبتلا ہو کر رہ گیا ہو۔ ولید رات کے پہلے حصّے میں دیوار کے سوراخوں پر پہرہ دینے کے بعد گہری نیند سویا ہُوا تھا کہ ایک پہریدار نے اس کا شانہ پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ یا امیر اُٹھیے! دُشمن آن پہنچا ہے۔

ولید ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ کیا کہا دُشمن آن پہنچا ہے؟ ولید نے جلدی جلدی قریب پڑا ہُوا خود اپنے سر پر رکھا۔ زرہ کو نیچے کھینچ کر درست کیا اور دیوار کے ایک سوراخ میں سے

...ب اس نے جھانک کر ساحل کی طرف دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ فرانسیسی ...ہاز ساحل پر لنگر انداز ہو رہے تھے۔ ولید دیوار کے ساتھ بیٹھ کر رات کے گہرے سناٹے ...ں فرانسیسیوں کی زور زور سے باتیں کرنے کی آوازیں تک سُن رہا تھا۔

ولید نے دیوار کے سوراخ سے اپنا سر علیحدہ کیا اور اس پہرے دار سے کہا۔ جاؤ ...کر کو جگا دو۔ اُنہیں کہو اپنے اپنے خیمے میں تیار رہیں۔ دُشمن آن پہنچا ہے اور دوسرے حکم ...انتظار کریں۔ پہرے دار نے پہلے دیوار کے ساتھ نصب خیموں کے اندر سونے والے محافظوں ...جگایا۔ پھر وہ گھُپ اندھیرے، تیز آندھی اور بارش کی ہلکی ہلکی پھوار میں لشکر کے خیموں کی طرف ...اگ رہا تھا۔ ولید دوبارہ سوراخ میں سے ساحل کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

فرانسیسیوں نے اپنے دس جہازوں کو مضبوط رسّوں کی مدد سے ان چھوٹی چھوٹی ...ن مضبوط اور پتھریلی چٹانوں کے ساتھ باندھ دیا تھا جو ساحل کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں اُبھری ...ی دکھائی دے رہی تھیں اور اپنے باقی جہازوں کو اُنھوں نے ساحل کے ساتھ بندھے ہوئے ...دس جہازوں کے ساتھ رسوں سے باندھنا شروع کر دیا تھا۔ پھر ساحل کی ریت پر کھڑے ...یسی لشکر کے سپہ سالار کی بلند آواز ولید کے کانوں میں پڑی۔ وہ اپنے سپاہیوں کو خوراک ...ر سامانِ رسد سے بھرے ہوئے تین جہازوں کو دھکیل کر ساحل کی ریت پر چڑھانے کا حکم ...ے رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں فرانسیسیوں نے تین دیوہیکل جہازوں کو دھکیل کر ساحل ...چڑھا دیا تھا۔ اس موقع پر ولید کے ہونٹوں پہ گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ نہ جانے ...اپنے ذہن میں کیا سوچ چکا تھا۔

عین اس وقت جب کہ فرانسیسی اپنے جہازوں کو ایک دوسرے سے باندھ ...محفوظ کر چکے تھے اور فرانسیسی سالار اپنے لشکر کو ساحل پر جمع ہونے کا حکم دے ...ا تھا ولید دیوار کے سوراخ سے علیحدہ ہو گیا۔ وہ اُٹھا اور گھُپ اندھیرے میں بھاگتا ...اپنے لشکر کے خیموں کی طرف چلا گیا تھا۔ شاید وہ کوئی اہم فیصلہ کر چکا تھا جسے وہ ...الفور عملی صورت میں بدل دینا چاہتا تھا۔ ہَوا اسی طرح تیز اور طوفانی جھکڑ ...ی صورت میں چل رہی تھی۔ بارش کی پھوار جاری تھی اور اندھیرا گہرا تھا۔

سمندری لہریں ایک دوسری کے آگے پیچھے قطار در قطار سمندر سے اُٹھ
ساحل کی ریت پر دُور دُور تک پھیل کر دم توڑ رہی تھیں ۔ فضاؤں میں خاموشی
ہاں سمندری لہروں کا شور کبھی کبھی ایک بلند مگر مختصر سی بازگشت کے ساتھ فضا
کے اندر بکھر جاتا تھا ۔ فرانسیسی سالار ساحل سمندر پر اپنے لشکر کو مختلف حصّوں
بانٹ کر اُنہیں ہدایات جاری کر رہا تھا اور کنارے کی طرف بھاگ کر آنے وا
سمندری لہروں کا پانی ان کے پاؤں کو چھُوتا ہُوا واپس لوٹ رہا تھا ۔ اچانک ولید اپ
لشکر کے ساتھ سیلاب کے کسی تند اور بے روک ریلے کی طرح پہاڑوں سے اُترا
فرانسیسی لشکر پر ٹوٹ پڑا ۔ یہ اچانک حملہ فرانسیسیوں کی سوچوں سے ماورا تھ
وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس طوفانی اور برساتی رات میں ان ویرانوں کے اند
ان پر کوئی بھر پُور شب خون بھی مار سکتا ہے لیکن قدرت تو جاگ رہی تھی اور و
اپنے مُسلمانوں کے گمنام مجاہدوں کی رہبری کا سامان پیدا کر کے اندلس کے شمالی حصّ
میں ایک انقلاب برپا کر چکی تھی ۔

ساحل سمندر پر کنارے کی ریت پر پھیلتی سمٹتی لہروں کے پانی کے اند
ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہُوا تھا ۔ ولید کی رہبری میں مُسلمان مجاہد اس طرح فرانسیسیو
پر ٹوٹ پڑے تھے جیسے ہزاروں چوپان اپنے ریوڑوں کی حفاظت میں بھیڑیو
کے خلاف صف آرا ہو گئے ہوں ۔ فرانسیسی اس اچانک حملے کے لیے قطعاً تیا
نہ تھے ۔ لہٰذا اپنے پہلے ہی حملے میں ولید نے ان کے ایک حصّے کو کاٹ کر ا
کے لشکر کی تعداد کم کر دی تھی ۔ جب تک فرانسیسی سنبھل کر اپنے دفاعی اقدا
مکمل کرتے یا کوئی جوابی جارحانہ کارروائی کرتے اس وقت تک ولید سمندر کے
کنارے کی اس تاریک رزم گاہ پر چھا چکا تھا ۔ لمحہ بہ لمحہ ساعت بہ ساعت
بارش کی پھوار ماند پڑتی رہی ، ہَوا کے تیز جھکڑوں کا زور کم ہوتا رہا اور مسلما
مجاہدوں کا ایمانی جذبہ اور اپنے ناموس کے دفاع کا قلبی ولولہ طوفانی شکل اختیار کر
جا رہا تھا ۔ فرانسیسیوں نے کئی بار اپنی انتہائی کوشش کی تھی کہ ایک بار ا

اندر گھُسے ہُوئے مُسلمانوں کو باہر نکال کر اپنی صفوں کو متحد کر کے ایک نئی جنگ کی
طرح ڈالیں لیکن ولید کے جان لیوا حملوں اور مسلمان مجاہدوں کے ولولہ انگیز معرکوں
نے انہیں اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا جس کے نتیجے میں فرانسیسیوں کی
قوتِ دفاع بڑی تیزی سے ماند پڑتی رہی ۔ جب کہ مسلمان مجاہدوں کی پینترے
بدل بدل کر حملہ آور ہونے کی استطاعت بڑی سُرعت کے ساتھ بڑھتی رہی ۔

جنگ صبح تک جاری رہی ۔ رات کے اس تاریک شب خون میں
فرانسیسیوں کو یہاں تک خبر نہ ہونے پائی کہ ان میں سے کون زندہ اور کون کُوچ کر
چکا ہے ۔ تاہم جب صبح کے آثار نمودار ہوئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ ان کے لشکر کا
زیادہ حصّہ جنگ میں کام آ چکا ہے حتیٰ کہ ان کا سالار بھی مارا جا چکا تھا ۔ یہ حالت
فرانسیسیوں کے لیے حوصلہ شکن ثابت ہوئی ۔

دوسری طرف مسلمان مجاہدوں نے جب دیکھا کہ ان کا سالار دُشمن کے
اندر گھُس کر جنگ کر رہا ہے ۔ تو ان کے حوصلے اور بڑھ گئے اور انہوں نے اپنے
حملوں میں اور تیزی اور تندی پیدا کر لی ۔ اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا ۔ کچھ فرانسیسیوں
نے ساحل کی چٹانوں کے ساتھ بندھے ہوئے اپنے جہازوں کے رسّے کاٹ دیئے
اور ایک بھگدڑ کے عالم میں اپنے جہازوں میں سوار ہونے کے لیے سمندر میں کود
پڑے تھے ۔ دُشمن کے وہ سپاہی جو ابھی تک برسرِ پیکار تھے اُنہوں نے جب
دیکھا کہ اُن کے کچھ ساتھیوں نے جہازوں کے رسّے کاٹ دیئے ہیں اور وہ اپنے
جہازوں کی طرف بھاگ رہے ہیں تو وہ بوکھلا گئے ۔ کیونکہ جھکڑ گو بند ہو چکے تھے لیکن
ہَوا ابھی تک چل رہی تھی جس کی وجہ سے رسّے کٹتے ہی ایک دوسرے سے
بندھے ہوئے سارے جہاز بڑی تیزی سے سمندر کے اندر دُور ہوتے جا رہے تھے
لڑنے والے سپاہی بھی اپنے جہازوں میں سوار ہونے کے لیے سمندر میں کُود پڑے
کچھ نے سمندر میں تیرتے ہوئے جہازوں کے وہ رسّے پکڑ لیے تھے جو کاٹے گئے
اور دوسرے تیر کر ہی اپنے جہازوں کی طرف جا رہے تھے ۔ ایک عبرت خیز

اور سبق آموز شکست تھی جو سمندر کے اس ساحل پر فرانسیسیوں کو ہوئی۔

فرانسیسی جب بھاگ کر سمندر کے اندر لمحہ بہ لمحہ دُور ہوتے اپنے جہازوں کی طرف جا رہے تھے۔ کچھ مسلمان مجاہدوں نے اُنہیں مارتے کاٹتے ان کا تعاقب شروع کر دیا اور لشکر کے بائیں حصّے کے بہت سے منچلے اور زندہ دِل سمندر میں کُود کر دُشمن کے جہازوں میں سوار ہونے کی کوشش کرنے لگے۔

ولید نے جہازوں کی طرف اپنے ان سپاہیوں کو جب دیکھا تو وہ چلّا چلّا کر اُنہیں دشمن کے جہازوں میں سوار ہونے سے منع کرنے لگا۔ ولید کی آواز سُن کر سپاہی فوراً رُک گئے اور جو سمندر میں کُود چکے تھے وہ بھی واپس مُڑنے لگے تھے۔ ولید کے قریب ہی کھڑے ایک چھوٹے سالار نے بڑے استفسارانہ انداز میں ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "یا امیر! کیا ہمیں دُشمن کا تعاقب نہ کرنا چاہیئے"۔ ولید نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "تمہیں ابھی بحری جنگ کا تجربہ نہیں ہے۔ دُشمن کے یہ سارے بحری جہاز آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔ ہوا ابھی تک تیز چل رہی ہے اور ہمارا پُورا لشکر مِل کر بھی ایک دُوسرے سے بندھے ہوئے اِن جہازوں کو اپنے قابو میں رکھ کر بارسلونہ کی طرف نہ لے جا سکے گا۔ اس کے علاوہ تم دیکھ رہے ہو، ہَوا کا رُخ اِس وقت مغرب سے مشرق کی طرف ہے جس کا مطلب ہے یہ سب جہاز سمندر کے اندرونی حِصّے کی طرف تیرتے چلے جائیں گے اور پھر تم یہ بھی دیکھ رہے ہو۔ ان سب جہازوں کے بادبان کھلے ہوئے ہیں شاید فرانسیسی لشکر کا سالار اس طرف دھیان نہیں دے سکا۔ اس لیے سمندر کے اندر کی طرف جاتے ہوئے ان جہازوں کی رفتار تیز ہو جائے گی اور ہم انہیں کسی صورت بھی بارسلونہ لے جانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں، دُشمن کے یہ بے مُہار سپاہی جو ان جہازوں میں سوار ہونے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں سمندر میں ڈُوب جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ جہاز ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر غرق ہو جائیں گے۔

وہ سالار ولید کی باتوں سے مطمئن ہو گیا۔ ولید نے کچھ سوچتے ہوئے پھر اُسے کہا۔ شاید تم نے یہ اندازہ نہیں لگایا کہ وہ جہاز خالی ہیں اور ان میں کچھ بھی نہیں ہے اگر یہ نہ بھی ڈوبے تو بھی ان میں سوار ہونے والے بھُوکوں مر جائیں گے۔ اس لیے کہ ان کی خوراک اور دوسرے جنگی سامان سے لدے ہوئے تینوں جہاز ہمارے سامنے خشکی پر کھڑے ہیں۔ وہ سالار خاموش رہا۔ ولید نے لشکر کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے جنگ میں کام آنے والوں کو دفن کرنے کے علاوہ زخمیوں کی مرہم پٹی کی گئی۔ اس کے بعد پہاڑوں کی اوٹ میں نصب خیموں کو اُکھاڑ کر اس سامانِ رسد سمیت جو ولید اپنے ساتھ لے کر آیا تھا خچروں پر لاد دیا گیا۔

پورا لشکر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس جگہ آ رُکا جہاں جنگ ہوئی تھی دُشمن کے سامان سے بھرے ہوئے وہ جہاز جو خشکی پر کھڑے تھے اُنہیں دھکیل کر سمندر میں اُتارا گیا۔ ولید اپنے گھوڑے سے اُتر کر ایک جہاز میں سوار ہو گیا اور اس کے حکم پر وہ سپاہی بھی جہازوں پر چڑھ گئے جو کبھی ولید اور اس کے باپ کے ساتھ کام کیا کرتے تھے جب کہ ان کا پیشہ قزاقی تھا۔ ولید نے لشکر کو کُوچ کا حکم دیا اور خود بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر جہازوں کے چپّو چلانے لگا تھا۔ اس طرف لشکر خشکی پر اور تینوں جہاز سمندر کے اندر پہلو بہ پہلو بارسلونہ کی طرف کُوچ کر رہے تھے۔

○

جس فرانسیسی لشکر کو ولید نے بارسلونہ کے شمال میں بارش اور رات کی تاریکی کے اندر شکست دی تھی اس کے ساحل پر اُترنے سے دو روز قبل فرولندہ اپنا لشکر لے کر اپنے دارالحکومت لیون سے نِکلا۔ اس کے ساتھ دہ ہزار اردل فرانسیسی بھی تھے۔ جو فرانس کے جنوب مغربی بندرگاہ بیارنیز سے روانہ ہو کر خلیج بسکے سے ہوتے ہوئے فرولندہ کے پاس پہنچے تھے۔ اس بار فرولندہ نے

اپنے چھوٹے بھائی لیسی اور اس کے لشکر کو ساتھ لینے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔ اس لیے کہ اس کے ساتھ اس قدر فرانسیسی تھے جن کے باعث اس کے لشکر کی تعداد ڈیڑھ گنا ہو گئی تھی۔

فرولندہ نے کوچ کا ایک نیا راستہ اختیار کیا تھا۔ اپنے دارالحکومت لیون سے نکل کر سیدھا قشتالیہ کی طرف جانے کے بجائے وہ اپنے ایک جنوبی شہر براکا کی طرف بڑھا تھا۔ یہاں اس نے اپنے لشکر کی خوراک کا کچھ سامان حاصل کیا اور اب وہ اپنا رُخ بدل کر جنوب مشرق کی طرف آگے بڑھا تھا۔ طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون کی شمالی سرحدوں کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا فرولندہ وادیٔ آنہ[1] کے شمال میں اس جگہ آیا جہاں دریائے تاجہ[2] اور اس کا ایک معاون آپس میں ملتے ہیں۔ پچھلے چند روز کی لگاتار بارش کے باعث دریا اپنی سیلابی حالت میں تھے۔ لہٰذا فرولندہ وہاں رُک کر دریائے تاجہ کے معاون کا پانی اُترنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے دریا پر پل باندھنے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی کیونکہ بارش رُکنے کے بعد دریا کا پانی اُتر جاتا تھا اور اس کے اندر چشموں کا پانی اس قدر رہ جاتا تھا کہ اس میں سے سوار بآسانی گزر سکتا تھا۔

لہ جبل مورینہ اور کوہستانِ طلیطلہ کے درمیان پڑنے والے وسیع و عریض میدانوں کا نام وادی آنہ ہے۔ یہ شمال میں کوہستان طلیطلہ۔ جنوب میں جبل مورینہ۔ مشرق میں وادی شقرا اور مغرب میں بحیرہ اوقیانوس تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ وادی زراعت اور پیداوار کے لیے بھی مشہور ہے۔

لہ دریائے تاجہ جبل طلیطلہ سے نکل کر طلیطلہ شہر کے شمال اور مغرب میں بہتا ہوا وادی آنہ کے درمیان میں سے گزر کر اسے سیراب کرتا ہوا بحیرہ اوقیانوس کی طرف چلا گیا ہے۔ اس کا ایک معاون جبل اشارات سے نکل کر طلیطلہ شہر سے شمال میں اس کے اندر آ گرتا ہے۔

عمروس جبل اشارات کے جنوب میں یحییٰ المامون اور ولید کی طرف ے وادیٔ ارغون کے حاکم مالک بن نمیرہ کے ساتھ اس شاہراہ کے قریب انتظار ر رہا تھا جو قشتالیہ شہر سے ہوتی ہوئی مشرق میں بحیرہ روم کے کنارے ہسپانیہ کی شرقی بندرگاہ طرطوشہ کی طرف چلی گئی تھی۔ یہاں جب اس کے جاسوسوں نے ے خبر دی کہ فرولندہ دریائے تاجہ کے ایک شمالی معاون کو عبور کر کے جنوب ہی جنوب طرف سے وادی ارغون کی طرف بڑھنے کا فیصلہ کر چکا ہے، تو عمروس نے فوراً ن کا تدارک کیا اور اپنے لشکر کو لے کر وہ طوفانی جھکڑوں اور تیز بارش میں برق ے کوندے کی طرح جنوب کی طرف بڑھا اور دریا کے مغربی کنارے اس جگہ اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا جس کی سیدھ میں دریا کے دوسری طرف فرولندہ قیام کر کے دریا سیلابی حالت ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

فرولندہ خوش اور مطمئن تھا اس لیے کہ اس کے مخبر اسے یہ بتا چکے تھے ولید اور عمروس بارسلونہ کی طرف جا چکے ہیں۔ لیکن اُسے یہ علم نہ تھا کہ بارسلونہ طرف تنہا ولید گیا ہے اور عمروس اس کے سامنے دریا کے دوسرے کنارے ں پر گہری نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ فرولندہ کو یقین تھا کہ اس کے سامنے آنے لا یہ لشکر طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون یا وادیٔ ارغون کے نئے حاکم مالک نمیرہ کا ہو گا جس کو وہ لمحوں کے اندر شکست دے کر آگے بڑھ جائے گا اور اندلس اندر کوئی ایسی قوت نہیں جو وادیٔ ارغون میں داخل ہونے سے اسے روک ے۔ فرولندہ کو یہ بھی اطمینان تھا کہ ولید اور عمروس بارسلونہ کے آس پاس فرانسیسیوں ساتھ برسرپیکار ہوں گے۔ لہٰذا اس کا کام اور سہل اور مختصر ہو گیا ہے۔ اس فیصلہ کر لیا تھا کہ وادیٔ ارغون پر قبضہ کرنے کے بعد وہ فرانسیسیوں سے ے ہوئے ولید کی پشت سے اس پر شب خون مارے گا۔

جب دریا کا پانی اُتر گیا تو فرولندہ نے اپنے لشکر کو دریا عبور کرنے کا دیا۔ اس نے قطعاً کوئی پرواہ نہ کی تھی کہ دریا کے دوسرے کنارے دشمن

پڑاؤ کیے ہوئے ہے۔ فرولندہ کا لشکر کوچ کر کے جب دریا کے وسط تک پہنچا تو اسے ایک نئے طوفان اور نئی ابتلا کا سامنا کرنا پڑا۔ عمروس کے حکم پر مسلم مجاہدوں نے دریا کے کنارے لیٹ کر فرولندہ کے لشکر پر زہریلے اور آتشیں تیروں کی اس قدر تیز اور طوفانی باڑھ ماری تھی کہ لشکر کا اگلا حصہ چھدکر رہ گیا اور دریا کا پانی سُرخی مائل ہو گیا تھا۔ فرولندہ نے جب اپنے لشکر کی یہ حالت دیکھی تو اس نے اپنے لشکر کو واپس بُلا لیا کیونکہ وہ اپنے لشکر کے پیچھے پیچھے تھا۔

فرانسیسی جو بڑے جوش اور ولولے کے ساتھ جنگ میں حصہ لینے لیے آئے تھے۔ یہاں ان کی کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوتی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے طرح طرح کے حیلوں اور تدبیروں سے دریا کے اُوپر اور نیچے جا کر اپنے لشکر کے ساتھ دریا عبور کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار عمروس نے ایک مجاہدانہ جذبے کے ساتھ اُنہیں ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ دراصل عمروس دشمن کے ساتھ دست بدست جنگ نہ کرنا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ فرولندہ کے مقابلے میں اس کے لشکر کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے لہٰذا وہ ولید کے آنے تک دُشمن کو دریا کے کنارے ہی روکے رکھنا چاہتا تھا۔ فرولندہ نے کئی بار رات کے سناٹوں میں دریا عبور کرنا چاہا لیکن ہر بار اس نے عمروس کو مستعد پایا اور اُسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

ایک روز جب کہ فرولندہ جیولوس ماریہ اور پولس کے ساتھ عمروس کے ساتھ جنگوں میں زخمی ہونے والے اپنے سپاہیوں کی تیمارداری کا معائنہ کر رہا تھا ایک گھوڑ سوار شمال کی طرف سے اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہُوا آیا۔ وہ راہبوں کا سا لباس پہنے ہوئے تھا۔ جب وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہُوا فرولندہ کے پاس آیا تو فرولندہ اُسے دیکھ کر چونکا کیونکہ وہ فرولندہ کا مُخبر تھا جسے اس نے ولید اور فرانسیسیوں کے درمیان جنگ پر نگاہ رکھنے پر مقرر کیا تھا۔

آنے والا سوار فرولندہ کے قریب آ کر اپنے گھوڑے سے اُترا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا

لگا تھا اور اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ فرولندہ نے آگے بڑھ کر بیتاب آواز میں پوچھا۔ تم بارسلونہ کی طرف سے کیسی خبر لائے ہو۔ آنے والے نے شکستہ آواز میں کہا۔ میرے پاس حوصلہ شکن خبروں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تیز طوفان، آندھی اور بارش میں ولید بن ہشام بارسلونہ کے شمال میں فرانسیسی لشکر کو عبرتناک شکست دے کر بھگا چکا ہے اور یہ جنگ اس کے لیے انتہائی سُودمند ثابت ہوئی اس لیے کہ اس نے ان تین فرانسیسی جہازوں پر قبضہ کر لیا ہے جن کے اندر فرانسیسی لشکر کا مال و متاع اور خوراک کا ذخیرہ تھا۔

فرولندہ نے بجھی بجھی سی آواز میں پوچھا۔ تو کیا فرانسیسی ولید اور عمروس کے مقابلے میں شکست کھا چکے ہیں۔ اس سوار نے فرولندہ کی درستی کرتے ہوئے کہا۔ ولید اور عمروس نہیں، میرے مالک! صرف ولید بن ہشام فرولندہ نے چونک کر پوچھا۔ کیا مطلب؟ ——— یہ کہ ولید اکیلے نے فرانسیسی لشکر کو شکست دی ہے۔ عمروس تو اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ اس دریا کے دوسرے کنارے آپ کا راستہ روکے ہوئے ہے۔ فرولندہ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میرا پہلے ہی اندازہ تھا کہ اس دریا کے پار ہمارا راستہ روکنے والا کوئی معمولی جرنیل نہیں ہے۔ اگر یہ عمروس نہ ہوتا تو اب تک میں اپنے لشکر کے ساتھ بارسلونہ کے گرد و نواح میں ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے اس پر تعجب بھی ہے کہ ولید اکیلے نے فرانسیسی لشکر کو شکست دے دی ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو، اس وقت وہ کہاں ہے؟

مخبر نے اندیشوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ فتح حاصل کرنے کے بعد ولید بارسلونہ آیا تھا۔ وہاں اس نے صرف چند ساعتیں قیام کیا اور اس نے وہ سامان سے بھرے ہوئے تین جہاز بارسلونہ میں اپنے جرنیل مسلم کے حوالے کیے۔ اس کے بعد وہ بارسلونہ سے کوچ کر گیا تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس لشکر کو کوچ کرتے دیکھا ہے۔ اس کا رُخ اب آپ کی طرف ہے۔

اگر اس نے راستے میں کہیں رُک کر آرام بھی کر لیا تو بھی جس رفتار سے وہ سفر کر رہا تھا اس لحاظ سے وہ آج شام سے قبل یہیں کہیں آپ کے نزدیک نمودار ہوگا۔ فرولندہ نے اس مخبر کو دوبارہ دشمن پر نگاہ رکھنے کو واپس بھیج دیا۔ اس نے زخمیوں کی دیکھ بھال ترک کر دی اور دشمن پر نگاہ رکھنے کی خاطر اس نے سپاہیوں کے چھوٹے چھوٹے دستے چاروں طرف روانہ کرنا شروع کر دیے تھے۔

فرولندہ نے اپنے لشکر کو چوکنا کر دیا تھا۔ یہ خبر کہ ولید فرانسیسیوں کو شکست دینے کے بعد اس طرف بڑھ رہا ہے فرولندہ کے لیے انتہائی دِل فگار تھی۔ وہ ولید کی جنگی بصیرت اور مہارت سے آگاہ تھا وہ جانتا تھا کہ وہ عرب وہ بدو اچانک کسی سمت سے حملہ آور ہو کر طوفانی ابتلا اور بے روک مصیبت کھڑی کر دے گا۔ فرولندہ کو اُمید تھی کہ شام تک ولید اپنے لشکر کے ساتھ کسی طرف سے نمودار ہوگا لیکن ایسا نہ ہوا۔ شام تک ولید کا دُور دُور تک کہیں نشان نہ تھا جب کہ عمروس اسی طرح دریا کے دوسرے کنارے فرولندہ پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھا۔

فرولندہ۔ جیولوس ماریہ اور پولس رات بھر جاگتے رہے۔ انہیں اب پختہ یقین ہو چکا تھا کہ ولید رات کے وقت ان پر شب خون مارے گا۔ رات کسی ہنگامے اور انقلاب کے بغیر گزر گئی۔ اگلے روز جب اندھیرا چھٹا اور مشرق کی طرف سے اُجالا نمودار ہوا تو فرولندہ نے دیکھا کہ دریا کے اس پار عمروس اپنے لشکر سمیت غائب تھا۔

فرولندہ نے فوراً کوئی فیصلہ کیا۔ ایک قاصد اس نے اپنے بھائی لیسی کی طرف قشتالیہ بھیجا اور اسے تنبیہہ کی کہ اگر ولید قشتالیہ کے گرد و نواح میں ان کی بستیوں اور قصبوں پر حملہ آور ہو تو وہ فوراً اس کی سرکوبی کرے۔ خود فرولندہ نے وہاں سے کوچ کیا اور دریا کے مشرقی کنارے اس جگہ آیا جہاں گذشتہ شب تک عمروس پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ فرولندہ نے دیکھا کہ عمروس کے لشکر کے

نشانات دریا کے کنارے کنارے جنوب کی طرف جاتے تھے۔ فرولندہ ان نشانات کا تعاقب کرتا ہوا عمروس کے پیچھے لگ گیا۔ شاید وہ عمروس اور ولید کو یک جا نہ ہونے دینا چاہتا تھا اور دونوں کو علیحدہ علیحدہ رکھ کر وہ اپنی پُرانی اور ذلت آمیز شکستوں کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔

دوسری طرف ولید اور عمروس بھی فرولندہ کے خلاف اپنا جال بچھا چکے تھے۔ ولید کے کہنے پر ہی عمروس دریا کے کنارے کنارے جنوب کی طرف چلا گیا تھا جب کہ خود ولید دریا کے اسی کنارے دس میل اوپر شمال کی طرف پڑاؤ کر چکا تھا۔ انہوں نے آپس میں یہ طریقہ کار طے کیا تھا کہ فرولندہ اگر عمروس کے پیچھے جائے تو ولید اس کے تعاقب میں لگ جائے اور اگر وہ شمال کی طرف بڑھے تو عمروس اس کا پیچھا کرے اور فرولندہ ان دونوں سمتوں کو چھوڑ کر اگر مشرق کی طرف بڑھتا ہے تو دونوں اس کا تعاقب کریں۔ چونکہ فرولندہ عمروس کے پیچھے بڑی تیزی سے جا رہا تھا لہٰذا ولید مناسب فاصلہ رکھ کر فرولندہ کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

آٹھ میل جنوب کی طرف جا کر فرولندہ نے اپنے لشکر کو روک دیا کیونکہ اس کے سامنے گھوڑوں کے سموں کے وہ نشانات جن کا وہ تعاقب کرتا آ رہا تھا معدوم ہو گئے تھے اور اس کے سامنے دُور تک گوکھرو[1] کا ایک سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ فرولندہ نے اس سے یہ اندازہ لگایا کہ دشمن اس کے سامنے گوکھرو بچھا کر اس کے کوچ کی سمت بدلنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اس نے فوراً جیولوس ماریا اور پولس کو حکم دیا کہ گوکھرو ہٹا کر راستہ صاف کیا جائے۔ ہزاروں سپاہی اپنے گھوڑوں سے اُتر کر آہنی گوکھرو اُٹھا اُٹھا کر ایک طرف رکھتے ہوئے راستہ صاف کرنے لگے تھے۔ جیولوس اور پولس اس کام کی نگرانی کر رہے تھے۔

---

[1] لوہے کے بنے ہوئے کانٹے جو گھوڑوں کی سموں میں چبھ جاتے ہیں اور انہیں آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ اکثر دشمن کا راستہ روکنے کے لیے بچھائے جاتے تھے۔

عین اس وقت جب کہ فرولندہ کے لشکر کا ایک حصّہ مصروفِ کار تھا
دریا کی مخالف سمت سے عمروس اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہُوا اور فرولندہ پر ح
کر دیا۔ عمروس اپنے لشکر کے آگے آگے تھا اور اچانک حملہ آور ہو کر اس نے فرول
کے لشکر کا ایک حصّہ مکمّل طور پر مفلوج کر دیا تھا۔ فرولندہ کے لشکر میں افراتفر
مچ گئی تھی۔ گو کھر اُٹھانے والے سپاہی بھی بھاگ کر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار
گئے تھے۔ اپنے لشکر کے وسط میں کھڑے فرولندہ نے چلّا چلّا کر جیولوس ماریا اور پ
کو حکم دیا کہ وہ عمروس کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور اسے بچ کر جانے کا موقع
دیں۔ جیولوس اور پولس کی سربراہی میں فرولندہ کا پورا لشکر ایک طوفانی انداز میں ع
کی طرف اُمڈ پڑا تھا۔

جس وقت فرولندہ کا لشکر اپنی پوری توجہ عمروس کو شکست دینے یا
گرفتار کرنے پر دے رہا تھا۔ ان کے پیچھے قیامت اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ولید جو د
کے کنارے کنارے ان کے تعاقب میں آرہا تھا اچانک حملہ آور ہو گیا تھا۔ عمروس
طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے فرولندہ کے سپاہیوں کے قدم رُک گئے اور اُنہوں نے
زیادہ توجہ ولید کی طرف مبذول کر دی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کی صفوں میں اگر
سا رخنہ اور خلا بھی پیدا ہو گیا تو وہ بدّو ان کی ایسی حالت بنائے گا۔ جس طرح
اور موسلا دھار بارش کے بعد زور کی آندھی درختوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتی
عمروس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنے لشکر کو للکار کر اس نے پوری قوّ
حملہ کیا اور دُشمن کو دُور تک دھکیلتا ہُوا لے گیا تھا۔ اس موقع پر فرولندہ
لشکر کی کچھ صفوں کو ولید کے سامنے سے ہٹ کر عمروس کا سامنا کرنے کا حکم
صفوں کے اِدھر اُدھر کرنے سے فرولندہ کے لشکر میں ایک انتشار
اور ابتری پیدا ہو گئی تھی۔ اگلی صفوں میں لڑنے والے سپاہیوں نے سمجھا کہ شای
کی پُشت ننگی ہو رہی ہے۔ اس لیے ان کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ فرولندہ
صفوں سے دُور اپنے لشکر کے درمیان میں اُونچی اُونچی آوازوں میں اپنے سپا

کا حوصلہ بڑھا رہا تھا۔ سہ پہر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ فرولندہ کا اندازہ تھا
کہ وہ اپنے لشکر کی کثرت کے باعث لمحوں کے اندر میدانِ جنگ کو اپنی گرفت میں
کرلے گا لیکن اس میدان میں ولید اور عمروس سے جنگ کرتے ہوئے اس کی ساری
تدبیریں بیکار اور سارے تخمینے غلط ثابت ہو رہے تھے۔ ولید اور عمروس کی ثابت
قدمی سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ تقدیر اُسے چکی کے دو پاٹوں میں پیس ڈالنے کے
لیے اس میدان میں لے آئی ہے۔

فرولندہ کو اگلی صفوں کے اندر لڑنے والے جیولوس ماریا اور پولس پر غصّہ
آرہا تھا کہ وہ ولید اور عمروس کو پسپا کرنے میں کیوں کامیاب نہیں ہوتے وہ
بار بار اس صلیب پر ہاتھ رکھ کر جو اس کے گلے میں لٹک رہی تھی مریمؑ و مسیحؑ سے
اپنے لیے فتح و نصرت کی دُعائیں مانگ رہا تھا۔ وہ اس بدو کے خلاف اپنے لیے
کامیابی کی دُعائیں مانگ رہا تھا جس نے طوفانی، ماورائی اور منفرد انداز میں اس کے
لشکر کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اچانک فرولندہ چونک اُٹھا اس سمت جہاں جیولوس ماریا
ولید کے خلاف دفاعی جنگ کر رہا تھا اس کی کچھ صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا تھا
اور وہ فرانسیسی جو اگلی صفوں کے اندر لڑ رہے تھے ایک وحشت ناک بھگدڑ کے
عالم میں پیچھے کی طرف بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے۔

فرولندہ نے چلّا چلّا کر اپنے سپاہیوں کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی۔
لیکن اس کی ہر آواز بے اثر ہر یقین دہانی بے سود ثابت ہوئی اور اس کی صفوں
کے اندر لمحہ بہ لمحہ انتشار بڑھتا رہا۔ پیچھے بھاگنے والوں کی تعداد تیزی سے بڑھتی
رہی۔ یہاں تک کہ اُس لشکر کی صفیں بھی منتشر ہونا شروع ہو گئیں جو پولس کی
سربراہی میں عمروس کے خلاف جنگ کر رہا تھا۔ ولید جو اپنے لشکر میں سب
سے آگے آگے جنگ کر رہا تھا یہ سارا منظر دیکھ چکا تھا۔ اس نے لڑتے لڑتے کئی بار
تکبیریں بلند کیں جو اپنے لشکر کو اشارہ تھا کہ اب وقت ہے اپنا پورا زور لگا دو۔
اپنے امیر کے جواب میں پورے لشکر نے "اللہ اکبر" کی اُونچی صدائیں بلند کی تھیں اور

وہ شعلے و برق کے کوندے بن کر حملہ آور ہونے لگے تھے ۔ دوسری طرف عمرو
بھی اپنے آقا کی تکبیریں سن چکا تھا اس نے بھی اپنے حملوں میں ایک فسوں پیدا کر
تھا ——— گھمسان کی یہ جنگ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی ۔ فرولندہ کی اگلی صفیں
جو پہلے ہی انتشار اور افراتفری کے عالم میں تھیں ولید اور عمروس کے حملوں کی اس
تندی اور تیزی کو برداشت نہ کر سکیں اور ان کے اندر لڑنے والے سپاہی تیز آندھی
میں تنکوں کی طرح اِدھر اُدھر بکھر گئے تھے ایک اور بات جو عیسائی لشکر کے انتشار
اور پسپائی کی بڑی وجہ بنی یہ تھی کہ خود فرولندہ تو لشکر کے وسط میں صرف لڑنے
والوں کا حوصلہ بڑھا رہا تھا جب کہ ولید اپنے لشکر کے سب سے آگے جنگ کی
راہنمائی کر رہا تھا ۔ فرولندہ کا یہ کردار بھی اس کے سپاہیوں کے لیے حوصلہ شکن تھا ۔
اگلی صفوں نے مکمل طور پر اپنے ہتھیار روک لیے اور ہر سپاہی جان بچانے کی
خاطر پیچھے بھاگ رہا تھا ۔

بھاگتے سپاہیوں کا تعاقب کرتے ہوئے مُسلمانوں کے حوصلے اور بڑھ
گئے تھے اور انہوں نے بڑی فراخ دلی اور جاں نثاری سے ان کا تعاقب
شروع کر دیا تھا ۔ چند ہی لمحوں بعد فرولندہ کے لشکر میں ہر طرف پسپائی شروع ہو
گئی تھی ۔ ان کے دائیں طرف گوکھرو بچھے ہوئے تھے جنہیں وہ عبور نہ کر سکتے تھے
ورنہ وہ راستہ دریا کے کنارے کنارے سیدھا طلیطلہ شہر کو جاتا تھا ۔ اس طرف بھاگ
کر فرولندہ کافی حد تک اپنے لشکر کو بچا سکتا تھا کیونکہ چند میل جنوب کی طرف
ایک چوبی پُل تھا جسے عبور کر کے وہ شمال مغرب کا رُخ اختیار کر کے قشتالیہ کی
طرف بھاگ سکتے تھے لیکن گوکھرو ان کا یہ راستہ مسدود کر چکے تھے ۔ ان کے سامنے
سے عمروس اور بائیں طرف ولید انہیں کاٹتا آ رہا تھا ۔ لہذا وہ اپنی پشت جانب
دریا کی طرف بھاگے ۔ فرولندہ، جیولوس ماریا اور پولس بھی بھاگ کھڑے ہوئے ۔
دریا عبور کرتے ہوئے ولید اور عمروس نے دشمن کی سپاہ کا ایک بڑا حصّہ
کاٹ کر رکھ دیا تھا ۔ یہ انتہائی وحشت ناک تعاقب تھا ۔ عرب، بربر اور حبشی

مسلمان فرانسیسی اور فرولندہ کے سپاہیوں کو بُری طرح کاٹ رہے تھے ۔ ولید
نے قشتالیہ کی سرحدوں تک فرولندہ کا تعاقب کیا پھر وہ اس خیال سے لوٹ آیا کہ
کہیں لیسی اپنے تازہ دم لشکر کے ساتھ میدان میں نہ اُتر پڑے ۔ کھلے میدان کے
اندر فرولندہ کے خلاف ولید کی یہ ایک کھُلی اور مکمّل فتح تھی ۔

ولید اور عمروس اپنا لشکر لے کر پھر اس جگہ واپس آئے جہاں جنگ
ہوئی تھی ۔ ان کے آنے تک لشکر کے طبیب زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کے علاوہ
جنگ میں کام آنے والے اپنے جوانوں کی نعشوں کو ایک جگہ جمع کر چکے تھے ۔
ولید نے سب سے پہلے شہید ہونے والوں کی تدفین کا بندوبست کیا ۔ اس کے بعد
وہ اس مالِ غنیمت کا جائزہ لے رہا تھا جو فرولندہ وہاں چھوڑ کر بھاگ نکلا تھا ۔
اچانک شمال کی طرف سے دریا کے کنارے کنارے ایک سوار اپنا گھوڑا سرپٹ
دوڑاتا ہوا آیا اور اس جگہ آ کر رُک گیا جہاں ولید اور عمروس کھڑے تھے ۔ ولید
اسے پہچان گیا، وہ ولید کا ایک چھوٹا سالار اور ناطور بن بدر کا دستِ راست
حبشی تھا ۔ ولید کے قریب آ کر اس حبشی نے بکھری بکھری آواز میں کہا ۔

میرے آقا ! جتنی جلدی ممکن ہو یہاں سے کُوچ کیجئے ۔ حرہ اور سویدا
کی سلامتی کے لیے آپ اور امیر عمروس کی ضرورت ہے ۔ ولید نے فکرمند سے
لہجے میں کہا ۔ تم کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو ۔ حبشی نے گردن جھکاتے ہوئے کہا ۔
امیر ! جابر بن وہب ناطور بن بدر کے خلاف بغاوت کر چکا ہے ۔ ولید کے
کچھ کہنے سے قبل ہی عمروس کا رنگ غصّے میں سُرخ ہو گیا اور اس نے آتشی لہجے
کو بھڑکتے ہوئے کہا ۔ میں اور امیر ولید تو اپنی ملت کے دفاع کی خاطر جنگلوں
پہاڑوں، طوفانوں اور بارش کے اندر دھکے کھاتے پھرتے ہیں ۔ کیا جابر سے یہ
بھی نہیں ہو سکا کہ وہ شہر کے اندر پُر آسائش زندگی بسر کرتے ہوئے ناطور کا اتباع
کر سکے ۔

عمروس رُکا پھر اس نے انتہائی غصیلی آواز میں کہا ۔ جابر کی یہ بغاوت اس

کے . پنے سر پہ ایک تیز اور ننگی تلوار بن کر برسے گی ۔ کیا اس نے ہمیں اس قدر بے بس اور لاغر جان لیا ہے کہ بغاوت بن کر ہمارے خلاف سر اُٹھائے ۔ ہم اگر فرا کو شکست دے سکتے ہیں تو حرہ اور سویدا کے اندر اُٹھنے والی ہر بغاوت کا ر بھی کچل سکتے ہیں ۔ عمروس چُپ ہُوا اس نے دیکھا ولید خاموش، اداس او غمگین کھڑا تھا ۔ اس کے چہرے پر فتح کی ساری خوشی جاتی رہی تھی ۔ عمروس ا امیر کی حالت دیکھ کر پگھل گیا ۔ وہ آگے بڑھا اور ولید کے سامنے کھڑے ہو ہوئے کہا ۔ یا امیر ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اُداس اور غمگین کیوں ہوتے ہیں ۔ عمروس آپ کی ڈھال اور سپر بن کر ہر بغاوت کو فرو کرے آپ حکم دیجئے اپنا فیصلہ سنائیے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے ۔

ولید نے مدھم سی آواز میں آنے والے حبشی سوار سے پوچھا ۔ یہ بغاو کب ہوئی ؟ اس نے اداس لہجے میں کہا ۔ یا امیر ! کئی روز ہو چکے ہیں ۔ میں کئی ر قبل آپ کے پاس حاضر ہو چکا ہوتا لیکن میں راستے میں رُکا رہا ۔ میں فرولندہ کے سا جنگ سے قبل یہ منحوس خبر آپ سے نہ کہنا چاہتا تھا ۔ ولید نے پھر پوچھا ۔ جابر نے کیوں اور کیسے بغاوت کی اور جواب میں وہ حبشی سوار ولید کو بغاوت کی پوری داستان سنا رہا تھا ۔

لشکر کے ہر سپاہی کے کانوں میں یہ خبر پہنچ گئی تھی کہ جابر نے بغاو کر دی ہے ۔ چاروں طرف کھسر پھسر شروع ہو گئی تھی ۔ جابر کا تعلق بنو قیس سے تھا اور اس قبیلہ کے جو سپاہی اس وقت ولید کے لشکر میں شامل تھے، و زیادہ پریشان اور گھبرائے ہوئے دکھائی دے رہے تھے ۔ کچھ لوگ سر جھکا کھڑے تھے ۔ شاید یہ خبر ان کے لیے انتہائی افسوس ناک تھی ۔

ولید نے نظر بھر کر عمروس کی طرف دیکھا ۔ عمروس کے چہرے پر ایک جلال، دیوانگی اور انتقامی کیفیت تھی اس کی حالت ان طوفانوں جیسی ہو گئی جو ابھی اپنے شباب کے عالم اور مدوجزر کی حالت میں ہوں ۔ ولید کچھ کہنے

والا تھا کہ بنو کلب کے ایک سپاہی نے جابر کے خلاف نعرہ بلند کیا اور پھر اس کے جواب میں ہر کوئی جابر کے خلاف زہر اگلنے لگا تھا حتیٰ کہ بنو قیس کے سپاہی بھی جابر کے خلاف آوازیں بلند کرنے لگے تھے ۔ ولید نے پھر عمروس کی طرف دیکھا اور مدھم مگر غمزدہ آواز میں کہا ۔

"عمروس ! کوچ کی تیاری کرو ۔ میں سمجھتا ہوں حرہ اور سویدا میں جابر کی بغاوت نے ہماری پیٹھ ننگی اور پشت عیب دار کر دی ہے ۔ قبل اس کے کہ ہمارے دشمنوں کو ہماری اس بغاوت کا علم ہو ہمیں فوراً اس پر قابو پا لینا چاہیئے ۔ ورنہ یہی معمولی واقعہ قبائلی تعصب کی زہریلی ہوا میں جنگل کی آگ کے مانند پھیل کر ہم دونوں کے قابو اور گرفت سے نکل جائے گا ۔"

عمروس پیچھے ہٹتا ہوا بولا ۔ یا امیر ! آپ مطمئن رہیے بارسلونہ سے لے کر وادی نوارا اور دریائے تاجہ سے لے کر جبل البرانس تک ہر فرد آپ کے ساتھ ہے ۔ واللہ ! آپ کے ایک ادنیٰ اشارے پر عمروس جابر جیسے ہزاروں احمقوں، ملت فروشوں اور غداروں کی بغاوت کچل دے گا ۔ ولید خاموش رہا ۔ عمروس نے کوچ کا حکم دیا اور چند ہی لمحوں بعد لشکر کے گھوڑے حرہ اور سویدا کے رُخ پر سرپٹ دوڑ رہے تھے ۔

ولید اور عمروس اپنے لشکر کے ساتھ حرہ میں داخل ہوئے۔ شہر کے ان گنت لوگ کیا مرد کیا عورتیں لشکر کے استقبال کی خاطر شہر کے مشرقی دروازے سے لے کر اندر شہر تک دو رویہ کھڑے ہو گئے تھے۔ کچھ زندہ دل جوان طنبورے اور دفیں بجاتے ہوئے لشکر کے آگے آگے گاتے جا رہے تھے۔ ان کے نغموں کا مفہوم کچھ یوں تھا۔

"سلام تمہاری شجاعت و پامردی کو۔ خدا تمہیں دشمن کے لیے سمندر کی طرح بحرِ ناپید لاانتہا اور صحرائے محشر کی طرح وسیع و بے کنار بنائے رب عظیم تمہیں ہر شہر، ہر قریے، ہر کھیت اور ہر شاہراہ کا محافظ و محتسب بنائے۔ اے ملت کی روح کے امینو! اے قوم کی صداقتوں اور سطوتوں کے محافظو! حرہ اور سویدا کا ہر فرد تمہیں سلام کرتا ہے۔ تمہیں خوش آمدید کہتا ہے۔"

ولید اور عمروس سنجیدہ تھے۔ ان کے چہروں پر دور دور تک خوشی و انبساط کا کوئی نشان تک نہ تھا۔ لشکر کا ہر سپاہی افسردہ اور ملول تھا۔ ایک کھلے میدان کے اندر ولید نے لشکر کو رک جانے کا حکم دیا۔ ہجوم کے اندر سے ناطور بن بدر نکل کر آیا اور ولید کے گھوڑے کی رکاب پکڑتے ہوئے اس نے گہری رقت میں کہا۔

"میرے آقا! آپ کی غیر موجودگی میں اپنے شہروں کی حفاظت و امان کا

فرض میں ادا کر چکا۔ اب ان کی سلامتی آپ کے حوالے ہے۔" ولید گھوڑے سے اترا اور ناطور کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ درست ہے کہ جابر ہم سے بغاوت کر چکا ہے۔" ناطور نے ولید سے لپٹے ہی لپٹے کہا۔ "میرے آقا! میرے لیے یہ کہنا تکلیف کا باعث ہے کہ جابر بغاوت کر چکا ہے۔"

ناطور جب ولید سے علیحدہ ہوا تو عمروس آگے بڑھ کر اس سے بغلگیر ہو رہا تھا۔ اتنے میں مختلف قبائل کے سردار آ کر ولید اور عمروس سے ملے اور سب نے متحدہ مطالبہ کیا کہ جابر کو طلب کیا جائے۔ ولید نے ناطور سے کہا کہ جابر کو طلب کیا جائے۔ ناطور نے ایک عرب سردار کی طرف اشارہ کیا اور وہ جابر کو بلانے چلا گیا۔

وسیع اور کھلے میدان کے اندر لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو ولید اور عمروس کے گرد جمع ہو گیا تھا۔ ایک جگہ ناتن بھی اپنے لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ کھڑا لشکر کے لوٹ آنے سے بعد کی کارروائی دیکھ رہا تھا۔ سارہ ناتن کی بیٹی جو باقاعدہ طور پر عمروس سے منسوب ہو چکی تھی بار بار پریشان اور ملول انداز میں عمروس کی طرف دیکھ رہی تھی اس لیے کہ عمروس کا چہرہ غصے کی حالت میں غضب ناک ہو رہا تھا اور وہ ولید کے پہلو میں چپ اور خاموش کھڑا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ عرب سردار جو جابر کو بلانے گیا تھا اپنا گھوڑا بھگاتا ہوا لوٹ آیا۔ ولید کے پاس آ کر وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور گردن جھکاتے ہوئے شرمندگی اور ندامت کے احساس میں کہا۔

"یا امیر! جابر نے یہاں آنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس نے آپ کے حکم کی کوئی پرواہ نہیں کی بلکہ آپ کی اس طلبی کا مضحکہ اڑایا ہے۔"

ولید کے کچھ کہنے سے قبل ہی عمروس نے غصے میں کھولتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ایسی سرکشی اور تمرد! امیر طلب کریں اور وہ آنے سے انکار کر دے۔ کیا ہمارے لیے شرم و شرمندگی کا مقام نہیں۔" غصے میں عمروس کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے صرع کا دورہ پڑنے والے کسی مریض کی ہوتی ہے۔ ایک غصیلی زقند لگا کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار

ہُوا اور ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یا امیر! میں اسے خود بُلا کر لاتا ہوں۔" اتنا کہتے ہی عمرو س نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور چلا گیا۔ ناتن اور سارہ پریشان ہو گئے تھے۔ ہر کوئی تعجب سے عمرو س کو دیکھ رہا تھا۔ ولید چُپ تھا جیسے تیزی کے ساتھ بدلتے ہوئے ان حالات نے اس کی گویائی کو گرفت میں لے لیا ہو۔

عمرو س اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہُوا جابر کی حویلی کے پاس آیا اور دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی ہی دیر بعد جابر کے غلام "احمد" نے دروازہ کھولا اور حیرت و پریشانی کے عالم میں عمرو س کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یا امیر! اندر آ جائیے۔ آپ کا یوں اجنبیوں کی طرح باہر کھڑے رہنا اس حویلی کے مکینوں کی توہین ہے" عمرو س نے سخت اور کرخت آواز میں کہا۔ "جابر کو باہر بھیجو اسے کہو، حویلی کے دروازے پر عمرو س بن جندل کھڑا ہے۔" احمد اندر چلا گیا۔ چند ثانیے بعد جابر اندر سے نکلا اور حویلی کے دروازے پر آتے ہوئے وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عمرو س نے پوچھ لیا۔

"امیر نے تمہیں طلب کیا تھا۔ تم نے ان کا حکم ماننے سے انکار کیوں کیا؟"

جابر نے خشک لہجے میں کہا۔ "ولید کو اگر مجھ سے کوئی کام تھا تو جس طرح تم آئے ہو اس طرح وہ بھی یہاں چلا آتا۔"

عمرو س غصّے میں بَل کھا گیا اور پھنکارتے ہوئے کہا۔ "مکار! فریب کار! جسے تم حقارت کے ساتھ ولید کہہ کر پکار رہے ہو وہ ہمارے لیے امن و سلامتی کا پیکر اور آزادی و خوشحالی کا مینہ ہے۔ اسے ولید نہیں امیر کہہ کر پکارو، ورنہ یاد رکھو ایسی کڑی سزا دوں گا جو تمہیں عیب دار بنا دے گی۔"

جابر نے تیز مزاجی سے کہا۔ "آنکھیں کھولو عمرو س! خواب نہ دیکھو۔ تم بنو قیس کے سردار جابر بن وہب سے مخاطب ہو۔ اپنے طرزِ تخاطب کو بدلو ورنہ ——" عمرو س نے پہلے سے بھی گرم لہجے میں کہا۔ "میں بنو قیس کے سردار نہیں ایک علم سے ناآراستہ اُجڈ اور متلون مزاج جاہل سے مخاطب ہوں۔ بات کو مختصر کرو اور میرے ساتھ امیر کے پاس چلو۔" جابر نے چڑچڑے پن سے کہا "میں

وہاں جانے سے انکار کرتا ہوں۔ جاؤ ولید سے جا کر کہہ دو، وہ یہاں آ کر مجھ سے مل لے۔" عمرو س فوراً حرکت میں آیا۔ اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے وہ جُھکا ایک ہاتھ جابر کی بغل کے نیچے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے سر کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے اس نے جابر کو ہَوا کے اندر اُچھالا اور اُسے اپنے آگے بٹھاتے ہوئے کہا۔ "عمرو س میں اتنی ہمّت ہے کہ وہ اپنے آقا کے حکم کی اطاعت کرا سکے۔"

جابر نے منہ سے کوئی آواز نکالنا چاہی پر عمرو س نے اس کے مُنہ پر ہاتھ رکھ کر اسے چُپ رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ احمد بھی حویلی کے اندر سے نکلا اور ان کے پیچھے پیچھے بھاگنے لگا تھا۔ جوزفین اور جلعاد حویلی کے صحن میں کھڑے یہ منظر پریشانی سے دیکھتے رہ گئے تھے۔

عمرو س اپنا گھوڑا دوڑاتا ہُوا اس میدان میں آیا جہاں لوگوں کے ہجوم کے اندر ولید اس کا منتظر کھڑا تھا۔ اب سویدا کے لوگ بھی اس حادثہ کا انجام دیکھنے کی خاطر حرہ کی طرف بھاگ رہے تھے۔ عمرو س نے جابر کو ہَوا میں اُچھالا پھر ولید کے قدموں پہ ڈالتے ہوئے کہا۔ "میرے آقا! یہ جابر بن وہب ہے، قوم کا دشمن، ملّت کا غدّار، سرکش اور باغی ——"

ولید نے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔ "وہب کے بیٹے! تمہیں کس بات نے ہمارے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا ہے؟" جابر اپنے کپڑے جھاڑتا ہُوا اُٹھا اور ہنکار کر جواب دیا۔ "میں کسی لٹیرے اور قزاق کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں۔"

ولید کے کردار پہ یہ ایک سخت چوٹ تھی جو جابر نے لگائی تھی۔ عمرو س اپنے آقا کی یہ ہتک برداشت نہ کر سکا۔ اس کے ماتھے پر تیوری کی شکنیں گہری ہو گئی تھیں۔ وہ طوفانی انداز میں آگے بڑھا اور جابر کو اُٹھا کر زمین پہ پٹختے ہوئے اس نے اپنی تلوار بے نیام کر کے کہا۔ "تم نے بے موقع بدتمیزی کی ہے۔ میرے آقا کے خلاف تمہارے مُنہ سے نکلا ہُوا یہ جملہ اشتہارِ جنگ بھی بن سکتا ہے۔ تم نے اپنی آواز کے باغی پن میں امیر کی صداقت و شرافت اور دیانت و امانت پر ضرب لگائی ہے۔ یاد رکھو

جابر! بغاوت کے وہ شعلے جو امیر کے خلاف بلند ہوئے عمروس انہیں اپنے خون سے بجھانے کی ہمت و قدرت رکھتا ہے۔ اُٹھو! اپنی تلوار سنبھالو تمہارا جسم اگر پتھر اور لوہے کا نہیں تو میری تلوار تمہیں کاٹ کر رکھ دے گی۔

جابر نے اُٹھتے ہی اپنے قبیلے کو پکارا۔ اے بنو قیس آزادی ہماری کرامت ہے۔ کیا اسی دن کے لیے تم نے مجھے اپنا سردار بنایا تھا۔ بنو قیس میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسی وقت عمروس نے اپنے قبیلے کو پکارتے ہوئے کہا۔ "مرابطیو! ہمارے آقا اس وقت مصیبت میں ہیں۔ تم میں سے کون ہے جو ان کی مدد پر آمادہ ہو۔ لشکر میں شمالی افریقہ کے مرابطین نے اپنی کھولتی ہوئی آواز میں یک زبان نعرہ مارا۔ "ہم امیر کے ساتھ ہیں۔ ہر اس فرد کا سر کچل دیا جائے گا جو ہمیں ہمارے مذہب کے خلاف، سفید، سیاہ اور زرد نسلوں میں تقسیم کرے۔ مرابطین خاموش ہوئے تو بنو کلب کے سردار نے اپنے قبیلے کو پکارا۔

"اے بنو کلب! تم بھی اپنے آقا سے اپنی وفاداری اور خلوص کا اظہار کرو۔ بنو کلب کے جوان اپنی زہریلی آوازوں میں چلا اُٹھے۔ ہر وہ سر توڑ دو، ہر وہ بازو کاٹ دو جو ہمیں مذہبی یگانگت سے نکال کر قبائلی عصبیت کی طرف لائے۔ اس کے بعد مختلف قبائل کے سردار اپنے اپنے قبیلے کو پکار کر ولید کے حق میں آوازیں بلند کرنے لگے تھے۔

ولید جواب تک چپ اور خاموش کھڑا تھا غصے کی حالت میں عمروس پر برس پڑا۔ "عمروس! عمروس! کیا تم قبائل کو پکارنے کی رسم ڈال کر اس میدان کو رزم گاہ میں بدلنا چاہتے ہو؟" ولید کے سامنے عمروس نے ایک لفظ تک نہیں کہا اس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی اور ولید کی اطاعت میں بڑی عاجزی کے ساتھ اپنی گردن کو جھکاتا ہوا پیچھے ہٹا اور ولید کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ اس کی حالت عقاب کے اس بچے جیسی ہو گئی تھی جو پرواز سے قبل اپنے گھونسلے میں پھڑپھڑا کر رہ گیا ہو۔ ناتون کے ساتھ کھڑی سارہ کو عمروس کی اس حالت پر رحم اور ترس آرہا تھا۔

ولید نے اپنی تلوار بے نیام کی اور اونچی آواز میں پکارتے ہوئے اس نے کہا۔ اے بنو کلب، بنو قیس، بنو غطفان، بنو محارب، بنو معربہ، بنو ہوازن، بنو بکر، بنو لخم، بنو جذام، بنو سلیم اور بنو نصر! تم ہی لوگوں نے مجھے اپنا امیر بنایا تھا آج اس موقع پر اگر تم اپنا فیصلہ بدل کر کسی اور کو امیر بنانا چاہتے ہو تو واللہ میں آزادی اور امن کی خاطر ایک جاہل چرواہے تک کی اطاعت بھی کرنے کو تیار ہوں ولید نے اپنی تلوار زمین پر پھینکتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے آگے ہتھیار ڈالتا ہوں تم جسے چاہو اپنا امیر بنا لو۔ چاروں طرف کھڑے سب قبائل کے لوگ شور کرنے لگے۔

آپ ہمارے امیر ہیں۔ اپنی تلوار اُٹھا کر نیام میں کر لیجیے۔ آپ کے سوا ہم کسی کو امیر تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ بنو قیس کا ایک رئیس اور بزرگ آگے نکلا اور ولید کی تلوار اُٹھا کر اس کی نیام میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "اے ابن ہشام! آپ ہی ہمارے امیر ہیں۔ میں بنو قیس کی طرف سے سب کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ ہم جابر بن وہب کو بنو قیس کا سردار تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ آج سے بنو قیس کے سردار بھی آپ ہی ہیں۔

لوگ اس قیسی رئیس کی تعریف میں نعرے بلند کر رہے تھے۔ عمروس کے لبوں پر اب گہری مسکراہٹ بکھر چکی تھی۔ ولید کی حالت ایک دم بدل گئی تھی۔ بے شک فرد مایہ سے ایک عقاب اور ایک نرم دل انسان سے جبر کا دیوتا بن گیا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ جابر کی طرف بڑھا۔ اس کے اطوار میں چٹانوں کا سا انداز تھا۔ جابر کے پاس جا کر ولید نے اپنی سخت آواز میں کہا۔

"کاش تم نے بدلتے وقت کے تقاضوں کو سمجھا ہوتا۔ کاش ایسا کرنے سے پہلے تم نے حقائق کو جانا ہوتا۔ تم نے تنگ دامانی کا ثبوت دیتے ہوئے احساسِ شرافت اور ملی اخوت و اتحاد کو منتشر اور پراگندہ کرنے کی کوشش کی۔ ہماری غیر موجودگی میں ناطور کے خلاف بغاوت کھڑی کر کے ایک قوم کی اجزائے ترکیبی کو مذہب، نسل، وطن اور زبان کے خانوں میں بانٹنے کی کوشش کی۔ یاد رکھو! مذہب

ہی قوت وطاقت کا سرچشمہ ہے ۔ اسی کے اندر اتحاد و اخوت پنہاں ہے ۔ برب کعبہ تم سے وہ بوریا باف اچھا ۔ تم سے وہ کوزہ گر بہتر جو ایک درہم اور ایک روٹی یومیہ پر اپنے مالک سے وفادار رہنے کا عزم کرتا ہے ۔

سنو جابر ! اب جب کہ تمام قبائل نے متفقہ طور پر میرے امیر ہونے کی تجد[ید] کر دی ہے ، مَیں تمہارے اس گناہ اور جرم کی کیا سزا تجویز کروں ۔ جابر کا غصّہ اور حرارت اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا اس نے مضطرب اور حریص لہجے میں کہا ۔ مَیں تمہار[ا] ہر فیصلہ ، ہر حکم ماننے سے انکار کرتا ہوں ۔ ولید کی آتش مزاجی اور قساوت قلبی اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی ۔ اس کا ہاتھ اُٹھا اور ایک ایسا زوردار طمانچہ جابر کے منہ پر مارا کہ جابر لرز اُٹھا اور اس کے عمامے کے سارے پیچ ڈھیلے ہو کر بکھر گئے تھے ۔

ولید نے غراتے ہوئے کہا ۔ جابر ! جو ہاتھ دُشمن کو شکست دینا جانتے ہیں وہ تم جیسے باغی کا سر کچلنے کی ہمت و استطاعت بھی رکھتے ہیں ۔ مَیں نے تمہیں نجیب سمجھا پر تم کم نسب نکلے ۔

ہجوم کے اندر سے کسی جوان نے پکار کر ولید سے کہا ۔ ” یا امیر ! اس کی گویائی کو رسّی سے باندھ کر کھینچا جائے “ ۔ کسی دوسرے جوان نے پکار کر کہا ” یا امیر ! خوشی ہو یا غم ہم آپ کے ماتحت متحد ہو کر رہیں گے ۔ ہسپانیہ کا ذرّہ ذرّہ آپ کے لیے ہماری خالص و بے لوث جانیں نذر کر دینے والی قربانی کی گواہی دے گا ۔

کچھ جوان غصّے کی حالت میں جابر و شب و شتم کی بوچھاڑ کرنے لگے تھے ۔

جابر نے غراتے ہوئے ولید سے کہا ۔ مَیں تمہارے سامنے جھکوں گا نہیں ۔ تم اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر دو ۔ ورنہ مَیں جا رہا ہوں ۔ میرا مستقبل اب تم سے وابستہ نہیں ہے ۔ ولید نے اس بار نرم آواز میں کہا ۔ گو تم سے مزید باس پرس میری بہبود خیر و سلامتی اور عزّت و ناموری میں کمی کا سبب نہیں بن سکتی ۔ پھر بھی مَیں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم یہ شہر چھوڑ کر جہاں جی چاہے چلے جاؤ ۔ مَیں سمجھوں گا تم ہم میں شامل نہ تھے ۔ تمہارے آنے کی انبساط اور جانے کے غم کو ہم فراموش کر دیں

جابر مڑا اور چلا گیا ۔

جابر جب چلا گیا تو احمد اس کا غلام سر جھکائے آہستہ آہستہ ولید کے قریب آیا ۔ اور افسردہ لہجے میں کہا ۔ میرے آقا ! مَیں جابر کا غلام ہوں ، میرا نام احمد ہے ، میرے لیے کیا حکم ہے ۔ ولید نے شفقت سے پوچھا ۔ کیا تم اس کے ساتھ جانا چاہتے ہو ۔ احمد نے غصیلی آواز میں کہا ۔ جابر غدار ہے اور ایک غدار کے ساتھ مَیں کیونکر جانا پسند کروں گا ۔ پر مَیں اس کا غلام ہوں اگر کوئی مجھے اس سے آزاد کرا دے تو مَیں یہیں رہ کر آپ کے لشکر کی خدمت کرنا پسند کروں گا ۔

ولید نے احمد کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑی ہمدردی سے کہا ۔ احمد ! احمد ! آج سے تم آزاد ہو ۔ جابر سے اب تمہارا کوئی تعلق نہیں ۔ آج کے بعد تم میرے ساتھ میری حویلی میں رہو گے ۔ ایک غلام کی حیثیت میں نہیں ایک مشفق اور قابلِ احترام بزرگ کی حیثیت میں ۔ تم ابھی میرے ساتھ چلو گے ۔ مَیں جو خود کھاؤں گا وہی تمہیں کھلاؤں گا ۔ جو خود پہنوں گا وہی تمہیں پہننے کو دوں گا ۔ احمد کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی گہری سکون آمیز مسکراہٹ ، جابر اسی روز شام سے قبل ہی جو زفین اور جلبعاد کے ساتھ شہر چھوڑ کر چلا گیا تھا ۔ کسی کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کہاں اور کدھر گیا ہے ۔

○

بحیرہ روم کے کنارے کی بستی شقندہ جہاں عمونہ اس معمر خاتون عزلان کے پاس رہ رہی تھی آہستہ آہستہ بستی کے گھروں سے اُٹھنے والے دھوئیں اور شام کی بکھرتی گہر اور دھند کے اندر سماتی جا رہی تھی ۔ سورج دُور بحیرہ اوقیانوس میں غروب ہو رہا تھا اور بستی سے باہر گھنے درختوں کے سائے مشرق کی طرف تیزی سے بحیرہ روم میں ڈوب جانے کو بھاگ رہے تھے ۔

عمونہ گھر میں چراغ روشن کر رہی تھی پھر اس نے وضو کیا اور عزلان کے ساتھ کھڑی ہو کر وہ مغرب کی نماز ادا کرنے لگی تھی ۔ جب دونوں دُعا مانگ رہی تھیں تو اسے گھر سے باہر گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی ۔ جب وہ دُعا ختم کر چکیں اور

عمونہ نے چمڑے کا مصلےٰ لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا تو گھر میں عزلان کا بھائی وہی بوڑھا اور لنگڑا ملاح منذر داخل ہوا۔ عمونہ نے دیکھا اس نے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اور وہ غمگین اور ملول تھا۔ عمونہ نے اس سے باگ لے لی اور گھوڑے کو صحن میں باندھنے کے لیے لے گئی۔

منذر عزلان کے سامنے آ بیٹھا۔ عمونہ بھی جلدی جلدی گھوڑا باندھ کر عزلان کے پاس آ بیٹھی تھی۔ ایسے شوق، ایسی جلدی اور ایسے انہماک کے ساتھ کہ شاید منذر ان دونوں کے لیے کسی دلچسپ داستان کا آغاز کرنے لگا ہو۔ عزلان نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے پوچھا۔ تم بارسلونہ میں مسلم کے پاس گئے تھے۔ اس نے کچھ بتایا کہ ولید اور فرولندہ کی جنگ کا کیا ہوا۔

منذر نے غمزدہ آواز میں کہا۔ اے میری عزیز بہن! میں بہت بدقسمت ہوں۔ جب بھی میں کوئی اچھی خبر حاصل کرتا ہوں اس کے ساتھ کچھ تکلیف دہ انکشاف ضرور ہوتا ہے۔ عزلان نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا، تو کیا اس تکلیف دہ انکشاف کا تعلق ولید بن ہشام سے ہے۔ منذر نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا تم نے سچ جانا۔ ولید ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہے۔

عمونہ یہ گفتگو برداشت نہ کر سکی۔ اور روتی ہوئی آواز میں اس نے منذر سے کہا۔ خدا کے لیے بتائیے، وہ کہاں ہیں، کیسے ہیں اور کب آئیں گے۔

عزلان نے فکر گیر آواز میں پھر پوچھ لیا۔ کیا ولید کو فرولندہ کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے۔ منذر نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ نہیں، ہسپانیہ کا وہ باجبروت فرزند دریائے تاجہ کے شمالی معاون کے کنارے فرولندہ اور اس کے لشکر کو عبرتناک شکست دے چکا ہے ——— پھر تم اس کے خلاف کیسی بری خبر لائے ہو؟

منذر نے دوبارہ گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ ولید کے ایک جرنیل اور قیس کے سردار جابر بن وہب نے ولید کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ ولید فرولندہ کو شکست دینے کے بعد اس بغاوت کی سرکوبی کے لیے حرہ کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔

عزلان کے چہرے پر خستگی دبے چینی کے علاوہ بے آباد دنوں کی سی مجبوری اور ہولناکی ابل آئی تھی۔ عمونہ کی حالت اس سے بھی بدترین تھی۔ وہ صدا گنگ ستاروں کی مانند خاموش تھی اور اشکوں کے ستارے اس کی پلکوں پر چمکنے لگے تھے۔ عزلان نے دکھ سے کہا۔ یہ خواب ہے یا بیداری یا ہماری سرزمین ہی بانجھ ہونے والی ہے۔

منذر کچھ کہنے والا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ منذر نے جب دروازہ کھول کر دیکھا تو سامنے بستی کا ایک جوان کھڑا تھا اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ آپ تھوڑی دیر قبل بستی میں داخل ہوتے وقت ہمیں خبر سنائی تھی کہ امیر ولید کے خلاف بغاوت ہو چکی ہے۔ اب میں آپ کو ایک اچھی خبر سناتا ہوں۔ ابھی ابھی حرہ کی طرف سے ہماری بستی کا ایک جوان آیا ہے۔ وہ وادیٔ ارغون کے والی مالک بن نمیرہ کے ساتھ اس لشکر میں شامل تھا جس نے امیر عمرو بن کی سرکردگی میں فرولندہ سے جنگ کی تھی۔ وہ سیدھا حرہ سے آ رہا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اس بغاوت میں کسی ایک نے بھی جابر کا ساتھ نہیں دیا اور امیر ولید نے جابر کو شہر بدر کر دیا ہے۔ منذر نے فوراً دروازہ بند کر لیا اور لنگڑا کر بھاگتا ہوا وہ عزلان کے پاس آیا اور مسکرا کر کہا۔

آؤ خدا کے حضور سجدۂ شکر ادا کریں کہ ولید نے بغاوت پر قابو پا لیا اور جابر کو اس نے شہر بدر کر دیا ہے۔ عمونہ اور عزلان کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پھر عمونہ نے چمڑے کا مصلےٰ بچھایا اور تینوں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو گئے تھے۔

○

مرسیہ اور مازر کی حویلی کا محافظ پیلاطس اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا حویلی میں داخل ہوا۔ گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے کے بعد اس نے اس کی زین اتار کر اس کے آگے چارہ ڈال دیا اور پھر احتیاط سے ایک بار اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑانے کے بعد وہ حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھا تھا کہ اتنے میں حویلی کے اندر مرسیہ دونوں بہنیں بھاگتی ہوئی نکلیں۔ پیلاطس کو دیکھتے ہی مرسیہ نے پوچھا۔ پیلاطس!

پیلاطس! کیا یوسان اور رصافہ سے تمہاری ملاقات ہوئی۔ کیا تم نے ہمارا پیغام
پہنچا دیا۔ پیلاطس نے گردن جھکاتے ہوئے غمزدہ آواز میں کہا۔ میں نے ان
کوہستانوں کے اندر یوسان اور رصافہ کو بہت تلاش کیا لیکن وہاں نہ کوئی بستی
اور نہ آبادی ہے۔ وہ ایک ویران جگہ ہے۔ جس کے اندر کوئی انسان رہائش نہیں
رکھتا۔ وہاں مجھے ایک گھوڑ سوار ملا تھا اس سے میں نے پوچھا کیا یہاں کوئی ایسی
بستی ہے جس کے سردار کا نام نابال ہو اور اس کے بیٹوں کے نام یوسان اور رصافہ ہوں
لیکن وہ گھوڑ سوار بھی مجھے کچھ نہ بتا سکا کیونکہ وہ خود ایک مسافر تھا اور جنوب سے
شمال کی طرف سفر کر رہا تھا۔

مرسیہ اور مازر دونوں اداس اور غمگین ہو گئی تھیں۔ چند لمحوں تک وہ خاموش
کھڑی رہیں۔ پھر مرسیہ نے پراگندہ سے لہجے میں کہا۔ تو کیا یوسان اور رصافہ نے ہمیں
اپنے متعلق غلط اطلاعات فراہم کی ہیں لیکن ایسا کرنے میں ان کے لیے کیا منفعت
تھی۔ پیلاطس نے کہا۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنے متعلق دھوکے
میں رکھا ہے لیکن انہوں نے ایسا کیوں کیا۔ میں تو اب سمجھنے لگا ہوں شاید انہوں
نے ہمیں اپنے نام بھی صحیح نہ بتائے ہوں۔

مرسیہ نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ پیلاطس! پیلاطس! وہ اب جو بھی
ہیں میری اور مازر کی زندگی کے آسمان پہ دو چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔ ہم اپنی زندگیاں
ان سے وابستہ کر چکی ہیں۔ اب ان کی تلاش ہی ہمارا نصب العین ہے۔ میرا دل
کہتا ہے ایک روز ہم انہیں ضرور تلاش کر لیں گے۔ پیلاطس! تم کوئی ایسا اعتبار
کا آدمی ڈھونڈو جو ان دونوں کو تلاش کرے۔ ہم اسے اس کا معقول معاوضہ
دیں گے۔

پیلاطس جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ مرسیہ اور مازر کا باپ لوقا حویلی میں
داخل ہوا۔ لہٰذا وہ تینوں خاموش ہو گئے اور پھر وہ بات کا رخ بدل کر کسی اور موضوع
پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

شقندہ کے جنوب میں جہاں آکر سمندر کا ریتیلا ساحل ختم ہو کر زرخیز زمین کے
تعلقات شروع ہوتے تھے وہاں پانی کا ایک کنواں تھا جس سے لوگ پینے کا پانی حاصل
کرتے تھے اور اسی کنویں سے بستی کی زمین بھی سیراب ہوتی تھی۔ یہ کنواں اہلِ
شقندہ کے لیے ایک نعمت تھا جو سمندر سے قریب ہونے کے باوجود انہیں
میٹھا پانی مہیا کرنے کے علاوہ بستی کے مغرب میں ایک کوہستانی سلسلے تک پھیلی ہوئی
زمینوں کو سیراب کر کے ان کے لیے اناج، سبزی اور پھل پیدا کرنے کا ایک ذریعہ
تھا۔ عمونہ بھی بستی کی دوسری لڑکیوں کے ساتھ اسی کنویں سے پانی بھرا کرتی تھی۔

ایک روز جب کہ مشرق کی طرف سے سورج طلوع ہو رہا تھا اور اس کی
کرنیں سمندر کے اندر رنگ بکھیرتی ہوئی اس کی اتھاہ اور تہہ تک حلول کر گئی تھیں
عمونہ کنویں پہ پانی بھرنے آئی اس نے دو مٹکے اٹھا رکھے تھے۔ کنویں پہ اس وقت
اُونٹ جتا ہوا تھا اور کنویں سے شفاف میٹھا پانی نکل کر کچی نالی میں بہتا ہوا مغرب
کی طرف جا رہا تھا۔ عمونہ نے اپنے دونوں مٹکے خوب دھو مانجھ کر بھرے۔ اتنے
میں بستی کی کئی ایک لڑکیاں بھی پانی بھرنے وہاں پہنچ گئی تھیں۔ سب نے اپنے
اپنے مٹکے بھرے اور بستی کی طرف چل دیں۔ عمونہ بھی ان کے ساتھ ہو لی تھی۔

عمونہ پانی کے مٹکے اٹھائے جب گھر میں داخل ہوئی تو موسم بہار کے
ابتدائی دِنوں میں چٹکنے والی کلی کی طرح مسکرا اٹھی۔ گھر میں عزلان اور منذر کے
پاس ولید اور ناطور بیٹھے ہوئے تھے۔ عمونہ نے دونوں مٹکے پتھروں سے بنی ہوئی
اس اونچی جگہ پر رکھ دیئے جس کے اوپر موٹی موٹی ریت ڈالی گئی تھی۔ پھر وہ مڑی
اور مسکراتی ہوئی اس طرف بڑھی جہاں عزلان اور منذر کے پاس ولید اور ناطور
بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

ولید نے بھی عمونہ کی طرف دیکھا۔ وہ ویسی ہی شاداب اور ایسی ہی حسین
تھی جیسی پہلے تھی اور خوشبو کے سفر کی طرح چلتی ہوئی یوں ولید کے سامنے آ کھڑی
ہوئی جیسے چاند بادلوں کی تہوں کو چیر کر نکلا ہو ——— ولید سے دوبارہ ملنے

کی مسرت میں وہ اندھیری رات کے ستاروں سے بھی زیادہ پُرسکون اور خوش دکھ
دے رہی تھی۔

عمونہ جب ولید کے سامنے آئی تو ولید نے بڑی ہمدردی اور محبت سے پوچھا۔ "عمونہ! عمونہ! تم کیسی ہو؟" عمونہ نے مسکرا کر کہا۔ دیکھ لیں ویسی ہوں جیسی آپ چھوڑ کر گئے تھے۔ ولید نے سامنے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ بیٹھ جاؤ کھڑی کیوں ہو۔ میں تمہارا انتظار ہی کر رہا تھا۔ ورنہ اب تک جا چکا ہوتا۔ عمونہ بیٹھ گئی اور فکرمند آواز میں پوچھا۔ آپ کہاں سے آ رہے ہیں اور کدھر جائیں گے۔

ولید نے عمونہ سے نگاہیں ہٹاتے ہوئے کہا۔ میں حرہ سے آیا ہوں ا جزیرہ سارڈینیا کی طرف جاؤں گا۔ میرے ساتھ ناطور اور لشکر کا ایک حصہ بھی جا رہا ہے۔ میں اپنی ایک اندرونی بغاوت فرو کرنے کے علاوہ فرولندہ ایک عبرتناک شکست دے چکا ہوں۔ اب وہ کچھ عرصہ تک اٹھنے کے قابل نہ گا۔ اس کے دوبارہ تیاری کرنے تک میں ان مسلمان لڑکیوں کو واپس لانا چاہتا ہوں جنہیں عیسائی بحری قزاق پکڑ کر لے گئے تھے اور جن میں اس گھر کی خاتون عزلان کی بھی ہے۔ منذر بھی اس مہم میں میرے ساتھ جائے گا۔ یہ وہاں کی سب جگہوں سے واقف ہے لہٰذا میری بہتر راہنمائی کر سکے گا۔

ولید کھڑا ہو گیا، میں اب جاتا ہوں۔ عمونہ کی حالت اس اجنبی اور پردیسی ستارے جیسی ہو گئی تھی جو صبح سے پہلے آتا ہے اور ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ اس زرد جیسی ہو گئی تھی جس کے لیے درخت سے ٹوٹ کر گر پڑنے کا لمحہ آ گیا ہو۔ وہ خاموش رہی اور گہرے انداز میں ولید کی طرف دیکھتی رہی۔ وہ دل کی صدا اور چپ کی زبان سے رخصت ہونے والے ولید سے پوچھ رہی تھی۔ آپ کب آئیں گے؟ ولید ناطور اور بوڑھے ملاح منذر کے ساتھ باہر نکلا اور تینوں گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ گئے۔ عمونہ گھر کے دروازے پر کھڑی ہو کر انہیں دیکھتی رہی۔ جب وہ سمندر کے

کے کنارے گرد و غبار کے سیاہ مرغولے میں روپوش ہو گئے تو عمونہ رو پڑی اس کے دل میں دھڑکتے خون اور آنکھوں کے بہتے پانی میں ایک ہی صدا اٹھ رہی تھی۔ ولید! ولید! میرے ساتھی! میرے ہمسفر! کب آپ کو سکون کی زندگی نصیب ہو گی۔ کب میں غم و آلام میں آپ کی شریک بن سکوں گی۔

ولید کے آنے کی خوشی میں چند لمحوں کے لیے عمونہ کے چہرے پر جو چاند سے حسین مژدہ، کہکشاں سے زیادہ دلفریب خوشیاں اور لذت سے بھرپور جذبات کی عکاسی ہوئی تھی وہ سب اس کے آنسوؤں میں بہہ گئی تھیں۔ وہ خاموشی کے آنسوؤں میں یوں ایک ٹک دیکھ رہی تھی گویا وہ سمندر کی اتھاہ میں، گہرے پانیوں میں، تلواروں کی جھنکار، ڈھالوں کی گونج اور اندھیروں سے پاک دور دراز سیاروں کے اندر اپنے ولید کا عکس تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ جانے کب تک وہ وہاں کھڑی اپنے آنسوؤں میں اپنے مستقبل کو تلاش کرتی رہتی کہ عزلان کی آواز گونجی۔ عمونہ! عمونہ! کہاں ہو میری بیٹی! ادھر میرے پاس آؤ۔ عمونہ سنبھل گئی۔ جلدی جلدی اس نے اپنے آنسو پونچھ لیے اور گھر کے اندر چلی گئی۔

سمندر میں مغرب سے مشرق کی طرف چلنے والی ہوا کے باعث سمندر
میں اٹھنے والی چھوٹی چھوٹی لہریں ہلکی ہلکی سسکیوں اور آہوں میں ایک دوسرے
سے سرگوشیاں کر رہی تھیں۔ ولید اور ناطور اپنے لشکر کے ساتھ سمندر کے اندر
کر رہے تھے۔ انہوں نے بارسلونہ سے اپنا سفر شام کی پھیلتی تاریکی میں شروع
تھا اور اب رات کافی گہری ہو گئی تھی۔ ہوا چونکہ موافق تھی لہذا اندھے جہاز چ
چلائے بغیر مشرق کی طرف جزیرہ سارڈینیا کے رخ پر بھاگے جا رہے تھے اور ملاح
ستاروں سے اپنا راستہ تلاش کرتے ہوئے جہازوں کا رخ صحیح سمت رکھے ہوئے
رات کی بے سکون خاموشی میں ولید اور ناطور اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے
جزیرہ سارڈینیا سے قریب ہوتے جا رہے تھے۔

دوسرے روز سورج طلوع ہونے سے قبل جب کہ فضا میں ابھی گہری تاریکی
ہوئی تھی جہاز ایک ٹاپو پر لنگر انداز ہوئے۔ یہ ٹاپو جزیرہ سارڈینیا کے جنوب مغربی ساحل
صرف ایک میل کے فاصلے پر تھا اور یہاں سے طارس شہر اور بندرگاہ دس میل شمال کی طرف
تھی۔ یہ ٹاپو بظاہر ویران، سنسان اور غیر آباد لگتا تھا پھر بھی ولید نے اسے چاروں طرف
سے گھیر لیا اور اپنے لشکر کو اس نے سختی کے ساتھ حکم دیا کہ چاروں طرف سخت نگرانی
کی جائے تاکہ اگر یہاں کوئی آباد ہو تو ہماری آمد کی خبر پا کر وہ بھاگنے میں کامیاب ہو

ہمارے لیے خطرے اور دشواری کا باعث نہ بنے۔ لہذا اس چھوٹے سے ٹاپو کے گرد
جہاز پھیلا کر چاروں طرف سے اس کی نگرانی شروع ہو گئی تھی۔

اپنے لشکر کو چاروں طرف پھیلانے کے بعد ولید، ناطور اور بوڑھا ملاح
منذر اس ٹاپو پر اترے۔ ان کے سامنے ٹاپو کے اندر لاکھوں خودرو پودوں اور بیلوں کا طویل
سلسلہ تھا جس سے صبح کے وقت تیز ہو جانے والی ہوا ٹکرا کر سائیں سائیں کی آوازیں
پیدا کرتی ہوئی فضا اور ماحول کو وحشت ناک بنا رہی تھیں۔ ایک دم منذر چونک
اٹھا اور دور جنوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ادھر دیکھو وہ دور فضا میں
یہ روشنی کیسی ہے۔ ولید اور ناطور نے بھی گھبراہٹ میں ادھر دیکھا۔ جنوب کی
طرف واقعی سمندر کے ایک وسیع حصے میں صرف لمحہ بھر کو تیز روشنی پھیلی اور ختم
ہو گئی۔ ولید نے مطمئن لہجے میں ناطور اور منذر سے کہا۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ کوئی
ستارہ ٹوٹ کر گرا ہو گا۔

تھوڑی دیر تک وہ تینوں اس ٹاپو کے اندر گھومتے رہے پھر ایک جگہ
رک کر ولید نے ناطور سے کہا۔ ناطور! لگتا ہے اس ننھے سے جزیرے میں کوئی آبادی
نہیں ہے۔ میں کل شام تک اس جزیرے میں تمہارے ساتھ قیام کروں گا۔ پھر
میں دو جہازوں میں اپنے کچھ مسلح جوانوں کے ساتھ عیسائی قزاقوں کے شہر طارس کی طرف
روانہ ہو جاؤں گا۔ منذر میرے ساتھ جائے گا اور وہاں شہر کے اندر اور قحبہ خانے میں
میری راہنمائی کرے گا۔ میری غیر موجودگی میں یہاں احتیاط سے رہنا۔ ہو سکتا ہے کہ
دن کے وقت ساحلی آبادیوں کی جانب سے اس طرف مچھیرے آتے ہوں وہ بھی ہمارے
لیے خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس ٹاپو کے ارد گرد جو بھی شخص تمہیں نظر آئے اسے اپنے
ہاں نظر بند کرتے رہو۔ وہ اس وقت تک ہماری قید میں رہیں گے جب تک ہم اپنے
مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتے —— ولید رکا پھر اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑاتے
ہوئے اس نے کہا۔

ہم پھر تفصیل سے بیٹھ کر گفت گو کریں گے۔ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

آؤ پہلے نماز ادا کریں اور اپنے رب کے حضور اپنی کامیابی کی دعا کریں۔ تینوں خا
سے گھنے درختوں میں سے ہوتے ہوئے ساحل کی طرف جا رہے تھے۔

دوسرے روز شام تک ولید نے اس ٹاپو میں قیام کیا۔ جہازوں اور کشتیو
سمندر کنارے کے گھنے درختوں اور بیلوں کے اندر چھپا دیا گیا تھا۔ لشکر نے اپنے
اور کشتیوں کے اندر ہی قیام رکھا تھا۔ تاہم کھانا پکانے کا انتظام ساحل پر کیا گیا
لشکر کے ایک حصے کے ساتھ ولید نے پورا جزیرہ گھوما وہاں کوئی آبادی نہ تھی
چھوٹا سا وہ ٹاپو ویران پڑا تھا۔

جب شام گہری ہو کر رات میں ڈھل گئی تو ولید نے دو سو تجربہ کار ملاحو
جنگجو جوانوں کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ منذر بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ سب ع
یونانی ملاحوں کے بھیس میں تھے اور اپنے ساتھ انہوں نے وہی دونوں جہاز ل
تھے جو ولید نے اپنے باپ کی موت کے دوسرے روز یونان اور وینس کے تاجرو
فتح پا کر حاصل کیے تھے۔ دونوں جہاز تجارتی سامان سے بھر دیئے گئے تھے تاکہ
کو شبہ نہ ہو کہ ان کے خلاف کوئی چال بُنا جا رہا ہے۔

ولید نے اس رفتار سے سفر کیا کہ اگلے روز صبح سویرے طارس کی بندر
میں داخل ہوا۔ ساحل کے ساتھ دونوں جہازوں کو لنگر انداز کر دیا گیا۔ طارس کے ح
نے ولید کے جہازوں کی آمد پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ کیونکہ بظاہر دونوں جہاز تجارتی
اور طارس کی بندرگاہ پر اکثر یونان، وینس، فرانس اور کارسیکا کے بحری جہاز آتے
جاتے رہتے تھے۔ اور ان بحری اور تجارتی جہازوں کا آنا جانا اہلِ طارس کے لیے سود
تھا کہ باہم تجارتی مال کے تبادلے میں انہیں منافع کے علاوہ جنس کی صورت میں غذائی
مال حاصل ہوتا تھا جس کے لیے انہیں خود تگ و دو نہ کرنی پڑتی تھی۔

طارس کے تاجر طبقہ نے ولید کی بھی خوب پذیرائی کی۔ کیونکہ وہ بھی اپنے جہازو
میں کھانے کی اشیاء لایا تھا۔ پہلے روز صبح سے شام تک ولید طارس کے مقامی تاجروں
کے ساتھ مال کا لین دین اور تبادلہ کرتا رہا۔ اس کے علاوہ باتوں ہی باتوں میں اس نے

کے تاجروں سے طارس کے جنگجو افراد اور وہاں کے حاکم کی عسکری قوت کے
خاطر خواہ معلومات حاصل کر لی تھیں۔

جب شام ڈھل گئی تو ولید نے بوڑھے اور لنگڑے ملاح منذر کے ساتھ
نے اور طوائفوں کے بازار کا رخ کیا۔ یہ ایک بہت بڑا بازار تھا جو شہر کے
شمال میں تھا۔ بازار کے وسط میں آ کر ولید نے منذر سے سرگوشی کرتے ہوئے
اے میرے بزرگ! ہمیں اپنے کام کی ابتدا کس طرح اور کہاں سے شروع کرنی
یے۔ تم اس بازار سے خوب آگاہی رکھتے ہو۔ لہٰذا میری راہنمائی کرو کہ ہم اپنے مقصد
یاب ہو جائیں۔

منذر نے ایک گہری سوچ کے بعد کہا۔ یہاں اس بازار میں اس قحبہ خانہ کے
ری نگاہ میں ایک ایسی لڑکی ہے جس کے چہرے کے خدوخال، جس کی حرکات
ات اور جس کی جسمانی ساخت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا تعلق یہاں کی مقامی
ں سے نہیں۔ اس کا لب و لہجہ اور اس کی بول چال مجھے شناسا اور شنیدہ سی
ہے۔ ہم دونوں پہلے اس کے پاس چلتے ہیں اور وہیں سے اپنے کام کی ابتدا کرتے
ولید نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور دونوں پھر آگے بڑھنے لگے تھے
لنگڑاتا اور ٹانگ کو گھسیٹتا ہوا آگے آگے چل رہا تھا۔ جب کہ ولید اس کے پیچھے
تھا۔

ایک عمارت کے سامنے منذر رک گیا۔ چند لمحوں تک دروازے کے پاس
ے ہو کر اس نے سوچا پھر ایک معنی خیز نگاہ اس نے ولید پر ڈالی اور دروازے
تھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلا۔ دروازہ کھل گیا اور ولید منذر کے پیچھے پیچھے اندر چلا
وہ ایک دیوان خانے کی طرح سجا ہوا کمرہ تھا جس میں وہ داخل ہوئے تھے اور وہاں
جوان لڑکی اور ایک بوڑھی خاتون بیٹھی ہوئی تھیں۔ لڑکی حسین تھی اس پھول کی
جیسے شبنم میں دھویا گیا ہو۔ اس نگینے و الماس کی طرح جس کی تراش خراش بڑی
ت اور جانفشانی سے کی گئی ہو۔ وہ ایک رقصاں قہقہہ تھی صحرا کا ایک روشن

آلاؤ تھی آگ کا اندھیرے اور تاریک ویرانوں میں جلتا ہوا - ولید اور منذر بھی الاؤ کے سامنے بیٹھ گئے -

ولید نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا پھر اس کی نگاہیں جھک گئی تھیں۔ لڑکی چند لمحوں تک بڑے انہماک کے ساتھ منذر کو دیکھتی رہی پھر اس نے بیزاری میں پوچھا - آپ اکثر یہاں آتے ہیں اور بیٹھ کر چلے جاتے ہیں - کیا بار بار آپ کا یہاں اور وہ بھی فضول اور بے مقصد اچھا اور احسن کام ہے ؟

منذر کے بجائے ولید نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا - یہ کسی کی تلاش یہاں آتے ہیں - لڑکی نے چونک کر پوچھا - تلاش ——— ؟ کیا صحرا کے اندر ریت دودھ کا برتن اوندھانے کے بعد تم اس کی واپسی کا تقاضا کر سکتے ہو ؟ ولید نے کہہ دیا، نہیں ——— لڑکی نے اپنی بات اور آواز میں زور دیتے ہوئے کہا - سنو ! یہ ایک بازار ہے اور میں اس کی ایک قحبہ اور رقاصہ ہوں - جو لڑکی ایک یہاں آتی ہے اس کے دامنِ عفت پر ایسا داغ لگتا ہے کہ وہ صرف اُمید و آلام سے ہی آگاہ رہتی ہے - زندگی کے عام مدوجذر میں وہ اوروں کا ساتھ نہیں دے سکتی - آپ کو اس بازار میں اگر کسی کی تلاش ہے تو وہ بے سود ہے - زندگی کے اس قدر بھیانک اور شیطان کی طرح سیاہ طوفان سے گزرنے کے بعد کون پرانی یادوں کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھ سکتا ہے -

لڑکی جب خاموش ہوئی تو ولید نے کہا - تمہارے چہرے، تمہاری بات چیت اور تمہارے اطوار سے پتہ چلتا ہے کہ تمہارا تعلق اس سرزمین سے نہیں جس میں تم اس وقت بیٹھی ہوئی ہو - لڑکی نے اُلٹا ولید سے پوچھ لیا - آپ کون ہیں ؟ ولید نے بڑی انکسار سے کہا - میں تو ایک اجنبی، ایک مسافر ہوں اور آج صبح تجارت کی غرض سے اس شہر میں داخل ہوا ہوں - میرا تعلق مغرب کی سرزمین سے ہے شاید تم میرا مطلب سمجھ گئی ہو گی - لڑکی چُپ اور اُداس ہو گئی تھی کشتی کے اس بے بس ملاح کی طرح جس کی کشتی تند اور تیز موجوں کی نذر ہو گئی ہو -

ولید نے پھر بولتے ہوئے لڑکی کے ذہن پہ ایک ضرب لگائی - بہن ! مجھے دل کی بات کہو ——— لڑکی نے درمیان میں بولتے ہوئے چونک کر کہا - بہن ؟ ایک اجنبی لہجے میں مجھے مخاطب کر رہے ہو - کیا ایک قحبہ بھی کسی کی بہن ہو سکتی ہے ؟ ولید نے کہا - ہاں میں تمہیں اپنی بہن کہتا ہوں - مجھے اپنے دل کی بات کہو - تمہارا چہرہ بتاتا ہے کہ تم کچھ چھپانے کی کوشش کر رہی ہو -

وہ لڑکی چند لمحوں تک کچھ سوچتی رہی پھر درد بھری آواز میں اس نے کہا - آپ نے طرزِ تکلم اور مخاطب ہونے کا ایسا انداز اپنایا ہے جو اس بازار اور اس قحبہ خانے میں ایک مستثنیٰ مثال ہی نہیں بلکہ بعید از قیاس بھی ہے - آپ بتائیے کس کی تلاش ہے آپ کو اگر مجھے اس کے متعلق علم ہوا تو میں ضرور آپ کی راہنمائی کروں گی - ولید نے بوڑھی خاتون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا - انہیں ذرا ——— لڑکی نے اس کا مطلب سمجھتے ہوئے فوراً کہہ دیا - یہ میری عزیزہ ہیں - آپ ان پہ مکمل بھروسہ کر سکتے ہیں - آپ نے جو کچھ کہنا ہے کہیں میں آپ کے اعتماد کو دھوکہ نہ دوں گی - ولید نے فوراً کہہ دیا مجھے اس بازار میں چند ایسی عورتوں کی تلاش ہے جن کا تعلق اس علاقہ سے نہیں بلکہ کسی اور سرزمین سے ہے اور زبردستی انہیں یہاں لایا گیا ہے -

لڑکی نے غور سے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا - جن عورتوں کی آپ کو تلاش ہے ان کا تعلق کس سرزمین سے ہے - کیا ان میں کوئی ایسی عورت بھی ہے جس سے آپ کا کوئی تعلق کوئی رشتہ ہو - ولید نے کہا - ان کا تعلق اندلس کی وادی ارغون سے ہے اور ان میں میری ایک بہن بھی ہے ——— آپ کی بہن کا کیا نام ہے ؟ حمورا - حمورا بنت ہشام - وہ لڑکی ولید کے اس انکشاف پر بے نشیمن طائر کی طرح اداس اور افسردہ ہو گئی تھی اور نہ جانے کن خیالوں میں ڈوب گئی -

ولید نے اسے خیالوں سے باہر نکالتے ہوئے کہا - آپ کہاں کھو گئی ہیں ؟ وہ چونکی اور مدھم سی آواز میں پوچھا - آپ کا اپنا نام کیا ہے ؟ - ولید نے جھٹ کہا -

دیا - ولید بن ہشام ـــــــــ جن عورتوں کی آپ کو تلاش ہے وہ اگر آپ کو مل جا
تو آپ اُنہیں کہاں لے جائیں گے - اگر آپ اُنہیں یہاں سے نکالنے کے بعد لوگو
بدنامی اور حرف گیری سے بچنے کی خاطر اُنہیں کسی طوفان کسی سمندر میں ڈبو دینا
ہیں تو بہتر ہے انہیں ان کے حال پہ چھوڑ دیں - میں اُنہیں اس وادی کی طرف
جاؤں گا جو ہمارے آبا کی شجاعت کے خون سے لالہ زار ہے - میں انہیں ارغون کی
وادی کی طرف لے جاؤں گا جس کے آسمان پہ انہوں نے کبھی ستاروں کو آزادی و خو
حالی کے گیت گاتے دیکھا - میں ان سے انتقام نہیں لوں گا اس لیے کہ جن حالات میں
وہ یہاں لائی گئی ہیں وہ ان کی ہمت اور بس سے ماورا تھے - میں اُنہیں روح کی حقیق
عظمت، ابدی صداقت اور سرمدی ہدایت کی طرف راہنمائی کروں گا جہاں وہ عزت و وقا
کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکیں گی میں اُنہیں دوبارہ زندگی کی کسی طوفانی اور المناک
شب کا سامنا نہ کرنے دوں گا -

لڑکی نے چند لمحوں تک کچھ سوچا پھر بڑی رازداری سے اس نے پوچھا - اگر
آپ کی تمام عورتیں آپ کو مل جائیں تو آپ اُنہیں کیسے یہاں سے نکال لے جائیں گے
اگر آپ اکیلے اور یکہ و تنہا ہیں تو اُسی سرزمین کی طرف واپس لوٹ جائیں جدھر سے
آئے ہیں اس لیے کہ یہ شہر قزاقوں کا شہر ہے - ساری رقاصائیں ان کی ملکیت ہیں -
اور کوئی ان کی موجودگی میں کسی عورت کو یہاں سے زبردستی نہیں لے جا سکتا - اب
فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں -

ولید نے چھاتی تانتے ہوئے کہا - تم حوصلہ رکھو - میں اکیلا نہیں ہوں میرے
ساتھ ایک لشکر بھی ہے اور اگر میرے لیے تعین ہو جائے کہ یہ ہماری عورتیں ہیں تو میں
تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر بھی اپنی عورتوں
کو یہاں سے نکال لے جاؤں گا - لڑکی نے ایک لرزہ خیز سی ترنگ میں کہا - تو پھر
آپ ابھی لوٹ جایئے اور اپنی تیاری مکمل کر کے کل اسی وقت آیئے اس وقت تک
میں آپ کی ساری عورتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر یہاں جمع کر لوں گی - ولید کھڑا ہوتا ہوا

میں تمہارا مشکور ہوں - میں کل اسی وقت پھر آؤں گا -

منذر کے ساتھ دروازے کی طرف جاتے ہوئے ولید اچانک مڑا اور لڑکی
کہا - میں بھی کیسا احمق ہوں تمہارا نام تو میں نے پوچھا ہی نہیں ہے - لڑکی
گیر آواز اور اداس لہجے میں کہا - فی الوقت میرا کوئی نام نہیں ہے - اب تک
ایک قحبہ، طوائف، جسم فروش اور رقاصہ ہوں اور اتنے ڈھیر سارے ناموں
سے آپ مجھے کسی ایک نام سے پکار سکتے ہیں - تاہم میں آپ سے یہ کہوں گی
بھی اُن عورتوں میں سے ایک بدنصیب ہوں جن کی آپ کو تلاش ہے -

ولید اور منذر باہر نکل گئے، لڑکی کھڑکی میں سے انہیں جاتے ہوئے
لگی - جب وہ اندھیرے میں روپوش ہو گئے تو اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر
قمیص پہ گرنے لگے - بوڑھی خاتون نے روتے ہوئے کہا - اب یہاں کھڑی آنسو
بہاتی ہو - تم نے اسے یہ کیوں نہ بتا دیا کہ تم حمورا ہو، اس کی بہن ہو - وادیٔ ارغون
ورا بنت ہشام ہو - لڑکی نے کھل کر روتے ہوئے کہا - کیسے کہہ دیتی - حالات
نے مجھے ان راہوں پہ ڈال دیا جو کہیں بھی کسی رشتے سے نہیں ملتیں - آہ یہ کیسا
ظلم ہے، کیسی تاریک جگہ ہے جہاں میں بھائی کو بھائی کہہ کر نہیں پکار سکتی - وہ
میرے پاس آیا بھی پر میں اُسے یہ نہ کہہ سکی کہ میں ہی تیری مظلوم بہن ہوں - میں
ہی وہ بدقسمت ہوں جس کی تجھے تلاش ہے -

خالہ! دیکھا تم نے، میرا بھائی کیسا کڑیل جوان بنا ہے - بالکل میرے
باپ جیسا ہے - کل جب وہ آئے گا تو میں اسے سب کچھ کہہ دوں گی - کاش
میں اُسے روک سکتی - کاش میں اس کی خدمت کر سکتی - آہ! میں کیسی بدنصیب
ہوں - پھر وہ کھڑکی سے ہٹی اور بستر پہ گر کر سسکیوں اور ہچکیوں میں رونے لگی
بڑھی - وہ بوڑھی خاتون اس کا سر اپنی گود میں لے کر تسلی اور تشفی دے رہی تھی -
ادھر باہر تاریکی میں ولید اور منذر بڑی تیزی سے بندرگاہ کے اس حصے کی طرف
جا رہے تھے جہاں اُن کے جہاز کھڑے تھے -

جس روز ولید اپنے لشکر کے ساتھ بارسلونہ کی بندرگاہ سے جزیرہ سارڈ
کی طرف روانہ ہُوا تھا اس سے دوسرے روز اچانک ایک فرانسیسی لشکر نے با
کی بندرگاہ پر حملہ کر دیا ۔ یہ لشکر جزیرہ کارسیکا سے کوچ کر کے آیا تھا ۔ اصل میں
لشکر فرانس کی بندرگاہ مارسلیز سے اسی لشکر کے ساتھ روانہ ہُوا تھا جسے بارسلونہ
شمال میں ایک طوفانی اور برسات کی رات ولید شکست دے چکا تھا ۔ کچھ دُور تک
دونوں لشکروں نے ایک ساتھ سفر کیا ۔ پھر ان میں سے ایک جس کی مقدار ک
تھی ۔ بارسلونہ کے شمالی حصّے کی طرف روانہ ہو گیا اور دوسرا سیدھا مشرق کی طرف
سفر کرتا ہوا جزیرہ کارسیکا کی طرف چلا گیا ۔ مُسلمان جاسُوس ان دو لشکروں کو
ایک ہی سمجھے تھے اور اُنہیں اس کا علم نہ ہونے پایا تھا کہ ایک لشکر کارسیکا کی
طرف چلا ہے ۔

فرانسیسی مسلمانوں کو اندھیرے اور دھوکے میں رکھنے کی اس چال میں پوری
طرح کامیاب رہے تھے ۔ کارسیکا میں قیام کرنے والے فرانسیسی لشکر کو جب اطلاع
ملی کہ ان کے لشکر کو بارسلونہ کے شمال میں ولید بن ہشام نے شکست دی ہے' تو
وہ موقع کی تلاش میں کارسیکا کے اندر پڑاؤ کر کے انتظار کرنے لگے ۔ گو ان پر ولید
کے نام کی ایک دہشت بیٹھ گئی تھی پھر بھی وہ کسی مناسب وقت پر اندلس کی
طرف کُوچ کرنے کا عزم کر چکے تھے ۔ جب اس لشکر کے جاسوسوں نے خبر دی کہ
ولید بن ہشام بارسلونہ سے روانہ ہو کر مشرق کی طرف کسی انجانی منزل کی طرف روانہ
ہُوا ہے تو اس لشکر کے سالار لوتھر کو خدشہ ہُوا کہ کہیں ولید اس پر ہی حملہ کرنے
کے لیے بارسلونہ سے نہ روانہ ہُوا ہو ۔ لہٰذا اس نے فوراً کارسیکا سے کُوچ کیا اور
ولید کی غیر موجودگی سے فائدے اُٹھانے کی کوشش کی ۔

اپنے لشکر کے ساتھ سمندر کے اندر شمال کی طرف اس خیال سے ایک لمبا
چکّر کاٹتے ہوئے وہ بارسلونہ کی طرف بڑھا کہ کہیں سمندر کے اندر اس کی مٹھ بھیڑ ولید
سے نہ ہو جائے ۔ لہٰذا وہ ولید سے ٹکراؤ کی پہلو تہی کرتا ہُوا اچانک دوسرے روز صبح ہی

بارسلونہ پر حملہ آور ہو گیا ۔

مسلم بن تمام نے شہر سے باہر نکل کر لوتھر کا مقابلہ کیا ۔ لیکن لوتھر کے لشکر کی تعداد
شہر کی کل آبادی سے بھی زیادہ تھی لہٰذا مسلم کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ بند ہو گیا ۔
سیسیوں نے دو ایک بار شہر کو فتح کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں ناکامی ہوئی ۔ لہٰذا
کی حالت میں انھوں نے شہر پناہ سے باہر کی ہر چیز کو آگ لگا دی اور ساحل پر
مسلمانوں کی کشتیوں اور چند جہازوں کو اپنے قبضے میں کر لیا ۔

لوتھر نے بارسلونہ کا محاصرہ کر کے وقت ضائع کرنے کی کوشش نہ کی اسے خطرہ
ولید اگر لوٹ آیا اور اس کے آنے تک وہ بارسلونہ میں ہی پڑا رہا تو اس کے لیے
لات پیدا ہو جائیں گی ۔ لہٰذا اس نے اپنے لشکر کے ایک حصّے کو اپنے جہازوں کی
ظت کرنے کے علاوہ بارسلونہ کا محاصرہ جاری رکھنے پر مقرر کیا اور بقیہ لشکر کو لے
مغرب کی طرف بڑھا ۔ ساتھ ہی ایک قاصد اس نے فرولندہ کی طرف اس پیغام
ساتھ روانہ کر دیا کہ ولید اس وقت اپنے لشکر کے ایک حصّے کے ساتھ اپنی سرزمین
غیر حاضر ہے ۔ لہٰذا آپ فوراً اس کے دونوں شہروں پر حملہ کر کے عمروس کو جنگ
مصروف رکھیں تاکہ مجھے مسلمانوں کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی حالت مستحکم
کا موقع مل جائے ۔

وادیٔ ارغون کے والی مالک بن نمیرہ کو جب خبر ہوئی کہ بارسلونہ پر فرانسیسی
آور ہو گئے ہیں تو وہ فوراً اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر زرغوزہ سے روانہ
ں کا مقصد مُسلم کی مدد کر کے فرانسیسیوں کے دباؤ کو کم کرنا تھا لیکن زرغوزہ
کُوچ کر کے ابھی اس نے دس میل کا سفر ہی طے کیا ہو گا کہ اسے لوتھر کے لشکر کا
کرنا پڑا جو مُسلم کو شکست دینے کے بعد اسی کی طرف بڑھ رہا تھا ۔ مالک بن
جی اپنے مٹھی بھر لشکر کے ساتھ لوتھر کا مقابلہ نہ کر سکا ۔ خود بھی میدانِ جنگ
ولولہ انگیز اور ایمان افروز جنگ کرتا ہُوا شہید ہو گیا اور اس کے سارے لشکر کو
سیسیوں نے تہ تیغ کر دیا تھا ۔ اب لوتھر کا حوصلہ بڑھ گیا تھا ۔ وہ بڑی سُرعت کے

ساتھ آگے بڑھا اور کسی مزاحمت کے بغیر اس نے زرغوزہ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اس خیال سے زرغوزہ کے مسلمانوں سے کوئی تعرض نہ کیا کہ اگر وہ ان کا قتلِ عام کرتا ہے تو شہر کے اندر وبائی امراض پھیلنے کا خطرہ ہے جب کہ وہ زرغوزہ کو اپنی مہم کا مرکزی شہر بنا کر وہاں مستقل قیام کر کے اپنے حملوں میں مزید دباؤ اور قوت پیدا کرنا چاہتا تھا۔ زرغوزہ میں قیام کر کے لوتھر نے فوراً اپنے لشکر کو تین حصّوں میں تقسیم کیا۔ ایک لشکر کو اس نے زرغوزہ سے ساحل سمندر تک جنوب کی طرف بڑھنے کا حکم دیا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ جنوب کی طرف طرطوشہ شہر کو فتح کرنے کے بعد اور آگے جنوب کی طرف بڑھ کر وادیٔ شقر پر قبضہ کر کے یحییٰ المامون کے مرکزی شہر طلیطلہ کی طرف بڑھے۔ دوسرا لشکر اس نے زرغوزہ شہر کی حفاظت پر مقرر کیا اور تیسرے لشکر کو جو اس کی اپنی کمان داری میں تھا اسے لوتھر نے کسی ناگہانی مہم کے لیے مستعد کر دیا تھا۔

لوتھر نے صرف چند ہی یوم میں ایک انقلاب اور طوفان برپا کر دیا تھا عمروس کو جب خبر ہوئی کہ ایک فرانسیسی لشکر نے مسلم کو شکست دینے اور مالک بن نمیرہ کو قتل کرنے کے بعد پوری وادی ارغون پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ تیز آندھی اور خود سر طوفان کی طرح حرہ سے نکلا اور وادیٔ ارغون کی طرف بڑھا۔ اسے اطمینان تھا کہ مسلم بارسلونہ میں محصور ہو کر شہر کو محفوظ کر چکا ہے۔ لہٰذا وہ وادی ارغون اور اس کے نواح میں لوتھر کی دراز ہوتی بساط اور پھیلتے زہر کا فوراً سدِّباب کرنا چاہتا تھا۔ وادیٔ ارغون کی طرف جانے کے لیے عمروس اپنے لشکر کے ساتھ ابھی وادی فوارا میں ہی داخل ہوا تھا کہ اسے خبر ملی کہ جیولوس ماریا اور پولس ایک جرار لشکر کے ساتھ حرہ اور سوبرا کا رُخ کر رہے ہیں۔ عمروس غصّے میں دانت پیس کر رہ گیا۔ وادیٔ ارغون کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے قدم رک گئے۔ وہ جانتا تھا کہ حرہ اور سوبرا خطرے میں ہیں لہٰذا وہ واپس مڑا اور جیولوس ماریا کی طرف بڑھا۔

جیولوس ماریا اور پولس اپنے شہر قشتالیہ کے پاس سے گزرتے ہوئے لوہتان اشارات کے شمال مغربی حصّے میں ہی داخل ہوئے تھے کہ ولید نے ان کا راستہ روک لیا۔

دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کیا اور صفیں درست کرنے لگے۔ مسلمان ولید کی کمی محسوس کر رہے تھے تاہم عمروس کی سرکردگی سے مطمئن ہو کر وہ دشمن کے طوفان کا رُخ موڑ دینے کا عزم کر چکے تھے۔ دونوں لشکروں میں زور زور سے جنگ کے طبل بج رہے تھے۔ جیولوس ماریا نے اس بار انفرادی لڑائی سے جنگ کا آغاز کیا۔ شاید وہ جنگ کو طول دے کر لوتھر کی طرف سے مدد کی توقع رکھتا تھا۔ اس بار فردلند اور اس کا بھائی لیسی لشکر میں شامل نہ تھے۔ جیولوس ماریا لشکر کا سپہ سالار تھا۔ جبکہ پولس اس کے ایک نائب کی حیثیت میں کام کر رہا تھا۔

جیولوس ماریا کی طرف سے ایک جوان انفرادی جنگ کے لیے اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا میدان میں اُترا۔ عمروس جانتا تھا کہ جنگ میں تاخیر اس کے لیے چہار سو خطرے بھر دے گی۔ لہٰذا وہ اس جنگ کو فوراً سمیٹ کر اس بحران کو دُور کرنا چاہتا تھا جو لوتھر کی صورت میں وادیٔ ارغون پر چھا کر دھیرے دھیرے جنوب کی طرف طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون کے علاقوں کی طرف پھیلتا جا رہا تھا۔ وہ ولید کی آمد سے قبل ہی اپنے مقبوضہ علاقوں کو صلیب سے خالی کرا لینا چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنے آقا کے سامنے شرمسار ہو۔ لہٰذا اس نے خود میدان میں اُتر کر انفرادی جنگ میں حصّہ لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔

عمروس اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر ابھی چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ اس کی صف سے بنو قیس کا ایک جوان اپنا گھوڑا بھگاتا ہوا نکلا اور عمروس کا راستہ روکتے ہوئے اس نے کہا۔ یا امیر! کیا ہم ایسے ہی گئے گزرے ہیں کہ آپ کو انفرادی جنگ میں حصّہ لینے دیں۔ آپ کے ذمے اور بہت سے کام ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی کارکردگی میں آپ کو مایوس نہ کروں گا۔ مجھ پر اعتماد کیجیے۔ میں دشمن کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں نہ پھینک دوں تو کہی مت لیجیے۔ ولید کے جواب دینے سے قبل ہی اس عرب نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور میدان میں اُتر گیا تھا۔ جب وہ عرب جیولوس ماریا کے سپاہی کے سامنے آیا تو اس نے پوچھا

کون ہو تم ؛ عرب نے بڑی انکساری سے کہا۔ میں اپنے لشکر میں سب سے کم تر، اور میرے لیے یہی سب سے بڑا اعزاز ہے کہ میں اپنے لشکر کا سب سے ادنیٰ سپاہی ہوں۔ جیولوس ماریا کا سپاہی ایک دم بپھرا اور عرب پر حملہ کر دیا۔ شاید وہ اس بدو کو باتوں میں الجھا کر فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ لیکن اس بدو نے اپنے دشمن کی تمام عیاریوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اس کے ہر وار کا مناسب دفاع کیا تھا۔ جیولوس ماریا کا سپاہی ہر طرف سے پینترے بدل کر اپنے حملہ کرنے کی استطاعت کو آزما چکا تو وہ بدو دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آیا۔ دو چار انتہائی مہلک وار کرنے کے بعد بدو، بدو نہ رہا تھا۔ طوفان بن گیا تھا۔ چند لمحوں تک وہ اپنے مد مقابل کو اپنے آگے آگے یوں بھگاتا رہا جس طرح منہ زور آندھی ہر چیز کو کر رکھ دیں۔ اب اس کا مقابلہ کرنے والا محسوس کر رہا تھا اس کے مقابلے میں لشکر کا ادنیٰ سپاہی نہیں بلکہ ایک عذاب ہے جس کی جارحیت سے بچ نکلنا آسان نہ تھا۔

دفعتاً وہ عرب مقابلے کو آخری لمحات میں گھسیٹ لایا۔ اس نے جیولوس ماریا کے سپاہی کو بائیں ہاتھ کا چکمہ دیا اور دائیں طرف سے تلوار گھما کر اس نے اس کی گردن کاٹ دی تھی۔ جیولوس ماریا کے لشکر میں کاٹ کھانے والی خاموشی چھا گئی تھی۔ اس عرب نے اپنے مقابل کا کٹا ہوا سر اٹھایا اور اپنے گھوڑے کو اس نے واپس ایڑ لگا دی تھی۔ عمروس کے پاس آکر اس عرب نے کٹا ہوا سر اس کے قدموں میں پھینکتے ہوئے کہا۔ یا امیر! بنوقیس کا ایک بیٹا جابر بن وہب غدار ضرور تھا لیکن ہم ایسے نہیں ہیں کہ جنگ اور آشوب میں اپنے امیر کے کام نہ آسکیں۔

وہ عرب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ دشمن کی طرف سے ایک اور جوان مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں آنا تھا۔ در اصل جیولوس ماریا جنگ کو طول دے رہا تھا اس لیے کہ اسے فرانسیسی جرنیل لوتھر کی طرف سے امداد کی توقع تھی۔ اکیلا عمروس سے جنگ کرتے ہوئے کترا رہا تھا۔

عمروس سب کچھ سمجھ رہا تھا لہٰذا انفرادی مقابلے کے لیے اپنے کسی جوان کو بھیجنے کے بجائے اس نے عام حملے کا حکم دے دیا تھا۔ دونوں لشکر آپس میں ٹکرائے اور جبل اشارات کے شمال مغربی حصّے کی پتھریلی زمین کے اندر تلواروں کی جھنکار اور ڈھالوں کی گونج کا ایک شور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے عمروس کی سرکردگی میں اپنے پہلے ہی حملے میں جیولوس ماریا کی اگلی کئی صفوں کو کاٹ دینے کے علاوہ پچھلی صفوں کے اندر بھی اپنے پُرجوش حملوں سے ایک کھلبلی اور انتشار پیدا کر دیا تھا۔ عمروس اپنی اس تدبیر میں پوری طرح کامیاب ہوتا دکھائی دے رہا تھا کہ وہ جیولوس کو شکست دینے کے بعد لوتھر کا رُخ کرے اور ولید کے آنے سے قبل ہی اسے اسپانیہ کی سرزمین سے نکال دے لیکن قدرت شاید اپنے نیک بندوں کے امتحان کی خاطر کوئی اور ہی اہم اور یک طرفہ فیصلہ کر چکی تھی جس کے آگے کسی کو روگردانی اور فرار نہ تھا۔

عین اس وقت جب کہ جیولوس ماریا اور پولس عمروس کے مقابلے سے بھاگ جانے کا ارادہ کر چکے تھے کیونکہ ان کے لشکر میں واضح طور پر شکست کے آثار پیدا ہو چکے تھے اور ان کے لشکر کا ایک حصّہ بُری طرح پسپا ہو کر میدانِ جنگ سے منہ بھی موڑ چکا تھا۔ عمروس کا ایک آدمی آیا اور اس نے خبر دی کہ لوتھر ایک لشکر کے ساتھ بڑی تیزی اور سُرعت سے حرہ اور سویدہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ عمروس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اسے خبر تھی کہ اس کے پیچھے کوئی ایسی قوت نہیں جو حرہ اور سویدا کا دفاع کر سکے۔

قدرت نے اسے عجیب امتحان میں دوچار کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ دشمن کو عبرتناک شکست دینے والا تھا تو دوسری طرف اس کے مرکزی شہر خطرے میں تھے۔ حرا اور سویدا کے ہزاروں مسلمانوں کے دفاع اور حفاظت کی خاطر عمروس نے اپنی اس فتح سے مُنہ موڑ کر حرہ کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لہٰذا اس نے بڑی حکمت اور ترکیب کے ساتھ جنگ میں بُری طرح مصروف اپنے لشکر کو سمیٹا

اور پیچھے ہٹنے لگا۔ عین اس وقت جب کہ جنگ زوروں پر تھی پسپا ہو کر دشمن سے جان چھڑانا کوئی آسان کام نہ تھا۔

عمروس لڑتا لڑتا کچھ فاصلہ پیچھے ہٹا۔ اس سے جیولوس ماریا اور اس کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر قبل تک جہاں انہیں اپنی شکست صاف دکھائی دے رہی تھی اور وہ پریشانی کی حالت میں رزم گاہ سے بھاگ جانے کی تدبیریں سوچ رہے تھے وہاں اب مسلمانوں کو صرف چند لمحات کے اندر اندر حالات ان کے حق میں کروٹ لے لیں گے اور وہ شکست سے دوچار ہوتے ہوتے فتح سے ہمکنار ہو جائیں گے۔ اس حالت کو دیکھتے ہوئے جیولوس ماریا نے اپنے لشکر کو للکارا اور پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔

عمروس اب بڑی تیزی سے پسپا ہو کر حرہ کے رخ پر بڑھنے لگا۔ جنگ کرتے وقت اپنے لشکر کے آگے تھا لیکن پسپا ہوتے وقت وہ لشکر کے بالکل پیچھے رہ کر اپنے سپاہیوں کی حفاظت کر رہا تھا۔ عین اسی وقت جب کہ جیولوس ماریا اور پولس بڑی شدومد اور جزر و جوار کے ساتھ عمروسؓ کا تعاقب کر کے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جبل اشارات کی سنگلاخ چٹانوں اور دیولاخ سلسلے کے اندر سے چھوٹا سا ایک لشکر نمودار ہوا وہ سب اپنے جنگی لباس کے اوپر عربوں جیسی عبائیں پہنے ہوئے تھے اور ان کا سالار جو اس لشکر کے آگے آگے سفید گھوڑے پر سوار طوفان کی طرح اڑتا آ رہا تھا۔ اس کی سفید عبا ہوا میں بری طرح پھڑ پھڑا رہی تھی۔ اس لشکر کی تعداد زیادہ سے زیادہ تین ہزار کے قریب ہوگی اور قریب آتے ہی انہوں نے اس قدر سختی اور افشار کے ساتھ جیولوس کے لشکر پر حملہ کیا تھا کہ وہ دیوانہ وار اور اک جذبۂ ایمانی کے ساتھ اللہ اکبر کی تکبیریں بلند کرتے ہوئے جیولوس کے لشکر کے بائیں حصے کو کاٹتے ہوئے تیز زہریلے خنجر کی طرح آگے نکل گئے تھے اور پھر پلٹ کر اور آندھی طوفان بن کر دوبارہ جیولوس کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے۔

ان نئے حملہ آوروں کی آندھی جھپٹ کے باعث جیولوس ماریا نے عمروس

کا تعاقب ترک کر کے اپنے لشکر کو ایک جگہ روک دیا تھا۔ عمروس کو اس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ وہ اپنے پھیلے ہوئے اور منتشر لشکر کو ایک جگہ جمع کر کے منظم طریقے کے ساتھ حرہ کی طرف کوچ کا بندوبست کر چکا تھا۔ وہ ان سواروں کو پریشانی اور ممنونیت سے دیکھتا رہ گیا تھا جنہوں نے کوہستانوں کے اندر سے نکل کر جیولوس کو تعاقب ترک کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ عمروس پریشان تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ نئے حملہ آور کون تھے۔ وہ صرف یہ جان سکا تھا کہ آنے والے عرب تھے لیکن وہ تو یہ جاننے کو بیتاب تھا کہ وہ کون سی سرزمین ہے جہاں ایسے مجاہد پیدا ہوتے ہیں جو دوسروں کے آڑے وقت میں کام آتے ہیں۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ کاش میں جان سکتا کہ یہ سفید اور مقدس عباؤں والے مجاہد کون ہیں جنہوں نے صرف ایک ہی لمحہ میں برق کا کوندا بن کر دشمن کو سراسیمہ کر دیا تھا۔ عمروس ابھی انہی سوچوں میں غرق تھا کہ سفید عباؤں اور کھلی آستینوں والے عربوں کے وہ لشکری جیولوس کے لشکر کا بایاں بازو کاٹنے کے بعد مڑے اور جدھر سے آئے تھے ادھر ہی کوہستانی سلسلے کے اندر غائب ہو گئے۔ کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔

عمروس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا اور بڑی سرعت کے ساتھ حرہ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ جیولوس ماریا کچھ دیر تک دہشت زدہ نگاہوں سے اس نئے لشکر کو کوہستانی سلسلے کے اندر روپوش ہوتے دیکھتا رہا۔ اسے ہمت نہ ہوئی تھی کہ آگے بڑھ کر ان کا تعاقب کرے۔ اصل میں اسے یہ وہم ہو گیا تھا کہ یہ سب اس کے دشمن کی کوئی چال ہے۔ وہ یہ سمجھا تھا کہ عمروس نے جان بوجھ کر پسپائی اختیار کی ہے اور وہ مجھے اپنے تعاقب میں لگا کر میرے تعاقب میں اپنے کسی اور لشکر کو لگا کر اور خود بھی میرے سامنے رک کر مجھے دو پاٹوں میں پیسنا چاہتا ہے۔ جیولوس اب عمروس کی طرف سے خوف آنے لگا تھا۔ لہٰذا اس نے وہاں سے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ اب وہ آہستہ آہستہ اور چاروں طرف نگاہ رکھ کر عمروس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ وادیٔ نوارا کے اندر جیولوس کی ملاقات لوتھر سے ہوئی جو اپنے لشکر کے

ساتھ زرغوزہ کی طرف سے آرہا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے سے تعارف کیا اور آگے بڑھنے لگے۔

فرانسیسی جرنیل لوتھر کی آمد پر جیولوس کے اندیشے اور وسوسے جاتے رہے تھے اور اس نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی۔ دونوں نے آگے بڑھ کر حرہ اور سویدا کا محاصرہ کر لیا جب کہ عمروس محصور ہو کر دونوں کے خلاف اپنی دفاعی جنگ کرنے لگا تھا۔ شمالی اندلس میں چند ہی دنوں کے اندر ایک بڑا انقلاب برپا ہو گیا تھا۔ جن علاقوں کے لوگ کبھی ولید کی نگرانی میں پُرسکون زندگی بسر کر رہے تھے وہ اپنے گھر بار چھوڑ کر محفوظ علاقوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔

عمروس اور مسلم محصور تھے، مالک بن نمیرہ قتل ہو چکا تھا اور ان سب ح سے بے خبر ولید اور ناطور جزیرہ سارڈینیا میں اپنی مہم کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ طلیطلہ کا حکمران اپنی جگہ پریشان تھا کیونکہ لوتھر کا ایک لشکر اس کے علاقوں کی طرف بھی یلغار کر رہا تھا۔

○

دوسرے روز ولید نے پھر منذر کے ساتھ قحبہ خانہ کا رُخ کیا اور حمورا کے کمرے میں داخل ہُوا۔ وہ اور اس کے ساتھ کی بوڑھی خاتون شاید ان دونوں کا ہی انتظار کر رہی تھیں۔ ولید نے بیٹھتے ہی پوچھا کیا تم نے ان عورتوں کو جمع کر لیا ہے۔ جن کا تعلق وادیٔ ارغون سے ہے۔ مَیں انہیں یہاں سے نکال لے جانے کا پورا انتظام کر چکا ہوں۔ بوڑھی خاتون نے ولید کو مخاطب کر کے پوچھا۔ کیا آپ سب سے پہلے اپنی بہن سے ملنا پسند نہ کریں گے۔

ولید نے بیتابی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ کہاں ہے میری بہن! خاتون نے اس حسین لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہی آپ کی بہن ہے۔ اس کا نام حمورا ہے۔ حمورا بنت ہشام۔ ولید اُٹھا اور اپنے بازو پھیلا دیئے حمورا بھاگی اور ولید سے لپٹ گئی۔ وہ دھاڑیں مارتی ہوئی رونے لگی تھی۔ بوڑھی خاتون بھی رو دی

تھی۔ منذر کی آنکھوں سے بھی سیلاب کی صورت میں آنسو بہہ نکلے تھے اور منہ دوسری [illegible] دیکھے اس نے اپنی آنکھیں خشک کرنا شروع کر دی تھیں۔ ایک رقت آمیز منظر تھا جو کمرے میں چھا گیا تھا۔ حمورا ابھی تک ولید سے لپٹی رو رہی تھی۔

اس بوڑھی خاتون نے حمورا کو ولید سے الگ کیا اور اُسے ڈھارس دلاتے ہوئے دیتے ہوئے چُپ کرایا۔ حمورا سنبھلی اور اپنے آنسو پونچھتے ہوئے اس نے ولید سے پوچھا۔ اے میرے بھائی! میری ماں کیسی ہے۔ وہ مجھے یاد کر کے بہت روتی ہو گی کہ جس طرح تم اس کے اکلوتے بیٹے ہو اسی طرح میں بھی اس کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ میری گم شدگی کے مابعد یقیناً وہ بیمار ہو گئی ہو گی۔ ولید نے پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میری ماں تو اس وقت ہی مر گئی تھی جب میں ابھی ننھا سا بچّہ ہی تھا۔ مَیں نے تو اپنی ماں کی شکل تک نہیں دیکھی۔ میرے باپ نے تو مجھے یہی بتایا تھا۔

حمورا نے روتے ہوئے پوچھا کیا میری ماں مر گئی۔ آہ! وہ میری جُدائی کا غم اپنے سینے میں ہی لے کر اس دُنیا سے کُوچ کر گئی۔ روتی آواز میں حمورا نے ذرا رُک کر پھر کہا۔ اے میرے بھائی! یہ تو کہو میرا شیر دل باپ کیسا ہے۔ وہ اس مہم میں تمہارے ساتھ کیوں نہیں۔ کیا وہ اس قدر بوڑھا اور لاغر ہو چکا ہے کہ جنگ میں حصّہ نہیں لے سکتا۔ کاش میں اس کے پاس ہوتی اور اس کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتی۔ ولید کی گردن جھکی رہی اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ حمورا نے اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" یا اخی! تم بولتے کیوں نہیں۔ تم میرے استفسار کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ ولید نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ میرے ابی ان عیسائی بحری قزاقوں کے ساتھ ایک جنگ میں مارے گئے تھے۔ آج میں ان قزاقوں سے اپنی عورتوں کے اغوا کا ہی نہیں اپنے باپ اور اس کے ساتھیوں کے قتل کا انتقام بھی لوں گا۔

حمورا بچاری مُنہ سے کچھ نہ کہہ سکی تاہم وہ اپنے ماں باپ کے مرجانے کے غم میں سسکیاں لے لے کر رونے لگی تھی۔ اتنے میں منذر سنبھلا اور اپنی بھیگی پلکیں صاف

کا ثبوت دیا - پوری بستی کے مرد کیا بوڑھے کیا جوان قافلے کے اندر خشک لکڑی، کھا کا سامان، گرم کپڑے اور چارے کے انبار لگانے لگے تھے -

فضاؤں میں اندھیرا پھیل گیا تھا - تاہم پڑاؤ کے اندر کہیں کہیں آگ کے روشن ہونا شروع ہو گئے تھے - عزلان اور عمونہ ایک ہی بستر میں سردی سے بچنے لیے دبکی بیٹھی تھیں اور ان کا گھوڑا گردن جھکائے ان کے پاس کھڑا تھا - لگتا تھا چیز پر اداسی چھا گئی ہو - اتنے میں بستی کے چند بوڑھے اور جوان سامان سے لد ہوئے چند گدھوں کے ساتھ وہاں آئے - ایک بوڑھے نے عمونہ کو مخاطب کر کہا - "اے بیٹی! کیا تم دونوں تنہا ہو" - عمونہ کے بجائے عزلان نے کہا - ہم دونو ماں بیٹی تنہا کیسے ہیں - کیا یہ سب قافلے والے اور بستی کے لوگ جو رضاکارانہ طور قافلے کی خدمت کر رہے ہیں میرے بھائی اور بیٹے نہیں ہیں -

اس بوڑھے نے بڑی دردمندی سے کہا - تم نے سچ کہا خاتون! تم دو تنہا نہیں صرف ہم ہی نہیں، پوری ایک ملّت تمہارے ساتھ ہے - پھر اس بوڑ نے چند جوانوں کو اشارہ کیا جنہوں نے عزلان اور عمونہ کے قریب سب سے پہلے آگ کا الاؤ روشن کیا اور ایک گدھے کے بوجھ کی فالتو لکڑیاں بھی وہاں پھینک دیں - اس کے بعد انہوں نے گھوڑے کے آگے چارہ ڈال دیا - اتنے میں اس بوڑھے نے ایک بورے کے اندر سے کھانے پینے کا کچھ سامان نکالا اور عمونہ کے آگے ڈھیر کرتے ہوئے کہا - اے بچّی! یہ تم دونوں ماں بیٹی کا حصّہ ہے کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو کہو - ایک جوان بھاگتا ہوا آیا اور عزلان کے قریب دو گرم اونی کمبل رکھ دیئے - بوڑھے نے پھر پوچھا - کیا تمہارے پاس پانی ہے - عزلان نے رقت آمیز آواز میں کہا - اے بھائی! ہمارا مشکیزہ پانی سے بھرا ہوا ہے اور وہ بوڑھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوسرے لوگوں کی خدمت کرنے کے لیے آگے بڑھ گیا -

عمونہ نے کھانے کا سامان دیکھا - اس میں پنیر اور گھی کی ایک چرمی تھیلی

مجھ سے روپوش رہی - میں اسے ملتا بھی رہا لیکن اس نے کیوں مجھے آج تک بیٹا کہہ کر نہ پکارا؟ میرے باپ نے کیوں مجھ سے کہا کہ میری ماں مر چکی ہے - کیا میری ماں اور باپ کے درمیان کوئی جھگڑا تھا یا انہوں نے ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر لی تھی -

ولید کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے منذر نے کہا - ایسی کوئی بات نہیں بیٹے! تمہاری ماں اور باپ کے درمیان کوئی جھگڑا اور علیحدگی نہ تھی - تمہارا باپ بیچارا تو مرتے دم تک میرے اور عزلان کے اخراجات برداشت کرتا رہا - وہ ایک بہادر اور نیک خو بھائی تھا - اس نے میری بہن اور تمہاری ماں عزلان کو ہمیشہ اپنی جان کی طرح عزیز رکھا - جس روز حمورا اور اس کے ساتھ ہماری کئی دوسری لڑکیوں کو ان بحری قزاقوں نے اغوا کر لیا - عزلان کو اس کا سخت صدمہ ہوا اس لیے کہ وہ حمورا سے بے حد محبت کرتی تھی - وہ ہشام پہ زور دیتی رہتی کہ حمورا کو تلاش کر کے لائے - ہشام نے حمورا کو بہتیرا تلاش کیا لیکن نہ ملی - عزلان نے یہی سمجھا کہ ہشام دن رات بحری قزاقی میں مصروف رہتا ہے اور پوری تگ و دو سے حمورا کو تلاش نہیں کرتا لہذا اس نے قسم کھالی کہ جب تک حمورا نہیں مل جاتی شوہر کو منہ نہ دکھاؤں گی اور بیٹے کو بیٹا کہہ کر نہ پکاروں گی -

ناچار ہشام نے میرے اور عزلان کے رہنے کا بندوبست شقندہ میں کر دیا اور مجھے ہشام نے یہ فرض سونپا کہ میں عیسائی ملّاح کا بھیس بدل کر جزیرہ سارڈینیا اور کارسیکا میں حمورا کو تلاش کرتا رہوں جہاں بحری قزاقوں کے ٹھکانے ہیں، اس دوران ہشام اکثر عزلان سے ملنے شقندہ آتا رہا لیکن وہ پردے کے پیچھے کھڑی ہو کر ہشام سے گفتگو کرتی تھی، کبھی اس کے سامنے نہ آئی - ہشام نے بھی کبھی اسے مجبور نہ کیا تھا - اس طرح عزلان اپنی قسم نبھاتی رہی، نہ کبھی وہ ہشام کے سامنے آئی نہ تمہیں بیٹا کہہ کر پکارا اور اسی بنیاد پر تمہارے باپ ہشام نے تم سے کہہ دیا تھا کہ تمہاری ماں مر گئی ہے - وہ بیچاری تو ریت کے کسی ٹیلے پر کھڑی ہو کر ہر روز بحیرہ روم کے اندر تم دونوں کی راہ دیکھتی ہو گی -

ولید اور حمورا اب مطمئن دکھائی دے رہے تھے - منذر نے پھر ولید کو مخاطب

کرتے ہوئے کہا۔ ولید! ولید! اب دیر نہ کرو، اپنی عورتوں کو ساتھ لیں اور یہا
سے نکل چلیں۔ ولید نے حمورا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تم نے کہا تھا میں سار
کو جمع کر کے رکھوں گی، کہاں ہیں وہ۔ حمورا نے اس کمرے کے اندر کھلنے والے ا
دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ تو سر شام ہی اس ساتھ والے کمرے
جمع ہو چکی ہیں۔ میں نے ان سب کو ایک دعوت کے بہانے یہاں بلایا تھا کیونکہ
کے علاوہ انہیں یہاں جمع کرنا مشکل تھا۔ جاؤ ان سب کو بلا لاؤ اور یہاں سے
نکل چلیں۔ میں اس بازار میں اپنے سپاہی پھیلا چکا ہوں، تم فکر مند نہ ہونا خطرہ
کی کوئی بات نہیں ہے۔

حمورا دوسرے کمرے میں جانے ہی لگی تھی کہ کمرے میں ایک خوب دراز
اور بد ہیبت و بد وضع آدمی اندر آیا اس کے پیچھے پیچھے دو اور جوان بھی تھے۔ ا
آدمی کو دیکھ کر حمورا کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ وہ خوف سے کانپنے لگی تھی۔ بوڑھا منذ
شاید خطرے کی بو سونگھ گیا تھا۔ لہذا وہ اٹھا اور چپکے اور بے کھٹکے دبے پاؤں د
باہر نکل گیا۔ اس بد وضع جوان نے حمورا کو مخاطب کر کے کہا۔ حمورا تم نے کیوں ا
عورتوں اور لڑکیوں کو دعوت دی ہے جن کا تعلق عربوں سے ہے۔ کیا تم انہیں
یہ یاد دلانا چاہتی ہو کہ اس سرزمین سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور کبھی انہوں نے
یہاں سے بھاگ جانا ہے۔ بولو! جواب دو! ورنہ تمہیں اس کی کڑی سزا دی
جائے گی۔ میں جانتا ہوں تو جس باپ کی بیٹی ہے اس کا باغی پن تیرے خون کے
اندر بھی گردش کرتا ہے۔

ولید نے حمورا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تم فکر مند اور خوف زدہ کیوں ہو
ہو تمہارا بھائی تمہارے ساتھ ہے اور پھر تم تو اس ہشام کی بیٹی ہو جس نے کبھی سمندر
طوفانوں کے آگے بھی سرنگوں نہ کیا۔ تم پہلے یہ بتاؤ کہ یہ کون ہے پھر میں تمہارے
سے اسے جواب دیتا ہوں۔ حمورا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ یہ یہاں کے
بحری قزاقوں کا سرغنہ ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے ہم عرب لڑکیوں پر جو ستم ڈھا

ہے بھی بڑھ کر مظالم ڈھائے ہیں۔

قزاقوں کے سرغنہ نے غصے میں گرج کر ولید سے پوچھا۔ کون ہو تم اور
کیوں تم اس لڑکی کی وکالت کر رہے ہو۔ ولید نے بھی غراتے لہجے اور کھولتی آواز
میں کہا۔ میں اس کا بھائی ہوں کیا تم عربوں کے ایک امیر ہشام کے نام سے واقف
ہو؟ سرغنہ نے طنزاً کہا۔ خوب جانتا ہوں اُسے ——— تو میں اسی ہشام کا
بیٹا ولید بن ہشام ہوں۔ سرغنہ نے اُبال کھاتے پانی کی طرح گرم لہجے میں پوچھا۔ یہاں
کیا کرنے آئے ہو۔ ولید ان تینوں سے نزدیک ہو کر بولا۔ ان عرب لڑکیوں کو لینے
آیا ہوں جنہیں تم جیسے مکاروں نے سمندر کے اندر اغوا کر لیا تھا۔

بڑی حقارت کا اظہار کرتے ہوئے بحری قزاقوں کے اس سردار نے کہا۔
کیا تم ہم تینوں کو نہتا دیکھ کر شیر ہوتے جا رہے ہو۔ یاد رکھو میرے مسلح آدمی باہر
کھڑے ہیں اور میرا اشارہ پاتے ہی وہ اندر آکر تیرے ٹکڑے کر دیں گے۔ یاد رکھ
ان کو یہاں سے لے جانا آسان نہیں۔ یہ ایک ناممکن کام ہے جس کے پیچھے تو چلا
آیا ہے۔ بھلا ہمارے ہی شہر میں آکر تو ان عورتوں کو کیسے لے جا سکتا ہے ———
قزاقوں کا وہ سرغنہ خاموش ہو گیا کیونکہ باہر تلواروں کے ٹکرانے کی آوازیں سنائی دی
تھیں۔ ولید آگے بڑھا اور سرغنہ کے پیٹ میں پوری قوت سے مکہ مارتے ہوئے اس
نے غرا کر کہا۔ اس طرح یہاں سے اپنی عورتوں کو نکال لے جاؤں گا۔

سرغنہ کو ولید کا مکہ لگنے پر یوں محسوس ہوا گویا اس کے پیٹ میں کسی نے لوہے
کا وزنی ہتھوڑا دے مارا ہو۔ وہ بُری طرح لڑکھڑایا تھا اور کمرے کی دیوار کے قریب جا
گرا تھا۔ اس سرغنہ کے دونو ساتھی ولید پر ٹوٹ پڑے ولید نے تلوار نکالنے کے بجائے
ان میں سے ایک کے مکہ مار کر اس کے سینے کی ہڈی توڑ دی۔ دوسرے کو شانوں سے
پکڑ کر اس زور سے اس نے کمرے کی دیوار سے ٹکرایا تھا کہ اس کا سر پھٹ گیا۔
اتنے میں منذر کے ساتھ ولید کے کچھ سپاہی کمرے میں داخل ہوئے ان کے ہاتھوں
میں خون آلود تلواریں تھیں شاید انہوں نے قزاقوں کے سرغنہ کے ساتھ آئے

ہوئے - اس کے مسلح جوانوں کو قتل کر دیا تھا - ولید نے ایک سپاہی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا - تم جاؤ اور ناطور کو پیغام پہنچاؤ کہ وہ شہر پر حملہ کر دے - وہ سپاہی گھوڑا باہر نکل گیا - ولید کے اشارے پہ ایک اور سپاہی آگے بڑھا اور اس نے قزاقوں کے سرغنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کی گردنیں کاٹ دی تھیں -

سرِ شام ہی ولید نے اپنے لشکر کو اس چھوٹے ٹاپو سے طارس شہر کے شمال میں سمندر کے کنارے کھڑی سیاہ چٹانوں کے اندر منتقل کر دیا تھا - جہازوں کشتیوں کو وہاں کھڑا کر دیا گیا - لشکر کا زیادہ حصّہ لے کر ناطور شہر سے شمال بالکل قحبہ خانہ کی دیواروں کے عقب میں گھات لگا کر بیٹھ گیا تھا - تاہم لشکر کا تھوڑا حصّہ جہازوں اور کشتیوں کے اندر ہی رہنے دیا گیا تھا - ولید کا حکم ملتے ہی ناطور اپنے لشکر کے ساتھ اپنی کمین گاہ سے نکل کر شہر پر حملہ آور ہو گیا تھا - ادھر لشکر کے دوسرے حصّے نے اپنے جہازوں کو حرکت دے کر طارس کی بندرگاہ پر حملہ کر دیا تھا - شہر میں ایک کہرام مچ گیا تھا - گلی، کوچوں، بازاروں اور مکانوں کے اندر تک جنگ شروع ہو گئی تھی - ولید نے جب دیکھا کہ ناطور نے شہر پر حملہ کر دیا ہے تو وہ عورتوں کو لے کر باہر نکلا - قحبہ خانے میں چاروں طرف جنگ چھڑی ہوئی تھی - ولید نے بازار کے اندر اپنے جو سپاہی متعین کر رکھے تھے ان کی نگرانی میں عورتوں کو لے کر وہ بندرگاہ کی طرف بڑھا تھا - قزاقوں نے جب دیکھا کہ حملہ آور قحبہ خانہ کی لڑکیوں اور عورتوں کو نکال کر لے جا رہے ہیں تو انہوں نے ولید اور اس کے سپاہیوں پہ بھرپور حملے شروع کر دیے تھے - ولید اور اس کے ساتھیوں نے ساری عورتوں کو اپنے گھیرے میں لے کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا -

ایک بار بحری قزاقوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ وہ ولید کے سپاہیوں کا گھیرا توڑ کر عورتوں کے اندر گھس آئے تھے - اس موقع پہ قزاقوں نے منذر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کچھ لڑکیوں کو بُری طرح زخمی بھی کر دیا - جن میں حمورا بھی شامل تھی جو اپنے ماموں کا ہاتھ تھامے ہوئے چل رہی تھی - ولید نے منذر کو مرتے اور

حمورا کے ساتھ اس کی ساتھی لڑکیوں کو زخمی ہوتے دیکھ لیا تھا - اس نے عورتوں کو مخاطب کر کے چلّا کر کہا تھا - جو جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں انہیں اٹھاؤ اور جو زخمی ہیں انہیں سہارا دے کر چلو - گھبراؤ نہیں، آگے بڑھتی چلی جاؤ -

عورتوں نے بڑی ہمت اور شجاعت کا مظاہرہ کیا - اُنہوں نے منذر کے علاوہ اپنے چند مرنے والے سپاہیوں کی لاشوں کو بھی اُٹھا لیا تھا - اتنے میں ایک جوان لڑکی جس کی آواز مسحور کن تھی اور شاید سارڈینیا میں ایک قحبہ کے ساتھ مغنیہ بھی تھی اپنے اردگرد ولید کی کمانداری میں لڑنے والے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کی غرض سے گانا شروع کر دیا - اس کی آواز میں ایک سحر تھا اس کے الفاظ میں فسوں اور اس کی لَے میں دیوانگی اور لَے پُرکشش اور طلسماتی تھی - اپنے سپاہیوں کو مخاطب کر کے وہ گا رہی تھی -

"ہم ——— ہم ستارۂ سحر کی بیٹیاں ہیں - ہم وادیِ ارغون کی عصمت و عفت ہیں - ہمت! ہمت! اے عورتوں کے محافظو! ہمت اپنی تلواروں کی تیز دھار سے دشمن کو کاٹ دو - جن غالیچوں پر ہمارے پاؤں پڑتے ہیں وہ نرم ہیں - ہمارے گلوں میں موتیوں کے ہار ہیں - ہماری زلفیں عنبریں ہیں - جو بہادر دشمنوں سے لڑ کر ہماری حفاظت کریں گے ہم اُنہیں گلے لگا لیں گی - پیٹھ دکھانے والوں اور بزدلوں کو ہم ٹھکرا دیں گی - جو وادیِ ارغون کے لیے، مسلمانوں کی حفاظت کے لیے، اسلام کی سربلندی کے لیے اور ملّت کی پاسبانی کرتے ہوئے جنگ کرتے ہیں - ہماری گداز و خوبصورت باہیں ان کے گلوں میں پڑیں گی" -

ولید کے ساتھ لڑنے والے سپاہیوں میں کچھ ایسا جذبہ اور ولولہ پیدا ہوا کہ وہ قزاقوں کو دُور تک پیچھے دھکیل کر لے گئے تھے اور اس طرح انہوں نے عورتوں کو لے کر بندرگاہ کی طرف جاتے ہوئے اپنی رفتار تیز کر دی تھی -

ولید عورتوں کو لے کر جب بندرگاہ پر آیا تو اس کے سارے جہاز کنارے کھڑے تھے اور اس کے لشکر کا وہ حصّہ جو شمال کی سیاہ چٹانوں کے اندر سے نکل کر آیا تھا بندرگاہ پر قبضہ کرنے کے بعد شاید ولید ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ ولید نے ان عورتوں کو جہاز میں بٹھا کر محفوظ کر دیا۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ یہ بھول چکا تھا کہ اس کا ماموں مارا جا چکا ہے اور بہن بری طرح زخمی ہے۔ اس نے ان سپاہیوں کو جن کی مدد سے وہ عورتوں کو نکال کر لایا تھا جہازوں کی حفاظت پر چھوڑا اور لشکر لے کر اس نے بندرگاہ کی طرف سے شہر پر حملہ کر دیا۔ رات کی تاریکی میں طارس شہر کے اندر طوفان کھڑا ہو گیا تھا۔

مغرب کی طرف سے ولید اور جانب سے ناطور بحری قزاقوں کا قتلِ عام کرتے ہوئے شہر کے اندرونی حصّے کی طرف بڑھتے جا رہے تھے اور اپنے پیچھے پیچھے وہ شہر کو آگ لگاتے ہوئے راکھ میں بدل رہے تھے۔ شہر کے وسط میں جا کر ولید اور ناطور آپس میں مل گئے۔ وہاں سے انہوں نے متحدہ طور پر پہلے مشرق اور پھر جنوب کی طرف یلغار کی اور پھر شہر سے باہر ہی باہر وہ اپنے لشکر کو لے کر بندرگاہ پر آ گئے تھے۔

ولید نے اپنے لشکر کو جہازوں اور کشتیوں میں سوار ہونے کا حکم دیا۔ لشکر کے سپاہی اپنے زخمی ساتھیوں کو اٹھائے جہازوں میں بیٹھ گئے اور طبیب زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے لگے تھے۔ ان کے سامنے طارس شہر اب پوری طرح آگ کی لپیٹ میں آ چکا تھا۔ اور شعلے اس قدر بلند ہونے لگے تھے کہ شہر کا گرد و نواح حتیٰ کہ سمندر تک کا ایک حصّہ بھی روشن ہو گیا تھا۔ ولید اور ناطور نے ایک ایک بحری قزاق کو قتل کر دیا تھا۔ یہ ایک بھیانک انتقام تھا جو قزاقوں سے لیا گیا تھا۔ ولید لشکر کو کوچ کا حکم دینے والا تھا کہ ایک طبیب بھاگتا ہوا آیا اور پریشان آواز میں کہا۔

"یا امیر! آپ کی بہن آپ کو بلا رہی ہے وہ ——— ولید نے

گھبراہٹ میں پوچھا۔ وہ زخمی ہو گئی تھی، اب وہ کیسی ہے۔ طبیب نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ ہم نے اس کا علاج ضرور کیا ہے لیکن ——— طبیب بچارہ خاموش ہو گیا اور ولید اس جہاز کی طرف بھاگ رہا تھا جس میں حمورا تھی۔

کچھ عورتیں حمورا کو سنبھالا دے رہی تھیں اور دیگر نے ان کے گرد حلقہ بنا رکھا تھا۔ یہ جہاز ان دونوں میں سے ایک تھا جنہیں سب سے پہلے ولید طارس کی بندرگاہ پر لایا تھا۔ ولید کو دیکھ کر عورتیں ایک طرف ہٹ گئیں۔ ولید نے حمورا کا سر اپنی گود میں لیتے ہوئے کہا۔ "حوصلہ رکھو میری بہن! دیکھو ہم نے سارے قزاقوں کو قتل کر کے شہر کو آگ دی ہے۔ اور چند لمحوں تک پورا شہر جل کر راکھ ہو جائے گا۔"

حمورا نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا جس وقت تم نے میرے کمرے میں قزاقوں کے سرغنہ اور اس کے دو ساتھیوں کو مارا تھا اے میرے بھائی! میں اسی وقت ہی جان گئی تھی کہ تم قزاقوں کا خاتمہ کر کے اپنی مہم میں کامیاب رہو گے۔ اے میرے بھائی! میری سانس ختم ہو رہی ہے۔ موت اس وقت میرے سامنے کھڑی ہے جب تم ماں کے پاس پہنچو... اسے میرا سلام کہنا۔ اسے کہنا تیری مجبور و بے بس بیٹی تجھے سلام کہتی تھی۔

ولید نے حمورا کو تسلّی دیتے ہوئے کہا۔ ہمت نہ ہارو میری بہن! میں تجھے ماں کے پاس لے کر چلوں گا۔ اکھڑی ہوئی سانس میں حمورا نے کہا اے میرے بھائی! کاش میں اپنی ماں کو دیکھ سکتی۔ کاش میں اس کی خدمت کر سکتی۔ اس کے پاؤں دھو کر پیتی ——— ہائے میرا باپ! آہ میری ماں! حمورا نے ایک ہچکی لی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ ولید نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا، وہ مر چکی تھی۔ ولید کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور اس کی گردن جھک گئی تھی۔ ارد گرد بیٹھی عورتیں رونے لگی تھیں اور ولید نے لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا تھا۔

فرانسیسی جرنیل لوتھر نے اپنے جس لشکر کو جنوب کی طرف پیش قدمی کے لیے روانہ کیا تھا۔ اس نے جگہ جگہ اور بستی بستی تباہی مچا دی تھی۔ فرانسیسی مسلمانوں کو قتل کر کے بستیوں کو لوٹنے کے بعد آگ لگا رہے تھے۔ یہ وہی لشکر تھا جسے لوتھر نے حکم دیا تھا کہ جناب کی طرف بڑھتا ہوا پہلے طرطوشہ شہر پر قبضہ کرے اور اس کے بعد وادی الشقر کو پامال کر کے یحییٰ المامون کے دارالحکومت طلیطلہ کا رخ کرے۔ اس لشکر نے جگہ جگہ آگ اور خون کا کھیل شروع کر دیا تھا جس کے نتیجے میں ان گنت مسلمان مرد اور عورتیں کاروانوں اور قافلوں کی صورت میں ہجرت کر کے محفوظ مقامات کی طرف جا رہے تھے۔ وہاں قریبی اور محفوظ شہر چونکہ طلیطلہ پڑتا تھا لہٰذا زیادہ تر قافلے اسی شہر کا رخ کر رہے تھے۔ ایسے ہی ایک قافلے میں جو طلیطلہ کی طرف جا رہا تھا۔ عزلان اور عمونہ بھی سفر کر رہی تھیں۔ ان کی بستی کو بھی فرانسیسیوں نے پامال کر دیا تھا کیونکہ شمال کی طرف سے اگر طرطوشہ شہر کی طرف جایا جائے تو شقندہ کی بستی راستے میں پڑتی تھی۔ لہٰذا فرانسیسیوں نے اسے بھی لوٹ کر آگ لگا دی تھی۔ انہوں نے گھروں کے گھر ہی نہیں بستیوں کی بستیاں اجاڑ دی تھیں۔ اب تو وہ فتح کے نشہ میں چور تھے اور اس نشہ میں انہیں کوئی بھی چیز اپنی اصل حقیقت میں دکھائی ہی نہ دیتی تھی۔

جس قافلے میں عزلان اور عمونہ سفر کر رہی تھی۔ اس کا رخ جنوب مغرب کی طرف تھا۔ دونوں اس گھوڑے پر سوار تھیں۔ جو ولید نے عمونہ کو دیا تھا اور گھر کا کچھ ضروری سامان بھی انہوں نے گھوڑے پر لاد رکھا تھا۔ ایک روز شام کے قریب یہ قافلہ وادی شقر کے مغربی کنارے اور جبل طلیطلہ کے مشرقی حصے کے ساتھ ساتھ ایک ایسی بستی کے پاس سے گزرا جو آباد تھی۔ یہ علاقہ چونکہ یحییٰ المامون کی قلمرو میں تھا اور طرطوشہ شہر سے کافی دور ہونے کے علاوہ طلیطلہ سے نزدیک تھا لہٰذا یہاں جنگ کے اثرات نہ تھے اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں اطمینان سے رہ رہے تھے۔ اس قافلے کے راہنماؤں نے قافلے کو وہاں روک کر آرام سے رات بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لوگ اپنی اپنی سواریوں سے اتر گئے اور پتھریلی زمین پر ہی اپنے بستر لگا کر وہ اپنے کھانے پینے کا سامان کرنے لگے تھے۔

عمونہ پہلے خود گھوڑے سے اتری پھر اس نے عزلان کو سہارا دے کر نیچے اتارا۔ عزلان نیچے اترتے ہی زمین پر بیٹھ گئی۔ وہ بیمار تھی اور اس حالت میں نہ تھی کہ چل پھر سکے۔ شام کی سیاہی پھیلنے کے ساتھ ساتھ چونکہ سردی بھی تیز ہوتی جا رہی تھی۔ لہٰذا عمونہ نے گھوڑے سے بندھا ہوا بستر کھولا۔ پہلے زمین کو صاف کیا اور پھر وہاں بستر لگانے کے بعد اس نے عزلان کو وہاں لٹایا اور اس کے اوپر بھاری لحاف ڈال دیا تھا۔

قافلے کے جوان فوراً حرکت میں آ گئے تھے اور انہوں نے دائیں ہاتھ کے پہاڑی سلسلے کے اوپر سے چھوٹے چھوٹے درخت، جنگلی بیلیں، جھاڑیاں اور ببول کاٹنے شروع کر دیئے تھے تاکہ رات کو آلاؤ روشن کر کے سردی سے قافلے والوں کو بچایا جا سکے۔ اپنائیت اور دردمندی کا ایک عجیب جذبہ تھا جو اسی لمحہ قافلے والوں پر طاری ہوا تھا۔ جس بستی کے قریب قافلے نے پڑاؤ کیا تھا انہیں جب معلوم ہوا کہ یہ فرانسیسیوں کے ہاتھوں لٹا ہوا مسلمانوں کا ایک قافلہ ہے اور طلیطلہ کی طرف جا رہا ہے تو انہوں نے بھی اپنی روایتی اور مذہبی اخوت، یگانگت اور ہمدردی

کرتے ہوئے اس نے ولید اور حمورا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ اے میرے بچو! نہ روؤ۔ میں اس کو تو تسلیم کرتا ہوں کہ تمہارا باپ ایک جنگ میں مارا جا چکا ہے لیکن یہ مت کہو کہ تمہاری ماں بھی مر گئی ہے اس لیے کہ وہ زندہ ہے ۔ وہ سمندر کے کنارے کھڑی کہر رہتا تم دونوں کی آمد کا انتظار کرتی ہو گی ۔

ولید نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔ کیا میری ماں زندہ ہے ۔ منذر نے اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔ ہاں تمہاری ماں زندہ ہے ۔ ولید نے بیتاب ہو کر منذر پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی ۔ وہ کہاں ہے ؟ کیا وہ روپوش ہے ؟ وہ مجھے ملتی کیوں نہیں ؟ کیا وہ مجھ سے ناراض ہے ؟ میرے عظیم باپ نے مجھ سے یہ کیوں کہا تھا کہ میری ماں مر گئی ہے ۔ منذر نے سوچنے کے انداز میں کہا ۔ یہ ایک راز تھا ۔ نہیں بلکہ یوں کہو تمہاری ماں کا فیصلہ تھا ۔ میں اس کی تفصیل تمہیں بعد میں بتاؤں گا ۔ پہلے تم کہو کہ تمہاری ماں کا نام کیا ہے ۔ ولید نے گردن جھکاتے ہوئے کہا ۔ میں تو ایسا بد قسمت ہوں کہ میرے باپ نے مجھے میری ماں کا نام بھی نہ بتایا تھا ۔

منذر نے اس بار حمورا کو مخاطب کر کے کہا ۔ اے بیٹی ! کیا تو جانتی ہے کہ تیری ماں کا کیا نام ہے ۔ حمورا نے فخریہ انداز میں اپنا سر اوپر اٹھاتے ہوئے کہا ۔ ہاں میں جانتی ہوں میری ماں کا نام کیا ہے ۔ تو پھر کہو ؟ ——— اس کا نام عزلان تھا عزلان بنت ربیع ۔

ولید نے چونکتے ہوئے پوچھا کیا وہی عزلان میری ماں ہے جو آپ کی بہن اور شقندہ نامی بستی میں رہتی ہے ۔ منذر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ تم نے ٹھیک سمجھا ۔ وہی تمہاری ماں ہے اور میں تم دونوں کا ماموں ہوں ۔ پھر منذر نے اپنے دونوں بازو پھیلاتے ہوئے کہا ۔ میرے بچو ! آؤ میرے گلے لگ جاؤ کہ تم دونوں میری عزیز بہن اکلوتی بہن کا اثاثہ ہو ۔ ولید اور حمورا دونوں بھاگ کر آگے بڑھے اور منذر سے لپٹ گئے ۔ منذر انہیں اپنے ساتھ چمٹا کر باری باری ان دونوں بہن بھائی کی پیشانیاں چوم رہا تھا ۔ ولید نے علیحدہ ہوتے ہوئے پوچھا ۔ ماموں ! میری ماں کیا

علاوہ چار روٹیاں ، خشک گوشت ، خرمے اور شکر والے ستو تھے ۔ عمونہ نے مسکراتے ہوئے عزلان سے کہا ۔ ماں ! یہ تو ہم دونوں کے لیے ایک ہفتہ بھر کے لیے کافی ہیں ۔ اٹھو ماں ! کچھ کھا لو تم نے پچھلے دو روز سے پانی پینے کے علاوہ کچھ نہیں کھایا ۔ عزلان نے کراہتے ہوئے کہا ۔ تم کھا لو بیٹی ! میری طبیعت ٹھیک نہیں ۔ مجھے پھر تیز بخار ہو رہا ہے ۔ عمونہ فکر مند ہو گئی اور عزلان کا ماتھا اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا ۔

تم ٹھیک کہتی ہو ماں ! بخار تیز ہو رہا ہے ۔ عزلان نے عمونہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا ۔ تم کھا لو بیٹی ! یہ جو آگ کا الاؤ روشن ہو گیا ہے ۔ میرے لیے یہی سب سے بڑی نعمت ہے ۔ ورنہ اس سردی میں شاید میں زیادہ دیر تک تمہارا ساتھ نہ دے سکتی ۔ عمونہ نے ضد کرتے ہوئے کہا ۔ ماں ! اگر آپ نے کچھ نہ کھایا تو میں بھی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤں گی ۔ عزلان نے کہا ۔ اچھا لاؤ میں بھی تمہارا ساتھ دیتی ہوں ۔ عمونہ نے کھانے کی ساری چیزیں عزلان کے سامنے رکھیں اور دونوں مل کر کھانے لگیں ۔

آگ کا الاؤ خوب بھڑک اٹھا تھا ۔ عزلان اور عمونہ کھانے کے بعد الاؤ کے پاس بستر میں بیٹھ کر اپنے آپ کو گرم کرنے لگی تھیں ۔ پڑاؤ کے اندر جہاں پہلے شور مچا ہوا تھا وہاں اب آہستہ آہستہ خاموشی طاری ہو گئی تھی ۔ شاید لوگ کھانا کھانے کے بعد آرام کرنے لگے تھے ۔ الاؤ کے پاس بیٹھی عمونہ اور عزلان چپ تھیں ۔ وہ گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھیں ۔ نہ جانے عزلان کو کیا خیال گزرا اس نے عمونہ کو مخاطب کر کے کہا ۔ عمونہ ! میں سوچتی ہوں بیٹی ! ولید بن ہشام کی رہائی کے چند ہی دن بعد کیا سے کیا ہو گیا ہے ۔ حمورا سے بہت امیدیں وابستہ تھیں لیکن سنا ہے اس بیچارے کو بھی دشمن گھیرے بیٹھے ہیں ۔ فرانسیسی آگ ، خون اور موت کا کھیل کھیل رہے ہیں ۔ شمالی ہسپانیہ میں شہر شہر پھیلتی تاریکی تاریخ کے نور کی متلاشی ہے ۔ جلتی ہوئی آگ کسی خلیل کی منتظر ہے اور بستی بستی نگر نگر پکارتی موت کو کسی مسیحا کی

ضرورت ہے۔ کون اپنے اُجڑے شہروں کا ماتم کرے گا۔ کون اس بازگشت سے خا
زندگی میں رونق اور توانائی بھرے گا۔ کون ہے جو ہسپانیہ میں بھٹکتی ہوئی مسلم امہ
کے لیے غاروں میں گم روشنی کو نکالے۔ کون ہے جو فرانسیسیوں کے سامنے چھاتی
کہ ہسپانیہ کی ایک ایک اینٹ اور ایک ایک پتھر پہ اپنی شجاعت کی سرخیاں
اندلس کی یہ فلک بوس کوہستانی چوٹیاں اور اُونچے اُونچے پہاڑوں کے حصار
گرتے دکھائی دیتے ہیں۔ بہتی ندیاں خشک اور صحرا کی شیشہ نما ریت اُداس ا
غمزدہ سی محسوس ہونے لگی ہے۔ عمونہ بچاری نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ایک خا
اور عقیدت سے عزلان کو دیکھتی اور سُنتی جا رہی تھی۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد عزلان پھر بولی۔ یہ اشبیلیہ، قرطبہ، غ
مالقہ اور المریہ کے حکمران یوں خاموش بیٹھے ہیں۔ جیسے انہیں اجنبیت کا سانپ سونگ
گیا ہو۔ بے حسی کا بچھو ڈس گیا ہو۔ کسی میں کوئی حرکت نہیں ہے۔ ان کے سا
فرانسیسی اور فرولندہ مسلمانوں کی حسرتوں اور تمناؤں کو پامال، آرزوؤں اور امیدو
منجمد، خوابوں اور تعبیروں کو ویران اور اشک بار، پھول اور شبنم روند رہے ہیں
آہ! کب تک اسپانیہ کے پھلوں سے لدے اور پرندوں سے بھرے پیڑ اُجاڑ او
ویران کیے جاتے رہیں گے۔ کاش ولید اور عمروس کے علاوہ بھی کوئی اُونگھ سے جاگتا
کوئی بے بس اور لاچار مسلمانوں کی نصرت و چارہ سازی پر لبیک کہتا۔ عمونہ بچاری
پڑی۔ اس نے عزلان سے لپٹ کر سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ ایسی باتیں نہ کرو ما
مایوس نہ ہو ورنہ میرا دِل پھٹ جائے گا۔ سو جاؤ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ عزلان چ
چاپ لیٹ گئی۔

عمونہ نے الاؤ میں اور لکڑیاں ڈال دیں۔ ایک بار اُٹھ کر الاؤ کے قریب ہی چا
کھاتے ہوئے گھوڑے پر چادر ڈالنے اور اس کی پیٹھ تھپتھپانے کے بعد وہ بھی عزلان کے
ساتھ بستر میں گھس گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گہری نیند سو رہی تھیں۔
صبح ہونے سے ابھی کچھ دیر باقی تھی تاہم بستی سے مُرغوں کی اذانیں دینے ک

آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ عزلان کو نہ جانے کیا ہوا وہ اچانک اُٹھ کر بیٹھ گئی اور
کراہنے لگی۔ بادلوں سے خالی آسمان پر ان گنت ستارے ٹمٹماتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔
رات بھر کا تھکا ہارا چاند مغربی پہاڑوں کی اوٹ میں ہوتا جا رہا تھا اور اونگھتی چاندنی
لمحہ بہ لمحہ ماند پڑنے لگی تھی۔ کائنات کی ہر چیز سانس روکے محوِ تماشہ تھی۔ تھوڑی دیر
بعد نور برساتا چاند اجنبی سرزمینوں کی طرف روپوش ہو گیا اور فضاؤں کے اندر اندھے
اندھیرے ناچنے لگے تھے۔ ایک دم عمونہ بھی اُٹھ کر بیٹھ گئی اور عزلان کے شانے پر
ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ ماں! ماں! تم اُٹھ کر کیوں بیٹھ گئی ہو۔ ابھی تو فجر کی نماز
کا وقت بھی نہیں ہوا۔ کیا تمہیں کوئی تکلیف ہے۔

عزلان نے گہری فکرمند آواز میں کہا۔ ہاں بیٹی! مجھے ایک تکلیف ہے
، جو آج تک میں نے کسی سے نہ کہی۔ تم چونکہ اب میری
بیٹی ہو اور مجھے ماں کہہ کر پکارتی ہو۔ پھر اب میری زندگی کا بھی کوئی اعتبار نہیں رہا۔
شام ہوتی ہے تو مجھے سحر کی اُمید نہیں ہوتی، صبح ہوتی ہے تو مجھے رات تک کو
دیکھنا بھی محال لگتا ہے۔ بیٹی! قبل اس کے میں تم سے ایک راز کہوں میرے
ایک سوال کا جواب دو۔

عمونہ نے پیار سے عزلان کے ساتھ لپٹتے ہوئے کہا۔ پوچھو ماں!
عزلان نے مدھم اور دھیمی سی سرگوشی کی۔ کیا تم امیر ولید بن ہشام کو پسند کرتی ہو۔
عمونہ چونک کر سیدھی ہو بیٹھی اور سنجیدہ آواز میں کہا۔ ماں! تم نے اگر یہ سوال پوچھ
ہی لیا ہے تو سنو! امیر ولید میرے جسم کی رُوح۔ میرے خون کی گردش اور میرے
دل کی دھڑکنوں کا محور ہیں۔ ماں! وہ چاند ہیں اور میں ان کی چاندنی۔ وہ ایک
روشن قندیل ہیں اور میں اس کی ضُو وہ ایک پھل دار درخت ہیں اور میں ان کا ثمر۔
ماں! سنو ماں! میرا ان کا ساتھ ایسے ہی ہے جیسے ندی اور کنارے کا،
جیسے سمندر اور ساحل کا، جیسے کشتی اور پتوار کا، جیسے جسم اور جان کا۔ عمونہ جب
خاموش ہوئی تو عزلان نے کہا۔ بیٹی! میرے پاس ایک راز ہے جسے میں نے مٹھی میں بند

اس موتی کی طرح قیمتی جانا جس کی کوئی قیمت نہ چکا سکے - برسوں سے دِن رات یہ راز میرے سینے میں دفن رہا - اب چونکہ مَیں اپنی زندگی سے مایوس ہوگئی ہوں اور نہیں جانتی کہ ولید جزیرہ سارڈینیا سے کب لوٹے گا - اس لیے مَیں تم سے سب کچھ کہہ دینا چاہتی ہوں۔

سنو عمونہ ! ولید میرا بیٹا ہے - مَیں اُس کی ماں ہوں، سگی اور بد قسمت ماں جو آج تک بیٹے کو بیٹا کہہ کر نہ پکار سکی - اسے گلے نہ لگا سکی، اس کی پیشانی نہ چوم سکی۔ مَیں اس کا انتظار کرتی رہی اور وُہ اُونچے اُونچے مستولوں پر چڑھ کر بادبان کھولتے ہوئے مجھے پکارتا رہا - مَیں چُپ اور خاموشی سادھے وقت کی منتظر رہی اور میرا ولید جہازوں اور کشتیوں کے اندر سے پانی نکالتے ہوئے مجھے سمندر کی نیلی فضاؤں میں تلاش کرتا رہا مَیں اپنی کھوئی ہوئی بیٹی کے خیالوں میں کھوئی رہی اور میرا اکلوتا بیٹا سمندری طوفانوں میں مجھے آوازیں دیتا رہا اور اس کا باپ اسے جھُوٹی تسلّیاں دیتا رہا کہ اے بیٹے ! تیری ماں مر چکی ہے -

عزلان رو پڑی اور چلّا اُٹھی - ولید ! ولید ! تو کہاں ہے میرے بیٹے ! مجھے آواز دے میرے فرزند کہ مَیں اپنی زندگی سے مایوس ہوگئی ہوں - کاش مَیں نے اس قدر کڑی شرط لگا کر اپنے شوہر اور بیٹے دونوں کو پریشان نہ کیا ہوتا - میرا شوہر بیٹی کی تلاش میں طوفانوں سے لڑتا ہُوا ہمیشہ کے لیے مجھ سے جُدا ہو گیا اور میرا بیٹا ! آہ وہ نہ جانے اس وقت کہاں ہوگا - اے میرے فرزند ! تو کہاں ہے - کاش ! تو اس وقت یہاں ہوتا اور مجھے ماں کہہ کر پکارتا -

عمونہ بھی رو پڑی اور عزلان سے لپٹتے ہوئے کہا - ماں ! یہ سب کچھ کیسے اور کیوں ہُوا اور جواب میں عزلان عمونہ کو وہی داستان سُنا رہی تھی جو جزیرہ سارڈینیا میں منذر نے ولید اور حمورا کو سُنائی تھی - عزلان جب خاموش ہوئی تو عمونہ نے اسے تسلّی دیتے ہوئے کہا - حوصلہ رکھو ماں ! عنقریب وہ جزیرہ سارڈینیا سے حمورا کو لے کر واپس لوٹیں گے - ماں ! مَیں تمہیں بشارت دیتی ہوں کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ لوٹیں گے تو ان کے سامنے جیولس اور فرانسیسی جرنیل دونوں ہی اپنے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہ تلاش کر

پائیں گے -

عمونہ خاموش ہوگئی کیونکہ پڑاؤ میں فجر کی اذان بلند ہوئی تھی اور اس کے بعد سب اُٹھ کر نماز کی تیاری کرنے لگے - ان دونوں ماں بیٹی نے بھی فجر کی نماز ادا کی اس کے بعد قافلہ طلیطلہ کی طرف کُوچ کر گیا تھا -

○

آسمان پر ہزاروں چمکتے ستاروں کی راہنمائی میں ولید کے جہاز مغرب کی طرف جا رہے تھے - اتفاقاً ہَوا موافق تھی لہٰذا چپّو چلائے بغیر ہی جہاز سمندر کے اندر بھاگے جا رہے تھے - اگلے روز صبح طلوع ہونے سے تھوڑی ہی دیر بعد ولید نے اپنے دائیں ہاتھ ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایک کشتی دیکھی جس کے بادبان سفید تھے - اس میں دو آدمی سوار تھے جن میں سے ایک نے چپّو کے ساتھ سُرخ رنگ کا کپڑا باندھ رکھا تھا اور اسے فضا میں بلند کر کے لہرا رہا تھا - ولید نے اپنے جہازوں کو روک دینے کا حکم دیا - ملّاح آن کی آن میں مستعد ہوئے اُنہوں نے بادبان لپیٹ دیئے اور جہازوں کے لنگر پھینک کر انہیں سمندر کے اندر روک دیا -

چھوٹی سی وہ کشتی جس کے اندر سے سُرخ کپڑا لہرایا گیا تھا مڑی اور ولید کے جہازوں کی طرف بڑھنے لگی تھی - کشتی جب قریب آئی تو ولید نے دیکھا اس میں اس کا جاسوس عمر بن ربیعہ تھا اور اس کے ساتھ ایک اور جوان بھی تھا - دونوں مِل کر چپّو چلاتے ہوئے کشتی کو قریب لا رہے تھے - عمر کو دیکھ کر ولید کچھ فکر مند اور پریشان ہو گیا - وہ جان گیا تھا کہ بغیر کسی علّت کے عمر اس کے پیچھے کیونکر آ سکتا ہے -

کشتی جہاز کے ساتھ آ کر رُکی - عمر کشتی سے اُتر کر جب جہاز میں سوار ہُوا تو ولید نے اس سے مصافحہ کیا اور ابھی عمر کسی اور سے مِلنے بھی نہ پایا تھا کہ ولید نے اس سے پُوچھ لیا - عمر ! عمر ! کیا تم خیریت سے اس طرف نکلے ہو - عمر نے مغموم آواز میں کہا - یا امیر ! خیریت ہوتی تو مَیں آپ کے تعاقب میں کیونکر آتا - جس روز آپ بارسلونہ سے سارڈینیا روانہ ہوئے تھے اس سے دوسرے ہی روز کارسیکا سے ایک فرانسیسی لشکر

نے اُٹھ کر ہم پر حملہ کر دیا۔

ولید نے چونک کر پوچھا۔ کیا کہا؟ ایک فرانسیسی لشکر نے ہم پر حملہ کر دیا!
عمر نے بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میرے آقا! ابھی تو آپ نے کچھ سنا ہی نہیں۔ پہلے میری پوری داستان سن لیجئے پھر آپ کو خبر ہو گی کہ بارسلونہ اور وادیٔ ارغون پر کیا بیتی۔ ولید خاموش ہو گیا اور عمر اس سے بارسلونہ میں مسلم کی شکست، مالک بن نمیر کے جنگ میں کام آنے، وادیٔ ارغون کے سقوط، مسلمان قافلوں کا پناہ کی خاطر طلیطلہ کی طرف کوچ اور عمروس کے حرہ کے اندر محصور ہونے کی پوری داستان کہہ رہا تھا۔

عمر اپنی داستان کہہ بھی چکا لیکن ولید خاموش تھا۔ اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ آن جانی سوچوں کی گہرائی میں ڈوب چکا تھا۔ عمر نے پھر ولید کو مخاطب کر کے کہا۔ یا امیر! یہ پیغام دے کر مجھے آپ کی طرف امیر عمروس نے روانہ کیا تھا۔ اب کہئے میرے لیے کیا حکم ہے۔ ولید اپنے تفکرات سے چونکا اور تحکمانہ انداز میں کہا۔ عمر! تم ہمارے ساتھ چلو گے۔ پھر ولید نے اپنا رُخ موڑا، اپنے منہ کے ارد گرد اپنے دونوں ہاتھ جمائے اور اپنے جہازوں کی طرف منہ کر کے اس نے چلّا کر کہا۔

مجاہدو! ہماری غیر موجودگی میں فرانسیسی اور فرد لندہ بارسلونہ اور وادیٔ ارغون پر حملہ آور ہو چکے ہیں۔ میرے ساتھیو! ایک بار پھر وہ بارسلونہ سے وادیٔ نوارا تک کا علاقہ ہم سے چھین چکے ہیں۔ آؤ مل کر عہد کریں کہ اپنی سرزمین کی حفاظت کرتے ہوئے ہم دشمن پر واضح کریں گے کہ رزم گاہ میں ہمارے پاؤں ہوں گے اور آنکھیں ستاروں پر ہوں گی۔ آؤ اپنے دشمنوں سے کہیں اب آگ بھڑکے گی۔ خون کھولے گا کہ ہم تمہارے خون کی بو سونگھ چکے ہیں۔ آؤ اپنی سرزمین سے عہد کریں کہ ہم خواہش و قوت سے لبریز ہیں۔ ہم اس کی زندگی کے خون کا منبع ہیں۔ ہم اپنی سرزمین کے جوان اور محافظ ہیں۔ اس کے فرزند جلیل اور بازوئے شمشیر زن ہیں۔ اس کے دریاؤں کی روانی اور کوہستانوں کی وحشت ہیں۔ ہم وادیٔ ارغون کے آسمان پر چمکنے والے چاند کی جوان نظر، اس کی دھوپ کی سنہری رنگت، اس کے بادلوں کی

پرچھائیں اور اس کے موسموں کی پکار اور صدا کی حفاظت کریں گے۔ ساتھیو! اپنے جہازوں کے لنگر اُٹھا لو۔ بادبان کھول دو اور اللہ اکبر پکارو کہ دشمن نے پھر ہمیں رزم گاہ کی طرف پکارا ہے۔ لشکریوں نے اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے ایک طوفانی انداز میں لنگر اُٹھا لیے۔ بادبان کھول دیئے اور جہاز مغرب کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

رات آدھی کے قریب جا چکی تھی۔ سرما کی برفانی اور تیز ہوائیں ایک شور کے ساتھ دندناتی پھر رہی تھیں۔ مسلم بن تمام جو فرانسیسی لشکر کے سامنے بارسلونہ میں محصور ہو کر اپنا دفاع کر رہا تھا۔ آدھی رات کے وقت بھی فصیل کے اُوپر گھوم پھر کر شہر کے ارد گرد پھیلے ہوئے فرانسیسی لشکر پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ تیز اور سرد ہواؤں کی مار سے بچنے کے لیے مسلم فصیل کے شمالی بُرج کے اندر آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ نیچے فصیل کے ساتھ کچھ فرانسیسی اس لیے جاگ کر پہرہ دے رہے تھے کہ کہیں اہلِ شہر رات کے سرد سناٹے میں ان کے لشکر پر شبخون نہ ماریں۔ ہوا اس قدر تیز اور سرد تھی کہ فرانسیسی شہر کے ارد گرد گھوم پھر نہ رہے تھے۔ بلکہ پہرداروں نے شہر کے ہر دروازے کے سامنے آگ کا الاؤ روشن کر رکھا تھا جس کے ارد گرد بیٹھے وہ اپنے آپ کو سردی کی مار سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔

بُرج کے اندر کھڑے مُسلم نے اچانک ایک جگہ اپنی نظریں گاڑ دیں۔ اس انداز میں جیسے وہ وہاں کسی چیز کو بڑے غور اور فکر کی نگاہ سے دیکھ رہا ہو۔ برج میں کھڑے ایک سپاہی نے مسلم سے پوچھا۔ آپ اندھیرے میں کسی چیز کو تشویش کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

مُسلم نے فصیل سے نیچے جَو کی ایک تباہ شدہ فصل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اِدھر دیکھو کیا تم محسوس نہیں کرتے اور دیکھ نہیں سکتے کہ کوئی شخص زمین پر لیٹ کر اور رینگتا ہوا فصیل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس سپاہی نے غور سے اس

طرف دیکھا جس طرف اس نے اشارہ کیا تھا۔ پھر اس نے چونکتے ہوئے کہا۔ آپ کا کہنا ٹھیک ہے۔ کوئی فصیل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ کیا فرانسیسی ہمارے خلاف کوئی سازش اور مکاری تو نہیں کر رہے۔ اگر آپ کہیں تو میں فصیل کے اوپر پہرہ دینے والے اپنے سب جوانوں کو آنے والے اس خطرے سے آگاہ کر دوں۔

مسلم نے اس سپاہی کو بڑی نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔ آہستہ بولو۔ کہیں فرانسیسی پہریدار سن نہ لیں۔ اس طرح رینگ کر فصیل کی طرف اکیلا آنے والا ہمارا دشمن نہیں دوست ہی ہو سکتا ہے۔ وہ فرانسیسیوں کے الاؤ کی تیز روشنی سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ آقا ولید کا جاسوس ہے۔ یا امیر عمروس کا کوئی قاصد ہے اور ہمارے لیے کوئی اہم حکم لے کر آیا ہے۔

بُرج کے اندر کھڑے دوسرے سپاہی بھی بڑے غور سے رینگ کر فصیل کی طرف بڑھنے والے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ مسلم اور اس کا مخاطب سپاہی جو شاید اس بُرج کے سپاہیوں کا چھوٹا سالار تھا دونوں خاموش ہو گئے تھے کیونکہ رینگ کر آنے والے نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی اور اب وہ بالکل فصیل کے قریب پہنچ چکا تھا مسلم اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اندھیرا اس قدر گہرا تھا کہ مسلم اُسے پہچان نہ سکا تھا۔ فصیل کے قریب آ کر رینگ کر آنے والا اُٹھ کھڑا ہوا۔ مسلم نے اس کے ہیولے سے اندازہ لگایا کہ وہ کوئی خوب صورت، قد آور اور بھرے ہوئے جسم کا جوان تھا۔ مسلم کے دیکھتے ہی دیکھتے آنے والے نے اپنے کندھے سے گول چکر میں تہ کی ہوئی کمند اتاری اس کے چند بل کھولے اور کمند کو لہرا کر اس نے فصیل پر پھینکا۔ پہلی ہی بار اس کی کمند بُرج کے قریب ایک جگہ اٹک گئی اور اس کا لوہے کا کُنڈا دیوار کے ایک چھوٹے سے سوراخ میں اٹک چکا تھا۔

لیکن لوہے کا کُنڈا جب دیوار سے ٹکرایا تھا تو ایک آواز پیدا ہوئی تھی۔ جسے سن کر آگ کے پاس بیٹھے ہوئے فرانسیسی چونک گئے اور ان میں سے چار سپاہی اُٹھ کر اس طرف بھاگے جہاں وہ آنے والا کمند پھینکنے کے بعد اُسے کھینچ کر اوپر جانے

سے قبل اس کی مضبوطی کا اندازہ لگا رہا تھا۔ فرانسیسی اپنی ننگی تلواریں لیے بڑی تیزی سے اس طرف بڑھے۔ کمند پھینکنے والا بھی انہیں دیکھ چکا تھا۔ لہٰذا وہ فوراً زمین پر لیٹ گیا اور چھپکلی کی طرح تیزی سے رینگتا ہوا وہ جَو کی فصل کے اندر چلا گیا تھا مسلم نے بھی اپنی بیداری کا ثبوت دیا اور نیچے لٹکتا ہوا کمند کا رسّہ اس نے فوراً اوپر کھینچ لیا۔

فرانسیسی جب وہاں آئے اور قبل اس کے کہ وہ کمند پھینکنے والے کا کوئی سراغ لگاتے مسلم اور اس کے سپاہیوں نے فصیل کے اُوپر سے ان پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ کئی پتھر ان فرانسیسیوں کو لگے اور ان میں سے ایک نے شور کرتے ہوئے کہا۔ واپس بھاگ چلو۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ کوئی شرارت ہے۔ فرانسیسی پتھر کھا کر واپس بھاگ گئے۔ مسلم غور سے اندھیرے میں جَو کے کھیت کی طرف دیکھتے ہوئے اس کمند پھینکنے والے کا انتظار کرنے لگا۔ فرانسیسی جب دوبارہ جا کر آگ کے پاس بیٹھ گئے تو مسلم نے دیکھا کمند پھینکنے والا ایک بار پھر رینگتے ہوئے جَو کی فصل سے نکلا اور فصیل کی طرف بڑھنے لگا۔

کمند پھینکنے والا دوبارہ فصیل کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ شاید وہ اپنی کمند کو وہاں نہ پا کر پریشان ہو رہا تھا کہ اتنے میں مسلم نے اس کی کمند کا رسّہ پھر نیچے لٹکا دیا۔ کمند پھینکنے والا اب مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔ ساتھ ہی اس نے اُوپر منہ کر کے سرگوشی بھی کی۔ تم کون ہو۔ مسلم نے بھی نیچے جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ میں مسلم بن تمام ہوں۔ کمند پر چڑھنے سے پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو۔ کمند پھینکنے والے نے پھر گہری اور رازدارانہ سرگوشی میں کہا۔ میں ولید بن ہشام ہوں۔

مسلم اور اس کے سارے ساتھی اس انکشاف پر چونک اُٹھے۔ مسلم بچارا حیرت اور پریشانی میں کہہ رہا تھا۔ میرے آقا! اس اندھیری اور سرد رات میں دشمن کے اندر آپ اکیلے؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر آپ دشمن کے ہاتھ لگ جاتے تو ہم پر کیا گزرتی۔ ولید نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ کمند کے ذریعے بڑی تیزی سے اُوپر چڑھنے لگا۔

لکل اسی پھُرتی اور مہارت کے ساتھ جس طرح وہ لنگور کی طرح پھلانگتا ہُوا اپنے بحری ہازوں کے بڑے بڑے اور بلند مستولوں پر چڑھ جایا کرتا تھا ۔

ولید جب کمند کے ذریعے اُوپر چڑھ کر بُرج میں داخل ہُوا تو مسلم نے گرم وشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا ۔ اگر کوئی اِتنا ہی اہم کام تھا تو کسی اور کو بھیج دیا ہوتا ۔ آپ ہمارے آخری حصار اور مضبوط بند ہیں ۔ آپ کا یوں دشمنوں کے اندر اکیلے آنا ہمارے لیے ناقابلِ برداشت اور نقصان دہ ہے ۔ ولید نے بُرج کے ننگے اور سنگین پتھریلے فرش بیٹھتے ہوئے کہا ۔ اگر مَیں کسی اور کو بھیجتا تو اس کے لیے بھی اسی قدر خطرات ہوتے س قدر میرے لیے ہیں ۔ مسلم ! مسلم ! تم جانتے ہو کشتی میں مرتے وقت میرے پ نے کیا کہا تھا ۔

اس نے کہا تھا ایک مجاہد کی زندگی میں ایک آفت کے بعد دوسری آفت ور ایک عذاب کے بعد دوسرا عذاب آتا ہے ۔ ہم بھی اس وقت ایسی ہی حالت ں مبتلا ہیں ۔ کسی لشکر کا سالار اگر خود کو خطرات میں نہیں ڈال سکتا تو وہ اپنے شکریوں سے بہتر امیدیں رکھنے کا حق دار نہیں ہے اور پھر مجھے تو اوروں کے لیے مثال قائم کرنی چاہیئے ۔ مُسلم اس کے سامنے برج کے پتھریلے فرش پر بیٹھ گیا ور شفقت آمیز، دردمند اور پُر خلوص لہجے میں پوچھا ۔ آپ نے کیوں کر یہاں نے کی تکلیف کی ۔

ولید نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا ۔ پہلے یہ بتاؤ میرے لشکر کے وہ گھوڑے ہاں ہیں جو ہم سارڈینیا روانہ ہونے سے قبل یہاں چھوڑ گئے تھے ——— مسلم نے ہا ۔ آپ کے گھوڑے تو یہیں ہیں پر آپ کی اس مہم کا کیا بنا ؟ ——— مَیں اس میں امیاب رہا ہوں ——— کیا آپ نے وہاں سے اپنی تمام لڑکیوں کو نکال لیا ہے ——— ں مَیں نے لڑکیوں کو وہاں سے نکالنے کے بعد جنگ میں بحری قزاقوں کو شکست دی اور ہاں سے روانگی کے وقت ہم نے ان کے شہر کو آگ لگا دی تھی ۔ ساحل پر کھڑے م ان کے کئی جہاز بھی ساتھ لے آئے ہیں جن کے اندر کافی مقدار میں کھانے پینے کی

ھی ہیں ——— ان عورتوں اور لڑکیوں کا کیا بنا جنہیں آپ ساتھ لائے ہیں ——— یں سے جو لڑکیاں تھیں اُن کی شادیاں مَیں نے اپنے سپاہیوں سے کر دی ہیں اور وہ ہیں جو بوڑھی تھیں انہیں مختلف لڑکیوں میں بانٹ دیا ہے تاکہ وہ اس کی اور ے میاں کی خدمت کر کے پُرسکون اور پاکیزہ زندگی بسر کریں ۔ کیا آپ کی بہن ا بھی ملی ؟ ——— ملی تھی لیکن وہ اور میرا ماموں منذر دونوں جنگ میں مارے مسلم نے چونک کر پوچھا کیا آپ کو خبر ہو گئی ہے کہ ——— ولید نے اس ات کاٹتے ہوئے کہا ۔ ہاں منذر نے مرنے سے پہلے مجھے سب کچھ بتا دیا تھا ۔ مَیں ی جان چکا ہوں کہ عزلان میری ماں ہے لیکن فی الحال تم اس موضوع کو بھول جاؤ اس مقصد کی طرف آؤ جس کے لیے رات کی تاریکی کے اندر مَیں یہاں آیا ہوں ۔

مُسلم نے متوجہ ہوتے ہوئے کہا ۔ کہیئے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ——— مُسلم ! جب مَیں سارڈینیا سے لوٹ رہا تھا تو راستے میں مجھے عمر بن ربیعہ ملا اس مجھے پورے حالات سے آگاہ کر دیا ہے ۔ اسے عمرو س نے روانہ کیا تھا ۔ شاید ں خبر ہو کہ اس وقت جیولس اور فرانسیسی جرنیل لوتھر عمرو س کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں نے عمر کو اس کی طرف روانہ کر کے پیغام بھیج دیا ہے کہ وہ اس وقت تک محصور رہ اپنا دفاع کرتا رہے ۔ جب تک حالات ہمارے حق میں کروٹ نہیں لے لیتے ۔ مَیں بحری جہازوں کے ساتھ اس جگہ لنگر انداز ہُوا ہوں جہاں کبھی ہمارا مستقر تھا ۔ جن یوں کی مَیں نے شادیاں کی ہیں انہیں مَیں نے جہازوں کے اندر ہی چھوڑا ہے وہاں ہی عورتوں کے علاوہ جہازوں کی حفاظت بھی کریں گے ۔ جب کہ میرا لشکر یہاں پانچ میل شمال میں کوہستانوں کے اندر پڑاؤ کیئے ہوئے ہے ۔ مَیں تم سے یہ طے کرنے نا کہ آنے والی صبح تم شہر سے نکل کر دشمن سے جنگ کرو، اس وقت تک مَیں ان کی پشت پر پہنچ چکا ہوں گا اور مجھے امید ہے ہم دونوں مل کر ہسپانیہ کے خطّہ میں بھی ان کے پاؤں نہ جمنے دیں گے ۔ آج رات ہی میرے اور میرے لشکر گھوڑوں پر زینیں ڈال دینا کیونکہ اگر فرانسیسیوں نے بھاگنے کی کوشش کی تو ہم

فوراً اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اُن کا تعاقب کریں گے۔

مُسلم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ پہلے آپ دشمن پر حملہ آور ہوں اور جب دُشمن آپ کی طرف متوجہ ہو گا تو مجھے شہر سے نکل کر ان کی پشت پر حملہ آور ہونے کا موقع مِل جائے گا۔ ولید نے مُسلم کی تجویز رد کرتے ہوئے کہا۔ تمہارا قیاس درست نہیں ہے مسلم! اگر میں پہلے دُشمن پر حملہ کرتا ہوں تو دشمن کے ذہن میں یہ بات ہو گی کہ تم شہر سے نکل کر ان کی پشت پر حملہ آور ہو سکتے ہو۔ لہٰذا وہ اپنی پیٹھ کی حفاظت کے انتظامات پہلے ہی کر لیں گے اور اگر تم حملہ آور ہو تو وہ اپنی پشت کو کوئی اہمیّت نہ دیں گے کیونکہ اُنہیں خبر نہیں کہ میں بھی ان پر حملہ آور ہونے والا ہوں۔ اس طرح ہم ان کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا سکیں گے اور پھر تمہاری نسبت میرا حملہ کوئی زیادہ مُؤثر ثابت نہ ہو گا۔ اس لیے کہ ہم سب پیدل ہوں گے جب کہ دُشمن گھوڑوں پر سوار ہو گا —— مسلم نے توصیفی نگاہوں سے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے اندازے درست ہیں۔ دُشمن کے پاس پہلے تو اس قدر گھوڑے نہ تھے لیکن زرغوزہ کی فتح کے بعد ان کے ہاتھ اس قدر گھوڑے لگے کہ اب ان کے ہر سپاہی کے پاس عمدہ اور توانا گھوڑا ہے۔ کچھ گھوڑے انہوں نے بارسلونہ کے مضافات سے بھی حاصل کر لیے ہیں۔

ولید کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ مسلم! میں اب جاتا ہوں۔ تم صبح سویرے ہی جب دشمن اپنے کھانے کا سامان کرنے میں مصروف ہو شہر سے نکل کر ان پر حملہ کر دو۔ اس طرح ان میں کھلبلی مچ جائے گی۔ تم دیکھو گے تمہارے حملہ آور ہونے سے تھوڑی ہی دیر بعد میں بھی دُشمن کی پُشت سے حملہ آور ہو چکا ہوں گا۔ اور سنو! میرے لشکر کے گھوڑوں پر زینیں ڈالنا نہ بھولنا۔ تم شہر کے جنوبی دروازے سے نکل کر حملہ آور ہونا۔ اس طرح شمالی سمت دُشمن خالی کر دے گا۔ میں صبح کے وقت دُشمن کے بالکل قریب آ چکا ہوں گا اور جب تم جنوب کی طرف سے حملہ آور ہو گے تو شمال کی طرف سے میں اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوں گا اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہم مغربی دروازے سے باہر نکلیں گے۔

اور ایک چکر کاٹ کر دُشمن کی پُشت پر نمودار ہوں گے۔ تم دُشمن کو شمال اور مشرق میں سمندر کی طرف مت بھاگنے دینا۔ ایسی صورت میں اپنے جہازوں میں بیٹھ کر اُنہیں فرار ہونے کا موقع مِل جائے گا۔ میں اُنہیں مغرب کی طرف نہ جانے دوں گا اور ہم انہیں اپنے [illegible] اور سمندر کے کنارے کنارے جنوب کی طرف بھگائیں گے۔ جب دُشمن شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہو تو تم لوٹ کر شہر میں داخل ہو جانا تاکہ بارسلونہ کی حفاظت کے لیے تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے اس کے بعد میں دُشمن سے نمٹ لوں گا۔ ولید بُرج سے باہر نکلا اور کمند کے ذریعے نیچے اُترنے لگا۔ جب وہ زمین پر جا کر لیٹ گیا تو مسلم نے کمند اوپر کھینچ لی تھی۔ ولید ان کے سامنے رینگتا ہوا جَو کے کھیت میں داخل ہوا تھا اور پھر جلد ہی وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

○

دوسرے روز فجر کی نماز کے بعد مسلم اپنا لشکر لے کر بارسلونہ کے جنوبی دروازے سے باہر نکلا اور فرانسیسیوں پر حملہ کر دیا۔ فرانسیسی تو پہلے ہی کئی روز سے اس انتظار میں تھے کہ محصورین کھلے میدان میں نکل کر ان سے جنگ کریں۔ گو اس اچانک حملے میں ان کا کچھ نقصان ضرور ہوا تھا لیکن اُنہوں نے فی الفور شہر کے تین اطراف سے اپنے لشکر کو سمیٹ کر جنوبی حِصّے کو میدان جنگ کی شکل دے دی تھی۔ ولید نے فوراً اس موقع سے فائدہ اُٹھا اپنی کمین گاہوں سے نکل کر اپنے لشکر کے ساتھ وہ شہر میں داخل ہوا۔ مسلم نے پہلے ہی ان کے گھوڑے تیار کر کے ایک کھلے میدان میں جمع کر رکھے تھے۔ پورا لشکر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوا پھر وہ شہر کے مغربی دروازے سے باہر نکل گئے تھے۔

فرانسیسی مُسلم کے سامنے خونی اشتہا رکھنے والے بھیڑیوں کی طرح بپھر گئے تھے وہ جانتے تھے کہ ان کے سامنے مُسلم کے لشکر کی تعداد اس قدر کم ہے کہ وہ زیادہ دیر تک ان کے سامنے جم نہ سکیں گے لیکن انہیں خبر نہ تھی کہ کوئی ان سے بھی سخت درندہ اور تیز دھار کر ان کے درپے ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ہوا کا کوئی نرم جھونکا

طوفانوں کی شکل اختیار کر رہا تھا۔ انہیں علم نہ تھا کہ ہلکی پھلکی لہریں طوفانی موجوں کی شکل میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ شہر کے مغربی دروازے سے نکل کر ولید نے ایک مختصر ترین چکر کاٹا۔ اس کے بعد فرانسیسیوں کی پشت پر نمودار ہو کر اس نے ایسی سختی اور ایسے جبر کے ساتھ حملہ کیا تھا کہ فرانسیسی اس حملے کی سختی پر قابو پانے اور ولید کے آگے بڑھنے کی رفتار کو روکنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ چند ساعتوں کے اندر ہی انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ زیادہ دیر تک میدان جنگ میں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ان کا لشکر بڑی تیزی سے کٹ کر کم ہوتا جا رہا تھا۔ آخر انہوں نے پسپائی کا فیصلہ کیا اور میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ شمال اور مشرق کی طرف سے مسلم نے ان کے راستے مسدود کر دیئے تھے جب کہ مغرب کی طرف انہیں ولید بڑھنے نہ دے رہا تھا۔ ولید کے اشارے پر مسلم اپنے لشکر کو لے کر بارسلونہ میں واپس چلا گیا اور ولید دشمن کے تعاقب میں لگ کر ان کی تعداد کو اور کم کرنے لگا تھا۔

ولید کے آگے آگے بھاگتے ہوئے لشکر نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ اس فرانسیسی لشکر کے ساتھ جا ملے گا جسے لوتھر نے جنوب کی طرف بڑھنے کا حکم دیا تھا اور جو اس وقت تک ان گنت بستیاں ویران کرنے کے بعد طرطوشہ شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہی وہ لشکر تھا جس کی وجہ سے لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر طلیطلہ شہر کی طرف بھاگ رہے تھے۔ ولید کے آگے آگے بھاگنے والے طرطوشہ سے پانچ میل جنوب میں اپنے دوسرے لشکر کے ساتھ جا ملے اور دونوں لشکروں نے پلٹ کر ولید پر حملہ کر دیا۔ سمندر کے کنارے گھمسان کی جنگ چھڑ گئی تھی۔ طرطوشہ یحییٰ المامون کا شہر تھا گو اس وقت تک یحییٰ المامون اپنے لشکر کے ساتھ طرطوشہ پہنچ کر اپنے شہر کی حفاظت کے انتظامات مکمل کر چکا تھا لیکن اس کی طرف بڑھنے والے فرانسیسیوں کو تو ولید نے راستے ہی میں رکنے پہ مجبور کر دیا تھا۔

جنگ جب اپنے زوروں پر تھی تو مغربی پہاڑی سلسلے کے اندر سے وہ لشکر نکلا جس نے جبل اشارات سے نکل کر عمروس سے لڑنے والے جیولوس ماریا کے لشکر پہ

ے لمحوں کے اندر حالات کا رُخ بدل دیا تھا۔ وہ اس بار بھی اپنے جنگی لباسوں
ر سفید قبائیں پہنے ہوئے تھے اور یوں لگتے تھے گویا وہ انسان نہیں کوئی
خارق ہو، جن کا کسی خاص مقصد کے تحت وہاں نزول ہوا ہو۔ اس بار
ان کی تعداد پہلے کی نسبت کچھ زیادہ تھی لگتا تھا۔ وہ دن رات اپنی تعداد میں
ڑھانے کی کوشش کر رہے ہوں۔ اس آنے والے لشکر کا سالار آگے آگے تھا اور
دڑے کو طوفان کی طرح اُڑاتا بلند آواز میں، سُریلی دھن میں اور پر سوز آواز
آرہا تھا۔

الدِّيْنُ دِيْنَ اللهِ وَنَحْنُ مُسْلِمِيْن
دین۔ اللہ کا دین ہے اور ہم مُسلمان ہیں
اللهُ اكبر هٰذا اليومُ يَوْمَ الحزين
اللہ بڑا ہے۔ یہ دن حزانوں کا دِن ہے

ایک عجیب سے جذبے، ایک انوکھے ولولے اور ایک غیر معمولی رفتار کے
نے والا وہ پُر اسرار لشکر فرانسیسیوں پر حملہ آور ہوا تھا اور ان کی کئی صفحوں
کے اندر درہم برہم کر کے رکھ دیا تھا۔ دُشمن کے وسط میں لڑتا ہو۔ ولید
رہا تھا کہ یہ لشکر کس کا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جو اچانک اس کی حمایت میں
ان پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ فرانسیسی زیادہ دیر تک اس دوطرفہ دباؤ کو برداشت
ے اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان سب نے مل کر طرطوشہ
رخ کیا۔ شاید اس نیت سے کہ وہ مار دھاڑ کر کے شہر میں داخل ہو کر اپنے
محفوظ لیں گے لیکن وہ ابھی ایک میل کا فاصلہ ہی طے کیے تھے کہ سامنے کی
ے یحییٰ المامون نے ان کا راستہ روک کر ان کے لیے آلام کی قطاریں باندھ
ب فرانسیسی بوکھلا گئے تھے۔ پشت کی طرف ولید اور اس پُر اسرار لشکر کا
ر کر رہے تھے جس نے اپنا چہرہ مکمل طور پر ڈھانپ رکھا تھا اور کوئی یہ
سکتا تھا کہ وہ کون ہے۔

فرانسیسی اب فرار اور جان بچانے کی دوسری راہیں تلاش کرنے لگے
ان میں سے کچھ تو بوکھلاہٹ میں سمندر کے اندر کود کر اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ بقیہ لشکر مغرب کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ ولید، یحیٰی المامون اور اس اجنبی پُراسرار لشکر کا سالار ان کے تعاقب میں تھے۔ ایک میل کے تعاقب کے بعد جب کہ فرانسیسیوں کی تعداد کافی کم ہوگئی تھی اور ان میں مقابلہ کرنے کی سکت نہ رہی تھی وہ پُراسرار سالار اپنے لشکر کو لے کر دائیں ہاتھ کے کوہستانی سلسلے کی طرف مڑ گیا۔ ولید اور یحیٰی المامون انہیں حیرت سے دیکھتے رہ گئے۔ اس لشکر کے سب جوان اپنے سالار کے ہم زبان ہو کر وہی گانا گاتے جا رہے تھے۔

دین؛ اللہ کا دین ہے اور ہم مسلمان ہیں

اللہ بڑا ہے۔ یہ دن؛ غزاتوں کا دن ہے

وہ لشکر اپنے سالار کے پیچھے پیچھے ایک عجیب سی رقت کے ساتھ گاتا ہوا کوہستان طلیطلہ کے شمال مشرقی سلسلے میں داخل ہو کر روپوش ہوگیا۔ جب کہ ولید اور یحیٰی المامون نے فرانسیسیوں کا تعاقب کر کے ان کی تعداد کم کرنے کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔

○

طلیطلہ شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی خیمے نصب تھے۔ یہ وہ کیمپ تھا جو یحیٰی المامون نے قائم کیا تھا اور جس میں وہ لوگ آباد کیے گئے تھے جو ولید کے علاقوں سے اٹھ کر پناہ لینے کی خاطر طلیطلہ کی طرف آئے تھے۔ انہی خیموں میں سے ایک خیمے کے اندر عزلان اور عمونہ بھی رہ رہی تھیں۔ ہجرت کر کے آنے والوں کے لیے یہ سب خیمے یحیٰی المامون نے مہیا کیے تھے۔ اس کے علاوہ ان بے سہارا لوگوں کو گرم کپڑے اور بستر مہیا کرنے کے علاوہ یحیٰی کی طرف سے ان کے کھانے کا بھی انتظام تھا۔ یہاں کیمپ میں آ کر عزلان کی بیماری زور پکڑ گئی تھی۔ اس کی صحت کافی حد تک گر گئی تھی اور اب اس

کے دورے بھی پڑنے لگے تھے۔ کیمپ کے اندر طلیطلہ کے حکمران کی طرف سے ... مہیا کیے تھے جن سے عمونہ بچاری عزلان کے لیے دوا حاصل کرتی تھی۔

ایک روز ایک بوڑھا اس کیمپ میں داخل ہوا۔ وہ احمد تھا۔ وہی ... بھی غدار اور بغاوت کرنے والے جابر بن وہب کا غلام تھا جسے ولید نے ... دیا تھا اور اب وہ ولید کی حویلی میں رہ رہا تھا۔ اس نے اپنے گھوڑے کی ... پکڑ رکھی تھی اور کیمپ کے خیموں میں یوں چل رہا تھا جیسے کسی کو تلاش کرتا ہو۔ ایک جوان نے احمد کو روک کر پوچھا، آپ کسے تلاش کر رہے ہیں۔ ... بہت تھکا ہوا تھا۔ اس نے اپنی کمر سیدھی کرتے ہوئے کہا۔ میں اپنی بیٹی کو ... رہا ہوں۔ مجھے خبر ہوئی تھی کہ وہ بھی اسی طرف ہجرت کر آئی ہے

اس جوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کیمپ میں اب بہت لوگ ہوگئے ... اب یوں کسی کو آسانی سے نہیں ڈھونڈا جا سکتا۔ پہلے آپ یہ بتائیں ... کہاں سے ہجرت کر کے آئی پھر میں آپ کو بتا سکوں گا کہ وہ کن خیموں میں ہے۔ ... سوچتے ہوئے کہا۔ بارسلونہ اور طرطوشہ کے درمیان شفندہ نام کی ایک بستی ہے ... ہجرت کر کے آئی تھی۔ اس جوان نے بڑی ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ... اب میں آپ کو وہاں پہنچاتا ہوں۔ شفندہ سے جو لوگ ہجرت کر کے آئے ... ان کے خیمے شمال مغرب کی طرف ہیں۔ اب آپ یہ بتائیے آپ کی بیٹی کا ... اور اس کے ساتھ کون ہے۔ احمد نے گھوڑے کی لگام اپنے ہاتھوں پر ... کہا۔ بیٹی کا نام تو عمونہ ہے اور اس کے ساتھ ایک بوڑھی خاتون ہے ... عزلان ہے۔ اس جوان نے ایک طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ آپ میرے ... آئیے۔

احمد اس جوان کے ساتھ کیمپ کے شمال مغربی حصے کی طرف بڑھا۔ پھر ... خیموں کے رہنے والوں سے عزلان اور عمونہ کے متعلق پوچھا اور آخر میں ... کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ جن کی آپ کو تلاش ہے وہ اس خیمے

میں رہتی ہیں۔ وہ جوان واپس لوٹ گیا۔ اور احمد نے خیمے کی طرف منہ کرکے پکارا عمونہ! ——— تھوڑی ہی دیر بعد عمونہ بھاگتی ہوئی باہر نکلی اور حیرت کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ کیا آپ نے مجھے پکارا ہے۔

احمد نے بڑی شفقت سے کہا۔ بیٹی! اگر تمہارا نام عمونہ ہے تو میں نے تمہیں پکارا ہے۔ میں احمد ہوں اور آقا ولید کی حویلی میں رہتا ہوں مجھے نے آپ کا پتہ کرنے اور آپ کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا ہے۔ میں پہلے شقندہ تھا لیکن بستی اجڑی پڑی تھی۔ پھر مغرب کی سمت دوسری بستیوں کی طرف بڑھا سے مجھے خبر ہوئی کہ لوگ طلیطلہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں لہذا میں ادھر چلا آیا۔

عمونہ آگے بڑھی۔ احمد کے ہاتھ سے اس نے گھوڑے کی باگ لے اسے اپنے گھوڑے کے ساتھ باندھ دیا اور وہ پہلے سے وہاں پڑا ہوا چارہ کھا تھا۔ عمونہ نے خیمے کا پردہ ہٹاتے ہوئے کہا۔ آپ اندر آجائیے۔ احمد خیمے ہوا۔ اندر پورے خیمے میں چٹائی بچھی ہوئی تھی اور ایک بستر میں عزلان پڑی کراہ وہ بالکل لاغر ہو چکی تھی۔ عزلان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے احمد نے پوچھا۔ خاتون عزلان ہیں۔ عمونہ نے کہا، آپ کا اندازہ درست ہے۔ یہ عزلان ہیں آپ سے یہ انکشاف بھی کردوں کہ یہ امیر ولید بن ہشام کی ماں ہیں۔

احمد پریشانی میں کھڑا ہو گیا اور چونکتے ہوئے کہا۔ عمونہ بیٹی! یہ تم نے کہا۔ اگر یہ آقا ولید کی ماں ہیں تو پھر اس خیمے میں کیوں ہیں۔ میں ابھی طلیطلہ حاکم سے اس کا ذکر کرتا ہوں۔ خدا کی قسم ان کے دلوں میں امیر ولید کے لیے عقیدت اور احترام ہے کہ وہ آپ دونوں کے لیے اپنا سکونتی محل تک خالی میں سعادت خیال کرے گا۔

احمد جب خیمے سے باہر نکلنے لگا تو عزلان نے نحیف سی آواز میں پکارا۔ ٹھہرو اجنبی! احمد رک گیا اور احتجاجی انداز میں عزلان کی طرف دیکھنے عزلان نے پھر پوچھا پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو۔ احمد نے بڑی انکساری سے کہا۔

محترم خاتون! میرا نام احمد ہے۔ میں آقا ولید کا ایک معمولی خادم ہوں اور ان کی حویلی میں ہی رہتا ہوں۔ عزلان نے نرم لہجے میں کہا۔ جہاں سے اٹھے ہو وہیں آکر بیٹھ جاؤ۔ کسی سے مت کہنا کہ میں ولید کی ماں ہوں۔ اس کیمپ میں ہزاروں مائیں اور بہنیں کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہی ہیں ان میں اگر ولید کی ماں بھی شامل ہو جائے گی تو کوئی پہاڑ نہیں ٹوٹ پڑے گا۔ میں نہیں چاہتی کہ میں اپنی آسائشوں کی خاطر اپنے بیٹے کا نام استعمال کروں۔ مجھے خوشی اور اطمینان ہے کہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ ایک خیمے میں زندگی گزار رہی ہوں اور پھر اب تو میری بیماری اپنی آخری حدوں تک جا پہنچی ہے۔ شاید میری روح میرے جسم کا ساتھ چھوڑنے کیلئے میرے بیٹے ولید کا انتظار کر رہی ہے

عمونہ بچاری رو پڑی اور عزلان سے لپٹتے ہوئے کہا۔ ایسی باتیں نہ کرو ماں! نہیں تو آپ کی عمونہ مر جائے گی۔

عزلان نے عمونہ کو تسلی دے کر چپ کرایا۔ پھر اس نے احمد سے پوچھا۔ کیا تجھے ولید کے متعلق کوئی خبر ہے۔ احمد نے پھر اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا ابھی تک جزیرہ سارڈینیا کی طرف سے آقا کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی۔ جزیرہ سارڈینیا کی نسبت اب ان کی ضرورت یہاں زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ کاش وہ یہاں ہوتے تو فرانسیسیوں کو بتاتے کہ وادیٔ ارغون میں داخل ہونا کیسا مشکل اور دشوار ہے۔ عزلان نے دکھ سے کہا۔ نہ جانے وہ کہاں ہے۔ کب اس سرزمین کی طرف لوٹے گا۔ کاش وہ یہاں ہوتا اور اپنے اجڑے شہروں اور خاکستر بستیوں کو دیکھتا۔ عزلان چند لمحوں تک خاموش رہی پھر اس نے عمونہ سے کہا۔ عمونہ! عمونہ! احمد کو کچھ کھانے کے لیے دو۔ عمونہ نے فوراً کپڑے کے تھیلے سے خشک پھل اور گوشت نکالا اور ایک تھال میں ڈال کر احمد کے سامنے رکھ دیا۔ احمد خاموشی سے کھانے لگا تھا۔

ہرنی کی طرح قلانچیں بھرتی ہوئی عمونہ خیمے میں داخل ہوئی۔ وہ خوش تھی مہکتے گلاب کی لچکیلی شاخ کی طرح وہ کچھ اس طرح تبسم بہ لب تھی جیسے ——— جیسے ہواؤں میں پھڑپھڑاتی حسن کی رنگین قبا۔ جیسے صحرا کے اندر کسی آباد نخلستان کا پُررونق قہقہہ۔ وہ کیمپ سے اپنا، عزلان اور احمد کا کھانا لائی تھی جسے اس نے خیمے کے ایک کونے میں رکھ دیا اور وہ عزلان کے سامنے کھڑی مسکرائے جا رہی تھی جیسے وہ اپنی خوشیوں اور مسرتوں پہ قابو نہ رکھ سکی ہو۔ کسی اَن جانی خوشی میں وہ کسی پتنگ اور تتلی کی طرح رقصاں، دھنک کی طرح رنگین اور کسی چنبیلی کے مہکتے کنج کی طرح وہ خود بھی مہک اُٹھی تھی۔ پھر وہ بھاگ کر آگے بڑھی اور بے خودی میں عزلان سے لپٹتے ہوئے اُس نے کہا۔

وہ آ رہے ہیں ماں! وہ آ رہے ہیں۔ عزلان نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے نحیف آواز میں پوچھا۔ کون آ رہے ہیں بیٹی! اپنے ہونٹوں کے دہکتے گلابوں کو حرکت دیتے ہوئے عمونہ نے کہا۔ ولید آ رہے ہیں ماں! عزلان نے تڑپ کر کہا کہاں ہے ولید؟ ——— وہ جزیرہ ساردینیا سے لوٹ آئے ہیں، وہ کامیاب رہے ہیں اور اپنی ساری لڑکیوں کو چھڑا لائے ہیں۔ اُنہوں نے آتے ہی بارسلونہ کے باہر فرانسیسی لشکر کو شکست دی ہے۔ وہ لشکر ان کے آگے آگے جنوب کی طرف بھاگ کر اس لشکر میں جا ملا۔ جس

کی وجہ سے ہم اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے۔ انہوں نے طلیطلہ کے یحییٰ المامون کے ساتھ مل کر فرانسیسیوں کے اس متحدہ لشکر کو بھی شکست دی اور اب لوگ کہہ رہے ہیں کہ ولید اور المامون ان دونوں لشکروں کو اپنے آگے آگے بھگاتے اور مارتے کاٹتے طلیطلہ کی طرف ہی لا رہے ہیں۔

عزلان کے بیمار، خشک اور مُردہ سے ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی اور اس نے بڑے شوق سے عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے بیٹی! تجھے کس نے یہ باتیں کہیں۔ عمونہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ بتانا کس نے ہے ماں! باہر کیمپ میں تو شور مچا ہُوا ہے۔ لوگ ولید کے استقبال کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ طلیطلہ کا کوئی مخبر یہ خبر لایا ہے۔ سنا ہے طلیطلہ شہر کو فتح کی اس خوشی میں اور ولید کے استقبال کے لیے دُلہن کی طرح سجایا جا رہا ہے۔ عزلان نے عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ اہلِ طلیطلہ کو کیا خبر کہ ولید کی ہونے والی دُلہن تو کیمپ کے ایک خیمے میں بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی ہے۔ عمونہ بُری طرح شرما گئی اور پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔ آؤ ماں! پہلے کھانا کھا لیں۔ عزلان نے بیزاری سے کہا۔ میرا جی نہیں چاہ رہا بیٹی! لگتا ہے آج میری بیماری اور تیز ہو گئی ہے۔ تم اور احمد کھا لو۔

عمونہ نے روٹھنے کے انداز میں کہا۔ روزمرہ کی طرح ایک لقمہ تو کھا لو ماں! عمونہ کا دل رکھنے کی خاطر عزلان نے کہہ دیا۔ اچھا لے آؤ۔ عمونہ نے عزلان کے سامنے کھانا رکھ دیا۔ عزلان نے چونک کر عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمونہ! عمونہ! باہر دف بج رہی ہے اور کوئی اعلان ہو رہا ہے۔ سنو! ولید پہنچ تو نہیں گیا۔ تینوں خاموش ہو کر سننے کی کوشش کرنے لگے۔ کیمپ میں زور زور سے دف پیٹی جا رہی تھی اور کوئی اعلان کر رہا تھا۔ ہسپانیہ کے مسلمانو! ہتھیار اٹھاؤ کہ تمہاری بقا اسی میں ہے۔ اٹھو اور آزادی کے مجاہدوں کی صفوں میں شامل ہو جاؤ۔ ان تینوں کے چہروں پر خوشی کے آثار بکھر گئے تھے اور پھر وہ کھانا کھانے لگے تھے۔

اس رات کیمپ کے اندر ہزاروں مشعلیں روشن کر کے فتح کی خوشی کا اظہار کیا

گیا تھا۔ جگہ جگہ جشنِ کامرانی کی صدائیں اور مسرت و شادمانی کے نغمے سنائی دیتے رہے۔ عمونہ بچاری اپنے خیمے میں آدھی رات تک جاگ کر ولید کا انتظار کرتی رہی۔ جب وہ نہ آیا اور وہ سونے کی تیاری کرنے لگی تو عزلات کی حالت زیادہ بگڑ گئی۔ عمونہ بچاری آرام کرنا اور سونا بھول گئی اور عزلان کو سنبھالنے لگی۔ عزلان کی حالت سے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ صبح تک بھی زندہ نہ رہ سکے گی۔

عمونہ بچاری اسے سنبھالتی رہی اور لپٹ لپٹ کر اس سے روتی بھی رہی۔

اب وہ بچاری عزلان ہی کو اپنی ماں جو سمجھتی تھی۔ جب صبح ہوئی اور کیمپ کے لوگ جاگ گئے تو عمونہ عزلان کے لیے طبیب کو بلانے اپنے خیمے سے باہر بھاگ گئی۔ اس کی غیر موجودگی میں احمد، عزلان کی نگہداشت کرنے لگا تھا۔

کیمپ میں اس وقت لوگوں میں کھانا تقسیم ہو رہا تھا۔ عمونہ کھانا وانا بھول گئی اور وہ روتی اور سسکیاں لیتی ہوئی ان خیموں کی طرف بھاگ رہی تھی جو کیمپ کے شفاخانے کے طور پر استعمال ہوتے تھے اور جس میں کیمپ کے دونوں طبیب بھی رہتے تھے۔ عمونہ ایک خیمے میں داخل ہوئی۔ اندر دونوں طبیب ایک چٹائی پر بیٹھے دوائیوں کی گولیاں بنا رہے تھے۔ عمونہ ان کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی اور گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ خدا کے لیے میرے ساتھ چلیے میری ماں سخت بیمار ہے۔ وہ اس وقت زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔ میں آپ کا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گی۔ میں آپ کو اس کا معاوضہ بھی دوں گی۔

ایک طبیب کھڑا ہو گیا اور بڑی شفقت سے کہا۔ اے بیٹی! تو اس قدر منت و زاری سے کیوں کہہ رہی۔ میں ابھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور تم سے کوئی معاوضہ نہ لوں گا۔ یہ ہمارا فرض ہے بیٹی! طبیب خیمے سے نکل کر عمونہ کے ساتھ ہو لیا۔

تھوڑی دور آگے جا کر عمونہ ایک دم ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کے قریب ہی دائیں ہاتھ اس کے ولید کا گھوڑا کھڑا تھا اور ایک بوڑھا اس کی نعل بندی کر رہا تھا۔ عمونہ اس طرف بڑھ گئی۔ طبیب بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ قریب جا کر اس نے دیکھا

وہ گھوڑا واقعی ولید کا تھا لیکن وہ خود وہاں نہ تھا۔ کیمپ کے کئی جوان گھوڑے کے گرد جمع تھے اور نعل بندی والا گھوڑے کو چاندی کے نعل لگا رہا تھا۔ عمونہ نے یہ بھی دیکھا کہ گھوڑے کے ماتھے پر مہندی لگی ہوئی تھی۔ پاؤں میں جھانجریں اور کاٹھی پر تاروں والی جھلمل کرتی مخمل تھی۔ جب گھوڑے کے نعل لگ گئے اور چند جوانوں نے گھوڑے کو ایک طرف لے جانا چاہا تو گھوڑا اڑ گیا۔ انہوں نے بتیرا پچکارا، تھپکی دی پر گھوڑا سیخ پا ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے کان بالکل پیچھے کی طرف سیدھے اور منہ آگے کی طرف مستقیم کر کے کاٹنے کا انداز بنا لیا تھا اور دولتیاں جھاڑنے کے لیے وہ اپنی دونوں پچھلی ٹانگوں کو بار بار تھوڑا تھوڑا اوپر اٹھانے لگا تھا۔

عمونہ فوراً آگے بڑھی اور گھوڑے کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ گھوڑا فوراً پرسکون ہو گیا۔ اور عمونہ کے ہاتھوں پر اپنے ہونٹ رگڑنے لگا تھا۔ ایک جوان نے پوچھا۔ اے خاتون کیا آپ؟ ——— عمونہ نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ یہ گھوڑا مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ کیا آپ بتا سکیں گے اس کا مالک کہاں ہیں۔ وہ جوان پھر بولا۔ کیا آپ جانتی ہیں یہ گھوڑا ——— عمونہ پھر بیچ میں بول پڑی امیر ولید بن ہشام کا ہے۔ آپ لوگ یہ بتائیے وہ اس وقت کہاں ہیں مجھے ان سے ایک ضروری کام ہے۔ اس جوان نے کہا۔ امیر ولید اس وقت طلیطلہ کے حکمران یحییٰ کے ساتھ کیمپ میں ہیں۔ وہ رات کے پچھلے حصے میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچے تھے۔ ان کا لشکر تو کیمپ کے دائیں طرف پڑاؤ کر چکا ہے۔ جب کہ امیر اس وقت کیمپ میں کسی کو تلاش کر رہے ہیں۔ ہم عقیدت کے اظہار میں ان کا گھوڑا سجا رہے تھے۔

عمونہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ بائیں جانب سے اسے ولید اور یحییٰ المامون آتے دکھائی دیئے۔ عمونہ نے اس کی طرف بھاگتے ہوئے کہا۔ خدا کے لیے جلدی کیجئے۔ ماں سخت بیمار ہے۔ میں طبیب کو لینے آئی ہوں۔ آپ ماں سے چل کر ملیئے۔ وہ ہر روز آپ کو یاد کرتی رہی ہیں۔ ولید نے منہ سے کچھ بھی نہ کہا۔ وہ عمونہ کے ساتھ خیمے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ طلیطلہ کا حکمران یحییٰ اور طبیب بھی ان دونوں کے

پیچھے بھاگ رہے تھے۔ ولید عمونہ کے ساتھ خیمے میں داخل ہُوا۔ اندر احمد گردن جھکائے اُداس بیٹھا ہُوا تھا۔ ولید نے اُسے پکارتے ہوئے کہا۔ احمد! احمد! تم کب یہاں آئے۔ ولید کو دیکھ کر احمد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے فوراً اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ آقا! مَیں کل کا یہاں آیا ہُوا ہوں۔ مجھے امیر عمرو بن نے ان کی خیریت اور خبر گیری کے لیے اِدھر روانہ کیا تھا۔ ولید عزلان کے سامنے بیٹھ گیا۔

عزلان نے آنکھیں مُوند رکھی تھیں اور وہ بڑے کرب کی حالت میں تھی۔ عمونہ نے عزلان کو پکارتے ہوئے کہا۔ ماں! ماں! آنکھیں کھولو اور دیکھو کون آیا ہے۔ اسی وقت یحییٰ المامون اور طبیب بھی خیمے میں داخل ہوئے اور احمد کے قریب کھڑے ہو گئے۔ عزلان نے آنکھیں کھولیں اور ولید کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر ہلکا سا تبسّم نمودار ہُوا تھا۔ پھر وہ غمگین ہو گئی تھی شاید ولید کی حالت دیکھ کر۔ ولید کی خون آلود قمیض پھٹی ہوئی تھی اور سر کا عمامہ بھی خون آلود تھا۔ عزلان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے پھر اس نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے اور ولید کو اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ ولید بھی ایک بچّے، بالکل ننھے بچّے کی طرح اپنی ماں سے لپٹ کر سِسک پڑا تھا۔ ان کے پاس بیٹھی ہوئی عمونہ بھی رو دی تھی جب کہ احمد، یحییٰ المامون اور طبیب کی گردنیں جُھکی ہوئی تھیں۔

ولید نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔ ماں! طبیب آیا ہے۔ اسے موقع دیں کہ وہ آپ کو دیکھے۔ عزلان نے ولید کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ نہیں بیٹے! مجھے اب طبیب کی نہیں دُعا کی ضرورت ہے۔ مَیں ہر روز تیرا انتظار کرتی تھی۔ پر تُو نے بہت دیر کر دی بیٹے! تمہارے باپ کے بعد میرے ذمے ایک کام تھا۔ شاید اسے سرانجام دینے کو قدرت نے مجھے مہلت دے رکھی تھی۔ بیٹے! تم عمونہ سے شادی کر لو۔ مرتے وقت مجھے یہ سکون تو ہوگا کہ میرے بچے کا گھر آباد ہے۔ قبل اس کے ولید کچھ کہتا عزلان نے یحییٰ المامون اور طبیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کوئی ہے جو میری آخری سانس کے وداع سے قبل ان دونوں کا نکاح پڑھا دے۔

طبیب آگے بڑھتا ہُوا بولا۔ اے محترم خاتون! یہ سعادت مَیں حاصل کروں گا۔ عزلان نے اشارے سے طبیب کو آگے بلایا۔ طبیب ولید اور عمونہ کے درمیان بیٹھ گیا اور دونوں کا نکاح پڑھا دیا۔ طبیب جب اُٹھ کر پھر اپنی جگہ جا کھڑا ہُوا، تو عزلان نے پوچھا۔ اے میرے بیٹے! حمورا کہاں ہے۔ ولید نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اے میری ماں! حمورا اور دوسری تمام لڑکیوں کو مَیں نے قزاقوں کے چُنگل سے نکال لیا تھا لیکن ہائے افسوس قزاقوں کے ساتھ جنگ کے دوران میری بہن اور ماموں مارے گئے۔ مرنے سے قبل ماموں نے مجھے تمہارے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا۔

عزلان نے غمگین آواز میں کہا۔ آہ حمورا! تُو کیسی بدقسمت بیٹی تھی۔ کاش مَیں تجھے دیکھ سکتی۔ عزلان نے آنکھیں مُوند لیں اور آنسو تیز دھاروں کی صورت میں اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔ ولید نے اس سے لپٹتے ہوئے پکارا۔ ماں! ماں! عزلان نے آنکھیں کھولیں اور ولید کو لپٹاتے ہوئے کہا۔ ایک بار پھر ماں کہہ کر پکارو بیٹا! کہ مَیں ساری زندگی تمہارے منہ سے یہ لفظ سننے کو ترستی رہی مجھے ماں پکارو بیٹا! کہ مَیں وہ بدنصیب ہوں جو اپنے اکلوتے بیٹے کو اپنے سامنے پروان چڑھتے ہوئے نہ دیکھ سکی۔ ولید ماں! ماں! پکارتا ہُوا عزلان سے لپٹ گیا۔ ایک دم عزلان کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ ولید نے چونک کر اس کی نبض دیکھی۔ عزلان اپنی آخری سانس کو الوداع کہہ چکی تھی۔ ولید نے عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمونہ! عمونہ! ماں مر چکی ہے۔

عمونہ بیچاری عزلان سے لپٹ کر دھاڑیں مارتی ہوئی رونے لگی تھی۔ ولید بھی ماں سے لپٹ کر سِسک پڑا تھا۔ یحییٰ المامون، طبیب اور احمد کی گردنیں جُھکی ہوئی تھیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ باہر کیمپ میں لوگ ولید کی فتح اور کامرانی کا جشن منا رہے تھے جب کہ خیمے کے اندر ایک طوفان برپا تھا۔ عمونہ رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی اور ولید دھیرے دھیرے سِسک رہا تھا۔

سہ پہر کے قریب عزلان کو طلیطلہ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا تھا۔ ولید نے

اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ کچھ دیر وہ طلیطلہ شہر میں یحییٰ المامون کے ساتھ اپنے اگلے لائحہ عمل کے متعلق گفتگو کرتا رہا۔ اس دوران احمد اس کے ساتھ رہا۔ شام سے ذرا قبل وہ کیمپ میں آیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور احمد اس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ عمونہ کے خیمے کے پاس آ کر ولید نے گھوڑے کو روکا اور نیچے اُترا۔ احمد بھی اترا اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ولید خیمے میں داخل ہوا۔ اندر عمونہ بچاری غزلان کے بستر میں سر جھکائے اداس بیٹھی تھی۔ ولید کے قدموں کی آہٹ پا کر اس نے ایک بار اس کی طرف دیکھا۔ پھر اپنی نگاہیں جھکا لیں۔ ولید اس کے سامنے جا کھڑا ہوا اور اسے پکارا۔ عمونہ! میں جا رہا ہوں۔ عمونہ وحشت میں اُٹھ کھڑی ہوئی۔ بعد و قرب کے سارے مرحلے اس نے پل بھر میں طے کر لیے اور ولید کے سینے پر سر رکھ کر وہ سسک پڑی تھی۔

ولید عمونہ کو تسلّی دیتا رہا۔ عمونہ سنبھلی اور علیحدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ ولید نے پہلے غور سے عمونہ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے بڑی نرمی سے کہا۔ عمونہ! میں نے طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون سے طویل گفتگو کی ہے۔ اس کیمپ کے لوگوں کو ایک ایک ماہ کے اخراجات کے لیے رقم مہیا کی جائے گی اور انہیں واپس اپنی اپنی بستیوں کی طرف جانے کی اجازت دے دی جائے گی اس لیے کہ جن بستیوں کی طرف سے یہ لوگ ہجرت کر کے آئے ہیں وہ سب ہم نے فرانسیسیوں سے خالی کرا لی ہیں۔ تم بھی آج شام بارسلونہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ احمد تمہارے ساتھ ہو گا۔ وہ بڑا مہربان اور مشفق بزرگ ہے۔ وہ راستے میں تمہاری ہر آسائش کا خیال رکھے گا۔ بارسلونہ میں تم مسلم بن تمام کے ہاں قیام کرنا اور جب تمہیں یہ خبر ہو کہ جیولوس اور لوتھر نے حرہ اور سویدا کا محاصرہ ختم کر دیا ہے تو احمد کو ساتھ لے کر حرہ کی طرف روانہ ہو جانا۔ میں نے آج ہی ایک آدمی عمروس کی طرف روانہ کیا ہے۔ میں نے اسے ماں کے مرنے اور تم سے شادی کے سارے واقعات کہلا بھیجے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک خط میں نے ناتن کی طرف بھی بھیجا ہے اور اس سے کہا ہے کہ میرے حرہ میں آنے سے قبل سارہ کی شادی عمروس سے کر دو۔ مجھے اُمید ہے

کہ جب تم بارسلونہ سے نکل کر حرہ میں اپنی حویلی کے اندر داخل ہو گی تو وہاں سارہ عمروس کی بیوی کی حیثیت میں تمہارا استقبال کرے گی۔ عمونہ نے اُداس لہجے اور بکھری بکھری پریشان آواز میں پوچھا۔ آپ اب کہاں جائیں گے۔ کیا آپ جیولوس ماریا اور لوتھر کا محاصرہ توڑنے کی خاطر حرہ کی طرف کوچ نہ کریں گے۔

ولید نے ہلکی سی مسکراہٹ میں کہا۔ عمونہ! میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں۔ میں بہت جلد حرہ میں آ کر تم سے ملوں گا۔ سردست میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے زرغوزہ کی طرف کوچ کروں گا۔ کیونکہ وہاں مسلمان کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں وہاں کسی کی جان اور عزّت محفوظ نہیں ہے اس لیے کہ شہر پر فرانسیسیوں کا قبضہ ہے اور وہ اس شہر کو اپنے رسد و کمک کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وقت ضائع کیے بغیر فوراً زرغوزہ پر قبضہ کر لوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوتھر کو جب یہ اطلاع ملے گی کہ میں نے بارسلونہ سے لے کر طلیطلہ کے علاوہ سمندر کی پٹی کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے اس کے لشکر کو ختم کر دیا ہے تو وہ جیولوس ماریا کو حرہ کے محاصرے پر چھوڑ زرغوزہ میں آجائے گا اور یوں اس شہر میں فرانسیسیوں کی قوت زیادہ ہو جائے گی اور ہمارے لیے کئی مسائل اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لیے میں ابھی یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔ میں شب کے پچھلے حصّے میں وہاں کے لوگوں سے رابطہ قائم کر کے شہر پر اپنا قبضہ مکمّل کر لینا چاہتا ہوں۔ عمونہ! عمونہ! میں جانتا ہوں، میری علیحدگی اور روانگی تمہیں شاق گزرے گی۔ لیکن آزادی اور امن کی خاطر اس سے زیادہ اور بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ مجھے اُمید ہے تم میرے ساتھ تعاون کرو گی۔ میں آج صبح ہی اپنے چند جوانوں کو زرغوزہ کی طرف روانہ کر چکا ہوں۔ وہ میری آمد تک شہر پر نگاہ رکھیں گے۔

عمونہ اپنے اپنے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ میرے آقا! آپ مطمئن رہیے میں کبھی بھی کسی موقع پر آپ کے راستے کا پتھر ثابت نہ ہوں گی۔ مسلم قوم کی سربلندی کے لیے میں اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا حوصلہ رکھتی ہوں۔ مجھے آپ جیسے شوہر پر فخر ہے۔ واللہ! میرے لیے یہ ایک بہت بڑی سعادت

ہے کہ میں آپ جیسے جرنیل کی بیوی ہوں ۔ عمونہ پیچھے ہٹی ۔ عزلان کے بستر کے اندر سے اس نے چھوٹی سی ایک گٹھڑی نکالی اور ولید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔ یہ میری ماں کے زیورات ہیں ۔ یہ اس وقت سے میرے پاس ہے جب میرا باپ مجھے کلیسا طرش میں چھوڑ کر چلا گیا تھا ۔ آپ انہیں سنبھال کر رکھ لیں ۔

ولید نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ گھر کی مالک تم ہو اور زیورات مجھے سنبھالنے کو یوں کہہ رہی ہو جیسے میں نے یہ پہننے ہیں ۔ ولید کی باتوں پر عمونہ کھلکھلا کر ہنس دی ۔ ولید نے خیمے سے باہر کھڑے احمد کو آواز دیتے ہوئے کہا ۔

احمد ! احمد ! میرے گھوڑے کی خرجین لے کر اندر آؤ ۔ احمد جب گھوڑے کی چرمی خرجین لے کر خیمے میں آیا تو ولید نے اس میں سے نقدی ایک تھیلی نکال کر عمونہ کو تھماتے ہوئے کہا ۔ یہ سنبھالو ۔ یہ وہ نقدی ہے جو مالِ غنیمت سے میرے حصے میں آئی ہے ۔ ولید نے ایک اور نقدی کی چھوٹی سی تھیلی نکال کر احمد کو تھماتے ہوئے کہا ۔ یہ اپنے پاس رکھ لو احمد ! یہ راستے میں یہاں سے بارسلونا اور وہاں سے حرہ کی طرف سفر کے دوران تمہارے کام آئے گی ۔

احمد نے ہچکچاہٹ میں کچھ کہنا چاہا ۔ لیکن ولید نے تھیلی اسے زبردستی تھما دی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ۔ احمد ! احمد ! تم آج شام ہی قافلے کے ساتھ یہاں سے روانہ ہو جانا ۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ ابھی یہاں سے کوچ کر جاؤں گا ۔ راستے میں عمونہ کا خیال رکھنا اسے اگر ذرا سی بھی تکلیف ہوئی تو یہ رونا شروع کر دے گی ۔ عمونہ ولید کی باتوں پر ہنس رہی تھی ۔

احمد نے بڑے خلوص سے کہا ۔ آقا ! آپ عمونہ بیٹی کی طرف سے مطمئن ہو کر اپنی مہم کی طرف روانہ ہوں ۔ میں انشاءاللہ یہاں سے حرہ تک کے سفر کے دوران اپنی بیٹی کو کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنے دوں گا ۔ ولید نے پہلے احمد سے مصافحہ کیا ۔ پھر عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ میں تم دونوں کو خدا حافظ کہتا ہوں ۔ میرا لشکر تیار کھڑا ہے ۔ تینوں خیمے سے باہر آئے ۔ عمونہ کا دل اندر سے رو رہا تھا ۔ اسے عزلان

ے مرنے کا غم تھا ۔ اسے ولید کی روانگی کا ہول اٹھ رہا تھا لیکن صرف ولید کو خوش رکھنے ی خاطر اس نے اپنے دہکتے گلاب جیسے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیری تھی ۔ شاید وہ اپنے شوہر کی روانگی پہ اپنی مسکراہٹ میں اس کے لیے آسودگی اور اطمینان مہیا کرنا چاہتی تھی ولید اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ایک الوداعی نگاہ اس نے عمونہ اور احمد پر ڈالی ۔ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اسے بھگاتا ہوا وہ کیمپ کے خیموں کے اندر اوجھل ہو گیا تھا ۔ احمد اپنے اور عمونہ کے گھوڑوں پر زینیں ڈال کر کوچ کی تیاری کرنے لگا تھا جب کہ عمونہ سر جھکائے اپنے آنسو پونچھتی ہوئی خیمے کے اندر چلی گئی تھی ۔

○

اگلے روز فجر کی نماز سے تھوڑی دیر قبل ولید اپنے لشکر کے ساتھ زرغوزہ شہر سے رف چار فرلانگ کے فاصلے پر پہنچ چکا تھا ۔ اس نے لشکر کو شہر کے جنوب میں انہی نوکیلی ور سیاہ چٹانوں کے اندر رکنے کا حکم دیا ۔ جہاں پہلے بھی اس نے اس وقت قیام کیا تھا جب وہ پہلی بار زرغوزہ پر قابض ہوا تھا ۔ جب سورج طلوع ہوا اور سرما کی میٹھی دھوپ چاروں طرف پھیل گئی تو ولید ان سیاہ چٹانوں کے اندر سے نکلا ۔ وہ لنگڑا کر چل رہا تھا اور ایک سبزی فروش کے بھیس میں تھا اس نے ایک سیاہ رنگ کے گدھے کی باگ پکڑ رکھی تھی جس پر سبزی لدی ہوئی تھی ۔

ولید لنگڑا لنگڑا کر اور ایک ٹانگ کو گھسیٹ گھسیٹ کر چلتا ہوا شہر کی رف بڑھا ۔ اس کی غیر موجودگی میں لشکر کی کمانداری ناطور بن بدر کر رہا تھا ۔ شہر کے بی دروازے سے ولید اندر داخل ہوا ۔ دروازے پر فرانسیسی محافظوں کا سخت پہرہ تھا ۔ تاہم اس پر نہ کسی نے شک کیا اور نہ ہی اس سے کوئی تعرض کیا ۔ منچلے ے سبزی فروشوں کی طرح آوازیں لگاتا ہوا ولید شہر کے اندر آگے بڑھتا رہا ۔ تین چار جگہوں پر کچھ لوگوں نے اسے آوازیں دیکر روکا ۔ شاید وہ سبزی خریدنا چاہتے تھے لیکن ولید رکے بغیر آگے بڑھتا رہا ۔ دراصل وہ نہیں چاہتا تھا کہ کہیں رکے اور کوئی اسے پہچان اس کی آمد کا ہنگامہ کھڑا کر کے فرانسیسیوں کو چوکس کر دے وہ آگے بڑھتا رہا ۔ یہاں

تک کہ وہ زرغوزہ کے سابق والی مالک بن نمیرہ کی حویلی سے باہر رُکا۔ اپنا گدھا اس نے روکا اور حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ جب دروازہ کھُلا تو مالک بن نمیرہ کا چھوٹا بھائی حارث بن نمیرہ سامنے کھڑا تھا۔

ولید نے اپنے منہ سے نقاب ہٹا کر چہرہ اُوپر اُٹھایا تو حارث نے بدحواس لہجے میں کہا۔ یا امیر! آپ اس حالت میں اور یہاں۔ ولید نے اسے سرگوشی میں تنبیہ کی۔ آہستہ بولو حارث! اور میری بات غور سے سنو۔ میں ایک سبزی فروش کے بھیس میں تم سے ملنے آیا ہوں۔ میرا لشکر جنوب کی سیاہ چٹانوں کے اندر پڑاؤ کیے ہوئے ہے یہاں سے جانے کے تھوڑی دیر بعد میں شہر پر حملہ آور ہوں گا۔ اس دوران تم فوراً شہر کے سرکردہ لوگوں سے ملو اور انہیں کہو آزادی کے لیے اپنے ہتھیار اُٹھالیں۔

تم کچھ جوانوں کو ساتھ ملا کر شہر کے جنوبی دروازے کے فرانسیسی محافظوں پر حملہ کر کے انہیں تہ تیغ کر دینا اور شہر کا دروازہ کھول دینا۔ اس وقت تک میں وہاں منتظر کھڑا رہوں گا۔ ایک بار میں اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا تو پھر یہاں مقیم فرانسیسی لشکر سے نمٹنا کوئی اتنا مشکل نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ تم محلے محلے اور گھر گھر یہ پیغام پہنچا دو کہ کیا مرد اور کیا عورتیں فرانسیسیوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور جب فرانسیسی میرے ساتھ جنگ کر رہے ہوں تو وہ ان کی پشت پر حملہ کر دیں۔

یاد رکھو حارث! قدرت بار بار کسی قوم کو اسے اس کی غلطیوں کا ازالہ کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کا موقع فراہم نہیں کرتی۔ اندلس کے اندر پہلے ہی جبل البرانس سے الخضرا تک اور طرطوشہ سے لے کر دریائے تاجہ کے ڈیلٹا تک مسلم قوم کئی بار اپنی اجتماعی غلطیوں کا اعادہ کر چکی ہے اور میری قوم ابھی تک ان کوتاہیوں کا کفارہ ادا نہیں کر سکی ہمارے جنوب میں گو ایک نہیں کئی مسلمان حکمران ہیں لیکن وہ سب غفلت کی ایسی گہری نیند میں کھو چکے ہیں کہ انہیں مسلم قوم کے اتحاد اور استواری سے کوئی دلچسپی اور لگاؤ نہیں ہے۔

حارث نے بڑی سعادت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ یا امیر! آپ مطمئن ...بہت جلد آپ شہر کے اندر ایک انقلاب رونما ہوتا دیکھیں گے۔ ہم آپ کی ...ائی میں فرانسیسیوں کے ساتھ آزادی کی ایک نئی صبح اور وقت کے نئے اور سنہری ...کی ابتدا کریں گے۔ ولید نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ حارث تمہارے جذبات قابل ...ہیں۔ انشاء اللہ آج کا دن زرغوزہ میں فرانسیسیوں کا آخری دن ہوگا۔ تم میرے ...ے پر لدی ہوئی سبزی اُتار کر اندر لے جاؤ تاکہ شہر پناہ کے دروازے پر کھڑے فرانسیسی ...جھیں کہ میں سبزی بیچ کر واپس جا رہا ہوں۔ حارث نے سبزی اُتار کر گدھا خالی ...یا اور ولید اسے ہانکتا ہوا واپس جا رہا تھا۔

ولید کے شہر سے نکل جانے کے بعد حارث بن نمیرہ فوراً حرکت میں آیا تھا۔ ...نے فوراً شہر کے سرکردہ لوگوں سے رابطہ قائم کیا اور انہیں نئی صورتِ حال سے ...کر دیا۔ فوراً شہر کے ایک سو جنگجو مسلمان جوانوں کا دستہ تشکیل دے دیا گیا جنہیں ...ہدایات کے مطابق شہر کے جنوبی دروازے پر متعین فرانسیسی سپاہیوں پر حملہ ...نا۔ زرغوزہ شہر میں اندر ہی اندر ایک انقلاب ایک طوفان اور ایک محشر اُٹھ کھڑا ہوا ...ہر محلے کے سرکردہ آدمی نے اپنے جاننے والوں کے ذریعے شہر کے بچّے بچّے تک یہ ...پہنچا دیا تھا کہ فرانسیسیوں سے شہر خالی کرانے کا وقت آگیا ہے۔ شہر کے اردگرد ...پر فرانسیسی چوکنے ہو کر اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ جب کہ شہر کے اندر ...ان کا خون بہانے کی تیاریاں مکمل کر چکے تھے۔ شہر کے جنوبی دروازے پر قبضہ کرنے ...ان سو جوانوں کو دروازے کے قریب ہی چند مکانوں کے اندر جمع کر دیا گیا تھا ...رث بن نمیرہ ان کے ساتھ تھا اور ان کی کمانداری کر رہا تھا۔ کسی کو کچھ علم نہ ...چند لمحوں بعد زرغوزہ شہر میں کیا ہونے والا ہے۔

اچانک شہر والوں نے دیکھا۔ فرانسیسی لشکر میں ہلچل مچ گئی تھی اور وہ فصیل ...برج سے دوسرے بُرج میں بھاگ دوڑ کرنے لگے تھے۔ شاید انہوں نے دُور سے ...حملہ آور ہوتے دیکھ لیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد فصیل سے باہر اللہ اکبر کی تکبیریں

بلند ہونے لگیں جس کا مطلب تھا ولید نے شہر پر حملہ کر دیا ہے۔ فرانسیسیوں نے اندھا دھند تیر اندازی شروع کر دی تھی لیکن ولید اپنا لشکر لے کر ڈھالوں کی اوٹ میں جنوبی دروازے کی طرف بڑھتا رہا۔ شہر سے باہر ولید کے لشکر کی تکبیروں کے جواب میں شہر کے لوگ بھی اللہ اکبر پکارتے ہوئے مسلح ہو کر اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ فرانسیسی سمجھ گئے تھے کہ انہیں دوطرفہ جنگ کرنا ہوگی۔ لہٰذا انہوں نے اپنے لشکر کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصّہ شہر کے لوگوں کے ساتھ نمٹنے کے لیے فصیل سے نیچے اُترنے لگا اور دوسرا حصّہ ولید کے لشکر پر تیر اندازی جاری رکھے ہوئے تھا

اچانک حارث بن نمیرہ اپنے ایک سو جنگجو جوانوں کے ساتھ نمودار ہوا اور

وہ سب اللہ اکبر پکارتے ہوئے نکلے شہر کے جنوبی دروازے سے باہر ولید نے بھی اللہ اکبر کی صدائیں بلند کیں جس کا مطلب تھا کہ میں دروازے سے باہر تمہارا منتظر کھڑا ہوں فرانسیسی ابھی پوری صورتِ حال کو سمجھ بھی نہ پائے تھے کہ حارث بن نمیرہ اپنے جانبازوں کے ساتھ دروازے کے فرانسیسی محافظوں پر ٹوٹ پڑا۔ آن کی آن میں اس نے پہریداروں کو تہ تیغ کر کے دروازہ کھول دیا اور ولید سیلاب کے ایک ریلے کی صورت میں فرانسیسیوں سے نمٹنے کے لیے شہر میں داخل ہو گیا تھا۔ وہ فرانسیسی جو فصیل سے اُتر کر شہر کے عوام سے نمٹنے والے تھے اب ولید کے لشکر کی زد میں آ گئے تھے۔ ولید نے کچھ اس طرح فرانسیسیوں کو گھیر کر ان کا قتلِ عام شروع کیا تھا کہ وہ بُری طرح شور اور واویلا کرنے لگے تھے۔ شہر کی فصیل اور برجوں پر متعین فرانسیسی لشکر نے اب اپنی جگہوں کو چھوڑ کر اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے نیچے اُترنا شروع کر دیا تھا۔ شہر کے کھلے میدانوں کے علاوہ اب گلی کوچوں کے اندر بھی جنگ پھیل گئی تھی۔ شہر کی عورتیں تک بھی مسلح ہو کر نکل پڑی تھیں اور فرانسیسیوں پر ٹوٹ پڑی تھیں۔

شہر میں شور و شر کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ فرانسیسی اپنے قدم جمانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے لیکن اُنہیں ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑ رہا تھا ولید اب لمحہ بہ لمحہ اپنا دائرہ عمل پھیلاتا جا رہا تھا اور فصیل سے اُترنے والے فرانسیسیوں

کو بھی اس نے بُری طرح اپنی زد میں لے لیا تھا۔

گو فرانسیسیوں کا اصل زور ولید نے جنگ کی ابتدا میں ہی توڑ دیا تھا۔ لیکن فرانسیسی دوپہر تک مدافعت کرتے رہے اس وقت تک ان کی تعداد کم ہوتے ہوتے نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی اور ولید نے آخری اور جاندار حملہ کر کے بچے کھچے دشمنوں کا صفایا بھی کر دیا تھا۔ سب سے پہلے شہر کو دشمن کی لاشوں سے صاف کیا گیا۔ اس کے بعد ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں ظہر کی نماز ادا کی۔ بعد میں اس نے حارث بن نمیرہ کو شہر کا والی مقرر کر کے اسے تنبیہہ کی کہ وہ شہر کی حفاظت کے لیے شہر کے جوانوں کو جنگی تربیت دے کر ایک لشکر تیار کرے جو کسی ناگہانی صورت میں دُشمن کے سامنے ڈٹ کر زرغوزہ کا دفاع کر سکے۔ شام کا کھانا ولید نے شہر کے اندر ہی کھایا تھا اور جب تاریکی پھیل گئی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے نکل گیا۔ کسی کو کچھ خبر نہ تھی وہ کس طرف گیا ہے یا آئندہ اس کی منزل کون سی ہے۔

○

جیولوس ماریا اور فرانسیسی جرنیل لوتھر بڑی سرگرمی اور سختی کے ساتھ حرہ اور سویدا کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ جب کہ ولید کی ہدایت کے مطابق عمروس محصور ہو کر اپنے دونوں شہروں کی حفاظت کر رہا تھا۔ عمروس کو اب یقین ہو چکا تھا کہ عنقریب ولید اس کی مدد کو آئے گا اور ایسی صورت میں دُشمن زیادہ دیر تک اس کا محاصرہ جاری نہ رکھ سکے گا۔ ایک روز جب کہ جیولوس ماریا اور لوتھر کے ساتھ عمروس کی جنگ رکی ہوئی تھی۔ ایک سوار نے ندی کے خفیہ راستے کے ذریعے حرہ کے مشرقی دروازے پر آ کر دستک دی۔ ایک پہریدار نے چھوٹا دروازہ کھولا اور سر باہر نکالتے ہوئے سوار سے پوچھا۔ تم کون ہو؟

سوار نے اپنے گھوڑے سے اُترتے ہوئے کہا۔ میں آقا ولید کی طرف سے امیر عمروس کے نام ایک اہم پیغام لے کر آیا ہوں۔ پہریدار نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے وہ سوار اندر آیا۔ دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہُوا اور اسے ایڑ

لگا دی۔ عمروس اس وقت شہر پناہ کے اُوپر گھوم پھر کر برجوں کے اندر متعین اپنے لشکر
حالت کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس محاصرے میں عمروس زیادہ دباؤ کا شکار تھا کیونکہ اس
قبل ولیہ اور عمروس کی موجودگی میں حرہ کی حفاظت ناطور اور سویدا کا دفاع جابر بن
کے ذمے ہُوا کرتا تھا۔ اب جب کہ ناطور بن بدر ولید کے ساتھ تھا اور جابر غداری
بغاوت کر چکا تھا۔ عمروس کو دونوں کے دفاع کی خاطر بھاگ دوڑ کرنا پڑ رہی تھی جن
کی صورت میں وہ کبھی حرہ اور کبھی سویدا کی فصیل پر ہُوا کرتا تھا اور یہ صورت حال اس
لیے پریشان کن تھی اس لیے بھی کہ وہ شیر دل فرزند محصود ہو کر جنگ کرنے کا عادی نہ

وہ سوار جو ابھی ابھی حرہ شہر میں داخل ہُوا تھا عمروس کو دیکھ چکا تھا لہٰذا
اپنے گھوڑے سے اُتر کر فصیل پر چڑھ گیا تھا۔ جب وہ عمروس کے قریب گیا تو اس
دیکھا عمروس ایک برج میں اپنے سپاہیوں سے گفتگو کر رہا تھا اور بوڑھا ناتن جس
کی بیٹی سارہ سے عمروس کی نسبت طے ہو چکی تھی۔ عمروس کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ سو
آگے بڑھا اور عمروس سے کہا۔ یا امیر! میں آپ کے لیے آقا ولید کا ایک پیغام لے کر
حاضر ہُوا ہوں۔ عمروس فوراً اس کی طرف متوجہ ہُوا اور چونکتے ہوئے اس نے سوار سے پو
میرے آقا نے میرے لیے کیا حکم بھیجا ہے۔ سوار نے پُرمسرت لہجے میں کہا۔ یا امیر! آقا نے
سارڈینیا سے واپسی پر ساحل پر اُترنے کے بعد فوراً بارسلونہ سے فرانسیسیوں کو پاک کر
اور دشمن کے شکست خوردہ لشکر کا تعاقب کرتے ہوئے وہ جنوب کی طرف بڑھے تھے جہاں
ایک اور فرانسیسی لشکر بھی جو طرطوشہ کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا اپنے ہزیمت خوردہ
لشکر سے مل گیا۔ آقا ولید نے ان دونوں فرانسیسی لشکروں کو طرطوشہ کے شمال میں
شکست دی۔ یہاں طلیطلہ کا حکمران یحییٰ المامون بھی ان سے آن ملا اور دونوں فرانسیسی
کا تعاقب کر کے ان کی پوری تعداد کو تہ تیغ کر دیا تھا۔

اگلی شب کے پچھلے حصّے میں آقا طلیطلہ کے باہر مسلمانوں کے اس کیمپ کے
پاس خیمہ زن ہوئے جو پناہ کی خاطر ہمارے علاقوں سے بھاگ کر طلیطلہ کی طرف چلے گئے
تھے۔ اسی کیمپ میں آقا کی ملاقات برسوں سے بچھڑی ہوئی اپنی ماں سے ہوئی اُن

ن کی خواہش پر آقا نے عمونہ سے شادی کر لی لیکن ہائے حیف شادی کے بعد آقا کی
ں مر گئی۔ انہوں نے اپنی ماں کو طلیطلہ کے قبرستان میں دفن کیا اور ایک شب بھی اپنی
ہن کے پاس گزارنے کے بجائے وہ اپنے لشکر کے ساتھ زرغوزہ کی طرف کوچ کر گئے
تھے۔ جس رفتار اور سرگرمی سے وہ زرغوزہ کی طرف بڑھے تھے اُسے مدِنظر رکھتے ہوئے
وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آقا اگر راستے میں کسی رکاوٹ کے سامنے رُک نہیں گئے
اب تک وہ زرغوزہ فتح کر چکے ہوں گے۔

سوار خاموش ہو گیا۔ ولید کی ماں کے مرنے کا سُن کر عمروس کی آنکھوں میں آنسو
آئے تھے۔ اس نے ڈبڈبائی آواز میں پوچھا۔ اس کے علاوہ بھی آقا نے میرے لیے کوئی
نام دیا تھا۔ سوار نے مسکراتے ہوئے کہا۔ آپ کے نام آقا کے دو ایسے اہم پیغامات
جو ابھی تک میں آپ سے کہہ نہیں سکا ہوں۔ عمروس نے اپنی ڈبڈبائی آنکھیں تیزی
جھپکتے ہوئے کہا۔ آقا نے میرے لیے کیا کہا ہے۔ سوار نے ایک بار تجسس آمیز نگاہوں
بوڑھے ناتن کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

"آقا نے کہا تھا آپ اس وقت تک محصور رہیں جب تک ان کی طرف سے آپ
کی اور پیغام نہیں ملتا اس کے علاوہ آقا نے کہا تھا کہ میرے حرہ میں داخل ہونے سے
بل سارہ سے شادی کر لو۔ عمروس نے ایک بار ناتن کی طرف دیکھا پھر اس کی نگاہیں
گئیں۔ سوار نے ناتن سے کہا۔ میرے پاس آپ کے نام آقا کا خط ہے۔ ساتھ
اس نے اپنے لباس کے اندر سے تہ کیا ہُوا کاغذ نکالا اور ناتن کو تھما دیا۔ ناتن نے
کھول کر پڑھا اور پھر عمروس کو تھماتے ہوئے کہا۔

آپ بھی یہ خط پڑھ لیں۔ آقا کی خواہش کے مطابق یہ شادی آج ہی ہو گی اس
لاوہ آپ کو سپاہیوں کا ایک ایسا دستہ بھی بارسلونہ کی طرف روانہ کرنا ہو گا جو وہاں سے
دبا حفاظت یہاں لا سکے۔ ولید کا خط عمروس نے ناتن کو واپس کر دیا۔ پھر وہ دونوں
سے نیچے اُتر گئے تھے۔ سوار بھی نیچے اُترا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ ولید
لکر میں واپس جانے کے لیے روانہ ہو گیا تھا۔ اسی روز عمروس اور سارہ کی شادی بڑی

سادگی اور خاموشی سے انجام پاگئی تھی اور سارہ اپنے باپ کے گھر سے عمروس اور ولید
کی حویلی میں منتقل ہو گئی تھی۔

○

مرسیہ اور مازر کی حویلی کا محافظ پیلاطس تقریباً بھاگتا ہوا حویلی میں داخل ہوا
اور اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں مرسیہ اور مازر تھیں۔ اندر آتے ہی پیلاطس نے
بوکھلاہٹ میں کہا۔ میں ایک انتہائی بُری خبر لایا ہوں۔ مرسیہ اور مازر اس وقت سفید
دنبے کی اون کات رہی تھیں۔ دونوں بدحواس ہو کر کھڑی ہو گئیں اور مرسیہ نے پریشان
آواز میں پوچھا۔ تم کیسی خبر لائے ہو۔ پیلاطس نے وحشت زدہ آواز میں کہا۔ جن دو
جوانوں نے ہماری حویلی میں پناہ لی تھی۔ جنہوں نے ایک بار ہسپانیہ اور اور فرانس کی
سرحد پہ آپ دونوں کی جان اور عصمت بچائی تھی اور جنہوں نے اپنے نام یوسان اور
رصافہ بتائے تھے وہ دونوں اصل میں مسلمان جرنیل تھے ان میں سے جو زخمی ہوا تھا اس
کا نام ولید بن ہشام اور دوسرے کا نام عمروس بن جندل ہے۔ اِن دونوں نے ہی ہمارے
وسطی کلیسا کے راہب کو قتل کیا تھا اور جاتی بار وہ کلیسا سے اس راہبہ کو بھی اُٹھا کر لے
گئے جو ان کی جاسوسی کر رہی تھی۔ پیلاطس نے اپنے کندھے پر اُٹھایا ہوا کچھ سامان جو
ایک کپڑے میں بندھا ہوا تھا فرش پر رکھ دیا اور دونوں بہنوں کا ردِّعمل دیکھنے لگا تھا۔
مرسیہ نے مُردہ سی آواز میں پوچھا۔ تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ ان کے نام یوسان اور
رصافہ کے بجائے ولید اور عمروس ہیں اور یہ کہ وہ دونوں مُسلمان جرنیل ہیں۔
پیلاطس نے اپنی سانس درست کرتے ہوئے کہا۔ کلیسا کے محافظوں کو شروع
ہی سے شک تھا کہ راہب کا قتل کسی مسلمان نے کیا ہے۔ اپنے اس شک کی تصدیق کے
لیے کلیسا والوں نے قشتالیہ کے حکمران لیسی سے رابطہ قائم کیا۔ لیسی نے اس شبہ کی تصدیق
کے لیے اپنے جاسوسوں سے کام لیا اور اُن جاسوسوں نے آکر خبر دی ہے کہ وہ دونوں
جنہوں نے راہب مرقس کو قتل کیا تھا دراصل مسلمانوں کے جرنیل ولید اور عمروس ہیں۔
مرسیہ نے کچھ دیر تفکّر کے بعد پوچھا۔ اگر وہ دونوں مسلمان جرنیل ہیں اور ان

ولید اور عمروس ہیں تو کیا تم بتا سکتے ہو اُن کا تعلق کس مُسلم حکومت سے ہے۔ پیلاطس نے
کہہ دیا۔ ان کا تعلق کسی بھی مسلم حکومت سے نہیں۔ وہ آزاد ہیں بلکہ یوں کہو کہ وہ بذاتِ
حکمران ہیں۔ ولید بن ہشام حرہ، سویدا، بارسلونہ کی بندرگاہ کے علاوہ پوری وادی ارغون
خود مختار حکمران ہے۔ جب کہ عمروس اس کا نائب ہے۔
مرسیہ نے چونکتے ہوئے پوچھا کیا یہ وہی ولید بن ہشام ہے جو اس سے قبل کئی بار
والدہ اور لیسی کے علاوہ فرانسیسیوں کے کئی لشکروں کو شکست دے چکا ہے۔ پیلاطس
تائید کرتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے بیٹی! یہ وہی ولید بن ہشام ہے۔ مرسیہ
پھر پوچھا۔ پیلاطس! پیلاطس! یہ خبر تمہیں کہاں سے ملی۔ پیلاطس نے فرش پر رکھے
ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میں آقا کے ساتھ سامان خریدنے بازار گیا تھا وہاں ایک
نیارے کی دکان کے پاس کھڑے ہو کر چند آدمی اس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ میں
اتنی بات سُن کر گھر بھاگ آیا۔ آقا ابھی تک وہیں کھڑے اِن لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں
طس نے سامان کی گٹھڑی اُٹھا کر دوسرے کمرے کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ میں سامان
آؤں پھر آتا ہوں۔
پیلاطس جب چلا گیا تو مازر نے مرسیہ سے پوچھا۔ مرسیہ! مرسیہ! اب تمہارا کیا
ل ہے۔ مرسیہ نے جذبات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ مازر بہن! میں نے ولید کی ذات
محبت کی ہے۔ میں نے اس وقت یہ نہ سوچا تھا کہ وہ مسلمان ہے یا عیسائی۔ وہ میری
زوؤں کا محور اور خواہشوں کا معیار ہے۔ اب جب کہ مجھ پر انکشاف ہوا ہے کہ وہ
بہادر اور شیر دل مسلمان جرنیل ہے تو میں پہلے سے بھی کہیں زیادہ اس سے محبت کروں
اس لیے کہ مُسلمان ہو کر انہوں نے ایک عیسائی سے ہماری عزّت بچائی اور ہمیں اپنے آدمیوں
لڑائی میں بحفاظت قشتالیہ پہنچایا ورنہ وہ خود بھی ہمیں عصمت کے گوہر سے محروم کر سکتے
ان دونوں کا یہ کردار قابلِ ستائش ہے۔ لہٰذا میں اب پرستش اور عبادت کی حد تک ولید
ہشام سے محبت کروں گی۔
مازر! مازر! میں نہیں جانتی تمہارے باطنی خیالات کیا ہیں لیکن میں تم سے کھلم

کہا کہتی ہوں کہ جب بھی میر الیس چلائیں ولید کے پاس چلی جاؤں گی - اگر ہمارے باپ نے میرے راستے میں کوئی دیوار کھڑی کی تو میں گھر سے بھاگ نکلنے کو بھی عیب نہ جانوں گی -

مازر نے مرسیہ سے لپٹتے ہوئے کہا - مرسیہ ! مرسیہ ! میری عزیز بہن ! ... کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی - میں ہر فیصلے میں تمہارا ساتھ دوں گی اس لیے کہ ——

مازر کہتے کہتے رک گئی - کیونکہ ان کا باپ لوقا حویلی میں داخل ہوا تھا - جب وہ ان کے کمرے میں آیا تو دونوں بہنوں نے دیکھا وہ سخت غصّے کی حالت میں تھا - آتے ہی اس نے برس پڑنے والے انداز میں کہا کیا تم دونوں کو خبر ہوئی کہ یوسان اور رصافہ کی اصلیت کیا تھی - مرسیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا - اے ہمارے باپ ہیلاطس ہمیں سب کچھ پتا چکا ہے - اگر وہ دونوں ہماری عصمتوں کے محافظ نہ ہوتے تو ہم ہرگز انہیں اپنی حویلی میں پناہ نہ دیتے -

لوقا نے سر پیٹتے ہوئے کہا - میں اب اپنے آپ کو ایک ضمیر فروش اور غدار تصور کر رہا ہوں - کاش میں نے ان دونوں مسلمان جرنیلوں کو گرفتار کرا دیا ہوتا - کاش میں اپنی حویلی میں ان دونوں کا گلا گھونٹ چکا ہوتا - وہ دونوں کئی بار فرولند اور لیسی کو شکست دے چکے ہیں - وہ صلیب اور عیسائیت کے بدترین دشمن ہیں - کاش مجھے پہلے خبر ہوتی - آہ افسوس میں عیسائیت کی خدمت کا ایک قیمتی موقع گنوا چکا ہوں -

لوقا چند لمحے خاموش رہا پھر اِن دونوں بہنوں سے کہا - میری بچیو ! اب اس راز کو راز رکھنا - اگر کسی کو علم ہو گیا کہ راہب کو قتل کرنے کے بعد انہوں نے ہمارے ہاں پناہ لی تھی تو شہر کا بشپ ہم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا - لوقا ایک نشست پہ بیٹھ گیا اور اپنا سر تھامتے ہوئے کہا - اب کھانا لاؤ ، میں نے صبح کا کچھ نہیں کھایا - مرسیہ اور مازر دونوں کھانے کا انتظام کرنے باہر نکل گئی تھیں -

○

ایک روز جب کہ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے جیولوس ماریا اور لوتھر اپنی پوری قوت اور سرگرمی سے حرہ اور سویدا کا محاصرہ جاری رکھتے ہوئے اپنے حملے تیز ...

... لیکن اس روز بھی معمول کی طرح انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا - عمروس گو محصور ہو کر ... کا عادی نہ تھا - پھر بھی اس نے ایسے انداز میں اپنے دونوں شہروں کا دفاع کیا تھا ... جیولوس ماریا اور لوتھر کو یہ محاصرہ چٹانوں سے ٹکرانے سے مترادف ثابت ہو رہا تھا - ... روز شام سے ذرا قبل موسلادھار بارش شروع ہو گئی - جیولوس ماریا اپنے لشکر کے ... اپنے خیموں میں منتقل ہو گئے تھے - شام کے قریب جب کہ فرانسیسی لشکر کھانے ... فارغ ہو چکا تھا اور بارش اسی طرح جاری تھی چند فرانسیسی گھوڑ سوار لشکر میں ... ہوئے اور پوچھتے پوچھتے وہ اس جگہ آ رکے جہاں جیولوس اور لوتھر کا خیمہ تھا -

سب سوار خیمے کے قریب آسمان سے برستے پانی میں کھڑے ہو گئے پھر ان ... سے ایک آگے بڑھا اور خیمے سے باہر پہرہ دینے والے محافظوں میں سے ایک کے ... اس نے گفتگو کی اور اپنے جرنیل لوتھر سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا - وہ محافظ خیمے ... اندر جا کر اور اس فرانسیسی کا پیغام دے کر پھر باہر آ گیا - تھوڑی ہی دیر بعد اس بڑے ... کے دروازے پر لوتھر اور جیولوس ماریا نمودار ہوئے - ان دونوں نے دیکھا خیمے سے ... کچھ فرانسیسی کھڑے تھے جن کے جسم زخمی ، لباس تار تار اور چہروں پر بوسیدگی اور ... ملگی تھی - لوتھر نے فکر مند آواز میں پوچھا - تم لوگ کہاں سے آئے ہو -

جواب اسی فرانسیسی نے دیا جس نے محافظ سے کہہ کر لوتھر سے ملنے کی خواہش ... کی تھی - اس نے کہا - ہم اس لشکر میں شامل تھے جو زرغوزہ شہر میں مقیم تھا - لوتھر ... چونک کر پوچھا - کیا ہوا اس لشکر کو ؟ اس سپاہی نے بڑی ہی بے بسی اور مجبوری کا ... اظہار کرتے ہوئے کہا - زرغوزہ شہر مسلمانوں نے ہم سے چھین لیا ہے - لوتھر غصے اور ... کی حالت میں چلّا اُٹھا - کس نے چھینا شہر - کیا وہ یحییٰ المامون تھا یا کسی اور مسلمان ... نے ان کی حمایت میں تم لوگوں پر حملہ کر دیا تھا -

سپاہی نے کپکپاتی آواز میں کہا - وہ کوئی اور نہ تھا بلکہ خود ولید بن ہشام تھا - ... ماریا نے وحشت آمیز آواز میں پوچھا - وہ تو سارڈینیا کی طرف گیا ہوا تھا - وہ کب لوٹا ... سپاہی نے ایسی آواز میں جواب دیا جس میں دبا دیا ہلکا ہلکا طنز تھا - وہ پچھلے کئی

روز ہوئے سارڈینیا سے لوٹ آیا ہے۔ اس نے آتے ہی حرہ اور سویدا کی طرف آنے والے راستے مسدود کر دیئے۔ پھر ایک صبح اس نے بارسلونہ پر حملہ کر کے وہاں ہمارے سارے لشکر کو تہ تیغ کر دیا اور پھر وہ جنوب کی طرف ہمارے اس لشکر کے لیے روانہ ہوا جو طلیطلہ کی طرف بڑھ رہا تھا اسے بھی اس نے شکست دی اس کے بعد اس نے ایک شب طلیطلہ کی طرف جاتے ہوئے گزاری اور وہاں سے اٹھ کر اس زرغوزہ پر قبضہ کر لیا۔

لوتھر نے غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ہمارے لشکر نے محصور ہو کر شہر کی حفاظت نہ کی تھی۔ سپاہی نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔ ولید بن ہشام نے اندر ہی اندر نہ جانے کس طرح اہلِ شہر سے رابطہ قائم کر کے ساز باز کی کہ ایک روز شام کے قریب جوانوں نے شہر کے جنوبی دروازے کے محافظوں پر حملہ کر کے شہر کا دروازہ کھول دیا اور لوگوں نے دیکھا ولید بن ہشام اپنے لشکر کے ساتھ اسی دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ پھر وہ شہر میں داخل ہوا اور ہمارے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔ اس پر مزید یہ کہ شہر کے لوگ کیا مرد کیا عورتیں سب مسلح ہو کر ہماری پشت کی جانب سے حملہ آور ہو گئے اور ہمیں شکست ہوئی وہاں ہمارا پورا لشکر کام آ چکا ہے۔ صرف میں اور میرے یہ چند ساتھی اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ ولید بن ہشام نے شہر کو فتح کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کیا تھا۔ شہر کی حفاظت کے انتظامات مکمل کرنے کے بعد وہ اپنی کسی اور مہم کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

جیولوس ماریا نے کپکپاتی اور پریشانی آواز میں کہا۔ اب اس کی منزل ہم پر حملہ آور ہونے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ بارسلونہ اور پوری وادی ارغون پر وہ پہلے ہی قابض ہو چکا ہے۔ اب وہ ضرور اچانک اور کسی فائدہ مند موقع پر ہم پر وارد ہو گا۔ میں اس کی خصلت کو سمجھتا ہوں۔ وہ بیکار نہیں بیٹھے گا۔ لوتھر! لوتھر! قبل اس کے اس طوفانی بارش میں وہ ہم پر کوئی شب خون مارے ہمیں فوراً یہاں سے کوچ کر کے جبل اشارات کے جنوب میں اللب ندی کے کنارے پڑاؤ کر کے اس کا انتظار کرنا چاہیے۔ اگر اس کے مقابلے میں ہم کامیاب ہو گئے تو اپنی مرضی کے مطابق پیش [illegible]

یں گے اور اگر ہمیں ہزیمت اٹھانا پڑی تو ہماری پشت پر قشالیہ شہر ہو گا اور ہم وہاں کے پاس پناہ لے کر اپنے لشکر کو مزید تباہی سے بچا سکتے ہیں۔ اگر ہم یہیں پڑے رہے تو ہم دو طرفہ مصیبت کا شکار ہو جائیں گے ہمارے ایک طرف ولید اور دوسری ن ممردن ہو گا اور یہ صورتِ حال یقیناً ہمارے لیے خطرے کی علامت ثابت ہو گی۔

ر نے جیولوس ماریا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ تمہارے اندیشے درست ہیں۔ ہمیں فوراً ں سے کوچ کر جانا چاہیے۔

جیولوس نے دائیں طرف منہ کر کے زور سے پکارا۔ پولس! پولس! وادی ارغون کے سابق حاکم پولس ایک خیمے سے نکلا اور جیولوس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا مجھے آواز دی ہے۔ جیولوس نے کہا۔ پولس! لشکر کو کوچ کا حکم دو۔ حالات ایک دم ہماری وں کے خلاف کروٹ لے گئے ہیں۔ ہم اللب ندی کے کنارے پڑاؤ کریں گے۔

نے فوراً چند سپاہیوں کو حکم دے کر کوچ کی خبر دور دور تک پھیلے ہوئے لشکر تک ادی اور رات کی گہری تاریکی اور تیز بارش میں لوتھر اور جیولوس ماریا اپنے متحدہ لشکر لے کر اللب ندی کی طرف کوچ کر رہے تھے۔

اسی رات موسلادھار بارش اور گہری تاریکی میں ایک سوار نے حمص کے جنو
دروازے پر دستک دی تھی۔ دروازے کے محافظوں میں سے ایک نے دروازہ کھولے بغیر بلند آ
میں پکارتے ہوئے پوچھا۔ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور رات کے اس وقت تم کیوا
شہر میں داخل ہونا چاہتے ہو؟ سردی کے باعث اس سوار کی کپکپاتی آواز پھر سنائی دی
دروازہ کھولو میں عمر بن ربیعہ ہوں اور آقا ولید کی طرف سے ایک اہم پیغام لے کر آیا ہوا
محافظ نے فوراً دروازہ کھول دیا اور آگے بڑھ کر اس نے عمر بن ربیعہ کے گھوڑے کی باگ
پکڑتے ہوئے خوش کن آواز اور پسندیدہ لے میں کہا۔ خوش آمدید! خوش آمدید! اے آ
ولید کی طرف سے ہمارے لیے آزادی، امن اور فتح کی بشارتیں لانے والے پیغامبر
خوش آمدید!

عمر نے سردی کے باعث ایک جھرجھری لیتے ہوئے محافظ سے پوچھا۔ کیا
بتا سکتے ہو۔ امیر عمروس اس وقت کہاں ہے۔ دروازے کے محافظ نے قریب ہی
ایک روشن برج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ امیر عمروس! اس وقت اس برج
میں ہیں۔ عمر نے گھوڑے کو ایڑ لگا اور آگے بڑھ گیا۔

شہر کے جنوبی برج میں آگ کے جلتے الاؤ کے پاس عمروس اپنے سپاہیوں
اندر بیٹھا ہوا تھا کہ عمر برج میں داخل ہوا۔ اس کے کپڑے بھیگے ہوئے تھے اور

سردی میں کپکپا رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی عمروس کھڑا ہو گیا اور اسے اپنے ساتھ لپٹاتے
ہوئے پوچھا۔ تم کیا خبر لائے ہو عمر! عمر نے کہا یا امیر! جیولوس مارا یا اور لوتھر یہاں سے کوچ
کر چکے ہیں۔ اب وہ اللب ندی کے کنارے خیمہ زن ہو کر جنگ کی ابتدا کریں گے۔ آقا ولید
اس وقت یہاں سے آٹھ میل دور جبل اشارات کی وسطی غاروں کے اندر اپنے لشکر کے
ساتھ قیام کیے ہوئے ہیں۔ آپ کے نام ان کا پیغام یہ ہے کہ آپ کل صبح اپنے لشکر
کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں۔ آدھا لشکر شہر کے اندر ہی رہنے دیں اور دوسرے آدھے
کے ساتھ آپ جیولوس اور لوتھر کے سامنے جا کر اللب ندی کے کنارے خیمہ زن ہوں۔
صبح تک ناطور بن بدر یہاں پہنچ جائیں گے اور وہ اپنے دونوں شہروں کی حفاظت
کی ذمہ داری سنبھال لیں گے۔ خود آقا بھی اچانک کسی موقع پر آپ سے میدانِ جنگ
میں آملیں گے۔ میں اپنا پیغام پہنچا چکا ہوں مجھے اب اجازت دیجیے میں واپس آقا
ولید کے پاس جاؤں گا۔

عمروس نے عمر کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ تیز بارش اور سخت سردی میں تمہارا
جسم کانپ رہا ہے۔ لباس بدلو اور آگ کے پاس بیٹھ کر آرام کرو۔ صبح یہاں سے
روانہ ہو جانا۔ عمر نے رقت آمیز آواز میں کہا۔ یا امیر! یہ موسلادھار بارش، سردی اور
تیز طوفان ایک مجاہد کی زندگی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ جو قومیں سعی کے وقت
آرام و سکون کرتی ہیں مٹ جاتی ہیں۔ میں ابھی آقا کی طرف کوچ کروں گا کہ مجھے
یہیں اطلاع کرنی ہے کہ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ آقا مجھے آرام کرنے کا کافی موقع
دیں گے۔

پھر عمر نے اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑائی اس نے دیکھا فصیل کے سارے
برجوں میں آگ کے الاؤ روشن تھے اور سپاہی مستعد بیٹھے پہرہ دے رہے تھے۔ عمر
کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی اور اس نے عمروس سے کہا۔ یا امیر! جو قوم طوفانی
بارش میں اس طرح جاگ کر اپنا فرض ادا کرتی ہے۔ خدا کی قسم کوئی طاقت اسے فنا اور
کوئی عذاب اسے زیر نہیں کر سکتا۔

عمروس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمر! تمہاری باتوں میں ایک مجاہدانہ کشمکش اور فرض شناسی کا ایک لذیذ رس ہے۔ یقیناً تم جیسے جوان کسی خوش بخت قوم ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ عمر نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے اس نے عمروس کے ساتھ مصافحہ کیا۔ فصیل سے نیچے اُتر کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر وہ تیز و تند سردی اور موسلا دھار بارش کی پرواہ کیے بغیر شہر سے باہر نکل گیا تھا۔

○

تیس چالیس مسلح سپاہیوں پر مشتمل ایک دستہ جبل ابرانس کی ایک چوٹی پر نمودار ہوا اور پھر حرہ اور سویدا کی طرف جانے کے لیے تدریجی نشیب میں اُتر گیا تھا۔ ان سواروں کے درمیان عمونہ اور احمد تھے اور یہ وہی فوجی دستہ تھا جسے عمروس نے عمونہ اور احمد کو لانے کے لیے بارسلونہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ دونوں شہروں کے درمیان بہنے والا برساتی نالہ جو بارش کے دنوں میں طوفانی شکل اختیار کر گیا تھا، اب اُتر چکا تھا اور اس میں ٹخنے ٹخنے پانی بہہ رہا تھا۔ نالے کو عبور کرنے کے بعد عمونہ اور احمد سپاہیوں کی حفاظت میں حرہ شہر میں داخل ہوئے۔

ایک کھلے میدان میں آ کر سپاہی اپنے فوجی مستقر کی طرف چلے گئے اور احمد عمونہ کو لے کر ولید کی حویلی کی طرف بڑھا۔ وہ ابھی تھوڑی دور ہی آگے گئے تھے کہ ایک طرف سے ناطور بن بدر اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ عمونہ کے سامنے آ کر وہ گھوڑے سے اُترا اور اپنے سر کو خم دیتے ہوئے اس نے کمال عقیدت اور شفقت میں عمونہ سے کہا۔ میں اپنی بہن کو حرہ میں داخلے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ عمونہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ناطور بھائی آپ یہاں کب پہنچے۔ آپ تو آقا ولید کے ساتھ تھے۔ کیا وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس وقت حرہ ہی میں ہیں۔

ناطور نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ نہیں میری بہن! آقا ولید اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ جبل اشارات کی غاروں کے اندر ہیں۔ عمونہ نے پھر پوچھا۔ کیا عمروس بھائی کی شادی ہو چکی ہے۔ ناطور نے مسکراتے ہوئے۔ ہاں امیر عمروس کی شادی ہو چکی ہے

سارہ بہن اب ان کی حویلی میں ہیں اور وہ ہر روز بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کرتی ہیں ——— کیا عمروس بھائی یہیں ہیں ——— وہ کل ہی یہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔ جیولوس ماریا اور لوتھر نے یہاں کا محاصرہ ختم کر کے اللب ندی کے کنارے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ شاید اب وہ حملہ آور ہونے کی کوئی نئی راہ تلاش کریں۔ انہیں خبر ہو گئی تھی کہ آقا ولید نے اپنے مقبوضہ تمام علاقے واپس لے لیے ہیں۔ لہٰذا حرہ اور سویدا کا محاصرہ کرتے ہوئے انہیں خطرہ تھا کہ آقا ولید کہیں ان پر شب خون نہ ماریں اس لیے وہ محاصرہ اُٹھا کر جنگ کو کوئی دوسرا رُخ دینا چاہتے ہیں۔ جیولوس ماریا اور لوتھر پر آخری ضرب لگانے کے لیے آقا نے امیر عمروس کو یہاں کے آدھے لشکر کے ساتھ میدان جنگ کی طرف طلب کر لیا ہے اور مجھے اُنہوں نے حرہ اور سویدا کی حفاظت سونپ دی ہے۔

عمونہ خاموش رہی پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر ہانک دیا۔ ناطور نے احمد کو مخاطب کر کے کہا۔ احمد! جب تک آقا ولید اور امیر عمروس یہاں نہیں ہیں تم روزانہ مجھ سے ملو اور گھر کے لیے جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے لے جایا کرو۔ اس دوران عمونہ اور سارہ بہن کو کوئی کمی اور شکایت نہ ہو۔ احمد نے تشکر آمیز نگاہوں سے ناطور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں اور میں انہیں ضرورت کی ہر چیز مہیا کروں گا۔ احمد نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی اور عمونہ سے جا ملا۔

احمد عمونہ کی رہنمائی کرتا ہوا حویلی کے دروازے پر آیا۔ جب وہ گھوڑے سے اُترا تو اسے دیکھ کر عمونہ بھی گھوڑے سے اُتر گئی۔ احمد آگے بڑھا اور دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی ہی دیر بعد سارہ نے دروازہ کھولا اور عمونہ کو دیکھتے ہی وہ بھاگ کر اس سے لپٹتی ہوئی بولی۔ آج تو میں خدا سے کچھ اور مانگتی تو بھی مل جاتا۔ میں آج صبح سے ہی تمہاری آمد کا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے یقین ہو چکا تھا کہ ایک دو روز تک تم ضرور پہنچ جاؤ گی۔ اللہ کا شکر ہے کہ تم اور احمد چچا آ گئے ہو۔ اب اس گھر میں رونق آ جائے گی۔ احمد دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گیا اور سارہ عمونہ کا ہاتھ تھام کر حویلی

کے اندر لے جا رہی تھی۔

○

چند یوم کے وقفے کے بعد آسمان پر گہرے سیاہ بادل پھر گھر گھر آئے تھے اور دوبارہ موسلادھار بارشوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ بارش، ہوا اور جاڑے کی کاٹ کھانے والی برفانی سردی نے فضاؤں کو اداس اور ماحول کو وحشت ناک بنا دیا تھا۔ پہاڑوں سے پانی سیلاب کی صورت میں بہہ نکلا تھا اور ندی نالے طوفانی تیور اختیار کرتے ہوئے پھنکار اٹھے تھے۔ عمروس نے اپنے لشکر کے ساتھ اللب ندی کے کنارے جیولوس ماریا اور لوتھر کے لشکروں کے عین سامنے پڑاؤ کیا۔ اس وقت بھی بارش ہو رہی تھی۔ جیولوس اور لوتھر کا لشکر خیموں کے اندر تھا اور ان کی پشت پر اللب ندی کناروں سے باہر ہو ہو کر بہہ رہی تھی۔

عمروس چاہتا تھا کہ خیمے نصب کر کے بارش سے پناہ حاصل کرے لیکن جیولوس اور لوتھر نے اسے اس کا موقع نہ دیا۔ شاید وہ یہ چاہتے تھے ولید کی آمد سے پہلے ہی عمروس پر حملہ کر کے اسے شکست دی جائے اور اس کے بعد اکیلے ولید سے نمٹا جائے۔ وہ ولید اور عمروس کو یک جا نہ ہونے دینا چاہتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے عمروس پر حملہ کر دیا تھا۔

عمروس نے بڑی جوانمردی اور ہمت کے ساتھ جیولوس اور لوتھر کے اس جارحانہ حملے کو روکا تھا۔ گو اس کا لشکر تھکا ہارا اور بارش سردی میں ٹھٹھرا ہوا تھا پھر بھی اس نے جم کر اپنے سے کئی گنا زیادہ لشکر کو رک جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ اچانک جنوب کوہستانی سلسلے کے اندر سے ولید نکلا اور دشمن کے دائیں پہلو پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے اپنے پہلے ہی حملے میں دشمنوں کی کئی صفوں کو الٹ کر ان کی جنگی تنظیم کو درہم برہم کر دیا تھا۔ جیولوس اور لوتھر پریشان ہو گئے تھے۔ انہیں امید تک نہ تھی کہ ولید یوں اچانک اٹھ کر ان پر حملہ آور ہو جائے گا۔ ان کی پریشانیاں اس لیے بھی بڑھ گئی تھیں کہ ان کی پشت پر اللب ندی سیلاب کی حالت میں تھی اور پسپائی کی صورت

میں اسے عبور نہ کیا جا سکتا تھا اور ان کے سامنے ولید اور عمروس اب متحد ہو کر ایسے سرفروشانہ انداز میں جنگ کر رہے تھے کہ انہیں پیچھے دھکیلنا ناممکن نظر آ رہا تھا۔ ولید اب عمروس سے آ ملا تھا۔ دونوں کے لشکر متحد ہو کر خوب گتھ گئے تھے اور دشمن پر دباؤ ڈال کر اسے پیچھے دھکیلنا شروع کر دیا تھا۔

اچانک جیولوس ماریا اور لوتھر کے لیے ایک اور مصیبت ٹوٹ پڑی۔ شرق میں جبل اشارات کی چوٹیوں کی طرف سے وہی پراسرار لشکر نمودار ہوا۔ وہ اپنی وہی ڈھیلی سفید عبائیں پہنے ہوئے تھے اور ایک وجد میں ایک رجز میں ایک لے اور انوکھے وجدان میں وہ اپنا وہی گانا گاتے ہوئے جیولوس ماریا اور لوتھر کے لشکروں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ ان کا سالار ان کے آگے آگے تھا اور اس کی آواز نمایاں طور پر سنائی دے رہی تھی وہ سب مل کر گا رہے تھے۔

الدین دین اللہ ونحن مسلمین
دین اللہ کا دین ہے اور ہم مسلمان ہیں
اللہ اکبر ھذا الیوم یوم الخزین
اللہ بڑا ہے۔ یہ دن خزانوں کا دن ہے

رزم گاہ میں ایک طوفان اور شور شر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ولید، عمروس اور پراسرار لشکر کا سردار اپنے لگاتار حملوں میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے دشمن کی تعداد بڑی تیزی سے کم کرتے جا رہے تھے۔ مینہ برستے میدان میں اب چاروں طرف جیولوس اور لوتھر کے لشکریوں کی لاشیں بکھرنے لگی تھیں اور زمین پر جمع ہونے والا بارش کا پانی سرخ رنگ اختیار کرنے لگا تھا۔ دشمن کے لشکر کے تینوں جرنیل جیولوس، لوتھر اور پولس اب اپنے ذہنوں میں فرار کی راہیں تلاش کر رہے تھے لیکن پسپا ہونا اب اتنا آسان نہ تھا۔ مسلمانوں نے انہیں تین اطراف سے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ جب کہ چوتھی طرف سیلاب کی حالت میں بہتی ہوئی ندی تھی جس کے اندر اٹھتی ہوئی تیز اور بلند لہریں موت کا منظر پیش کر رہی تھیں۔

ولید، عمروس اور وہ پُراسرار لشکر کا سالار دُشمن کو دھکیلتے ہوئے اس قدر پیچھے لے گئے کہ کچھ فرانسیسیوں کو قدم جمانے کے لیے کوئی جگہ نہ ملی اور وہ ندی میں گر گئے اور تند موجوں کا شکار ہو گئے۔ ان فرانسیسیوں کا ندی میں گرنا جیولوس اور لوتھر کی عبرت ناک شکست کا پیش خیمہ ثابت ہُوا۔ اُن کے لشکریوں نے یہ سمجھا کہ شاید ان کے کچھ ساتھی اپنی جان بچانے کی خاطر ندی میں کود گئے ہیں۔ لہٰذا ان سے متاثر ہو کر کئی اور جوان بھی ندی میں کُود گئے۔ پھر یہ ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور ان کے سپاہی تیزی سے اپنے گھوڑے سمیت ندی میں کودنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی اور ہر کوئی ندی میں کُود جانے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ جیولوس اور لوتھر نے پکار پکار کر اس پسپائی کو روکنے کی انتہائی کوشش کی مگر انہیں ناکامی ہوئی۔ اب ان کے پورے لشکر میں شکست کے آثار واضح ہو گئے تھے اور ان کا ہر سپاہی لڑنے سے ہاتھ کھینچ کر ندی کی طرف بھاگ جانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس موقع پر ولید نے اپنے لشکر کو للکار کر اپنی آخری اور بھرپور ضرب لگاتے ہوئے بڑی سرگرمی اور تندی سے حملہ کیا جس نے دُشمن کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے اور ان کا لشکر ولید کے سامنے تیز آندھی میں اُڑتے خس و خاشاک کی مانند منتشر و پراگندہ ہو کر رہ گیا۔ اس موقع پر ولید نے فوراً جرأت مندی اور حاضر دماغی کا ثبوت دیا۔ اُس نے لڑتے لڑتے اِدھر کا رُخ کیا جہاں لوتھر شکست دیکھ کر فرار کی راہیں تلاش کر رہا تھا۔

ولید برق رفتاری سے آگے بڑھا اور لوتھر کو اس کے محافظ دستے سمیت اپنے گھیرے میں لے لیا۔ لوتھر کے محافظ دستے نے پھر ہتھیار اُٹھا لیے اور جنگ کر کے لوتھر کو سلامتی کے ساتھ ولید کے محاصرے سے نکال لے جانا چاہا لیکن انہیں ناکامی ہوئی۔ ولید کے سپاہیوں نے محافظ دستے کے ایک ایک سپاہی کو قتل کر دیا اور لوتھر ولید کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہو گیا۔ جیولوس مارا اور پولس ندی میں کُود گئے اور اپنے چند ساتھیوں

کے ساتھ وہ نہر عبور کر کے اپنی جان بچا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ولید گرفتار ہونے والے لوتھر سے گفتگو کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس کی نظر اس پُراسرار لشکر کی طرف پڑی جو اپنے سالار کی ہمراہی میں اپنا وہی پسندیدہ گیت گاتا ہوا جبل اشارات کی طرف جا رہا تھا۔

ولید نے لوتھر کو عمروس کے حوالے کیا اور خود اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہ اُن کے تعاقب میں بڑھا۔ لشکر کا ایک حصّہ بھی ولید کے ساتھ ہو لیا تھا۔ ولید نے دور ہی سے ان کے سالار کو پکارتے ہوئے کہا۔ اے ہمارے مہربان اور محسن! ٹھہرو! میں جاننا چاہتا ہوں تم کون ہو، تم کہاں سے آتے ہو اور کیوں اپنے آپ کو ہم پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ ٹھہرو! میرے دوست! میرے بھائی! رُک جاؤ۔ ولید کی پکار کا اس لشکر نے کوئی اثر نہ لیا اور وہ اپنے سالار کے پیچھے خاموشی اور سکون کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ انہوں نے اس قدر احتیاط برتی تھی کہ وہ جنگ میں کام آنے والے اپنے سپاہیوں کو تو وہیں چھوڑ گئے لیکن ان کے وہ ساتھی جو جنگ میں زخمی ہوئے تھے اُنہیں وہ اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

ولید جب اپنے لشکر کے ایک حصّے کے ساتھ ان کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ تو ان کا سالار کوہستان اشارات کی ایک چٹان کے اُوپر اپنے گھوڑے کو روک کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کر کے کوئی مخصوص اشارہ کیا اور اس کا لشکر جہاں تھا وہیں رُک گیا۔ پھر اس سالار کے پہلو میں کھڑے ایک سوار نے حرکت کی۔ وہ شاید اس لشکر کا نائب سالار ہو گا۔ اس نے اپنی بلند اور بھاری آواز میں ولید کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ امیر ولید! آپ جہاں ہیں وہیں رُک جائیے۔ ہمارے تعاقب میں نہ آئیے۔ ہم نے گمنام مجاہدوں کی حیثیت سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ اگر آپ نے ہمارا کھوج لگانے کی کوشش کی تو ہم سمجھیں گے آپ ہمیں اللہ کی راہ میں کفّار کے خلاف جنگ کرنے کی سعادت سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ ولید رُک گیا۔ اور بڑی بے بسی سے ان کے سالار کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

صرف چند ثانیے رُک کر اس پُراسرار لشکر کے نائب سالار نے ایک بار پھر ولید کو مخاطب کرتے ہوئے کہا - امیر ولید! آپ ہمارے آقا اور راہنما ہیں - ہم ہر جنگ میں آپ کا ساتھ دیں گے اور یہ ہمارے لیے ایک بہت بڑی سعادت ہو گی - لیکن یاد رہے کہ آپ ہماری اصلیت اور حقیقت جاننے کی کوشش نہیں کریں گے - ہر وہ لشکر، ہر وہ دستہ جس نے ہمارا تعاقب کر کے ہمارا کھوج لگانے کی کوشش کی ہم اس پر تیر چلائیں گے - آپ اور آپ کے ساتھی ہمارے متعلق اس قدر ہی جان سکتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم نے اپنی ملت، اپنے مذہب اور اپنی سرزمین کے دفاع کی خاطر موت پر بیعت کر رکھی ہے - ہاں قدرت نے اگر کبھی موقع دیا اور ہم آپ کے ساتھ مل کر ہسپانیہ کے دگرگوں حالات سنوارنے اور درست کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اے امیر! ہم آپ کے سامنے قسم کھاتے ہیں ہم اپنے آپ کو آپ کے سامنے عیاں کر دیں گے - ہمارے سامنے ایک مقصد ہے اور وہ پورا ہونے تک ہم ایک گمنام لشکر کی حیثیت میں آپ کا ساتھ دیتے رہیں گے - امیر ولید! آپ یہ جان کر لوٹ جائیے کہ ہم آپ کے ادنیٰ غلام ہیں کہ آپ جہاں بھی ہمیں پکاریں گے ہم لبیک کہتے ہوئے آپ کا ساتھ دیں گے -

ولید نے منہ سے کچھ نہ کہا - بس ایک افسردگی اور بے بسی کے عالم میں وہ اس لشکر کو دیکھتا رہا جو اپنے سالار کے اشارے پر پھر حرکت میں آ چکا تھا اور دوبارہ آگے بڑھنے لگا تھا - ولید کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ پُراسرار لشکر کوہستان اشارات کے اندر روپوش ہو گیا - ولید کی گردن جھک گئی تھی جیسے اس لشکر نے اسے تفکّرات میں ڈبو دیا ہو - پھر اُس نے اپنے گھوڑے کو واپس موڑ کر ایڑ لگا دی تھی - ولید جب عمروس کے پاس واپس آیا تو عمروس نے کہا - یا امیر! یہ لشکر ایک بار پہلے بھی میری مدد کر چکا ہے لیکن اس وقت ان کی تعداد کم تھی اور آج ان کی تعداد پہلے سے ڈیڑھ گنا زیادہ ہے - ایسا لگتا ہے - یہ کوئی منظم گروہ ہے اور آہستہ آہستہ محنت کر کے اپنی تعداد دن بدن زیادہ کرتا جا رہا ہے - ان کی طاقت میں اضافہ ہمارے لیے ایک خوش آئند خبر ہے -

ولید نے بھی عمروس کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے کہا - تمہارا اندازہ درست ہے

عمروس! یہ لشکر طرطوشہ شہر سے شمال میں فرانسیسیوں کے خلاف لڑتے ہوئے میری بھی مدد کر چکا ہے - میں ان کا ممنون تھا - میں ان کے متعلق کچھ جاننا چاہتا تھا لیکن یوں لگتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو گمنام اور اپنی ہر حرکت کو راز رکھنا چاہتے ہیں - عمروس! عمروس! بہت کم قومیں ہیں جن میں ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں - کاش میں ان کی کوئی مدد کر سکتا -

ولید چند لمحوں تک خاموش رہا - پھر اس نے ایک گہری نگاہ لوتھر پر ڈالی جو عمروس کے دائیں ہاتھ سپاہیوں کے نرغے میں کھڑا ہوا تھا - ولید نے قہر آلود نگاہوں سے اس کی طرف چند لمحوں تک دیکھا - پھر زہر اُگلتی آواز میں اس نے لوتھر سے پوچھا - لوتھر! لوتھر! کیا تم نے اپنا انجام دیکھا - کیا ہم نے تمہارے غرور و نمود، فسق و فجور، عداوت و رقابت، رشک و حسد اور کبر و نخوت کے بُت کو توڑ نہیں ڈالا - لوتھر! لذائذِ نفس کی تلاش میں تم فرانس سے جو حیوانی خواہش لے کر نکلے تھے کیا ہم نے اسے مٹی میں ملا کر ناکام نہیں بنا دیا - لوتھر! تم نے میری غیر حاضری سے فائدہ اُٹھا کر ہماری آزادی پر شب خون مارا تھا - اے گروہِ شیطان کے رکن! تم نے اس کا انجام دیکھا - ہمارے انتقام کی پیاس اور جذب کامل نے تجھے عجز کی حالت میں ڈال دیا اور اب تو افسوسِ جرم کے احساس میں ہمارے سامنے کھڑا ہے - کیا اس وقت تو ہمارے سامنے گھاس و نرسل کی طرح بے ضرر نہیں ہے - لوتھر خاموش کھڑا رہا - اس کا بدن افگار، دامن چاک اور دلِ انجانی وحشتوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا - ولید آگے بڑھا اور لوتھر کا کندھا پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا - اے گمراہی سے گام ملا کر چلنے والے ابلیس - بتا تیرے پاس اپنی صفائی میں کچھ کہنے کو ہے - اگر تو مجھے مطمئن کر سکا تو میں تجھے معاف کر دوں گا - ورنہ یہی سرزمین تیرے لیے شہر خاموشاں ثابت ہو گی -

لوتھر نے کوئی جواب نہ دیا - ایک مجرم کی طرح اس کی گردن جھکی رہی - یوں لگتا تھا اپنے ذہن میں پھیلی ہوئی مایوسی سے وہ پیچھا نہ چھڑا سکا ہو - ولید نے پھر اس پر غضب آلود نگاہ ڈالتے ہوئے کہا - فرانس سے روانہ ہوتے وقت کیا تم نے یہ نہ سوچا تھا کہ ہمارا تعلق اس قوم سے ہے جس کے آباء کے سامنے موت بھی دست بستہ کھڑی ہوا کرتی تھی - لوتھر! ہم نے یہ آزادی بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کی ہے اور ہم میں اب اس

کی حفاظت کرنے کی ہمت بھی ہے۔ جب کہ تمہاری خاموشی اس امر کی دلالت اور نشاندہی کرتی ہے کہ تم گنہگار اور مجرم ہو اور تمہیں تمہارے اس جرم کی سزا ضرور ملے گی۔ ولید نے ایک مخصوص اشارتی انداز میں عمروس کی طرف دیکھا۔ عمروس کے چہرے پر قہرمانی چھا گئی، اس نے ایک جھٹکے سے اپنی تلوار نکالی اور لوتھر کا سر کاٹ کر رکھ دیا۔

ولید کو اچانک جیسے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آگئی ہو وہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے جبل اشارات کی طرف ایڑ لگاتے ہوئے اس نے کہا۔ عمروس! عمروس! تم دشمن کی خیمہ گاہ اور ان کے سامان پر قبضہ کر کے اُنہیں ایک جگہ ڈھیر کرو۔ میں اس پُراسرار لشکر کے سالار سے ایک فیصلہ کرنا بھول گیا ہوں۔ میں ابھی واپس لوٹتا ہوں۔ ولید کی حفاظت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اس کے لشکر کا ایک حصّہ پھر اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا ولید پہاڑ کی ایک چوٹی پر آیا۔ اس نے دیکھا اس چوٹی کے دوسری طرف ایک کھلے میدان کے اندر وہ لشکر مشرق کی طرف جا رہا تھا۔ اب ان کی رفتار کم تھی اور وہ وجد میں گاتے جا رہے تھے۔

دین اللہ کا دین ہے اور ہم مسلمان ہیں

اللہ بڑا ہے۔ آج کا دن ، خزانوں کا دن ہے

ولید نے پوری قوت سے چلّاتے ہوئے اُنہیں پکارا۔ میرے بھائیو! میرے محسنو! میری بات سنو! میں تم سے کچھ کہنا بھول گیا تھا۔ مجھے سنو! میں تمہاری بہتری کے لیے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں تمہارا تعاقب نہیں کر رہا۔ وہ لشکر خاموش ہو کر رُک گیا۔ ولید نے پھر اُونچی آواز میں کہا۔ میرے بھائیو! دشمن کو شکست دینے کے بعد ہمارے ہاتھ بہت سا مال غنیمت لگا ہے۔ تم بھی اس میں حق دار ہو۔ ٹھہرو اور اپنا حصّہ لے کر جاؤ۔ اس لشکر کے سالار نے اپنا گھوڑا آگے بڑھا کر اپنے نائب سالار کے کان میں کچھ کہا۔ ولید پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا اُنہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس لشکر کے نائب سالار نے بلند آواز میں کہا۔ یا امیر! ہم آپ کی پیش کش قبول کرتے ہیں۔ ہمارے لیے یہ ایک سعادت اور انعام ہوگا کہ ہم خوشی اور غم میں آپ کے حصّہ دار ہیں

ولید نے مُڑ کر پیچھے دیکھا اور اپنے لشکریوں سے کہا۔ تم فوراً عمروس کے پاس واپس ...ؤ اور اُسے کہو کہ دشمن سے جس قدر مالِ غنیمت ہمیں ملا ہے اس کا تیسرا حصّہ علیحدہ کر ...ے اِدھر بھیج دے۔ میں دیکھتا ہوں۔ اس لشکر کے سپاہی ہمیں سے ہیں اور وہ ان ہی ...ہاڑوں کے اندر کہیں رہتے ہیں۔ سردی، برسات، گرمی اور موسموں کے تغیر میں کس ...رح گزر بسر کرتے ہوں گے۔ مجھے ان سے ہمدردی ہے۔ یہ ہمارے بھائی ہمارے محسن ...ں۔ میں انہیں کسمپرسی اور عزلت کا شکار نہ ہونے دوں گا۔ آنے والے پُرآشوب دَور ...ں یہ ہمارا بازو ثابت ہوں گے۔ تم فوراً عمروس کے پاس جاؤ اور سامان کے تیسرے ...حصّے کے علاوہ کھانے پینے کا جس قدر سامان ہے وہ سارا اُٹھا کر یہاں لے آؤ۔ یہ بچارے ...ہے اور کس طرح اپنی خورش کا سامان کرتے ہوں گے۔ میں اُنہیں منظم اور سرگرم دیکھنا ...چاہتا ہوں۔

ولید کا لشکر واپس چلا گیا اور خود وہ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہو کر نیچے دامن میں ...چلے ہوئے اس لشکر کو دیکھتا رہا جس کے سپاہیوں کی سفید عبائیں خون آلود دکھائی دے ...رہی تھیں۔ بارش اب تھم چکی تھی۔ آسمان پر چھائے ہوئے بادل پھٹ چکے تھے۔ جگہ ...جگہ آسمان ننگا ہو گیا تھا اور سورج زمین سے تانک جھانک کرنے لگا تھا۔ ولید نے پھر ...اُنہیں پکارتے ہوئے کہا۔ اے میرے محسنو! مجھے اگر تمہاری ضرورت ہو تو میں تمہیں کہاں ...اور کس جگہ پکاروں۔ تم میرے جسم کا ایک حصّہ ہو اور میں تم لوگوں سے ربط رکھنا چاہتا ...ہوں۔ دیکھنا میری مِلّت کے فرزندو! مجھے مایوس نہ کرنا۔ لشکر کے سالار نے پھر اپنے ...نائب کے کان میں کچھ کہا اور اس نے ولید کو مخاطب کرتے ہوئے پھر پکارا۔

یا امیر! ہم ہر جگہ، ہر میدان، ہر رزم گاہ میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔ موت ...ہو یا مصیبت ہم ہر عذاب میں آپ کا بازو ثابت ہوں گے۔ پھر اس نائب سالار نے ...اپنے پیچھے جبل اشارات کی ایک بلند چوٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یا امیر! پہاڑ ...کی اس چوٹی پر کھڑے ہو کر اور مشرق کی طرف مُنہ کر کے آپ جب بھی ہمیں پکاریں گے۔ ...ہم آپ کی پکار کا جواب دیں گے۔ یا امیر! آپ کی اعانت اور مدد ہمارا فرض ہے

اور آپ کبھی بھی ہمیں اپنے فرض سے غافل نہ پائیں گے۔

ولید کے سپاہی سامان لے کر آ گئے۔ وہ سارا سامان دشمن کے گھوڑوں اور خچروں پر لدا ہوا تھا اور پیچھے پیچھے کچھ سپاہی بکریوں کے اس ریوڑ کو ہانکتے ہوئے آ رہے تھے جو جیولوس ماریا لشکر کی خوراک کے لیے اپنے ساتھ لایا تھا۔ سپاہیوں نے بکریوں کو پہاڑ کی چوٹی سے اس میدان کی طرف ہانک دیا جس کے اندر وہ پراسرار لشکر ٹھہرا تھا۔ دو پہاڑوں کے سلسلوں کے درمیان شرقاً غرباً پھیلا ہوا تھا جس کے وسط میں کوہستانی چشموں کا پانی ایک تنگ نالے کی صورت میں مشرق کی طرف بہتا تھا۔ بارش چونکہ ابھی تھمی تھی۔ لہٰذا وہ نالہ کناروں سے باہر ہو کر بہہ رہا تھا اور اس لشکر کے سپاہی وہاں بیٹھ کر اپنے اپنے زخموں کے علاوہ اپنے خون آلود کپڑے بھی صاف کرنے لگے تھے۔

ولید کے سپاہیوں نے سامان سے لدے ہوئے سارے جانوروں کو پہاڑ کے اوپر کھڑا کر دیا تھا۔ زیادہ تر جانوروں پر چمڑے کی بوریوں میں بند آٹا لدا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ بستر، گرم اونی کپڑے، خشک پھل، بھنے ہوئے جو، نقدی کے توڑے، خشک گوشت اور سبزیاں، نئے اچھوتے خیمے، خشک دالیں، گھوڑوں کی نئی زینیں، گھریلو استعمال کے برتن، مرہم پٹی کا ڈھیروں سامان، سپاہیوں کو لباس مہیا کرنے کے لیے کھلے اور سلے ہوئے کپڑے، تلواریں، ڈھالیں اور تیر، زرہیں، کلہاڑے، کدالیں، کھجور کے پتوں کی چٹائیاں، روزمرہ استعمال میں آنے والے مصالحے اور گھوڑوں کو باندھنے کے لیے لکڑی کے کھونٹے اور اس کے علاوہ اور بہت سا سامان بھی تھا۔

ولید نے پھر اس لشکر کی طرف منہ کر کے پکارتے ہوئے کہا۔ میرے بھائیو! اپنے آدمی بھیجو اور سامان سے لدے ہوئے یہ جانور ہانک کر لے جاؤ۔ یہ بکریوں کا ریوڑ جو پہاڑ کی چوٹی سے تمہاری طرف ہانکا گیا ہے۔ یہ بھی تمہارا ہی ہے۔ اس لشکر کے سالار نے اپنے ارد گرد کھڑے سپاہیوں سے کچھ کہا جس کے جواب میں پچاس گھوڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے پہاڑ کی اس چوٹی کی طرف بڑھے تھے جس کے اوپر ولید کھڑا ہوا تھا۔

وہ پچاس سوار اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے پہاڑ کی بلندی پر آئے۔ پھر ان میں

ایک گھوڑا دوڑاتا ہوا ولید کے قریب آیا۔ اس نے اپنے چہرے سے نقاب اتار رکھا تھا۔ ولید نے غور سے اس کی طرف دیکھا وہ عرب تھا۔ اس سوار نے ولید کو مخاطب کر کے کہا۔ ہمارے سالار آپ کو سلام کہتے ہیں۔ وہ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہماری ضرورتوں کا خیال رکھا وہ اپنے آپ کو آپ کا ایک ادنیٰ اور حقیر غلام جانتے ہیں۔ ولید نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا میں تمہارے سالار کا نام اور حسب و نسب جان سکوں گا۔ اس سوار نے منت کے انداز میں کہا۔ یا امیر! مجھے افسوس ہے میں اپنے سالار کے متعلق آپ سے کچھ نہ کہہ سکوں گا۔ اسے ایک راز ہی رہنے دیجیے۔ اس میں سب کی بہتری اور بھلائی ہے۔ ولید خاموش رہا۔ وہ سوار جب پیچھے ہٹنے لگا تو ولید نے کہا۔ اپنے امیر سے میرا سلام کہنا۔ اسے کہنا ہم سب مسلمان ہیں اور ایک مسلمان کا رشتہ دوسرے سے لازمی و ابدی ہے۔ ہم سب ایک عمارت کے ستونوں کی مانند ہیں جن میں سے ایک ستون بھی سرک جائے تو عمارت مخدوش ہو جاتی ہے۔

وہ سوار پیچھے ہٹ گیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ سامان سے لدے جانوروں اور بکریوں کے ریوڑ کو ہانکتا ہوا نشیب میں اترنے لگا تھا۔ ولید اپنی جگہ پہ کھڑا انہیں دیکھتا رہا جب وہ اپنے ساتھیوں میں جا ملے اور پورا لشکر پہلے کی طرح اپنے رب کی حمد گاتا ہوا منزل کی طرف بڑھنے لگا تو ان کا اتحاد و خلوص دیکھ کر ولید کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ واپس ہو لیا تھا۔

ولید جب عمروس کے پاس آیا تو اس نے دیکھا لشکر نے سارا مال غنیمت ایک جگہ جمع کر رکھا تھا۔ کھلے میدان کے اندر جگہ جگہ مختلف اشیاء کے انبار لگے ہوئے تھے۔ ولید ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگا تھا۔ اتنے میں عمروس ولید کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا بولا۔ یا امیر! عجلت میں اس لشکر کے لیے میں کچھ سامان بھیجنا بھول گیا ہوں۔ مال غنیمت میں جو آپ لکڑی کے درم دیکھے ہیں۔ ان کے منہ بند ہیں۔ پہلے میں نے اندازہ لگایا تھا ان میں پانی ہو گا لیکن جب میں نے چند ایک کا منہ کھول کر دیکھا تو پتہ چلا ان میں گھی اور شہد ہے اور یہ دونوں چیزیں میں اس پراسرار لشکر کو نہیں بھیج سکا۔ ولید نے خوش طبعی سے کہا۔ کوئی

دریغ نہیں ۔ پھر کسی موقع پر ہم ان کی یہ کسر پوری کر دیں گے ۔ ولید نے اسی میدان
مالِ غنیمت کا نصف حصّہ اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا اور دوسرا نصف حصّہ سرکاری بیت
المال میں جمع کرانے کے لیے حرہ اور سویدا کی طرف کوچ کر گیا تھا ۔

○

رات گہری ہو چلی تھی ۔ عمونہ اور سارہ عشاء کی نماز کے بعد ایک ہی کمرے میں آتش
دان کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھیں ۔ یہ حویلی کا وہ حصّہ تھا جو ولید کے حصّے میں آیا تھا
اور کمرہ جس میں عمونہ اور سارہ بیٹھی ہوئی تھیں ، ولید کی خواب گاہ تھا ۔ عمونہ نے اس کمرے میں
خاصی تبدیلی کر دی تھی ۔ اب کمرے کی ہر چیز نئی اور صفائی نمایاں تھی ۔ پچھلے دنوں جبل
پر جو برف باری ہوئی تھی ۔ اس کے باعث باہر منجمد کر دینے والی ہوا چل رہی تھی ۔ تیز ہوا سے
مکانوں کے کھڑکیاں ، دروازے بجنے اور پردے بُری طرح لہرانے لگے تھے ۔ آتش دان کے پاس بیٹھی
ہوئی سارہ نے اپنے ہاتھ آگ کے الاؤ کے اور قریب کرتے ہوئے عمونہ سے کہا ۔

عمونہ ! عمونہ ! وقت گزارنے کی خاطر اپنی زندگی کا کوئی ایسا واقعہ سناؤ جس نے تمہیں
متاثر کیا ہو ۔ عمونہ نے اپنے گلاب جیسے ہونٹ کھولتے ہوئے کہا ۔ میرے سامنے کوئی
واقعہ نہیں ہے ۔ تم جانتی ہو میری زندگی ایک کھلی کتاب کی سی ہے ۔ ماں باپ کی موت کے
بعد میں نے جو زندگی کے دن گزارے ہیں ۔ وہ میری زندگی کا سرمایہ اور میری حیات کا
پونجی ہیں ۔ اس لیے کہ اس دور میں مہربان قدرت نے آقا ولید کو میرا محسن ، ہمدرد اور
بنا دیا تھا ۔ سارہ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا ۔ اب تو ولید بھائی تمہارے شوہر ہیں اور
تم انہیں آقا کہہ کر پکارتی ہو ۔ کیا تمہیں فخر نہیں کہ اب وہ تمہارے شوہر ہیں ۔

عمونہ نے رقت آمیز آواز میں کہا ۔ اب تو میں ان کی بیوی ہوں ۔ اگر میں
لونڈی ہوتی تو بھی مجھے ان کی ذات پر فخر ہوتا ۔ سارہ ! سارہ ! وہ میرے شوہر ہیں ۔ میرے
جسم ، میری جان کے مالک ہیں ۔ پھر کیوں نہ میں انہیں اپنا آقا کہہ کر پکاروں ۔ وہ میرے
تاج اور میری زیست کا ایک انمول نگینہ ہیں ۔ میں دن کے اجالوں اور رات کی تاریکیوں میں
ہر روز ہر لمحہ دعا کرتی ہوں کہ میرا رب میرے آقا ، میرے شوہر کو ملت اور مذہب کے

بلند اور سرخرو رکھے ۔ جس نہم پر وہ اور عمرو س بھائی گئے ہوئے ہیں ۔ ہمارا رب ان کی
حفاظت اور فتح مندی کا سامان پیدا کرے

عمونہ دم لینے کو رکی پھر بولتے ہوئے کہا ۔ سارہ ! سارا ! آج دن کے وقت میری
آنکھ لگ گئی تھی اور میں نے ایک حسین خواب اور ایک سنہری سپنا دیکھا تھا ۔ میں نے
دیکھا میرے آقا اور عمرو س بھائی پہاڑوں سے گھری ہوئی کسی وادی میں کھڑے ہیں اور
ان کے سامنے فرانسیسی جرنیل لوتھر کی لاش پڑی ہوئی ہے ۔ سارہ نے فوراً درمیان میں
بولتے ہوئے کہا ۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ۔ لوتھر نے جو ہماری آزادی پر شب خون مارا ہے
اس کی سزا اسے ضرور ملے گی ۔ عمونہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا ۔ سارہ ! سارہ ! عمرو س بھائی
کا سلوک تمہارے ساتھ کیسا ہے ۔ سارہ کا رنگ ایک بار سرخ ہو گیا ۔ پھر اس نے موسم
بہار کے پرندوں کی طرح چہکتے ہوئے کہا ۔ عمونہ ! عمونہ ! کیا تم جانتی ہو میدانِ جنگ میں
ایک مجاہد کے لیے اس کی سب سے عزیز شے کیا ہوتی ہے ۔ عمونہ نے فوراً جواب دیا ۔
اس کی تلوار ۔

سارہ نے کہا تو پھر سنو ! جس طرح ایک مجاہد جنگ اور رزم گاہ میں اپنی تلوار کو
عزیز جانتا ہے ۔ اسی طرح عمرو س بھی مجھے عزیز اور اپنی زندگی کا ساتھی سمجھتے ہیں ۔ انہوں
نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے میری دل شکنی ہوئی ہو ۔ عمونہ ! عمونہ ! کیا ہم دونوں
خوش قسمت نہیں ہیں کہ ہمیں ولید اور عمرو س جیسے شوہر ملے ہیں ۔ عمونہ نے جذبات میں
ڈوبی ہوئی آواز میں کہا ۔ سارہ ! میری خوشی کی کوئی انتہا اور حد نہیں ہے ۔ اگر دنیا کی ساری
دولت ، مال ، ساری دولت میری جھولی میں ڈال کر ان کے بدلے مجھ سے میرے ولید کو مانگا گیا ہوتا
تو قسم ہے مجھے اپنے پروردگار کی ، میں ہر چیز کو ٹھکرا دینے پر اپنے آقا کا ساتھ نہ چھوڑتی ۔
چاہے ان کے ساتھ مجھے جنگلوں اور ویرانوں میں ننگے سر اور برہنہ پا زندگی کیوں نہ بسر کرنا پڑتی ۔

عمونہ کہتے کہتے رک گئی کیونکہ بوڑھا احمد بھاگتا اور پکارتا ہوا کمرے کی طرف آیا تھا
عمونہ ! عمونہ بیٹی ! آقا آ گئے ۔ امیر عمرو س آ گئے ۔ عمونہ اور سارہ دونوں آتش دان کے
پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دروازے کی طرف بھاگیں ۔ انہوں نے دیکھا صحن میں سامان

سے لدی ہوئی دو خچریں کھڑی تھیں اور احمد ان کی طرف بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔ عمونہ نے بیتاب ہو کر پوچھا۔ احمد! احمد! کہاں ہیں آقا ولید اور عمروس بھائی! احمد ان کے قریب آیا اور اپنی پھولی ہوئی سانس میں کہا۔ وہ کافی دیر ہوئی شہر میں داخل ہو چکے ہیں تم دونوں بہنیں آتش دان کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ مجھے شہر میں شور سنائی دیا۔ میں جان گیا کہ ضرور کوئی غیر معمولی واقع ہے اور جب میں جنوبی دروازے کے کھلے میدان میں گیا تو اس وقت آقا اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو رہے تھے اور ان گنت لوگ اپنے ہاتھوں میں مشعلیں اٹھائے اور رزمیہ گیت گاتے ہوئے اس کا استقبال کر رہے تھے۔ میں آقا سے ملا ہوں انھوں نے مجھ سے یہ بھی پوچھا تھا کہ عمونہ کیسی ہے۔ وہ آپ کے متعلق پریشان تھے۔ پھر احمد نے سارہ سے کہا۔ امیر عمروس بھی ٹھیک ہیں۔ وہ بھی تمہارا پوچھ رہے تھے، اور ہاں ———

عمونہ نے درمیان میں بولتے ہوئے پوچھا۔ احمد! احمد! باقی باتیں بعد میں ہوں گی پہلے یہ بتاؤ جیولوس، ماریا اور لوتھر کے ساتھ آقا کی جنگ کا کیا ہوا؟ احمد نے فخریہ انداز میں آقا نے جیولوس ماریا اور لوتھر کو عبرت ناک شکست دی ہے۔ دشمن کے صرف چند سپاہی میدان جنگ سے بچے ہیں جو اللب ندی میں کود کر فتالیہ کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ ان بھاگنے والوں میں جیولوس ماریا اور اس کا ایک جرنیل پولس بھی شامل ہیں اور سنو بیٹی! لوتھر کو آقا نے زندہ گرفتار کر لیا تھا اور اس کا سر کاٹ دیا۔

عمونہ نے بڑی بے تابی سے کہا۔ بابا! بابا! میرا خواب سچا ہوا بابا! احمد نے بڑے پیار سے پوچھا۔ تم نے کیا خواب دیکھا تھا بیٹی! ——— احمد چچا! آج دن کے وقت جب میری آنکھ لگ گئی تو میں نے لوتھر کو آقا ولید اور عمروس بھائی کے سامنے خون میں لت پت دیکھا تھا۔ میرا خواب سچا نکلا بابا! احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم ٹھیک کہتی ہو بیٹی! پہلے تم صحن میں کھڑی ان دونوں خچروں کا سامان اتار کر سنبھال لو۔ یہ خچریں بیت المال کی ہیں اور میں ابھی انہیں واپس لے کر جاؤں گا۔ تم دونوں بہنیں جس خچر کا چاہے سامان لے لو۔ دونوں پر ایک جیسی چیزیں لدی ہوئی ہیں۔ یہ مالِ غنیمت کا وہ حصّہ ہے جو آقا ولید اور امیر عمروس کے حصّہ میں آیا ہے۔ جنگ میں حصّہ لینے والے ہر سپاہی کو اسی قدر سامان ملا ہے

آقا اور امیر کے حصّے میں آیا ہے۔ اس کے علاوہ جو مال، نقدی اور خوراک سرکاری بیت المال کے لیے آیا ہے۔ شہر کے جنوبی دروازے کے سامنے کھلے میدان کے اندر اس سامان کے انبار لگے ہوئے ہیں اور وہ بیت المال میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ تم دونوں بہنیں جلدی یہ خچریں خالی کر دو تاکہ میں انہیں واپس لے جاؤں۔ آقا اور امیر بھی تھوڑی دیر تک فارغ ہو کر پھر آ جائیں گے۔

عمونہ اور سارہ آگے بڑھیں اور ایک ایک خچر سے سامان اتار اتار کر وہ اپنے کمرے کی طرف لے جانے لگی تھی۔ جب دونو خچریں خالی ہو گئیں تو احمد انہیں لے کر چلا گیا۔ عمونہ نے سارا سامان اسی کمرے میں ڈھیر کر دیا تھا جو ولید کی خواب گاہ تھا اور جہاں سارہ کے ساتھ تھوڑی دیر قبل تک آتش دان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ عمونہ نے بکھرے سامان کا جائزہ لیا۔ اس میں کھانے پینے کی خشک اشیاء کے علاوہ شہد، گھی کے مشکیزے، کپڑا، نقدی کی تھیلی اور دیگر کئی قسم کا سامان تھا۔ عمونہ نے سارا سامان ترتیب سے کمرے کے ایک کونے میں رکھ دیا۔ خود وہ تقریباً بھاگتی ہوئی باورچی خانے میں داخل ہوئی، آگ روشن کی اور ولید کے لیے کھانا تیار کرنے لگی تھی۔

باورچی خانے سے نکل کر عمونہ کمرے کی طرف گئی تھی کہ اُسے بیرونی دروازے کے قریب کھٹکا سنائی دیا۔ وہ بھاگ کر کمرے میں داخل ہو گئی اور دروازے کی اوٹ میں ہو کر دیکھنے لگی ولید، عمروس اور احمد حویلی میں داخل ہوئے تھے۔ احمد دونوں کے گھوڑے لے کر اصطبل کی طرف چلا گیا۔ عمروس عمارت کے اس حصّے کی طرف بڑھ گیا۔ جو اس کے تصرف میں تھا۔ جہاں سارہ بیتابی سے اس کا انتظار کر رہی تھی ولید اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں عمونہ تھی۔ ولید کو اُدھر آتے دیکھ کر عمونہ کی سانس پھول گئی تھی۔ گو وہ اس کی بیوی تھی۔ پھر بھی ولید نے ابھی تک اس کے ساتھ میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی کی ابتداء تو نہ کی تھی۔ عمونہ دروازے کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ باورچی خانے کے سامنے سے گزرتے ہوئے ولید نے دیکھا وہاں آگ روشن تھی اور چولہے پر ایک برتن میں پانی رکھا ہوا تھا۔ ولید کمرے میں داخل ہوا اور بڑے پیار سے اس نے پکارا۔ عمونہ! عمونہ! عمونہ نے کوئی جواب نہ دیا۔

اور اس کی سانس اور زیادہ پھولتی رہی۔ ولید نے پھر پکارا۔ عمونہ! عمونہ! کہاں ہو؟ کیا تم میری پکار کا جواب دینا پسند نہیں کرتی۔ عمونہ نے ساری گھبراہٹ اور حجاب ایک طرف پھینک دیا۔ اب وہ ولید کی بیوی جو تھی اور پھر وہ اُسے پیار سے پکار رہا تھا۔

دروازے کی اوٹ سے نکل کر عمونہ بھاگی اور بُری طرح ولید سے لپٹتے ہوئے کہا۔ میرے آقا! یہ آپ نے کیا کہہ دیا۔ عمونہ اور آپ کی پکار کا جواب نہ دے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ واللہ آپ کی خاطر تو میں بھڑکتی آگ اور چڑھتے اُمڈتے طوفانوں میں بھی کود جاؤں۔ ولید نے عمونہ کے حریری اور ریشمی شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ تم کیسی ہو عمونہ! عمونہ نے پیار سے کہا۔ میرے آقا! جب آپ میرے سامنے ہیں تو مجھے کوئی دُکھ، کوئی غم نہیں ہے۔ ولید کا ہاتھ پکڑ کر عمونہ نے اسے پلنگ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ آپ یہاں بیٹھیے میں ابھی آئی۔

عمونہ بھاگ کر باورچی خانہ سے گرم پانی کا برتن، ایک خالی طشت اور دھنی ہوئی روئی اُٹھا لائی۔ ساری چیزیں اس نے پلنگ کے قریب رکھ دیں اور وہ ولید کے جوتے اُتارنے لگی تھی۔ ولید نے فوراً اس کے گداز اور سُرخ ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ رہنے دو عمونہ! میں خود کھولوں گا۔ عمونہ نے ولید کے ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔ نہیں میرے آقا! آپ کی خدمت کرنا میری سعادت ہے اور میں جانتی ہوں آپ مجھے اس سعادت اور ایک بیوی کے فرض سے محروم نہ کریں گے۔ ولید خاموش ہو گیا۔ عمونہ نے ولید کے جُوتے اُتارے۔ پھر پاؤں کے نیچے اس نے طشت رکھا اور نیم گرم پانی میں وہ روئی بھگو کر ولید کے پاؤں دھونے لگی تھی۔ ولید کے پاؤں اچھی طرح صاف کرنے اور تھوڑی دیر تک اُنہیں ٹکور کرنے، سینکنے اور ہاتھ منہ دُھلانے کے بعد عمونہ نے انگوچھے سے صاف کیے اور اپنی چہکتی آواز میں ولید سے کہا۔ آپ اب پاؤں اُوپر کر لیجیے۔

ولید نے چُپ چاپ پاؤں اُوپر کر لیے۔ عمونہ اُٹھ کر دوسرے کمرے میں گئی اور ولید کے لیے ایک نیا لباس اور چمڑے کے ہلکے جُوتے اُٹھا لائی۔ جُوتے اس نے پلنگ کے پاس رکھ دیئے اور لباس ولید کو دکھاتے ہوئے کہا۔ یہ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کے لیے سیا ہے۔ میں نے بار سلونہ کے بازار سے آپ کے لیے یہ کپڑا خریدا تھا۔ ولید نے دیکھا۔ وہ سردیوں

میں پہننے کے لیے خوب موٹا اور قیمتی کپڑا تھا جسے عمونہ نے بڑے سلیقے کے ساتھ سیا تھا۔ وہ لباس عمونہ نے ولید کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ آپ لباس تبدیل کیجیے۔ اتنی دیر تک میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں۔ عمونہ باہر نکل گئی اور ولید اپنا جنگی لباس اُتار کر دوسرے کپڑے پہننے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمونہ اندر آئی۔ کھانے کے برتن اس نے ایک طشت میں سجا رکھے تھے۔ اتنی دیر تک ولید لباس بدل چکا تھا۔ عمونہ نے کھانا اس کے سامنے پلنگ پر رکھا۔ پھر وہ ولید کا اُتارا ہوا لباس، اس کی زرہ، تلوار اور ڈھال اُٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گئی تھی۔ ولید نے کھانے کا جائزہ لیا۔ چھوٹی چھوٹی اور پتلی پتلی چپاتیاں کانسی کے ایک تھال میں رومال میں لپیٹ کر رکھی ہوئی تھیں۔ ایک کٹورے میں گوشت دوسرے میں خرمے کی کھیر، تیسرے میں پنیر اور چوتھے میں خشک پھل تھے۔ ولید اس قدر چیزیں اپنے سامنے سلیقے، قرینے اور صفائی کے ساتھ دیکھ کر مسکرا اُٹھا تھا۔ ابھی تک اس نے کھانے کی ایک چیز کو بھی ہاتھ نہ لگایا تھا۔ شاید وہ عمونہ کا انتظار کر رہا تھا۔ اتنے میں عمونہ دوسرے کمرے سے نکلی اور ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔ آپ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں، کھانا کیوں نہیں کھا رہے۔

ولید نے بڑی سادگی سے کہا۔ تم بھی تو آؤ نا۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ عمونہ اس سے قریب ہوتی ہوئی بولی۔ پر میں تو کھا چکی ہوں۔ یہ تو صرف آپ کے لیے ہے۔ ولید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو پھر اُٹھا لو۔ میں نہیں کھاؤں گا۔ عمونہ نے بکھری ہوئی آواز میں کہا لیکن کیوں اُٹھا لوں۔ آپ کھاتے کیوں نہیں ہیں۔ ولید نے غور سے عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جب تک تم میرے ساتھ بیٹھ کر نہ کھاؤ گی میں بھی کھانے کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ ساری عمر اکیلا بیٹھ کر ہی کھاتا رہا ہوں۔ آج جب قدرت مجھے تمہیں میاں بیوی کے رشتے میں ایک جگہ کر چکی ہے تو میں کیوں نہ اس نعمت، اس انعام سے فائدہ اُٹھاؤں۔ عمونہ کے لبوں پر گہری خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے منہ سے کچھ نہ کہا، جُوتے اُتار کر وہ ولید کے سامنے پلنگ پر بیٹھ گئی اور دونوں میاں بیوی کھانا

کھانے لگے تھے ۔

دو ماہ خاموشی سے گزر گئے تھے ۔ اس دوران میں فردلندہ یا فرانسیسیوں کی طرف سے کوئی شرارت نہ ہوئی تھی اور ولید عمورنہ کے ساتھ پُرسکون گھریلو زندگی بسر کرتا رہا ۔ اس عرصے میں وہ اپنی جنگی تیاریوں کی طرف سے ایک پل کے لیے غافل نہ ہوا تھا ۔ جنوبی ہسپانیہ کے اپنے آقاؤں کے تشدد اور مالکانِ اراضی کے مظالم سے تنگ آئے ہوئے غلام جوق در جوق اس کے پاس جمع ہونے لگے تھے اور وہ انہیں اپنے لشکر میں جمع کرنے لگا تھا ۔ یہ سب سچے مسلمان اور پختہ کار مجاہد تھے ۔ حرہ اور سویدا کے سامنے ایک وسیع میدان کو ہموار کر کے جو تربیت گاہ بنائی گئی تھی اور جہاں لشکر کے کچھ حصے کی رہائش کے لیے خیمے نصب کیے گئے تھے ۔ وہاں اب پتھر کی پختہ عمارتیں کھڑی کر دی گئی تھیں ۔ اس کے علاوہ حرہ شہر کے وسط میں ایک وسیع حویلی کے اندر ایک فلاحی ادارہ قائم کیا گیا تھا جس میں دونوں شہروں کے بے سہارا اور بے آسرا لوگ رہتے تھے اور انتظامیہ کی طرف سے ان کے سارے اخراجات پورے کیے جاتے تھے ۔

تمام قبائل کے مشائخ اور عمائدین پر مشتمل ایک مسجد شوریٰ مقرر کی گئی تھی جو حکومت کا سارا انتظام سنبھالتی تھی ۔ ولید کی حیثیت ایک سپہ سالار کی سی تھی اور وہ ہر معاملے اور ہر فیصلے میں شوریٰ کے آگے جواب دہ تھا ۔ تاہم شوریٰ کے تمام ارکان اس کا احترام کرتے تھے اور کسی نے کبھی اس کے فیصلے سے اختلاف نہ کیا تھا ۔ شوریٰ کے اراکین اسے اپنا حکمران ضرور تسلیم کرتے تھے پر آمر نہیں ۔

ایک روز شہر کے باہر تربیت کے کھلے میدان میں ولید پتھریلی زمین پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے دائیں بائیں عمروس اور ناطور بیٹھے ہوئے تھے اور ارد گرد کئی ایک چھوٹے جرنیل زمین پر بیٹھے ستا رہے تھے ۔ اصل میں وہ تربیت کے اوقات میں وقفے اور آرام کا وقت تھا اور زیرِ تربیت لشکر بھی میدان کے کناروں پر پھیلا ہوا آرام کر رہا تھا ۔ ولید کے سامنے نئے تیروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا جنہیں وہ اُٹھا اُٹھا کر ان کی پختگی اور مضبوطی

کا جائزہ لے رہا تھا ۔ وہ اپنا پورا جنگی لباس پہنے ہوئے تھا اور سر سے آہنی خود اُتار کر اس نے اپنے سامنے دائیں طرف رکھا ہوا تھا ۔ اتنے میں جنوب کی طرف سے ذرا فاصلے پر ایک گھوڑ سوار آتا دکھائی دیا اور تیز ہوا میں اس کی عربوں جیسی سفید عبا پھڑپھڑا رہی تھی ۔ وہ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا آ رہا تھا ۔ تربیت گاہ کے قریب آ کر وہ سوار رُکا ۔ گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے اس نے لشکر کے ایک سپاہی سے کچھ پوچھا اور دوبارہ گھوڑے کا رُخ موڑ کر اس نے اس طرف اس کو ایڑ لگا دی تھی جس جانب ولید، عمروس اور ناطور بیٹھے ہوئے تھے ۔

ولید نے ابھی تک اس سوار کو نہ دیکھا تھا ۔ وہ اسی طرح تیروں کو اُلٹ پلٹ کر دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے عمروس کو مخاطب کر کے کہا ۔ عمروس ! جس آہنگر نے یہ تیر بنائے ہیں وہ اپنے فن کا ماہر ہے ۔ یہ تیر نہایت مناسب اور کڑے ہیں ۔ ان کی نوک تیز اور وزنی ہے اور اس کے پَر دبے دبے سے ہیں ۔ یہ جس قسم کی بھی کمان سے چھوڑے جائیں دور تک مار کر سکتے ہیں ۔ تیروں کے اس صناع کو ساری سرکاری بھٹیوں کا منتظم بنا دو اور اس سے کہو ہر بھٹی میں ایسے تیر بننا چاہئیں ۔ عمروس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔ یا امیر ! یہ صناع طلیطلہ کا رہنے والا ہے ۔ اور چند ہفتے ہوئے یہاں آیا ہے ۔ مجھ سے اس نے ملاقات کی اور میں نے اسے ایک بھٹی پر لگا دیا ۔ اس کا روزینہ بھی میں نے معقول مقرر کیا ہے ۔ یہ صرف ایک آہنگر اور صناع ہی نہیں ایک جیّد عالمِ دین بھی ہے ۔ طلیطلہ میں اس کا شمار شہر کے متمول لوگوں میں سے تھا لیکن وہ صرف ایک جذبے کے تحت یہاں آیا ہے ۔ کہہ رہا تھا ۔ طلیطلہ اور دوسرے شہروں میں ان لوگوں کے لیے فضا سازگار نہیں رہی جو اپنے مذہب و ملت کے لیے کچھ کرنا چاہیں ۔ وہ صرف تیر ہی نہیں ، تلوار ۔ ڈھال ۔ زرہ ۔ خود اور نیزے کا عمدہ کاریگر ہے ۔ ولید نے متاثر ہوتے ہوئے کہا اس کا نام کیا ہے ۔ کبھی میری اس سے ملاقات کراؤ اس لیے کہ میں ——

ولید کہتے کہتے رُک گیا ۔ کیونکہ وہ عرب سوار جو جنوب کی طرف سے اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا تھا اب اپنے گھوڑے سے اُتر کر ولید کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا ۔ اس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا —— ولید کے دیکھتے ہی

دیکھتے اس سوار نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ وہ اس پُر اسرار لشکر کا وہی جوان تھا جو اپنے پچاس ساتھیوں کے ساتھ پہاڑی کی چوٹی پر ولید سے مال غنیمت کا حصّہ لینے آیا تھا۔ سوار نے مسکراتے ہوئے ولید سے کہا۔

یا امیر! میرا نام زبیر ہے کیا آپ نے مجھے پہچانا ہے۔ ولید اٹھا اور اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ہاں میں تمہیں پہچان چکا ہوں۔ تمہارا تعلق جبل اشارات کے پُر اسرار لشکر سے ہے اور تم ہی مجھ سے غنیمت کا مال لے کر گئے تھے۔ عمرو بن ورناطو نے بھی اُٹھ کر بڑی گرم جوشی کے ساتھ زبیر سے مصافحہ کیا۔ چاروں ننگی اور پتھریلی زمین پر بیٹھ گئے اور ولید نے زبیر سے پوچھا۔ کیا تم کسی ضرورت کے تحت یہاں آئے ہو۔ زبیر فوراً سنجیدہ ہو گیا۔ اس کی گردن جھک سی گئی اور اداس لہجے میں اس نے کہا۔

یا امیر! ہم جبل اشارات کی غاروں کے اندر رہتے ہیں۔ پہلے ہم رسّیاں اور بورے بُن کر طلیطلہ کے بازاروں میں بیچتے تھے اور اپنی گزر بسر کرتے تھے۔ اب ہماری تعداد زیادہ ہو گئی ہے اور یہ ذریعہ معاش ہمارے جنگ اور امن کے اخراجات پورے نہیں کر سکتا۔ ولید نے بڑے نرم اور خوش کُن لہجے میں پوچھا۔ کیا تم لوگوں کو کسی مدد کی ضرورت ہے۔ زبیر نے ملتجی ہو کر کہا۔ یا امیر! ہم آپ سے مدد نہیں ایک اجازت نامہ چاہتے ہیں۔ ولید نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ کیسا اجازت نامہ؟

زبیر نے کچھ سوچا پھر وہ کہہ رہا تھا۔ یا امیر! آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم جبل اشارات کے درمیان ویں کہیں جو وسیع اور ہموار میدان ہیں ان پر کھیتی باڑی کر کے اپنے لیے نیا اکی زمن سے رزق حاصل کریں۔ اس کے علاوہ ہم سب رضا کار ہیں اور اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے دُور ہیں۔ ہم انہیں بھی جبل اشارات لانا چاہتے ہیں کہ وہ کھیتی باڑی میں ہماری مدد کر سکیں۔ ولید سر جھکائے سنتا رہا اور زبیر کہتا رہا۔ امیر! اگر آپ کو اندیشہ ہو کہ ہم آنے والے دَور کے کسی حصّہ میں آپ کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں تو آپ ہمیں جبل اشارات نہ سہی اللب ندی کے کنارے کے کوہستان کے اندر آباد ہونے کی اجازت دے دیں۔ یہ وہ راستہ ہے جہاں سے لیون اور قشتالیہ

کے عیسائی حکمران مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ہم اپنی قوم و ملت کی خاطر اس پُر خطر راستے میں بھی دشمن کے سامنے ایک دیوار اور چٹان بن کر کھڑے رہیں گے۔

ولید نے آہستہ آہستہ اپنا سر اُوپر اُٹھاتے ہوئے کہا۔ مجھے تم سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں، تم لوگ خوب پھلو پھُولو، ترقی کرو اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف اور زیادہ سرگرم ہو جاؤ۔ اپنے سالار سے جا کر کہنا جبل اشارات کے میدان تو ایک طرف اگر تم لوگ اپنی گزر بسر کے لیے حرہ اور سوید کے گرد پھیلے ہوئے وسیع، زرخیز اور زیر کاشت میدان مانگو تو بھی میں انکار نہ کروں گا۔ اپنے سالار سے کہنا کہ عنقریب کسی وقت میں جبل اشارات میں آؤں گا اور تم لوگوں کی حالت بہتر بنانے کے لیے اپنے ساتھ بہت کچھ لے کر آؤں گا۔ میں تم لوگوں کو کسمپرسی اور عزلت نشینی کی زندگی بسر کرنے کے لیے تنہا نہ چھوڑوں گا۔ تم لوگ اگر جنگ میں میرا ساتھ دے سکتے ہو تو میں امن میں تم لوگوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھوں گا۔ جاؤ میری طرف سے تم لوگوں کو اجازت ہے۔ جبل اشارات کے چشموں سے فائدہ اُٹھاؤ اور وہاں کے وسیع میدانوں میں کھیتی باڑی کرو اور اپنے لیے ایک نئی، پُر سکون اور خوشحال زندگی کی ابتدا کرو۔ زبیر اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

یا امیر! قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے زمین و آسمان کی صناعی کی ہمیں آپ سے ایسی ہی اُمید تھی۔ اب مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے سالار اور ساتھیوں سے جا کر یہ خوشخبری کہوں کہ ہسپانیہ میں ہم تنہا نہیں ہیں کسی کا دستِ شفقت ہمارے سر پر ہے اور اس سرزمین کے اندر اب ہمیں زندہ رہنے کا حق ہے۔

زبیر رُکا پھر وہ پانی سے باہر سمندری مچھلی کی سی تڑپ کے انداز میں کہہ رہا تھا۔ یا امیر! اب ہم غاروں میں گُم روشنی کی طرح گھٹ گھٹ کر زندگی بسر نہ کریں گے۔ اپنی پوری توانائی سے اب ہم ایک نئے انداز میں مصروفِ جہد ہوں گے۔ آپ نے ہماری تدبیروں کو فولاد اور ہماری سوچوں کو عظمت کا اعزاز بخشا ہے۔ اب ہم اپنی بے بسی سے دشمن کا چہرہ چمکنے نہ دیں گے۔ بڑی خوشی اور تمنّا کے ساتھ ہم آپ کے

سے جانیں قربان کریں گے اور آپ کے ساتھ مل کر ہسپانیہ میں سچ کا سورج طلوع کریں گے۔ یا امیر! آپ کے ساتھ اتحاد میں اور عزم میں ہم آپ کا ابدی سہارا اور آپ کے لیے ہم مہیب سپاہی بنیں گے۔ ولید بڑے غور سے زبیر کی باتیں سنتا رہا اور بڑی چاہت سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ زبیر نے باری باری ولید، عمروس اور ناطور سے مصافحہ کیا پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر جنوب کے رخ پر سرپٹ دوڑا رہا تھا۔

تربیت گاہ میں دن بھر کی مشقت کے بعد ولید اور عمروس حرہ میں داخل ہوئے وہ اپنے گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کے پیچھے ناطور بن بدر تھا۔ جب کہ وہ لشکر جسے وہ دن بھر تربیت دیتے رہے تھے ذرا فاصلے پر ان تینوں کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ جب وہ اپنے فوجی مستقر میں داخل ہوئے تو عمروس نے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا آپ اس صناع سے ملیں گے جس کے بنائے ہوئے تیر آج آپ کو دکھائے گئے تھے اور جس سے ملنے کی آپ نے خواہش کی تھی۔

ولید نے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ہاں میں اس سے ضرور ملوں گا۔ وہ کس بھٹی پر کام کر رہا تھا۔ عمروس نے ہاتھ سے دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ تو پھر اس طرف آئیے۔ وہ مستقر کی دائیں طرف جو بھٹیاں ہیں۔ ان میں سے ایک پر کام کرتا ہے۔ ولید نے مڑ کر ناطور سے کہا۔ ناطور! سپاہیوں سے کہو اب وہ آرام کریں تم بھی گھر جاؤ۔ ہم دونوں بھی اس صناع سے مل کر گھر چلے جائیں گے۔

ناطور واپس مڑ کر لشکر کو احکام جاری کرنے لگا۔ ولید اور عمروس آگے بڑھ گئے تھے۔ سپاہیوں کی رہائش کے لیے بنی ہوئی لمبی لمبی پتھر کی عمارتوں کے بیچوں بیچ گزرتے ہوئے وہ اس جانب بڑھے جہاں دفاع کا سامان تیار کرنے والی بھٹیوں کا ایک طویل سلسلہ تھا۔

ایک بھٹی کے سامنے عمروس نے گھوڑا روکا اور نیچے اتر گیا۔ ولید بھی اپنے گھوڑے سے کود گیا تھا اور دونوں ایک بھٹی کے اندر داخل ہوئے۔ اندر ایک بوڑھا بھٹی میں قمیض اور جھکی کمر کے ساتھ بھٹی پر بیٹھا کام کر رہا تھا۔ اس نے کچھ لوہے بھٹی میں ڈال رکھے

تھے اور دھونکنی سے وہ آگ کو ہوا دے رہا تھا۔ اس کے ارد گرد پانچ نوجوان جن کے کڑے جسم اور بازو کی سڈول مچھلیاں ان کی جوانمردی اور محنت شاقہ کا پتہ دیتی تھیں مختلف کاموں میں مصروف تھے۔ ان میں سے ایک بھٹی میں رکھنے کے لیے لکڑیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ رہا تھا۔ جب کہ دیگر چار لوہے کی آہرنوں پر وزنی ہتھوڑوں کے ساتھ گرم سرخ لوہے کے ٹکڑوں کو لمبا کر کے تلواروں کی شکل دے رہے تھے۔

ولید اور عمروس کو دیکھتے ہی وہ بوڑھا کھڑا ہو گیا۔ ولید نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ آپ بیٹھے رہئیے۔ آپ جیسے عظیم انسان کی صحبت بھی ایک سعادت اور انعام ہے۔ بوڑھے نے بڑی عاجزی سے کہا۔ میں اس قابل کہاں کہ آپ جیسے جرنیل اور سرفروش کے لیے سعادت کا باعث بنوں۔ عمروس نے ولید سے کہا۔ یا امیر! یہ وہی صناع ہیں جن کے بنائے ہوئے تیروں کی آپ نے تعریف کی ان کا نام حسان بن یوسف ہے۔

بوڑھے حسان نے پھر خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ میں طلیطلہ سے ایک مقصد لے کر نکلا تھا۔ یہاں آ کر جب مجھے بھٹی پر کام مل گیا تو میں اپنے لیے ایک نعمت جانا لیکن آج آپ جیسے جرنیل کو اپنے سامنے دیکھ کر اور آپ سے گفتگو کر کے میں یوں محسوس کر رہا ہوں گویا میں ایک جست میں کمند پھینک کر کائنات کی ان نیلی اور لامحدود فضاؤں پر سوار ہو گیا ہوں۔

ولید نے بڑی ہمدردی سے حسان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ آپ نے یہ فن کہاں سے سیکھا۔ بوڑھا حسان فوراً سنجیدہ ہو گیا اور تکلیف دہ احساس میں اس نے کہا۔ میرے آقا! ہسپانیہ میں صناعوں کی کمی اور کاریگروں کا قحط نہیں ہے۔ مسلم قوم خود ہی غفلت اور طوائف الملوکی کا شکار ہو چکی ہے۔ ورنہ ہسپانیہ میں کون سا ہنر اور فن نہ تھا۔ طلیطلہ ڈھالیں، تلوار، نیزہ، زرہ، تیر کمان اور خود بنانے والے صناعوں سے بھرا ہوا تھا۔ اشبیلیہ میں جنگی جہاز اور کشتیاں بنتی تھیں۔ غرناطہ ریشمی مصنوعات کی نفاست اور عمدگی میں اپنا جواب آپ تھا مالقہ میں ریشمی کپڑے، زربفت، تمامی اور طراز کے کاریگر تھے۔ باجہ میں چمڑا صاف کرنے اور

رنگنے کی صنعت تھی ۔ مرسیہ میں زری اور قالین کا کام تھا ۔ مدینہ شذونہ میں کالی مٹی کے برتنوں اور بطلیوس میں کوزہ گری اور لکڑی کا کام کرنے کے ماہر تھے ۔ اقفت میں عمدہ بوریئے اور نمدے ۔ المریہ میں تجارتی جہاز اور اشبونہ میں سونا نکال کر صاف کرنے کی صنعت تھی ۔ اس کے علاوہ سرقسطہ کی پوستین اور دوانیہ میں خوب صورت اور روغنی برتن تیار ہوا کرتے تھے ۔ حسان رُکا پھر وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا ۔ میرے آقا ! ہسپانیہ کے مسلمانوں کے پاس کیا نہیں ہے ۔ اب بھی اِن سارے شہروں میں عمدہ سے عمدہ کاریگر موجود ہیں ۔ لیکن ہائے حیف کوئی ان سے کام لینے والا نہیں ہے ۔ میں خوش قسمت ہوں کہ گھٹن اور مایوسی کے ماحول سے نکل کر ایسی جگہ آگیا ہوں جہاں سعی ، جہد ، جستجو ، کشمکش اور قدر دانی ہے ۔

حسان خاموش ہوا تو ولید نے کہا ۔ کیا آپ کی طرح آپ کے لڑکے بھی اس فن میں یکتا نہیں ہیں ۔ حسان نے بجھی بجھی آواز اور بکھرے ہوئے لہجے میں کہا ۔ یا امیر ! میری پہلی بیوی بانجھ تھی اور چالیس برس کی عمر میں مرگئی تھی ۔ دوسری شادی میں نے عمر کے آخری حصّے میں کی تھی اس بیوی سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے ۔ ابھی تینوں ہی نابالغ ہیں اور اس قابل نہیں ہیں کہ زندگی کے میدان میں میرا ہاتھ بٹا سکیں ۔ ولید نے عمروس کو مخاطب کر کے کہا ۔ عمروس ! حسان کی اُجرت میں ایک درہم روزانہ کا اضافہ کر دو ۔ تاکہ یہ اپنے بچوں کے ساتھ ایک خوش حال اور پُرسکون زندگی بسر کر سکے ۔

حسان ولید کو مشکور نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا ۔ ولید اور عمروس دونوں باہر نکلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آہستہ آہستہ اپنی حویلی کی طرف بڑھنے لگے ۔ شہر کے لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر بڑی عقیدت اور شوق سے دونوں کو دیکھ رہے تھے ۔ دونوں جب حویلی میں داخل ہوئے تو احمد بھاگتا ہوا آیا اور دونوں کے گھوڑوں کو پکڑ کر وہ اصطبل کی طرف لے گیا تھا ۔ ولید جونہی حویلی کے اپنے حصّے کی طرف گیا ۔ باورچی خانے سے عمونہ نکلی اور پریشان لہجے میں اس نے پوچھا ۔ آج آپ نے اتنی دیر کر دی پہلے تو آپ اس وقت تک گھر آچکے ہوتے تھے ۔ ولید نے سر سے خود اُتارتے ہوئے کہا ۔ آج ایک بھٹی دیکھنے چلا گیا تھا ۔ اس لیے دیر ہوگئی ۔ مجھے خبر ہے تمہیں کوفت ہوئی ہوگی ۔ اس لیے کہ میرے آنے کا وقت ہو چکا تھا اور تم

…تظار کر رہی ہوگی ۔ اگر میں کسی مہم پر باہر چلا گیا ہوتا تو پھر تم کیا کرتی ۔ عمونہ نے مسکراتے ہوئے …ا ۔ پھر میں مطمئن ہو جاتی کہ آپ باہر گئے ہوئے ہیں اور دن رات آپ کی کامیابی اور واپسی کی دُعائیں مانگتی رہتی لیکن جب آپ یہیں ہوں پھر تو مجھے بے چینی ہوتی ہے نا ۔

ولید پیار سے عمونہ کو دیکھنے لگا ۔ عمونہ آگے بڑھی ۔ ولید سے اس نے خود لے لیا …ر اپنے نرم ، گداز اور ریشمی ہاتھ میں ولید کا ہاتھ لے کر وہ اسے کمرے میں لے گئی تھی ۔ اندر …تش دان میں آگ روشن تھی ۔ عمونہ نے ولید کو پلنگ پر بٹھا کر خود اس کے جوتے اُتارے اس …جنگی لباس تبدیل کیا ۔ پھر وہ دوسرے کمرے سے ایک نیا انگرکھا لے آئی اور اسے ولید …ے کندھے پر رکھتے ہوئے اس نے کہا ۔ آپ تھکے ہوئے ہیں پہلے اُٹھ کر نہالیں ۔ میں نے …ی گرم کر رکھا ہے ۔ ساری تھکاوٹ جاتی رہے گی ۔

ولید نے بچّوں کی سی ضد میں کہا ۔ نہا تو میں لوں گا ہی پر مجھے بھوک بہت لگی …ے ۔ آج پکایا کیا ہے ۔ عمونہ نے مسکرا کر کہا ۔ ایک تو مچھلی پکی ہے ۔ احمد نے بازار سے لا …ی تھی ۔ دوسرے آج آپ کے لیے میں نے انگور کے شیرے میں خرما کی کھیر پکائی ہے ۔ ولید …ے بیتاب ہو کر کہا تو پھر لاؤ کھائیں ۔ عمونہ ہنس کر دوہری ہوتی ہوئی بولی ۔ آپ پہلے نہا تو …ں ۔ ولید چُپ چاپ نہانے کے لیے کمرے سے باہر نکل گیا اور عمونہ آتش دان کے پاس …انا لگانے لگی تھی ۔

قبائے شب خوب پھیل گئی تھی ۔ چاند اپنی پوری آب و تاب سے نمودار ہوا تھا اور …ین کے ننگے جسم کو اپنی چاندنی میں نہلا گیا تھا ۔ رات کی ہر لحظہ گہری ہوتی ہوئی خاموشی میں ستّر …ے قریب مسلح سپاہی سامان سے لدی ہوئی خچروں اور گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے آگے بڑھ رہے …ے ۔ سامان سے لدے ہوئے ان جانوروں کے آگے آگے ولید اور عمروس تھے اور ان کا رُخ …ل اشارات کی طرف تھا ۔ شاید وہ اس پُر اسرار لشکر کے لیے کچھ سامان لے کر آئے تھے ۔ پہاڑ …ے ایک چھوٹے سلسلے کو عبور کرنے کے بعد وہ اس میدان میں داخل ہوئے جس کے اندر ایک …پہلے بھی انہوں نے اس لشکر کو مالِ غنیمت دیا تھا ۔ دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان یہ …سا طویل میدان تھا جس کے اندر چھوٹا سا ایک نالہ تھا جس میں چشموں کا شفاف پانی بہتا تھا ۔

سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا مغرب سے مشرق کی طرف چلا گیا تھا ۔ رات خاموش تھی، سر زمین
پر موت کا سناٹا تھا اور بڑی بڑی چٹانیں چاندنی میں چمک رہی تھیں ۔ پہاڑوں کی بلند
اور اونچی چوٹیاں رات اور چاندنی میں یوں چپ اور اداس کھڑی تھیں جیسے کوئی
ساحل سمندر پر اپنے آنسوؤں سے ریت بھگوتے بھگوتے تھک ہار گئی ہو ۔ مختلف پرندوں
کے غول کے غول اپنی مختلف آوازوں میں آزادی، امن اور قدرت کی وحدانیت
عظمت کے گیت گاتے ہوئے رات بسر کرنے کی خاطر مشرق کی سمت درختوں کے جھنڈ
طرف جا رہے تھے ۔ یوں لگتا تھا راتوں کے پروردہ اور امن کے وہ پرندے اپنے خوابوں
کی تعبیر کی تلاش میں نیلی فضاؤں کا سینہ چیرنے کو نکل پڑے ہوں یا ——— قرب کے
کے حصول کے بعد وہ چونچیں کھولے اپنی رگِ جان سے اپنے خالق کا شکریہ ادا کرتے ہوئے
کسی ان جانی سر زمین اور کسی ان دیکھی وادی کی طرف نکل کھڑے ہوں ۔

ولید اور عمروس نے چاندرات میں پارے کی طرح چمکتے ہوئے اس نالے کو عبور
کیا پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو اس پگڈنڈی اور غبار آلود پگ ڈنڈی پر ڈال رہا تھا جو بل
کھاتی ہوئی مشرقی پہاڑی سلسلے کے اوپر جاتی تھی ۔ ان کے سپاہی بھی سامان سے لدے
جانوروں کو ہانکتے ہوئے ان کے پیچھے آ رہے تھے ۔ پہاڑ کے اوپر جا کر ولید نے گھوڑے پر
بیٹھے ہی بیٹھے مشرق کی طرف منہ کیا پھر زور سے چلاتے ہوئے اس نے پکارا ۔

ہسپانیہ کے فرزندو! میرے پُراسرار اور باجبروت ساتھیو! میری طرف آؤ
کہ میں ولید بن ہشام ہوں اور تمہارے لیے کچھ سامان لے کر آیا ہوں ۔ فضا کے اندر اس
کی آواز تیز بازگشت کے ساتھ دور دور تک بکھر گئی تھی ۔ مغربی ویرانوں میں ایک آواز
بلند ہوئی ۔ اے امیر! رات کے اس اجاڑپن اور جبل اشارات کے ان دیو لاخوں میں ہم
آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں ۔ اے ہمارے آقا! ہمارے آدمی ابھی آپ کی طرف آتے
ہیں ۔ ولید پہچان گیا یہ اس لشکر کے نائب سالار کی آواز تھی ۔

تھوڑی ہی دیر بعد فضا میں گھوڑوں کی ٹاپوں اور ہنہناہٹ کی تیز آوازیں
سنائی دیں اور مشرق کی طرف فضا کے اندر تیرتی ہوئی چند مشعلیں بھی دکھائی دی تھیں۔

پھر ٹاپوں کی آواز بڑھتی گئی ۔ حتیٰ کہ چند سوار جن کے آگے آگے زبیر تھا ولید اور عمروس کے
سامنے آ کھڑے ہوئے تھے ۔ زبیر آگے بڑھا ۔ ولید اور عمروس سے اس نے مصافحہ کیا اور
ان کے پیچھے کھڑے ان گنت سامان سے لدے جانوروں کو دیکھنے لگا ۔

ولید نے سارے جانوروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ زبیر! زبیر! یہ
سارے جانور ہانک کر لے جاؤ اور اپنے سالار سے کہنا ۔ رشتہ اتحاد میں ہم کہیں بھی اس
کا نام نہ بھولیں گے ۔ ہم اسے پریشان حال نہ ہونے دیں گے ۔ اگر اس نے اس سرزمین
کو صلیب سے خالی کرنے کے لیے ہمارا ساتھ دیا ہے تو ہم ہر بعد و قرب اور ہر امید
و بیم میں اس کا ساتھ دیں گے ۔ یہ رات، یہ ستارے اور ہمارا خداوند گواہ ہیں کہ ہم ہر
گھڑی، ہر لمحہ فرض کی پکار میں بے غرض اور پُرخلوص لبیک کہیں گے ۔ ولید جب خاموش
ہوا تو زبیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ سامان سے لدے جانور ہانک کر لے گیا ۔ آسمان
پر چاند اسی طرح شمع دعا بن کر چمک رہا تھا اور زمین پر چاندنی اور سایوں کی کشمکش سے یوں لگتا
تھا گویا چہار سو زیتون کے جنگلوں کا عکس پھیل گیا ہو ۔ ولید اور عمروس بھی اپنے
سپاہیوں کے ساتھ کوہستان اشارات سے نیچے اترے اور اس بل کھاتے نالے کو عبور
کرنے کے بعد وہ حرہ کے رخ پر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے ۔

مرسیہ اور مازر کا باپ لوقا سر جھکائے اپنی حویلی میں داخل ہوا تھا۔ اس کی چال
بوجھل بوجھل اور گردن جھکی ہوئی تھی۔ لگتا تھا وہ کسی پریشانی اور اُلجھن میں مبتلا ہو گیا
وہ سیدھا اس کمرے میں آیا جس میں مرسیہ اور مازر تھیں۔ چند لمحوں تک وہ بڑی الجھی
اور خوفزدہ نگاہوں سے ان دونوں بہنوں کی طرف دیکھتا رہا۔ مرسیہ اور مازر اپنے باپ
کی اس حالت پر دہشت زدہ ہو گئی تھیں۔ ان دونوں میں ہمت نہ رہی تھی کہ وہ
اس سے اس کی پریشانی، ہراس اور اعصابی ضعف کی وجہ پوچھ سکتیں۔ کمرے کی کاٹ
کھانے والی خاموشی کو آخر لوقا نے ہی توڑا اور اس نے مرسیہ اور مازر کو مخاطب کر کے کہا
میری بیٹیو! لگتا ہے ہماری بدبختی کے دن شروع ہونے والے ہیں۔ محلے
والے شک کرنے لگے ہیں کہ راہب مرقس کے قاتل ولید اور عمروس نے ہمارے ہاں پناہ لی
تھی۔ وہ ایسا اس بنا پر کہتے ہیں کہ اس روز ایک بڑا ریوڑ ہمارے گھر کے سامنے رکس
غرض سے رکا تھا اور ریوڑ کو ہانکنے والوں میں سے ایک کیوں ہماری حویلی کے اندر داخل
ہوا تھا۔ سنو میری بچیو! راہب مرقس کی جگہ کسی اور کو وسطی کلیسا کا راہب مقرر کرنے
کے لیے لیون کا اُسقف الوتیوس یہاں آیا ہے۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں وہ
مزاج اور خونی انسان ہے۔ وہ راہب مرقس کی موت کے متعلق ضرور تحقیق کرے گا
اگر اس کے کانوں میں کسی نے یہ خبر ڈال دی کہ ہم نے قاتلوں کو پناہ دی تھی تو وہ

سب کو آگ میں ڈال دینے کا حکم دے دے گا۔
مرسیہ نے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ وہ کب یہاں پہنچا ہے۔ لوقا نے لرزتے لرزتے
آج صبح کسی وقت یہاں پہنچا ہے اور وسطی کلیسا کے اندر ہی ٹھہرا ہوا ہے۔ میں نے
ارادہ کر لیا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ مجھے بلائے میں خود ہی اس کے پاس جا کر اپنے گناہ کا
اقرار کر لوں گا اور کہوں گا کہ میں نے غلط فہمی میں ان دونوں کو پناہ دی تھی اس لیے کہ
عیسائی لگتے تھے انہوں نے اپنے گلوں میں صلیبیں لٹکا رکھی تھیں اور میں اس سے بے
خبر تھا کہ وہ ہمارے محترم راہب مرقس کے قاتل ہیں۔ مجھے اُمید ہے میرے سچ کہنے اور
اپنے جرم کا خود اقرار کرنے پر وہ مجھے معاف کر دے گا اور اگر اس نے معاف نہ بھی کیا
تب بھی وہ میری سزا میں کمی ضرور کر دے گا۔ میری بیٹیو! تم دونوں کسی سے یہ مت
کہنا کہ تم اِن دونوں کو پہلے سے جانتی تھیں اور یہ کہ ایک بار وہ تم دونوں کی عزت بھی بچا
چکے تھے۔ اب تم دونوں مِل کر میرے لیے دُعا کرو۔ میں وسطی کلیسا میں اُسقف الوتیوس
کے پاس جاتا ہوں۔ قبل اس کے وہ بھیڑیا نما انسان مجھے طلب کرے میں خود اس کے
پاس پہنچ کر اپنی سزا میں تخفیف کرا لینا چاہتا ہوں۔ اگر اس نے مجھے سزا دے دی تو
تم فکر مند نہ ہونا۔ میری غیر موجودگی میں پیلاطس تم دونوں کو اپنی بیٹیاں جان کر تمہاری
حفاظت اور کفالت کرے گا۔ میں نے اسے پورے حالات سے آگاہ کر دیا ہے۔
اسی نے مجھے خبر کر دی تھی کہ اسقف الوتیوس اس غرض سے یہاں آیا ہے۔ وہ اس
وقت بھی کوئی خبر لانے وسطی کلیسا کی طرف گیا ہوا ہے۔ میں اب جاتا ہوں اور پیلاطس
کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ لوقا مڑا اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔ مرسیہ اور مازر
گہری فکر اور پریشانی میں ڈوب گئی تھیں۔

شام سے ذرا پہلے فرولندہ کا سب سے بڑا اور محترم مذہبی راہنما اور لیون کا
اسقف الوتیوس قشتالیہ شہر کے مذہبی راہنماؤں کے ساتھ شہر کے وسطی کلیسا کی عمارت
میں بیٹھا اُن اسباب پر بحث کر رہا تھا جس کے تحت راہب مرقس کو قتل کیا گیا تھا۔ اس
بحث میں عمونہ کا ذکر بھی کیا گیا تھا اور اسقف الوتیوس نے اپنا فیصلہ دیا تھا کہ عمونہ ایک

راہبہ ہو کر مسلمانوں کی جاسوسی کرتی رہی ہے ۔ اس کے علاوہ وہ مرقس کے قتل کی بھی ذمہ دار ہو سکتی ہے ۔ لہٰذا اُسے کہیں سے بھی ڈھونڈ کر لایا جائے اور اس پر کلیسا کی شرع کے مطابق مقدمہ چلایا جائے ۔

قتالیہ کا ایک مقامی راہب اپنی نشست سے اُٹھا اور الوتیوس کو مخاطب کر کے کہا ۔ اے بزرگ و محترم باپ ! دشمن سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے مرقس کو قتل کرنے کے علاوہ ہماری راہبہ کو بھی اُٹھا کر لے گئے ۔ کیا ہمیں ان اسباب پر غور نہ کرنا چاہئے جن کے تحت وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ۔ آخر وہ کہاں ٹھہرے ۔ مرقس کو قتل کرنے کے بعد اُنہوں نے شہر کے اندر کس جگہ پناہ لی ۔ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ قتالیہ کے لوگوں کے اندر بھی ان کے ہمدرد اور جاسوس موجود ہیں ۔

اسقف الوتیوس جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جس کمرے میں یہ مذہبی راہنما بیٹھے بحث کر رہے تھے اس کے دروازے پر لوقا نمودار ہوا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی ۔ الوتیوس نے بارعب آواز میں پوچھا ۔ تم کون ہو اور کیوں اس کارروائی میں دخل انداز ہونا چاہتے ہو ۔

لوقا نے بڑی مسکینیت سے کہا ۔ مَیں ایک ایسے راز سے پردہ اُٹھانا چاہتا ہوں جس کا تعلق راہب مرقس کی موت سے ہے ۔ مَیں اپنے آپ کو مجرم اور گنہگار تصور کرتا ہوں اور آپ کے سامنے از خود اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اپنے ذہن پر لدے ہوئے ضمیر کے بوجھ کو اتار پھینکنا چاہتا ہوں ۔ مجھے اجازت دیں کہ مَیں اندر آ کر آپ سے وہ ساری داستان کہوں جو ابھی تک تاریکی اور راز میں ہے ۔

الوتیوس نے بڑی دلچسپی سے لوقا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ تم اندر آ سکتے ہو ۔ لوقا اندر داخل ہوا اور الوتیوس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا ۔ اے بزرگ باپ ! راہب مرقس کو قتل کرنے کے بعد مسلمانوں کے جرنیل ولید اور عمروس نے میرے گھر میں پناہ لی تھی ۔ وہ اپنے گلے میں صلیبیں لٹکائے ہوئے تھے اور عیسائی لگتے تھے اس لیے مَیں فریب اور دھوکا کھا گیا ۔ مجھے خبر نہ تھی کہ وہ راہب مرقس کے قاتل ہیں ۔ انہوں نے

صرف ایک شب میری حویلی کے اندر قیام کیا اور دوسرے روز وہ نہ جانے کیسے اور کیونکر وہاں سے نکل گئے تھے ۔ الوتیوس نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔ کیا ان دونوں کے ساتھ کوئی راہبہ بھی تھی ——— نہیں ان دونوں کے ساتھ اور کوئی نہ تھا ۔ الوتیوس نے گرجتے ہوئے کہا ۔ تم نے ان دونوں قاتلوں کو اپنے گھر میں پناہ کیوں دی ۔

لوقا نے کہا ۔ مَیں عرض کر چکا ہوں کہ میرے علم میں یہ بات نہ تھی کہ وہ دونوں راہب کے قاتل ہیں ۔ الوتیوس پھر غرایا ۔ تم بکتے ہو ۔ کیا پورے شہر میں قاتلوں کے متعلق منادی نہ کرائی گئی تھی ۔ پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ تمہیں قاتلوں کی اصلیت کے متعلق علم نہ تھا ۔ یقیناً تم خود نہیں بلکہ تمہارے گناہ تمہیں ہماری طرف گھسیٹ لائے ہیں ۔ لوقا نے منت کرتے ہوئے کہا ۔ مَیں آپ سے سچ کہتا ہوں ، مَیں بے گناہ ہوں ۔

الوتیوس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا ۔ تم گھر کے کتنے فرد ہو ۔ لوقا نے کانپتے ہوئے کہا ۔ میری صرف دو بیٹیاں ہیں ——— ان کے نام کہو ——— ان کے نام مرسیہ اور ماز رہیں ——— کیا وہ بیاہی ہوئی ہیں ——— نہیں کنواری ہیں اور میرے ساتھ رہتی ہیں ۔ چند لمحوں تک الوتیوس کے چہرے پر مختلف رنگوں کی آمدورفت ہوتی رہی ۔ پھر اس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے میز پر ہاتھ مارا اور جواب میں کلیسا کے محافظ بھاگتے ہوئے اندر آئے ۔ الوتیوس نے لوقا کی طرف اشارہ کر کے دہلتے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اسے گرفتار کر لو ۔ آج شام کا سورج غروب ہونے سے پہلے اسے اس کلیسا کی چار دیواری کے اندر صلیب پر لٹکا دیا جائے ۔ راہب مرقس کا قاتل یہی ہے اور اس کا مصلوب ہونا مرقس کی روح کو بہترین خراجِ تحسین ہے ۔ سنو ! تم میں سے ابھی کچھ جوان جاؤ اور اس کی دونوں بیٹیوں کو بھی یہاں لے آؤ ۔ مَیں اسے صلیب پر چڑھانے کے بعد یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا اور اس کی دونوں بیٹیاں میرے ساتھ لبوان جائیں گی اور وہاں وہ راہبہ بن کر کلیسا کی خدمت کریں گی ۔ کلیسا کے محافظ لوقا کو پکڑ کر باہر لے گئے ۔ الوتیوس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی ۔ اس کی یہ مسکراہٹ جیسے کسی جدوجہد کے بغیر شکار مل گیا ہو ۔

پیلاطس بھاگتا ہوا حویلی میں داخل ہوا تھا۔ مرسیہ اور مازر اسے دیکھ کر بدحواس ہو گئی تھیں۔ پیلاطس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ میری بیٹیو! ہم پر مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔ اسقف الوتیوس نے مالک کو صلیب کا حکم دے دیا ہے۔ آج شام تک انہیں صلیب پر چڑھا دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ الوتیوس نے حکم دیا ہے کہ لوقا کی دونوں بیٹیوں کو پکڑ لاؤ۔ وہ میرے ساتھ لیون روانہ ہوں گی اور وہاں راہبہ بن کر کلیسا کی خدمت کریں گی۔ مرسیہ نے لرزتی آواز میں کہا۔ پیلاطس! پیلاطس! مجھے پہلے ہی ایسا خدشہ تھا۔ میں اور مازر نے اپنی تیاری مکمل کر رکھی ہے۔ ہم یہاں سے بھاگ رہی ہیں۔ تم بھی روپوش ہو جاؤ ورنہ الوتیوس تمہیں بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ میں نہیں جانتی ہماری منزل کیا ہے لیکن میرا دل کہتا ہے ایک بار ہم تم سے ضرور ملیں گی۔ تم نے ہمیں ایک باپ جیسی شفقت دی ہے۔

مرسیہ اور مازر بھاگتی ہوئی اندر گئیں پھر جلد ہی باہر آ گئیں۔ انہوں نے اپنی بغلوں میں پوٹلیاں دبا لی تھیں اور اپنے اوپر بھاری چادریں اوڑھ لی تھیں۔ مرسیہ نے پھر لرزتی آواز میں کہا۔ پیلاطس! پیلاطس! ہم یہاں سے جا رہی ہیں۔ تم بھی بھاگ جاؤ۔ پھر مرسیہ نے نقدی کی ایک بھاری تھیلی پیلاطس کو تھماتے ہوئے کہا۔ یہ اپنے پاس رکھ لو۔ مصیبت کے اس دور میں یہ تمہارے کام آئے گی۔ پیلاطس نے تھیلی لے لی۔ مرسیہ اور مازر اپنے چہرے چھپاتی ہوئیں حویلی سے باہر نکل گئیں۔ پیلاطس نے ایک اداس نگاہ حویلی پر ڈالی پھر وہ بھی بھاگ کر اصطبل میں آیا۔ وہاں اس نے دو گھوڑوں کو تیار کیا۔ ایک گھوڑے پر وہ خود مسلح ہو کر سوار ہوا اور دوسرے گھوڑے کی لگام اس نے اپنے گھوڑے کی زین سے باندھ دی اور اس حالت میں وہ حویلی سے نکل کر شہر کے اندر مشرق کی طرف دونوں گھوڑوں کو دوڑانے لگا تھا۔

مرسیہ اور مازر قشتالیہ شہر کے مشرقی دروازے سے باہر نکل کر بھاگ رہی تھیں۔ دور مغرب میں اب سورج غروب ہو گیا تھا اور فضاؤں میں تاریکیاں بسیرا کرنے لگی تھیں۔ دونوں بہنیں اس شاہراہ پر بھاگ رہی تھیں جو قشتالیہ شہر سے نکل کر الب

ندی کو عبور کرنے کے بعد وادی انبر میں داخل ہو جاتی تھی۔ شاید ان دونوں نے ولید اور عمروس کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اچانک انہیں اپنے پیچھے گھوڑوں کی تیز اور گونجدار ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ مرسیہ نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔ مازر! مازر! میری بہن سنو! کیا تم ٹاپوں کی آواز سنتی ہو، لگتا ہے کوئی ہمارے تعاقب میں لگ گیا ہے۔ مازر بھاگتے بھاگتے رک گئی اور ٹاپوں کی آواز سننے کے بعد اس نے شاہراہ کے کنارے جھاڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مرسیہ! مرسیہ! آؤ ان جھاڑیوں کے پیچھے چھپ جائیں۔ اگر یہ کوئی مسافر ہوئے تو بہتر اور اگر ہمارے تعاقب میں ہوئے تو ان کے گزر جانے کے بعد ہم اپنا راستہ بدل کر آگے بڑھتی رہیں گی۔ تم ٹاپوں کی آوازوں کو غور سے سنو! لگتا ہے یہ تعداد میں صرف دو ہیں۔ ہم سے غلطی ہوئی، کاش ہم اپنے آپ کو مسلح کر کے روانہ ہوتیں۔ رات کے وقت جنگل میں ہمارا سامنا اگر کسی جنگلی جانور سے ہو گیا تو ہم دونوں کیا کر سکتی ہیں۔ کاش ہم نے گھر سے بھاگنے میں جلد بازی سے کام نہ لیا ہوتا۔ آؤ آؤ بھاگ کر آؤ مرسیہ ان جھاڑیوں کے پیچھے چھپ جائیں۔ اب تو گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں بھی سنائی دینے لگی ہیں۔ وہ سوار اب بالکل قریب آ گئے ہیں۔ دونوں بہنیں بھاگ کر جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گئیں اور تعاقب کرنے والوں کا انتظار کرنے لگیں۔

جھاڑیوں کی اوٹ میں بیٹھی ہوئی مرسیہ اور مازر نے دیکھا۔ مغرب کی طرف سے دو گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے آ رہے تھے۔ ایک پر پیلاطس سوار تھا جب کہ دوسرا گھوڑا خالی تھا۔ دونوں بہنیں فوراً جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل آئیں اور مرسیہ نے پیلاطس کو پکارتے ہوئے کہا۔ پیلاطس! پیلاطس! رک جاؤ، تم کہاں جا رہے ہو؟ پیلاطس فوراً گھوڑے کو روک کر نیچے کود گیا اور ان دونوں بہنوں کے قریب آ کر اس نے کہا۔ خداوند کا شکر ہے تم دونوں مجھے یہیں مل گئی ہو۔ تم دونوں کی گھر سے بھاگنے کے بعد میں یہ سوچ کر سخت پریشان ہوا تھا کہ تم دونوں نہتی ہونے کے علاوہ سواری کی سہولت سے بھی محروم ہو۔ میں تم دونوں کے لیے ایک فالتو گھوڑا لے کر آیا ہوں۔

اس گھوڑے کی زین سے دو تلواریں اور ڈھالیں بھی لٹک رہی ہیں۔ یہ ضرورت کے وقت تم دونوں کے کام آسکتی ہیں۔

میری بیٹیو! اب تم دونوں اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ساتھ سفر نہ کروں گا۔ اس لیے کہ اس طرح ہم سب کے ایک ساتھ پکڑے جانے کا اندیشہ ہے۔ اسقف الوتیوس نہایت منتقم مزاج اور خونی انسان ہے۔ کلیسا کے جو محافظ تم دونوں کو لے جانے حویلی کی طرف آئے تھے جب وہ واپس جا کر الوتیوس سے یہ کہیں گے کہ تم دونوں بھاگ گئی ہو تو وہ ضرور تمہارے تعاقب میں اپنے آدمی لگائے گا اور وہ ہر حالت میں تم دونوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کرے گا۔

پیلاطس نے کچھ سوچا پھر ان دونوں بہنوں سے کہا۔ میں تم دونوں سے دور رہ کر تم پر نگاہ رکھوں گا۔ اسقف الوتیوس میرے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ نہ اُسے علم ہے کہ میں کون ہوں۔ اس لیے کہ تمہارے باپ نے اس سے میرا کوئی ذکر نہیں کیا اگر تم دونوں گرفتار ہو گئیں اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوا تو میں تمہارے لیے کچھ نہ کر سکوں گا۔ ہاں اگر میں علیحدہ ہوا تو میں کہیں نہ کہیں ضرورت کے وقت تم دونوں کے کام ضرور آؤں گا۔ اسقف الوتیوس کے آدمی تمہاری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔ لہٰذا تم دونوں اس گھوڑے پر بیٹھو اور یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ میں جانتا ہوں تم دونوں کی منزل کیا ہے۔ میں قشتالیہ کی سرحد تک تمہارا ساتھ دوں گا اس کے بعد مسلمانوں کی سرزمین شروع ہو جاتی ہے اور وہاں تمہیں کوئی خطرہ نہ ہوگا۔ اور تم کسی دشواری کا سامنا کیے بغیر ولید اور عمروس کے پاس پہنچ سکو گی۔

مرسیہ اور مازر دونوں گھوڑے پر سوار ہو گئیں۔ مرسیہ گو چھوٹی تھی لیکن وہ مازر سے کہیں زیادہ دلیر، حوصلہ مند، حسین، پُرکشش اور مضبوط تھی۔ وہ آگے بیٹھی، پہلے اس نے گھوڑے کی زین سے لٹکتی ہوئی تلواروں اور ڈھالوں کا جائزہ لیا۔ پھر اس نے گھوڑے کی لگام تھام کر اس کو ایڑ لگا دی تھی۔ گھوڑا پہلے دُلکی چال

چلا پھر وہ مشرق کی طرف سرپٹ دوڑ پڑا تھا۔ پیلاطس بھی شاہراہ سے ہٹ کر ان کے پیچھے ہو لیا تھا۔

مرسیہ اور مازر ساری رات سفر کرتی رہیں۔ جب سورج طلوع ہوا تو انہیں علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ تاہم وہ اپنے تھکے ہوئے گھوڑے کو شاہراہ پر ہانکے جا رہی تھیں۔ اب وہ ایک طرح سے مطمئن ہو گئی تھیں کہ وہ خطرے سے باہر ہیں لیکن ان کے سارے وہمے اور خوش فہمیاں اس وقت دور ہو گئیں جب کہ انہوں نے اپنے تعاقب میں ان گنت گھوڑوں کی بجتی ٹاپیں سنیں۔ قبل اس کے وہ کچھ سمجھ پاتیں آن کی آن میں پندرہ بیس سواروں نے انہیں آن لیا۔ اور دونوں کے گرد حلقہ بنا لیا۔ اب دونوں بہنیں مجبور تھیں۔ وہ دونوں ان کے خلاف جنگ بھی نہ کر سکتی تھیں، لہٰذا وہ خاموش رہیں اور اپنے آپ کو حالات کے سپرد کر دیا۔

پیلاطس کا کچھ پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں ہے۔ آنے والے جو کلیسا کے محافظ تھے انہوں نے مرسیہ اور مازر کو گرفتار کر لیا اور واپس قشتالیہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ مرسیہ اور مازر کے چہروں پر ایک حسرت تھی۔ شاید اس نا امیدی پر کہ بلندیوں پر سفر کی امیدیں گہری اور خطرناک نشیب میں گر کر بے بس اور لاچار ہو گئی تھیں۔

کلیسا کے محافظ مرسیہ اور مازر کو گرفتار کر کے وسطی کلیسا میں لائے جب وہ عمارت میں داخل ہوئے اس وقت شام ہو رہی۔ مرسیہ اور مازر نے دیکھا کلیسا کے احاطے کے اندر ان کے باپ لوقا کی لاش صلیب پر لٹک رہی تھی۔ دونوں سسک سسک کر رو پڑی تھیں۔ ان کا باپ مر چکا تھا۔ اب ان کا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا اور پھر انہیں اسقف لوتیوس سے بھی کسی بہتری اور رحم کی توقع نہ تھی۔

الوتیوس اس وقت کھانا کھا رہا تھا۔ جب اُسے خبر دی گئی کہ مازر اور مرسیہ دونوں کو گرفتار کر کے لایا گیا ہے، اس نے کھانا چھوڑ دیا اور اُٹھ کر باہر آیا۔ ایک نظر اس نے مرسیہ اور مازر پر ڈالی جو محافظوں کے حلقے میں اپنے باپ کی لاش کے پاس کھڑی تھیں۔ الوتیوس نے غصیلی آواز میں پوچھا۔ تم دونوں بہنیں یہاں سے روانہ ہو کر کہاں

جانے کا ارادہ رکھتی تھیں ۔ مرسیہ نے حاضر دماغی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا ۔ مسلمانوں کے شہر طلیطلہ میں ہمارے کچھ عزیز ہیں ہم دونوں بہنیں اُن کی طرف جانے کو روانہ ہوئی تھیں ۔ الویتوس نے پھر غراتے ہوئے پوچھا ۔ پر تم دونوں نے یہاں سے بھاگنے کی کوشش کیوں کی ۔ کیا یہ صریحاً ہمیں دھوکہ اور فریب دینے کے مترادف نہیں ہے۔

مرسیہ نے پھر جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے الویتوس سے کہا ۔ اے بزرگ باپ ! ہم آپ کو دھوکہ نہیں دے سکتیں ۔ ہم چونکہ اپنے باپ کے جرم میں شامل نہ تھیں لہٰذا یہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں ۔ ہمیں خدشہ تھا کہ اپنے باپ کے ساتھ ہم بے گناہ بھی نہ ماری جائیں ۔ الویتوس نے اس بار نرم ہو کر کہا ۔ لیکن میں نے تم دونوں کے لیے کوئی سزا تجویز نہیں کی ، میں تو تم دونوں کو لیون لے جا کر کلیسا مقدّس کی راہبہ بنانے کا عزم کر چکا ہوں ۔ کیا تم دونوں اس کے لیے تیار نہیں ہو ۔

مرسیہ نے جھٹ کہہ دیا اگر آپ ہمیں کلیسا مقدس کی راہبائیں بنائیں تو یہ ہماری سعادت اور خوش بختی ہو گی ۔ ہم سمجھیں گی ہمیں اپنی بے گناہی اور معصومیت کی صحیح جزا اور انعام مِلا ہے ۔ ہمارے لیے اس سے بڑی اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ ہم مقدّس مسیحؑ کے معبد کی خدمت کریں ۔ ہم دونوں آپ کو یقین دلاتی ہیں کہ ہم دِل و جان سے راہبہ بن کر کلیسا کی خدمت کریں گی ۔ الویتوس نے چند لمحوں تک دونوں بہنوں کو گھورتے ہوئے کچھ سوچا پھر کوئی فیصلہ کرتے ہوئے اس نے کلیسا کے محافظوں سے کہا ۔ ان دونوں کو کلیسا کے ایک کمرے میں بند کر دو ۔ کل صبح یہ ہمارے ساتھ لیون کی طرف روانہ ہوں گی ۔ مرسیہ اور مازر نے حسرت بھری ایک نگاہ صلیب پر لٹکے ہوئے اپنے باپ کی لاش پر ڈالی پھر سپاہی اُنہیں کلیسا کے جنوبی حِصّے کی طرف لے گئے اور وہاں دونوں کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا ۔

اس رات اسقف الویتوس نے فردلندہ کے بھائی اور قشتالیہ کے حکمران سی سے ایک طویل ملاقات میں راہب مرقس کی موت ، عمونہ کے کلیسا سے فرار اور اونا کے اقرارِ جرم پر ایک طویل گفتگو کی ۔ گو راہب مرقس کی موت اور عمونہ کے فرار

کو اب تک اڑھائی سال کا عرصہ گذر چکا تھا اور اتنی مُدت کے بعد یہ مسئلہ اس قدر سرگرمی اور مذہبی جوش و خروش سے اس لیے اُٹھایا جا رہا تھا کہ اسقف الویتوس یروشلم ، گلیل ، ناصرہ اور انطاکیہ میں اپنے مذہب کے مقاماتِ مقدّسہ کی زیارت کو گیا ہوا تھا ۔ ایک طویل مدت کے بعد وہاں سے لوٹتے ہوئے اس نے اس مسئلے کو نئے سرے سے اُٹھا کر اس میں جان ڈال دی تھی ۔ اس رات لیسی سے تنہائی میں گفتگو کرنے کے بعد الویتوس اگلے روز صبح سویرے ہی قشتالیہ سے لیون کی طرف کوچ کر گیا تھا ۔ اپنے بیس مسلح محافظوں کے علاوہ مرسیہ اور مازر بھی اس کے ساتھ تھیں ۔ دونوں بہنیں ایک ہی گھوڑے پر سوار تھیں جس کی لگام ایک محافظ کے گھوڑے کی زین سے بندھی ہوئی تھی اس طرح اسقف الویتوس ایک قافلے کی صورت میں لیون کی طرف سفر کر رہا تھا ۔

جب یہ قافلہ ایک کوہستانی سِلسلے کی تنگ گھاٹی میں سے گزر رہا تھا ، تو اچانک دائیں طرف سے چند مسلح سوار قافلے پر حملہ آور ہو گئے ۔ الویتوس گھبرا گیا تھا اور اپنے گھوڑے سے اُتر کر وہ ایک پتھر کے پیچھے چھُپ کر بیٹھ گیا تھا تاہم اس کے محافظ حملہ آور سے مقابلہ کرنے لگے تھے ۔ حملہ آور پیشہ ور جنگجو نہ لگتے تھے ، اس لیے کہ ان میں سے کسی کے پاس بھی جنگی لباس نہ تھا ۔ ان کے پاس صرف تلوار اور ڈھال تھی ۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ سب کسان ہوں اور کسی خاص مقصد کے تحت الویتوس کے قافلے پر حملہ آور ہو گئے ہوں ۔ ان سب نے اپنی پگڑیوں کے پلّو سے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے ۔

اچانک ایک سوار مرسیہ اور مازر کی طرف بڑھا اور اُن سے قریب ہو کر اس نے اپنے چہرے سے جب نقاب ہٹایا تو دونوں بہنوں نے دیکھا وہ پیلاطس تھا اس نے آتے ہی اس محافظ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جس کے گھوڑے کی زین سے مرسیہ اور مازر کے گھوڑے کی لگام بندھی ہوئی تھی ۔ پیلاطس نے فوراً لگام کھولی اور دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس نے ایڑھ لگا کر گھوڑے کو بائیں طرف بھگاتے

ہوئے کہا۔ مرسیہ! مازر! میری بیٹیو! میرے پیچھے آؤ۔ مرسیہ نے فوراً اپنے گھوڑوں
کی باگیں سنبھال لیں اور اسے ایڑ لگا کر پیلاطس کے پیچھے ڈال دیا تھا۔

الوتیوس کو دیکھ رہا تھا کہ مرسیہ اور مازر بھاگ رہی ہیں لیکن اس نے کوئی عمل ظاہر نہ کیا اس لیے کہ وہ جان بچانے کی خاطر پتھر کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ بول کر حملہ آوروں کو اپنی موجودگی کا احساس دلائے اور وہ اُسے قتل کر دیں، لہٰذا وہ چُپ سادھے رہا اور پیلاطس مرسیہ اور مازر کو لے کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

حملہ آور عجیب طریقہ جنگ کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ وہ ایک جگہ اکٹھے اور گتھ کر رہتے تھے یوں لگتا تھا کہ وہ کندھے سے کندھا ملا کر ایک دوسرے کی حفاظت کر رہے ہوں۔ اس طریقہ جنگ میں ان کا اپنا کوئی نقصان نہ ہو رہا تھا اس کے برعکس وہ الوتیوس کے محافظوں کو خاصا ضرر پہنچانے کے علاوہ لڑائی کو خوب طول بھی دے رہے تھے۔ شاید وہ پیلاطس کو بھاگ کر محفوظ ہو جانے کا زیادہ زیادہ موقع فراہم کرنا چاہتے تھے۔ الوتیوس اسی طرح پتھر کے پیچھے چھپا رہا۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور فضاؤں میں اب اندھیرا چھانے لگا تھا۔ شام سورج غروب ہو رہا تھا۔ الوتیوس سخت فکرمند تھا اور بار بار پتھر کے دائیں بائیں کہ وہ اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ حملہ آور اسے دیکھ کر قتل نہ کر دیں۔

فضاؤں میں جب تاریکی گہری ہو گئی تو حملہ آور لڑتے لڑتے پیچھے ہٹنے لگے۔ حتیٰ کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر جا کر الوتیوس کے محافظوں پر پتھر برسانے لگے۔ محافظ جو ان کے تعاقب میں آ رہے تھے جب ان پر پتھروں کی بارش ہوئی تو وہ تھوڑا سا نیچے اُتر گئے اور جواب میں وہ بھی حملہ آوروں پر پتھر اُٹھا اُٹھا کر پھینکنے لگے لیکن اُن کے یہ پتھر مؤثر ثابت نہ ہوئے اس لیے کہ حملہ آور اونچائی پر اور وہ نشیب میں تھے۔ تھوڑی دیر تک وہاں جمنے کی انہوں نے ناکام کوشش کی۔ پھر وہ نیچے آ کر اس میدان کی طرف بھاگ گئے جس کے اندر جنگ کی ابتدا ہوئی تھی۔ حملہ آور پہاڑ کی

اس چوٹی سے دوسری طرف اُتر کر اندھیرے میں غائب ہو گئے تھے۔

الوتیوس نے جب دیکھا کہ جنگ بند ہو گئی ہے اور حملہ آور بھاگ گئے ہیں تو وہ پتھر کی اوٹ سے نکل کر اپنے محافظوں کے اندر آیا وہ شرمندہ سا ہو رہا تھا اور صحیح طرح سے اپنے محافظوں کا سامنا نہ کر پا رہا تھا۔ شاید اس خیال اور احساس سے کہ وہ جنگ کے وقت اپنی جان بچانے کی خاطر چھپ گیا تھا۔ الوتیوس نے اپنے محافظوں کو گنا، وہ صرف دس رہ گئے تھے۔ الوتیوس نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ ایسے حملہ آوروں کا تعاقب کرنا بیکار ہے۔ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو اور کوچ کریں۔ محافظ چپ چاپ اپنے گھوڑوں پر بیٹھ گئے اور الوتیوس پھر لیون کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

پیلاطس، مرسیہ اور مازر آدھی رات تک پہاڑی سلسلے کے اندر اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے رہے۔ اصل میں وہ بھاگ کر جنوب کی طرف جانا چاہتے تھے تاکہ فرولندہ کی مملکت سے نکل کر کسی مسلمان حکمران کے علاقے میں داخل ہو کر محفوظ ہو جائیں لیکن کوہستانوں کے اندر وہ یقینی طور پر اپنی راہ کا تعین نہ کر سکتے تھے اور پہاڑوں کی بھول بھلیوں کے اندر جس طرف انہیں راستہ دکھائی دیتا تھا اُدھر ہی وہ اپنے گھوڑے کو بھگائے جا رہے تھے، اس نیت سے کہ وہ زیادہ سے زیادہ فاصلہ طے کر کے الوتیوس سے محفوظ ہو جائیں۔ آدھی رات کے بعد بارش شروع ہو گئی اور سردی شدّت اختیار کر گئی تھی۔ اپنے آپ کو بارش اور سردی سے بچانے کے لیے وہ اپنے گھوڑوں سمیت ایک کھوہ میں گھس گئے۔ وہ تینوں جانتے تھے کہ ان کے پاس اس قدر فالتو کپڑے نہیں کہ وہ بھیگ جانے کے بعد شمالی ہسپانیہ کی تیز اور برفانی سردی کا مقابلہ کر سکیں لہٰذا جو بھی پہلی کھوہ انہیں دکھائی دی وہ اس میں گھس گئے۔

پیلاطس نے گھوڑوں کو ایک طرف کھڑا کر دیا۔ اس کے اپنے گھوڑے کے ساتھ جو بستر بندھا ہوا تھا وہ اس نے اُتارا اور مرسیہ سے کہا تم دونوں بہنیں

سردی سے بچنے کی خاطر اس بستر میں گھس کر بیٹھ جاؤ - مرسیہ نے بڑی ہمدردی سے کہا اور تم کیا اوڑھو گے - پیلاطس نے کہا - میرے گھوڑے کی زین کے نیچے ایک گرم کمبل بندھا ہے میں وہ اوڑھ کر گزارہ کر لوں گا - مازر بستر کھولنے لگی - مرسیہ نے پھر پیلاطس سے پوچھا - پیلاطس! پیلاطس! تمہارے ساتھ جن لوگوں نے الوتیوس کے محافظوں پر حملہ کر کے ہمیں ان سے نجات دلائی ہے وہ کون تھے اور تم انہیں کہاں سے لائے تھے پیلاطس نے مسکراتے ہوئے کہا - تم دونوں کو جب کلیسا کے محافظ گرفتار کر کے لے گئے اس وقت میں چھپ کر تم پر نگاہ رکھے ہوئے تھا - مجھے یقین ہو گیا تھا کہ الوتیوس تم دونوں کو اپنے ساتھ لیون لے جائے گا - لہٰذا میں اپنی آبائی بستی کی طرف بھاگ گیا وہاں میں نے اپنے واقف کار کسانوں کو تمہاری رہائی پر آمادہ کر لیا اور ایک تنگ گھاٹی میں جب کہ شام ہونے والی تھی ہم سب نے مل کر الوتیوس کے محافظوں پر حملہ کر دیا - اس کے بعد ——————

پیلاطس کہتے کہتے رک گیا - کیونکہ کھوہ کے اندر مازر کی ہولناک اور کربناک چیخ بلند ہوئی تھی - یوں لگا تھا جیسے کسی وحشی نے اسے کند چھری سے ذبح کر دیا ہو - مرسیہ نے بوکھلاہٹ میں پوچھا - مازر! مازر! کیا ہوا - کیا تم مذاق کر رہی ہو اگر ایسا ہے تو یہ موقع بدتمیزی ہے - مازر نے کراہتے ہوئے اور منت کرنے کے انداز میں کہا - مرسیہ! مرسیہ! میری بہن! یہاں سے بھاگ چلو! یہ کھوہ سانپوں کی کھوہ ہے مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے - وہ دیکھو سیاہ رنگ کا سانپ مجھے ڈسنے کے بعد بل میں داخل ہو رہا ہے - پیلاطس اور مرسیہ دونوں نے تلواریں سونت لیں اور مازر کی طرف بھاگے - مازر بستر پہ اوندھے منہ پڑی تکلیف سے کراہ رہی تھی - مرسیہ نے اسے پکڑ کر سیدھا کیا اور روتی آواز میں پوچھا -

مازر! مازر! میری عزیز بہن! سانپ نے تمہیں کس جگہ ڈسا ہے - مازر نے اپنے دائیں ٹخنے سے اوپر ہاتھ رکھ دیا - پیلاطس نے فوراً بستر کی چادر پھاڑی اور جہاں سانپ نے ڈسا تھا اس سے تھوڑا سا اوپر مازر کی پنڈلی اس نے کس کر باندھ

دی - مازر پھر شور کرنے لگی - مرسیہ! مرسیہ! یہاں سے بھاگ چلو، ورنہ ہم میں سے کوئی بھی اس کھوہ کے اندر سے زندہ بچ کر نہ نکلے گا - پیلاطس نے فوراً مازر کو اپنے ہاتھ پر اٹھایا اور اس طرف بڑھا جہاں گھوڑے کھڑے ہوئے تھے - مرسیہ بھی فوراً بستر تہ کر کے اس کے ساتھ ہولی تھی - پیلاطس نے مازر کو گھوڑے پر ڈالا اور مرسیہ کو اس کے ساتھ بٹھا دیا - مرسیہ نے مازر کو اپنی گود میں سمیٹ کر سہارا دے لیا تھا - پیلاطس نے بھی بستر اپنے گھوڑے کی زین سے باندھا اور مرسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا - مرسیہ بیٹی! مازر ٹھیک کہتی ہے ہمیں فوراً اس غار سے بھاگ جانا چاہیے - یہ غار واقعی سانپوں کی غار ہے اور صبح تک ہم گھوڑوں سمیت ابدی نیند سو چکے ہوں گے -

مرسیہ اور پیلاطس اپنے گھوڑوں کو غار سے باہر لائے - موسلا دھار بارش ابھی تک جاری تھی - پیلاطس اور مرسیہ نے گھوڑوں کو جنوب کے رخ پر سرپٹ دوڑا دیا تھا - سانپوں نے ان پہ ایسی دہشت طاری کر دی تھی کہ وہ سخت سردی اور تیز بارش کی پرواہ کیے بغیر آمادہ سفر ہو گئے تھے - ایک جگہ مرسیہ نے اپنے گھوڑے کو روک دیا کیونکہ مازر زیادہ تکلیف اور کرب کا اظہار کرنے لگی تھی - پیلاطس نے بھی گھوڑے کو روک دیا - پھر اس نے اپنا خنجر نکالا اور مازر کی پنڈلی کی اس جگہ کو جہاں سانپ نے ڈسا تھا تھوڑا سا کاٹ دیا پھر اس نے مرسیہ سے کہا -

مرسیہ بیٹی! مازر کی پنڈلی پر اپنا ہاتھ زور سے جما کر اوپر سے نیچے کی طرف رگڑ کر جو میں نے زخم لگایا ہے اس سے خون نکالنے کی کوشش کرو - تاکہ خون کے ساتھ زہر بھی نکل جائے اور مازر کو آرام آ جائے - مرسیہ بیچاری روتی بھی جا رہی تھی اور مازر کی پنڈلی نیچے کی طرف دباتے ہوئے زخم سے خون بھی نکالتی جا رہی تھی - تھوڑی دیر تک وہ وہاں رک کر مازر کے زخم سے خون نکالتے رہے - بارش اور سردی کا زور بڑھ گیا تھا لیکن مازر کی تکلیف نے ان دونوں کو موسمی اثرات سے بے حس کر دیا تھا -

مرسیہ نے مازر کا سر دباتے ہوئے پوچھا - مازر! مازر! اب تم کیسا محسوس کر رہی ہو - مازر نے کوئی جواب نہ دیا مرسیہ نے گھبرا کر اس کی نبض پر ہاتھ رکھا نبض چل

رہی تھی ۔ مرسیہ نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا ۔ پیلاطس ! پیلاطس ! مازر کی نبض چل رہی ہے لیکن یہ بولتی کیوں نہیں ۔ پیلاطس اپنا گھوڑا قریب لایا ۔ مازر کی نبض پہ ہاتھ رکھا ۔ پھر بلند آواز میں کہا ۔ مازر بے ہوش ہو چکی ہے بیٹی ! آؤ اپنا سفر جاری رکھیں ۔ شاید خدا ہم پہ مہربان ہو اور ہم صبح تک کسی ایسی بستی میں پہنچ جائیں جہاں ہم کسی طبیب سے مازر کا علاج کرا سکیں ۔ مرسیہ نے روتے ہوئے پیلاطس کی ہاں میں ہاں ملا دی ۔ ایک بار پھر دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور برق رفتاری سے جنوب مشرق کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

صبح ہونے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی ۔ بارش اسی طرح موسلا دھار برس رہی تھی۔ رات کے وقت چاروں طرف ایسا سکوت تھا جیسے قیامت برپا ہو گئی ہو اور کائنات کی ہر چیز اپنے خالق کے سامنے خاموشی کی حالت میں اپنے اعمال و افعال کا حساب دے رہی ہو ۔ ایک دم مرسیہ دھاڑیں مار کر رونے لگی ۔ پیلاطس چلا اٹھا ۔ مرسیہ ! مرسیہ ! کیا ہوا میری بیٹی ! مازر تو ٹھیک ہے ۔ مرسیہ نے روتے ہوئے کہا ۔ مازر کی نبض رک چکی ہے پیلاطس ! اور یہ مر گئی ہے ۔ آہ میری بہن ! میری ماں جائی ! تقدیر ہم پر کیسی نامہربان ہے کہ جنگل اور بیابان میں جب یہاں ہمارا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے موت نے مجھ سے میری بہن کو چھین لیا ہے ۔ کاش ہم نے اس کھوہ میں قیام نہ کیا ہوتا ۔ کاش میری بہن کو سانپ نہ ڈستا۔ مرسیہ پھر دھاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی ۔

پیلاطس گھوڑے سے اتر کر مرسیہ کی طرف بڑھا اور مازر کی نبض پہ ہاتھ رکھا۔ مازر واقعی مر چکی تھی ۔ پیلاطس نے مرسیہ کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے خود بھی روتی آواز میں کہا ۔ صبر کرو بیٹی ! خداوند کو ایسا ہی منظور تھا ۔ موت ایک ایسا دشمن ہے جس سے کوئی جاندار فرار حاصل نہیں کر سکتا ۔ مرسیہ روتی رہی اور سفر پھر شروع ہو گیا۔

مرسیہ اور پیلاطس دونوں کے کپڑے بارش میں بھیگ گئے تھے اور وہ سرد اور تیز ہواؤں میں کانپ رہے تھے ۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا ۔ وہ کوہستانی سلسلے سے نکل کر میدانوں میں داخل ہو گئے تھے ۔ ان کے سامنے ذرا فاصلے پہ ایک بستی کے آثار بھی دکھائی دے رہے تھے ۔ بارش اب ہلکی اور باریک پھوار میں بدل چکی تھی ۔

پہلے سے تیز ہو گئی تھی ۔ مرسیہ نے مازر کی طرف دیکھا ۔ اس کی لاش نیلی ہو رہی تھی اور منہ سے جھاگ چھوٹ رہی تھی ۔ مرسیہ بیچاری پھر رو پڑی اور اس کی آنکھیں جو رات رونے کی وجہ سے پہلے ہی سوج گئی تھیں پھر پانی بہانے لگی تھیں ۔

پیلاطس گھوڑے سے اترا اور مرسیہ سے کہا ۔ آؤ بیٹی ! پہلے مازر کو وہ بائیں ہاتھ ٹیلے پر دفن کر دیں ۔ اب روشنی ہو گئی ہے ہمیں احتیاط سے کام لینا ہو گا ۔ الونیوس کے آدمی ہماری تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہوں گے ۔ جتنی جلدی ممکن ہو ہمیں فرولندہ کی حدود سے نکل کر کسی مسلم علاقے میں داخل ہو جانا چاہیئے ۔ مرسیہ نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بڑی آس اور امید میں کہا ۔ کیا ہمیں سیدھا ولید کی طرف روانہ نہ ہو جانا چاہیئے ۔ پیلاطس نے سوچتے ہوئے کہا ۔ اگر ہم سیدھے ولید کی طرف روانہ ہوتے تو ہمیں کئی روز تک فرولندہ کی مملکت کے اندر سفر کرنا پڑتا اور اس حالت میں ہمارے پکڑے جانے کا بھی خدشہ تھا ۔ اس لیے کہ لیون سے جبل البرانس تک ایک طویل مسافت ہے اور یہ سفر ہمارے لیے یقیناً خطرناک ثابت ہوتا ۔

پیلاطس نے ذرا رک کر کہا ۔ فرولندہ کی مملکت شرقاً غرباً کافی طویل ہے ۔ جب کہ شمالاً جنوباً یہ کم تر ہے ۔ اگر ہم برق رفتاری سے سفر کرتے رہیں تو آنے والی رات کے کسی بھی وقت ہم فرولندہ کی حکومت سے نکل کر مسلمانوں کی کسی حکومت میں داخل ہو سکتے ہیں ۔ مرسیہ ! مرسیہ ! میں نے پہلے ارادہ کر لیا تھا کہ میں تم دونوں بہنوں کو فرولندہ کی سرحد پار کرانے کے بعد واپس لوٹ جاؤں گا لیکن مازر کی موت نے مجھے اپنا فیصلہ بدلنے پہ مجبور کر دیا ۔ اب میں ارادہ کر چکا ہوں کہ میں تمہیں تنہا نہ چھوڑوں گا ۔ جہاں بھی تم جاؤ گی میں تمہارے ساتھ جاؤں گا ۔ شاید اسی میں خداوند نے ہمارے لیے بہتری رکھی ہو ۔ مرسیہ خاموش رہی ۔ پیلاطس آگے بڑھا ۔ پہلے مازر کی لاش گھوڑے سے اتار کر زمین پر رکھی پھر مرسیہ کو سہارا دے کر اتارا ۔ دونوں گھوڑے ٹیلے کے ساتھ ساتھ گھاس منہ مارنے لگے تھے ۔

گھوڑے سے اترتے ہی حسین مرسیہ نڈھال سی ہو کر ایک پتھر پہ بیٹھ گئی ۔ ...

کا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا ۔ پیلاطس نے فکر مند ہو کر پوچھا ۔ مرسیہ ! مرسیہ ! تم ٹھیک تو ہو بیٹی ! مرسیہ نے نحیف آواز میں کہا ۔ رات بھر بارش میں بھیگنے سے میری طبیعت ٹھیک نہیں رہی ۔ مَیں بخار محسوس کر رہی ہوں ۔ پیلاطس آگے بڑھا اور مرسیہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے پریشان آواز میں کہا ۔ تمہیں تو بخار ہے بیٹی !

مرسیہ کا سر جُھک گیا اور وہ بے بسی کی حالت میں سسک پڑی ۔ پیلاطس نے پھر پوچھا ۔ کیا تمہارے پاس فالتو کپڑے نہیں ہیں ۔ آنسو پونچھتے ہوئے مرسیہ نے کہا میرے اور مازر کے کپڑے گھوڑے کی خرجین میں ہیں ۔ ان میں میری اور مازر کی گرم شالیں بھی ہیں ۔ اور یہ سارا سامان دو پوٹلیوں میں بندھا ہوا ہے ۔ ان ہی پوٹلیوں میں نقدی کے علاوہ کچھ زیورات بھی ہیں ۔ پیلاطس نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی خرجین سے دونوں پوٹلیاں نکالیں اور انہیں مرسیہ کی گود میں رکھتے ہوئے کہا ۔ تم ان میں سے لباس نکال کر پہن لو اور اوپر گرم شال اوڑھ لو ۔ اب بارش ختم ہو چکی ہے ۔ گیلا لباس تمہارے بخار کی حدت کو اور تیز کر دے گا ۔ تم لباس تبدیل کرو اتنی دیر تک مَیں مازر کو دفن کرنے کے لیے اس سامنے والے ٹیلے پر گڑھا کھودتا ہوں اور لباس بھی تبدیل کر لوں گا ۔

پیلاطس نے اپنے گھوڑے کی خرجین سے لباس نکالا ۔ دونوں گھوڑوں کی خرجینیں چونکہ چمڑے کی تھیں اس لیے ان کے فالتو کپڑے بھیگنے سے بچ گئے تھے ۔ ٹیلے کی اوٹ میں جا کر پیلاطس نے لباس بدلا اور اپنے بھیگے کپڑے نچوڑ کر اس نے پتھروں پر پھیلا دیے تھے ۔ پھر وہ مازر کی لاش اُٹھا کر ٹیلے کے اوپر لے گیا اور اپنے خنجر کی مدد سے وہاں گڑھا کھودنے لگا تھا ۔ مرسیہ بھی لباس تبدیل کرنے کے بعد ٹیلے پر چڑھی اور گڑھا کھودنے میں پیلاطس کی مدد کرنے لگی تھی ۔ دونوں نے مل کر مازر کو دفن کر دیا ۔ پھر دونوں ٹیلے سے نیچے اُترے اور اپنے کپڑے سمیٹنے لگے تھے ۔

پیلاطس دونوں گھوڑے پکڑ کر مرسیہ کے پاس لایا اور بڑی شفقت سے کہا مرسیہ بیٹی ! میں جانتا ہوں تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی ۔ رات مازر کی پریشانی نے تمہیں

کچھ کہنے کا موقع نہ دیا تھا ۔ مَیں جب تم دونوں کی رہائی کا بندوبست کرنے اپنی بستی گیا تھا ۔ تو وہاں سے مَیں نے کھانے کا کچھ سامان حاصل کیا تھا ۔ وہ ابھی تک میرے گھوڑے کی خرجین میں ہے ۔ پیلاطس نے اپنے گھوڑے کی خرجین کھول کر اتاری ۔ اس اور اس میں سے اس نے خشک گوشت ، پنیر اور انجیر نکالے ۔ پہلے چمڑے کی خرجین کو گیلی زمین پر رکھا پھر کھانے کا سامان اس پر جمانے کے بعد اس نے مرسیہ سے کہا ۔ کھاؤ ۔ مرسیہ نے ایک بار انتہائی بے بسی کی حالت میں پیلاطس کی طرف دیکھا ۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے ۔ پھر اس نے چُپ چاپ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھا دیا ۔ پیلاطس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا ۔ جی نہ چھوڑو بیٹی ! یسوع کے باپ کو یہی منظور تھا ۔ تم پہلے ہی بیمار ہو ، مازر کے غم کو دل میں بٹھاؤ گی تو بکھر کر رہ جاؤ گی ۔ دونوں نے خاموشی کے ساتھ کھانا کھایا ۔ پھر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر سامنے نظر آنے والی بستی میں داخل ہوئے ۔ وہاں سے انہوں نے گرم کپڑے اور کھانے کا سامان لیا ۔ دونوں نے اس خیال سے وہاں قیام نہ کیا تھا کہ الوتیوس کے آدمی کہیں ان کے تعاقب میں نہ لگیں ۔ حالانکہ مرسیہ کا بخار تیز ہوتا جا رہا تھا اور اسے آرام کی اشد ضرورت تھی ۔ اس کے باوجود وہ سفر پر آمادہ اور بضد تھی ۔ وہ صرف اتنی دیر تک بستی میں رُکے جتنی دیر ان دونوں کے گھوڑوں نے دانے اور چارے سے اپنا پیٹ بھر لیا ۔ اس کے بعد وہ پھر بڑی تیز رفتاری سے جنوب مشرق کے رُخ پر بڑھنے لگے تھے ۔

دوپہر کے قریب مرسیہ اور پیلاطس فرولندہ کی حدود سے نکل کر مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہو گئے تھے ۔ اب وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہے تھے ۔ مرسیہ کا بخار چونکہ اپنے عروج پر پہنچ گیا تھا ۔ لہذا پیلاطس کسی ایسی بستی کی تلاش میں تھا جہاں رُک کر وہ مرسیہ کا علاج کرا سکے ۔ دوپہر جب اپنے عروج پر سے نزول کرتی جا رہی تھی وہ دونوں دریائے قاصر کے کنارے آ رُکے ۔ یہاں انہوں نے اپنے گھوڑوں سمیت کشتی سے دریا کو پار کیا اور دوسرے کنارے اُتر کر پیلاطس نے جب مرسیہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو بخار میں بری طرح تپ رہی تھی ۔

مرسیہ اپنے گھوڑے کی باگ تھامے زمین پر بیٹھ گئی اور ہانپتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔ پیلاطس! پیلاطس! اب مجھ میں سفر کرنے کی ہمت نہیں رہی۔ صبح سے اب تک جو میں نے مسافت طے کی ہے اپنی صحت اور جان پر جبر کر کے میں تمہارا ساتھ دے سکی ہوں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے آج کا دن میری زندگی کا آخری دن ہے۔ شاید یسوع مسیح کے خداوند کو منظور نہیں کہ میں اپنی منزل تک پہنچ سکوں۔ پیلاطس! پیلاطس! میرا دل کہتا ہے ولید کا حصول میری تقدیر میں نہیں ہے۔

پیلاطس نے مرسیہ کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت سے کہا۔ جی نہ چھوڑ بیٹی! وہ ادھر دیکھو نیچے کی طرف دریا میں کس قدر مچھیرے اپنے کام میں مصروف ہیں میں ان سے کسی طبیب کے متعلق پوچھتا ہوں۔ یہاں ضرور کوئی بستی ہو گی۔ اب ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ہم فرولندہ کی مملکت سے باہر ہیں۔ یہ علاقہ مسلمانوں کا ہے اور وہ ہمیں اجنبی جان کر ہماری ضرور مدد کریں گے۔

مرسیہ نے دیکھا دریائے قاصر کے اندر کئی مچھیرے اپنی اپنی کشتیوں میں کھڑے جال پھینک کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ مرسیہ کے چہرے پہ رونق آ گئی اور اس نے اپنی تمام قوت کو مجتمع کرتے ہوئے کہا۔ پیلاطس! پیلاطس! چلو ان ماہی گیروں سے بات کرتے ہیں۔ یہاں ضرور کوئی بستی ہو گی جس سے ان مچھیروں کا تعلق ہو گا۔ ہمیں شام ہونے سے قبل ہی کوئی ٹھکانہ تلاش کر لینا چاہیے۔ ورنہ یہ دوسری رات بھی بخار کی حالت میں مجھ سے نہ کٹ سکے گی۔

پیلاطس آگے بڑھا، سہارا دے کر اس نے مرسیہ کو گھوڑے پہ بٹھایا اور دونوں دریا کے بہاؤ کی طرف بڑھے۔ تھوڑی دور آگے جا کر انہوں نے دیکھا دریا کے کنارے ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ وضع قطع سے عرب لگتی تھی اور اس کے پیچھے پندرہ بیس کے قریب بھیڑیں اور بکریاں چر رہی تھیں۔ وہ جب اس لڑکی کے پاس گئے تو انہوں نے جانا کہ لڑکی ایک گھڑے کے پاس بیٹھی تھی اور پانی میں ہاتھ ڈال ڈال کر باری باری مختلف مچھلیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر جائزہ لیتی اور پھر پانی

میں چھوڑ دیتی تھی۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ مچھلیاں جو وہ لڑکی دیکھ رہی تھی خوب موٹی اور ایک ایک ہاتھ بھر لمبی ہوں گی۔ جب وہ دونوں گھوڑوں سے اترے تو وہ لڑکی چونک کر کھڑی ہو گئی اور پریشانی کی حالت میں ان دونوں کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

پیلاطس نے اس کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔ اے بیٹی! تو کون ہے اور یہاں اکیلی دریا کے کنارے کیوں بیٹھی ہے۔ لڑکی نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ میں اکیلی نہیں ہوں۔ وہ دیکھیے میرا باپ دریا کے اندر کشتی میں مچھلیاں پکڑ رہا ہے۔ میرا باپ بوڑھا ہے نا، میں روزانہ اُن کے ساتھ آتی ہوں اور مچھلیاں پکڑنے میں ان کی مدد کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ یہ جو تم بھیڑ بکریاں دیکھ رہے ہو یہ بھی ہماری ہیں۔ جب میرا باپ مچھلیاں پکڑتا ہے تو ریوڑ کی دیکھ بھال میں کرتی ہوں۔ جب میں مچھلیاں پکڑتی ہوں تو میرا باپ ریوڑ کی نگہبانی کرتا ہے۔

پیلاطس نے پھر پوچھا۔ کیا تم مسلمان ہو۔ لڑکی نے فخریہ انداز میں کہا۔ بحمد اللہ ہم مسلمان ہیں۔ مرسیہ بھی پیلاطس کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ لڑکی نے ان دونوں کے گلوں میں لٹکتی صلیبوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو تم دونوں عیسائی ہو۔ اس بار مرسیہ نے جواب دیا۔ تم ٹھیک کہتی ہو بہن۔ ہم فرولندہ کے اسقف الوتوس کے مظالم سے بھاگ کر نکلے ہیں۔ ہماری داستان بہت لمبی ہے۔ سنو گی تو ہمیں عیسائی سمجھ کر ہم سے نفرت نہ کرو گی۔

لڑکی نے خوش دلی سے کہا۔ تمہارا اندازہ درست نہیں ہے۔ ہم کسی بھی مذہب سے نفرت نہیں کرتے۔ اس لیے تم ——— پیلاطس نے اس کی بات کاٹ کر پوچھا تم نے اپنا نام نہیں بتایا بیٹی! لڑکی نے اس بار چہکتے ہوئے کہا۔ میرا نام عتیقہ ہے اور میرے باپ کا نام زیدان۔ اس لحاظ سے میرا پورا نام عتیقہ بنت زیدان ہے۔ پیلاطس نے مرسیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ ہے تو میری مالکہ پر میں اسے اپنی بیٹی ہی جانتا ہوں۔ یہ سخت بخار میں مبتلا ہے اور سفر کرنے کے قابل نہیں رہی کیا ہمیں یہاں کوئی طبیب مل جائے گا جس سے میں اس کا علاج کرا سکوں۔

علیقہ نے آگے بڑھ کر مرسیہ کا بازو تھاما اور پریشانی میں کہا اسے سخت بخار ہے۔ اس کا فی الفور علاج ہونا چاہیئے۔ پھر وہ دریا کی طرف منہ کر کے زور زور سے اپنے باپ کو پکارنے لگی تھی۔ بابا! بابا! جلدی جلدی کنارے پر آؤ۔ دیکھو یہ دو اجنبی اور مسافر ہیں انہیں ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ جلدی آؤ بابا! جلدی۔

دریا میں جال پھینک پھینک کر مچھلیاں پکڑنے والا بوڑھا اپنی بیٹی کی آواز سن چکا تھا۔ اس نے جال سمیٹ کر کشتی میں پھینک دیا چپو سنبھالے اور تیزی کے ساتھ کشتی کو کنارے کی طرف کھینے لگا تھا۔ بوڑھا جب کشتی کو کنارے لایا تو علیقہ [illegible] کر کے بڑھی پھر دونوں باپ بیٹی نے کشتی کو کھینچ کر کنارے پر چڑھا دیا تھا اور زمین میں ایک کھونٹا گاڑ کر رسے سے کشتی کو اس کھونٹے سے باندھ دیا تھا۔ علیقہ کشتی کے اندر سے مچھلیاں نکال کر باہر رکھنے لگی تھی۔ پھر وہ گوڑھے کے پاس آئی وہاں سے بھی اس نے مچھلیاں نکالیں۔ ساری مچھلیاں اس نے جال میں باندھیں اور پھر جال کے ساتھ ایک چپو باندھ دیا۔ پیلاطس اور مرسیہ بھی ان کے قریب آ کھڑے ہوئے تھے۔

زیدان نے پیلاطس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تم دونوں کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو؟ جواب میں پیلاطس نے اسے اپنی داستان کہہ ڈالی۔ اس نے مرسیہ اور مازر کی ولید اور عمروس کے ہاتھوں عزت بچنے سے لے کر راہب مرقس کے قتل، ولید اور عمروس کی لوقا کے ہاں پناہ، الاسقف الوتیوس کے مظالم، وہاں سے بھاگنے اور مازر کی موت تک کے سارے واقعات زیدان اور علیقہ کو سنا ڈالے تھے۔

پیلاطس جب خاموش ہوا تو علیقہ نے مرسیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ بابا! اسے سخت بخار ہے، اسے فوراً علاج کی ضرورت ہے۔ زیدان نے آگے بڑھ کر مرسیہ کی نبض کا جائزہ لیا۔ پھر اس نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔ علیقہ! علیقہ! ریوڑ کو ہانکو اور گھر چلیں۔ علیقہ فوراً ریوڑ کو ہانکنے لگی۔ زیدان نے وہ چپو اپنے کندھے پر رکھ لیا جس کے ساتھ وہ جال بندھا ہوا تھا جس میں مچھلیاں تھیں۔ پیلاطس نے زیدان سے پوچھا۔ مچھلیاں آپ کہاں بیچتے ہیں۔ زیدان نے خوش طبعی سے کہا۔ میری بستی ساری مچھیروں کی

بستی ہے۔ سب لوگ مچھلیاں پکڑ کر بستی کے ایک تاجر کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں، جو تیز رفتار گھوڑا گاڑیوں کے ذریعے شہروں میں جا کر فروخت کر دیتا ہے۔ پیلاطس خاموش رہا اور مرسیہ کو گھوڑے پر سوار کرانے لگا۔ علیقہ نے بھی ریوڑ کو ہانک دیا تھا اور سب دریا کنارے کے گھنے درختوں کی طرف ہو لیے۔

جب انہوں نے درختوں کے جھنڈ کو عبور کیا تو مرسیہ اور پیلاطس نے دیکھا ان کے سامنے ایک بستی تھی۔ جو کافی رقبے میں پھیلی ہوئی تھی اور جس کے ارد گرد دور دور تک سبزیوں اور اناج کے کھیت تھے۔ دریا کی طرف سے ایک کھلی اور خوب چوڑی کچی سڑک بستی میں داخل ہوتی تھی۔ وہ اس سڑک کے ذریعے بستی میں داخل ہوئے۔ ایک جگہ زیدان نے پیلاطس سے کہا۔ ذرا رکو۔ میں مچھلی بیچنے کے علاوہ طبیب کو بھی خبر کر دوں کہ وہ میرے گھر آئے۔ یہ مکان جس کی طرف میں جانے لگا ہوں اسی تاجر کا ہے جو ہم سے مچھلی خریدتا ہے۔ یہ انتہائی نیک دل اور ایماندار شخص ہے اس کا بڑا بھائی طبیب ہونے کے علاوہ جید عالم اور یہاں سے نزدیک کی بیس کے لگ بھگ بستیوں کا قاضی بھی ہے۔ اس کا نام ابو العاص ہے۔ زیدان اس مکان میں داخل ہو گیا۔ پیلاطس اور مرسیہ رک کر اس کا انتظار کرنے لگے تھے جب کہ علیقہ اپنے چھوٹے سے ریوڑ کو ہانکتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔

زیدان نے کافی دیر کر دی۔ جب وہ اس مکان سے نکلا تو اس کے ہاتھ میں خالی جال اور چپو تھا۔ شاید اس نے مچھلی بیچ دی تھی اس کے علاوہ اس کے ساتھ ایک اور ضعیف شخص بھی تھا جس کی داڑھی ساری سفید تھی اور چہرے پہ نور برستا تھا۔ زیدان نے پیلاطس کو مخاطب کر کے کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے دیر کر دی۔ یہ طبیب ابو العاص ہیں میں انہیں تمہارے حالات سنانے بیٹھ گیا تھا۔ اب یہ ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلیں گے اور مرسیہ کا علاج کریں گے۔ پیلاطس فوراً گھوڑے سے اتر گیا اور آگے بڑھ کر طبیب ابو العاص سے مصافحہ کیا پھر وہ چاروں آگے بڑھ گئے۔

ایک گلی کا موڑ مڑنے کے بعد زیدان ایک مکان کے سامنے رک گیا۔ وہ اس کا

گھر تھا۔ وہ اپنے گھر کے بند دروازے پر دستک دینے ہی والا تھا کہ ایک دوسرا دروازہ کھلا اور علیقہ نے باہر جھانکتے ہوئے کہا۔ اِدھر دیوان خانے میں آ جائیے۔ پیلاطس نے مرسیہ کو گھوڑے سے اُتارا۔ اتنی دیر میں ایک بوڑھی عورت اندر سے نکل آئی۔ علیقہ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مرسیہ سے کہا۔

مرسیہ! یہ میری ماں خیران ہیں۔ مَیں انہیں تمہاری ساری داستان سُنا چکی ہوں۔ مرسیہ بچاری کچھ نہ کہہ سکی۔ خیران اور علیقہ اسے سہارا دے کر اندر لے گئیں۔ زیدان پیلاطس اور مرسیہ کے گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر دوسرے دروازے سے اندر داخل ہُوا۔ وہ رہائشی مکان سے علیحدہ کیا ہُوا ایک حصّہ تھا جس میں ریوڑ بندھا ہُوا۔ زیدان نے گھوڑوں کو بھی وہیں باندھ کر ان کے آگے چارہ ڈال دیا تھا اور پھر وہ دیوان خانے میں آ گیا تھا۔

خیران اور علیقہ نے طبیب ابوالعاص کی ہدایت پر مرسیہ کو پلنگ پر لٹا کر اس کے اُوپر ایک لحاف ڈال دیا تھا۔ بوڑھا ابوالعاص چند لمحوں تک مرسیہ کی نبض کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے زیدان اور پیلاطس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے سردی لگ گئی ہے جس نے بگڑ کر بخار کی شکل اختیار کی ہے۔ اگر چند روز اور اس کا علاج نہ ہوتا تو اس کی زندگی خطرے میں پڑ چکی ہوتی۔ بہرحال اب فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں علاج شروع کرتا ہوں۔ ابوالعاص نے پانی منگوایا۔ علیقہ بھاگ کر ایک کٹورے میں پانی لے آئی۔

ابوالعاص نے اپنے تھیلے کے اندر سے دو تین قسم کی سفوف جیسی دوائیاں پانی میں ڈالیں اور پانی مرسیہ کو پلا دیا۔ پھر اس نے پیلاطس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ میں نے زیدان سے سنا ہے تم دونوں امیر ولید بن ہشام کی طرف جا رہے ہو جو وادی ارغون کا حکمران ہے۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ امیر ولید اور عمرو بن کو تم لوگوں نے ایک موقع پر اپنے ہاں پناہ دی تھی۔ اس کے باوجود کیا یہ ممکن ہے کہ امیر ولید مرسیہ کو عیسائی ہوتے ہوئے قبول کر لیں گے۔ یہ نہ سمجھنا کہ مَیں تم دونوں کو مذہب تبدیل کرنے کی ترغیب دے رہا ہوں۔ میرا مطلب مذہبی تعصب نہیں لیکن مرسیہ کی خیر خواہی کے لیے اس اندیشے

کا اظہار کر رہا ہوں کہ شاید امیر ولید اسے ایک نصرانی کی حیثیت سے اس کے ساتھ کوئی رشتہ قائم کرنے سے انکار کر دیں۔ مرسیہ نے فوراً اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی صلیب اتار کر پیلاطس کو تھماتے ہوئے کہا۔ پیلاطس! پیلاطس! تو گواہ رہنا۔ مَیں آج سے صلیب کو خدا حافظ کہتی ہوں۔ پیلاطس نے بھی اپنے گلے سے اپنی صلیب اتاری اور دونوں صلیبیں اس نے جیب میں ڈال لیں۔

ابوالعاص نے پھر ان کی دِل شکنی دُور کرنے کی خاطر کہا۔ تم دونوں میری باتوں کا غلط مطلب نہ لینا۔ مَیں نے یہ سب کچھ ازراہِ ہمدردی کہا ہے۔ پیلاطس نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ کیا آپ امیر ولید کے متعلق کچھ جانتے ہیں۔ ابوالعاص نے فخریہ انداز میں کہا۔ امیر ولید کو کون نہیں جانتا۔ وہ اپنی مِلّت کے بڑھاپے کا عصا اور اندلس میں مُسلم قوم کی رگوں کا سُلگتا لہو ہے۔ گو وہ کسی اقلیم کا شہزادہ نہیں ہے لیکن اس نے زندگی کے سمندر میں مسلمانوں کو چراغوں کی روشنی دی ہے۔ وہ خالص و کھرا اور ہمارے لیے گوہرِ شب تاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے اپنی شجاعت اور جرأت مندی سے وادیِ ارغون کی سرزمین کے ذرّے ذرّے کو سونا اور دریاؤں کے قطرے قطرے کو گوہر بنا دیا ہے۔ جہاں وہ مُسلمانوں کی رگوں میں گاتا بولتا لہو اور جاگتا دھڑکتا دِل ہے وہاں وہ دُشمن کے سامنے قلزم کا بپھرتا زور اور لہو کے سمندر بہا دینے والا فرزند بھی ہے۔ اس نے کئی بار فرولندہ اور فرانسیسیوں کو شکست دے کر ثابت کر دیا ہے کہ اندلس کے اندر طوائف الملوکی کے اس ویران دَور میں بھی مُسلمان جاگ رہے ہیں۔

مرسیہ نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا۔ آپ ایک عالم دین ہیں۔ ہمیں کوئی نصیحت بھی کیجیے۔ دراصل مَیں اسلام کے ارکان اور اصولوں سے لیس ہو کر ولید کے سامنے جانا چاہتی ہوں۔ مَیں اِسلام کو ظاہری نہیں دِل سے قبول کرنا چاہتی ہوں اور اس کے لیے مجھے آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے۔

ابوالعاص نے کہا۔ مرسیہ بیٹی! ہم عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اور انہیں خدا کا پیغمبر جانتے ہیں لیکن وہ ایک مخصوص قوم کے لیے تھے۔ ان کے بعد

جب زمین بگڑ گئی۔ کائنات ظلم سے بھر گئی تب خدائے رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوری دنیا کے لیے سراجِ طریقت اور سراغِ حقیقت بنا کر مبعوث کیا۔ آپؐ نے دامنِ دہر کو خدا کے نور اور ایمان کی چمک سے بھر دیا۔ اب یہ انسان کی بدقسمتی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کو جانتے ہوئے اس کی پیروی نہ کرے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے ہوئے ان کی اطاعت نہ کرے۔ قرآن کو پڑھے اور اس پر عمل نہ کرے۔ یہ جانتا ہو کہ دوزخ گنہگاروں کے لیے ہے مگر اس سے بچنے کا سامان نہ کرے۔ خدا کی نعمت کھا کر اس کا شکر ادا نہ کرے۔ یہ جانتا ہو کہ شیطان ایک صریح دشمن ہے اس سے دُور نہ بھاگے۔ موت کو برحق جانتا ہو مگر اس کے لیے کوئی سامان نہ کرے۔ ہم اپنے اقارب کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اُتار کر دفن کر دیتے ہیں پر اس فعل سے عبرت نہیں حاصل کرتے۔"

بیلاطس نے توصیفی انداز میں ابوالعاص کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آپ کی باتوں میں ایک اثر اور آپ کے الفاظ میں رس ہے۔ مَیں چاہتا ہوں آپ سے ایسی باتیں سیکھوں۔ ابوالعاص نے اپنا تھیلا اُٹھا کر اپنی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ یہ باتیں تو تمہاری انجیل میں ہیں تم نے اس کا مطالعہ کیوں نہ کیا۔ اس دوران زیدان اس کی بیوی خیران اور بیٹی عتیقہ اُٹھ کر مکان کے صحن کی طرف چلے گئے تھے۔

پیلاطس نے کہا۔ مَیں نے ایک بار نہیں کئی بار اناجیل کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن مجھے کسی میں بھی ایسی باتیں نہیں ملیں۔ ابوالعاص نے سوالیہ انداز میں پوچھا کیا تم نے برنا باس کی انجیل پڑھی ہے۔ پیلاطس نے پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ لیکن ہمارے مذہب میں تو انجیل برنا باس کو درست تصور نہیں کیا جاتا۔ عیسائی دنیا میں یہی مشہور رہے کہ انجیل برنا باس ایک گمشدہ اور متروک کتاب ہے ابوالعاص نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ یہ انجیل اس لیے متروک قرار دی گئی ہے کہ اصل انجیل یہی ہے اور اس کے رائج ہونے سے مسیحیت کا موجودہ ڈھانچہ خطرے میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ جو چار انجیلیں تمہارے ہاں رائج ہیں ان کے لکھنے والوں

سے کوئی بھی حضرت عیسی علیہ السلام کا حواری نہ تھا اور نہ ہی کسی نے اس کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی کسی نے اپنی معلومات کی روایت کا کوئی حوالہ دیا ہے۔

ابوالعاص نے ذرا رک کر کہا۔ اس کے برعکس برنا باس کہتا ہے کہ وہ مسیحؑ کے اوّلین بارہ حواریوں میں سے ایک ہے۔ وہ شروع سے آخر تک حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ رہا اور اپنی انجیل میں اس نے آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سنے واقعات درج کیے ہیں۔ اس کے علاوہ تمہارے ایک بزرگ لوقا جنہوں نے ایک انجیل بھی لکھی ہے جس کا نام لوقا کی انجیل ہے۔ اسی عالم نے اپنی کتاب اعمال میں برنا باس کا ذکر کیا ہے۔ اس انجیل میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زبانی واضح طور پر ہمارے پیغمبر آخر الزماںؐ کی تشریف آوری کے متعلق پیش گوئیاں ہیں۔ اور صاف طور پر ہمارے پیغمبرؐ کو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

پیلاطس نے نئی دلیل پیش کرتے ہوئے کہا لیکن ہمارے ہاں تو سمجھا جاتا ہے کہ انجیل[1] برنا باس کسی مسلمان کی لکھی ہوئی ہے اور اس میں انہوں نے اپنے مطلب کی باتیں شامل کر لی ہیں۔ طبیب العاص نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ اس انجیل کو کسی مسلمان

---

[1] یوں تو ان انجیلوں کی تعداد چونتیس ہے جو لکھی گئیں اور ان چونتیس انجیلوں کی فہرست یہ ہے۔ یوحنا اوّل، یوحنا دوم، متی، پطرس، اندریاہ، بارتھاموسی، فلپ، مرقس (مصری)، مرقس (عام)، توما (اوّل)، توما دوم، نیقودیس، منتھی آسن، یعقوب، طفولیت متی، لوقا، برنا باس، تھی ڈیمس، لیسی لیڈس، سرنفس، پال، ابیاقی، یہودیہ، مارشین اٹائیاں، سی تھیس، ولن ٹینس، ناصرین، ایلس، انکار ٹیٹس، ولادتِ مریمؑ، جورڈرس اور کاملیٹ کی انجیل۔
ان سب انجیلوں میں برنا باس کی انجیل ہی ایک ایسی انجیل ہے جس کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے مصنف کے مستند واقعات کو جگہ دی ہے۔ ۱۹۰۷ء میں انجیل برنا باس کا انگریزی میں ترجمہ ڈاکٹر منکہوس نے کیا۔ پھر مصر کے ایک عیسائی عالم

نے کیسے لکھا - جب کہ اس کتاب کا ذکر آپ کے عالم لوقا نے اپنی کتاب اعمال میں کیا ہے اور لوقا ہمارے حضور کی پیدائش سے پہلے ہو گزرا ہے - یہی نہیں بلکہ ہمارے پیغمبر کی پیدائش سے بہتر برس پہلے پوپ گلاسیس اوّل کے زمانہ میں ان کتابوں کی ایک فہرست مرتب کی تھی جو موجودہ عیسائیت کے ایمان کو خطرہ ثابت ہو سکتی تھیں - ان کتابوں میں برنا باس کی انجیل بھی شامل تھی - اس کے علاوہ کئی عیسائی محققین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ قدیم عیسائی ادب میں انجیل برنا باس کا ذکر ملتا ہے - اب بھی تم خیال کرتے ہو کہ یہ کسی مسلمان کی لکھی ہوئی ہے -

پیلاطس نے متاثر ہوتے ہوئے کہا - میں آپ کے علم سے متاثر ہوا ہوں یقیناً آپ نے ثابت کیا ہے کہ انجیل برنا باس کا تعلق عیسائیت سے ہے - اب میں اس کا ضرور مطالعہ کروں گا - ابوالعاص اپنی جگہ پر کھڑا ہوتا ہوا بولا میرے پاس اس انجیل کا ایک نسخہ ہے اگر تم پسند کرو تو میں اسے ابھی جا کر بھیج دوں - اس بار پیلاطس کے بجائے مرسبہ نے کہا - ضرور بھیجئے میں بھی اس کا مطالعہ کروں گی -

ابوالعاص نے پیلاطس سے کہا - میں اب جاتا ہوں - مرسبہ کو گرم رکھنے کی ضرورت ہے - میں روزانہ خود آکر اسے دوا پلا دیا کروں گا - اتنے میں زیدان اندر آیا اور ابوالعاص سے کہا -

آپ جائیے گا نہیں، میں نے مہمانوں کے لیے ایک برہ ذبح کیا ہے - اب آپ ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جائیں گے - زیدان خود آگے بڑھا اور ابوالعاص کو بازو سے پکڑ کر بٹھا دیا - پیلاطس نے شکوہ کرتے ہوئے کہا - آپ نے اپنے چھوٹے سے ریوڑ میں سے برہ کیوں ذبح کر دیا -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸۱) خلیل سعادت نے عربی میں اس کا ترجمہ کیا - اسی عربی ترجمے سے مولوی محمد حلیم نے انجیل برنا باس کا ترجمہ اردو میں کیا جو ۱۹۲۶ء میں لاہور سے شائع ہوئی -

زیدان نے بڑی انکساری سے کہا - ہم عربوں کے پاس مہمان نوازی ہی کی ایک صفت ہے جس پر ہم فخر کر سکتے ہیں -

پیلاطس نے کچھ سکے نکالے اور ابوالعاص کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا - آپ یہ رکھ لیں - ابوالعاص کی بجائے زیدان نے کہا - ان سکوں کو اپنی جیب میں ڈال لو۔ یہ علاج کرنے کا معاوضہ نہیں لیتے - ان کے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے - بستی میں یہ سب سے مخیر ہیں اور اپنے پاس سے مریضوں کا علاج کرتے ہیں -

پیلاطس خاموش رہا اور سکے جیب میں ڈال لیے - خیران اور عتیقہ کھانا لے آئیں اور دیوان خانے میں وہ سب مل کر کھانا کھا رہے تھے -

ولید اور عمروس کے دو سال جنگ کے بجائے امن اور سکون سے گزر گئے تھے۔ اس دوران ولید اور عمونہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سعد رکھا گیا۔ عمروس اور سارہ کے ہاں بھی لڑکا ہوا اور اس کا نام حسن رکھا گیا تھا۔ دونوں بچے اب گھٹنوں کے بل چلنے لگے تھے لیکن شاید ہسپانیہ کی سرزمین کو یہ امن، یہ سکون پسند نہ تھا۔ ولید کے سر پر پھر آشوب اور اندر جالیوں کے بادل منڈلانے لگے تھے۔ ان ادبار کی ابتدا طلیطلہ سے ہوئی۔ ان دنوں ولید، عمونہ، عمروس اور سارہ اپنے ایک مختصر سے لشکر کے ساتھ یحییٰ المامون کی بیٹی کے نکاح میں شرکت کے لیے طلیطلہ آئے ہوئے تھے۔ یحییٰ نے اپنی بیٹی کی شادی بلنسیہ کے حکمران عبدالملک سے طے کی تھی۔ شادی کا ہنگامہ جب زوروں پر تھا اور رخصتی کی تیاری ہو رہی تھی ولید اور عمروس اس عمارت کے پاس آئے جس کے اندر دلھن کو تیار کیا جا رہا تھا، ولید نے ایک بوڑھی عورت سے کہا کہ وہ عمونہ اور سارہ کو باہر بھیجے۔ خود وہ دونوں باہر رک کر انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سارہ باہر آئی اس نے ولید کے بیٹے سعد اور اپنے بچے حسن دونوں کو اٹھا رکھا تھا۔ ولید نے فوراً پوچھ لیا۔ سارہ! سارہ! عمونہ کہاں ہے۔ سارہ نے پریشانی میں کہا۔ یا اخی! وہ تو آپ کی طرف گئی تھی۔ تھوڑی دیر قبل ایک عورت اسے بلانے آئی تھی اس نے کہا تھا امیر ولید تمہیں بلا رہے ہیں۔ لہٰذا

عمونہ اس عورت کے ساتھ آپ کی طرف چلی گئی۔ ولید نے بدحواسی میں کہا لیکن میں نے تو اسے نہیں بلایا۔ نہ ہی وہ میری طرف گئی ہے۔ اس بار عمروس نے سخت غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اس کا مطلب ہے ہم سے دھوکہ ہوا ہے۔ اگر کسی نے میری بہن عمونہ کو نقصان پہنچایا تو اس کے جسم میں خون گردش کرتا نہ رہے گا۔

اتنے میں ایک بوڑھی عورت جو ایک ٹانگ پہ لنگڑا کر چل رہی تھی قریب آئی اور ولید سے پوچھا۔ اے امیر! آپ کسے تلاش کر رہے ہیں۔ کیا آپ نے اپنی بیوی کو اس بگھی کی طرف نہ بلایا تھا۔ ولید نے دیکھا ان کے دائیں ہاتھ ذرا فاصلے پر ایک بگھی کھڑی تھی۔ اس بڑھیا نے کہا۔ ایک جوان لڑکی اس بگھی کی طرف سے آپ کی بیوی کو بلانے آئی تھی اور آپ کی بیوی اس بگھی کی طرف گئی تھی۔ کیا آپ اس بگھی میں نہ تھے۔

ولید نے اس بڑھیا کو کوئی جواب نہ دیا اور وہ اس بگھی کی طرف بھاگا۔ جب انہوں نے اندر جا کر دیکھا تو بگھی خالی تھی۔ ولید اس بگھی کے اردگرد گھوڑوں کے کھرے اور نمایاں سموں کے نشانات کا جائزہ لینے لگا۔ پھر وہ دس پندرہ قدم مغرب کی طرف بڑھا جیسے اس نے کسی کے کھوج کا تعاقب کیا ہو۔ پھر وہ عمروس کے پاس آیا اور فکرمند آواز میں کہا۔ عمروس! عمروس! میرا خیال ہے کہ عمونہ کو کوئی اٹھا کر لے گیا ہے۔ میں ان کے نشانات کے تعاقب میں جاؤں گا۔ تم شادی کی رسم کے بعد واپس چلے جانا۔

عمروس نے اندوہناک آواز میں کہا۔ میں کیسے آپ کو تنہا چھوڑ سکتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ ولید نے عمروس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ سنو عمروس! عمونہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو گئی ہے۔ میں اس کے اٹھانے والوں کا کھرا تلاش کرتا ہوا اس کے پیچھے جاؤں گا۔ میرے خیال کے مطابق اسے عیسائی جاسوس اٹھا کر لے گئے ہیں کیونکہ وہ پہلے راہبہ تھی اور وہ کسی صورت میں پسند نہیں کر سکتے کہ ایک راہبہ مسلمان ہو کر کامیاب زندگی بسر کرے۔ اسے چھڑانے کے لیے لشکر سے کام نہیں لیا جا سکتا۔ ہاں اگر ایسی کوئی صورت پیش آئی تو میں لوٹ آؤں گا اور تمہیں ساتھ لے جاتے ہوئے فخر محسوس کروں گا۔ فی الحال میرا اکیلا جانا مناسب ہے۔ اگر اسے قشتالیہ کے عیسائی اٹھا کر لے گئے ہیں تو میں بھیس بدل

کر وہاں جاؤں گا اور عمونہ کا سراغ لگانے کی کوشش کروں گا۔ اگر میں اسے اکیلا چھڑا کر تو اسے لے کر آؤں گا اور اگر لشکر کی ضرورت پیش آئی تو میں واپس لوٹ آؤں گا۔ اب ضد نہ کرنا۔ عمروس! یہ عمونہ کی زندگی اور میری عزت کا سوال ہے۔ تم کسی سے یہ ذکر نہ کرنا کہ عمونہ کو کوئی اٹھا کر لے گیا ہے۔ سارہ کو بھی منع کر دینا۔ ہاں یحییٰ المامون سے علیحدگی میں تم میرے یہاں سے کوچ کی مجبوری کا ذکر کر دینا۔ اس کے علاوہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ میں یہاں سے کسی مقصد کے تحت کوچ کر گیا ہوں۔ میں اس بگھی کے اندر بیٹھتا ہوں تم میرا گھوڑا یہاں لے آؤ۔ سارہ کو مطمئن کر دینا۔ عمروس بیچارا جواب میں کچھ نہ کہہ سکا۔ اس کی گردن جھک گئی اور وہ واپس لوٹ گیا تھا۔

ولید بگھی میں بیٹھ کر عمروس کا انتظار کرنے لگا تھا۔ بگھی بالکل خالی تھی اور ولید گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا اتنے میں اسے کھٹکا ہوا۔ وہ جب کود کر بگھی سے باہر آیا تو اس دیکھا عمروس اس کا گھوڑا لا رہا تھا۔ ولید کے قریب آ کر اس نے کہا۔ میں آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ کاش میں آپ کا ساتھ دے سکتا۔ میں نے آپ کے گھوڑے کی خرجین میں کھانے کا سامان رکھنے کے علاوہ پانی کا مشکیزہ بھی بھر دیا ہے۔ آپ اپنے آپ کو کسی بھی صورت خطرے میں نہ ڈالیں۔ ایسی کوئی بات ہو تو لوٹ آیئے پھر ہم لشکر کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوں گے اور دیکھیں گے کون ہماری عزت کو محبوس اور مجبور رکھ سکتا ہے۔

ولید چپ چاپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جو نشانات اس نے دیکھے تھے ان کے تعاقب میں وہ شمال مغرب کی طرف بڑھنے لگا۔ عمروس نہایت مایوسی کی حالت میں کھڑا اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

ولید گھوڑوں کے سموں کا تعاقب کرتا ہوا شمال مغرب کی طرف بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس شاہراہ پر چڑھ گیا جو اللب ندی کو عبور کر کے قشتالیہ شہر کی طرف جاتی تھی اب وہ جان گیا تھا کہ نصرانی عمونہ کو اٹھا کر قشتالیہ لے گئے ہیں۔ اللب ندی کو عبور کر کے فرولندہ کی حدود میں داخل ہونے سے قبل ولید نے اپنا لباس تبدیل کر کے اپنے گلے میں صلیب لٹکا لی تھی۔ اور اس کا لباس ایک عام شہری کا سا لباس تھا۔ اس حالت میں

گھوڑوں کے سم تلاش کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ آسمان پر بادل چھا گئے تھے اور بارش یا برف باری کا اندیشہ دکھائی دینے لگا تھا۔ ولید نے اپنی رفتار اس خیال سے تیز کر دی تھی کہ بارش یا برف باری کے باعث کہیں سموں کے نشانات دب کر نہ رہ جائیں ایک روز شام ہوتے سے کچھ دیر پہلے وہ قشتالیہ شہر سے باہر ایک پہاڑی سلسلے کے قریب رک گیا۔ اس کوہستان کے اوپر ایک بہت بڑا اور اونچے اونچے کلسوں والا کلیسا تھا اور ان سموں کے نشانات جن کا وہ تعاقب کرتا آیا تھا پہاڑ کے اوپر اسی کلیسا کی طرف چلے گئے تھے۔

ولید کچھ دیر وہاں کھڑا پہاڑ کے اوپر اس کلیسا کے محل وقوع کا جائزہ لیتا رہا جس کی طرف سموں کے نشانات گئے تھے۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور فضاؤں میں تاریکی گہری ہونے لگی تھی۔ شاید سورج غروب ہو رہا تھا۔ ولید کو رات بسر کرنے کی فکر ہوئی اس نے فوراً اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور قشتالیہ شہر کی طرف بڑھا شہر میں داخل ہو کر ایک کم آبادی کے حصے میں اس نے ایک سرائے کے اندر رات بسر کرنے کے لیے کمرہ لے لیا اور اپنے گھوڑے کو سرائے کے اصطبل میں بندھوا کر اس نے اس کے چارے دانے کا بندوبست کر دیا تھا۔ سرائے کے مالک سے اس نے کہہ دیا تھا کہ اس کا تعلق جزیرہ سارڈینیا سے ہے اور تجارت کی غرض سے قشتالیہ آیا ہے اور یہاں سے کچھ مال خرید کر سارڈینیا لے جائے گا۔ اس طرح سرائے کا مالک مطمئن ہو گیا۔ اور کسی نے اس سے کوئی تعرض نہ کیا تھا۔

وہ رات ولید نے بڑی بے چینی کی حالت میں سرائے کے اندر گزاری تھی۔ اس کے ذہن میں ساری رات طرح طرح کے خیالات اٹھتے رہے۔ عمونہ کیسی ہو گی؟ اس پر سختی تو نہ ہو رہی ہو گی۔ کیا اس کلیسا میں اس کی عزت محفوظ ہو گی۔ اسے ضرور کسی کمرے میں بند رکھا گیا ہو گا۔ اور شاید کلیسا والے اس پر مقدمہ چلائیں۔ ایسے اور بہت سے خیالات اس کے ذہن کی بھٹی میں آگ کے شعلوں کی مانند اٹھتے رہے اور وہ نیند سے کوسوں دور کافی رات گئے تک بے چینی کی حالت میں کروٹیں بدلتا رہا۔ رات کے پچھلے حصے

میں اُس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

دوسرے روز جب ولید کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا باہر تیزی سے برف گر رہی تھی۔ گلی کوچے اور میدان برف سے اٹے ہوئے تھے۔ شاید رات بھر برف باری ہوتی رہی تھی۔ ولید نے جب کھڑکی کھول کر باہر دیکھا تو گلی کوچوں میں مرد اور عورتوں کے جھنڈ کے جھنڈ اپنے آپ کو موٹے اُونی کمبلوں، چمڑے اور ٹاٹ کی چادروں میں چھپائے شہر کے مشرقی دروازے کی طرف جا رہے ہیں۔ ولید پریشان ہو گیا۔ وہ سوچنے لگا یہ لوگ گروہوں کی شکل میں کہاں جا رہے ہیں۔ ان کا رُخ شہر کے مشرقی دروازے کی طرف کیوں ہے۔ کیا یہ اسی کلیسا کی طرف تو نہیں جا رہے جس میں عمونہ قید ہے۔ کیا اربابِ کلیسا عمونہ کی قربانی تو نہیں دے رہے اور یہ لوگ تماشہ دیکھنے جا رہے ہیں۔

ولید نے فوراً اپنے ذہن کو جھٹک دیا۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ آپ ہی آپ کہہ اُٹھا۔ ضرور اس شہر میں انقلاب آگیا ہے جو ان گنت لوگ سردی اور برفباری کی پرواہ کیے بغیر ایک ہی سمت بھاگے چلے جا رہے ہیں۔

ولید اپنے بستر سے اُٹھا اور سرائے کے مالک کے پاس آکر اس نے پوچھا۔ اے دوست! یہ لوگ گروہوں کی شکل میں کہاں اور کس لیے جا رہے ہیں۔ سرائے کے مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم اجنبی ہو، شاید تمہیں علم نہیں۔ سنو! اس شہر میں ایک راہبہ تھی جو یہاں سے بھاگ کر مسلمان ہو گئی اور ایک مُسلمان جرنیل سے اس نے شادی کر لی۔ شاید یہاں رہ کر بھی وہ اس سے محبّت کرتی تھی اور اس کے لیے کام کرتی تھی۔ کل یہاں کے حاکم لیبی کے جاسوس اسے مسلمانوں کے علاقے سے اُٹھا لائے ہیں اور آج شہر کے باہر کلیسا علیسیدور[1] میں اس لڑکی پر راہبوں کی عدالت

---

[1] علیسیدور ایک بزرگ پادری تھا۔ کلیسا کے نوشتوں میں اسے اس مجلس کا رکن بتایا گیا ہے جو اس بات کا فیصلہ کرتی تھی کہ کون راہب عابد اور زاہد ہے اور مسیحی اولیائے

میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ جو کبھی اس شہر میں راہبہ تھی۔ ولید اب ساری حقیقت جان گیا تھا۔ اس نے سرائے میں پہلے کھانا کھایا۔ پھر اصطبل میں اپنے گھوڑے کے چارے کا انتظام کرنے کے بعد وہ سرائے سے باہر نکل گیا تھا۔

ولید سرائے سے نکل کر ایک عمارت کے چھجے تلے کھڑا ہو کر کچھ سوچتا رہا شاید وہ سوچ رہا تھا کہ کلیسا علیسیدور کے اندر سے عمونہ کو کس طرح سلامتی سے نکالا جا سکتا ہے۔ وہ فوراً حرکت میں آنا چاہتا تھا کیونکہ اُسے خدشہ تھا کہ وہ راہب جو ایک عدالت کی صُورت میں کلیسا علیسیدور کے اندر جمع ہوں گے وہ جلد از جلد عمونہ کو مصلوب کر دینے کی کوشش کریں گے۔ ولید نے کوئی فیصلہ کیا پھر وہ برف کے اندر تیز تیز قدم اُٹھاتا ہُوا دائیں ہاتھ کی طرف بڑھنے لگا۔

چند کشادہ گلیوں میں سے گزرنے کے بعد وہ بازار میں نکل آیا۔ یہاں وہ تھوڑی دیر ادھر اُدھر گھوم کر کچھ تلاش کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر یکایک وہ ایک قصاب کی دکان کے سامنے رُک گیا اور اس سے کچھ چربی خرید کر وہ شہر کے مشرقی حصّے کی طرف بڑھنے لگا۔ چربی کو اپنے دونوں ہاتھوں میں گھما کر اس نے ایک گولہ سا بنا لیا اور اس گولے کو اپنی جیب میں ڈال کر وہ ان عورتوں اور مردوں میں شامل ہو گیا تھا جو عمونہ کے مقدمے کی کارروائی دیکھنے کلیسا علیسیدور کی طرف جا رہے تھے۔

کلیسا علیسیدور کے اردگرد برف باری کے باوجود ایک میلے کا سا سماں پیدا ہو گیا تھا۔ لوگ بڑی بے چینی سے مقدمے کی کارروائی شروع ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ سب سے پہلے کلیسا کے بڑے کمرے میں وہ تین پادری جمع ہوئے جنہوں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۸۸) مسیحی میں شامل کرنے کا مستحق ہے۔ اس کا انتقال اشبیلیہ میں ہوا تھا اور وہیں ایک گرجے کے اندر دفن ہوا۔ قشتالیہ کے اس گرجے کا نام اسی پادری کے نام پر رکھا گیا تھا۔ لاطینی زبان میں علیسیدور کا نام ہسپانیارس لکھا گیا ہے۔

ایک عدالت کی صورت میں عمونہ کے خلاف کارروائی کرنا تھی۔ جب تینوں پادری ایک شہ نشین پر بیٹھ گئے تو اُنہوں نے عمونہ کو طلب کیا۔

ولید یہ کارروائی بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ فوراً ان پہریداروں کے ساتھ ہو لیا جو عمونہ کو لینے گئے تھے۔ ایک پہریدار نے جس کی کمر سے چابی لٹک رہی تھی آگے بڑھ کر اس چابی کی مدد سے کلیسا کا ایک بھاری اور آہنی دروازہ کھولا۔ ولید ان کی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے اس کمرے کے اندر سے عمونہ کو نکالا۔ وہ سخت پریشانی کی حالت میں تھی اور اس کا رنگ پیلا ہو رہا تھا۔ جب عمونہ کو باہر نکال کر دروازہ بند ہونے لگا تو ولید بھاگ کر آگے بڑھا اور جو پہریدار تالے میں چابی گھما کر دوبارہ اسے بند کرنے لگا تھا اس سے منت کرتے ہوئے کہا۔

اے بھائی! میں ایک کمزور انسان اور تو کچھ نہیں کر سکتا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ اس کمرے کے دروازے میں چابی گھما کر میں اسے بند کر دوں تاکہ مجھے فخر ہو کہ اس کمرے کا دروازہ میں نے بند کیا تھا جس میں عیسائیت کی ایک مجرمہ کو رکھا گیا تھا۔ ولید کی آواز سن کر عمونہ چونکی اور بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ ولید کی اس کی طرف پیٹھ تھی لہذا وہ اس کا چہرہ نہ دیکھ سکی تھی۔ تاہم عمونہ کی آنکھوں میں ایک چمک آ گئی تھی۔ شاید اس خیال سے کہ اس کا شوہر اس کے ساتھ ہے اور اس کی بے بسی اور مجبوری دیکھ رہا ہے۔

چابی گھمانے والا پہریدار فوراً پیچھے ہٹ گیا اور ولید سے کہا اگر تم اس کمرے کو بند کرنا بھی ثواب سمجھتے ہو تو میں تمہیں اس سے محروم نہیں کرنا چاہتا۔ ولید فوراً اپنی جیب سے چربی کا پیڑا نکال کر آگے بڑھا۔ اس نے چابی گھما کر تالا بند کیا اور پھر چابی باہر نکال کر اس نے پہریدار کی نگاہ بچا کر چابی کو چربی پر رکھ کر ذرا دبایا تو چربی کے گولے میں چابی کا مکمل اور صاف نقش بن گیا تھا۔ ولید نے چربی کا گولہ جیب میں ڈال لیا اور چابی پہریدار کو لوٹاتے ہوئے کہا۔ تمہارا احسان ہے بھائی کہ تم نے مجھے یہ اعزاز بخشا۔ ولید جب پیچھے ہٹا تو عمونہ نے اسے دیکھا۔ ولید نے آنکھ دبا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

...ونہ کے چہرے پر ایسا سکون اور ایسی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ گویا اس کے سامنے کائنات ...ے سارے دفینے کھول دیئے گئے ہوں۔

عمونہ کو ان تین پادریوں کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ باہر تیزی سے برف باری ہو ...ہی تھی اور لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو مقدمے کی اس کارروائی کو سننے وہاں جمع ہو گیا تھا۔ ...مونہ جب عدالت کے سامنے کھڑی ہوئی تو ایک پادری نے پوچھا کیا تمہارا نام عمونہ ہے۔ ...مونہ نے بڑے سکون سے جواب دیا۔ میرا نام عمونہ ہے —— کیا تو راہبہ تھی —— ...ں بھی میں راہبہ تھی —— کیا تو یہاں سے بھاگ کر مسلمان ہو گئی اور ایک مسلمان ...ے شادی بھی کر لی —— یہ بھی درست ہے —— کیا تم اپنی صفائی ...ں کچھ کہہ سکتی ہو کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔

عمونہ نے بڑی جرأت مندی سے کہا۔ ہاں میں نے اپنا مذہب تبدیل کیا ہے ...ور یہ کوئی جرم نہیں کہ نسلِ آدم ایسا کرتی رہی ہے۔ کیا خود تم لوگوں کے آباؤ اجداد نے ...وسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع علیہ السلام کو نہ مانا اور اس کے بعد وہ الیاس علیہ السلام اور ...یحییٰ علیہ السلام کو مانتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام پر آئے اور نصرانی کہلائے۔ اس کے ...بعد آخری نبیؐ آنے چاہئیں تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کے اجداد انؐ پر ...یمان لاتے جس طرح وہ پہلے نبیوں کے سلسلے میں کرتے رہے ہیں لیکن یہاں آکر ...تعصب کیوں برتا گیا۔ اس لیے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جن پر میں ...ایمان رکھتی ہوں عرب کی سرزمین میں پیدا ہوئے اور تم لوگوں کو حسد ہوا کہ وہ تم میں ...سے کیوں نہ ہوئے۔ وہ اسحاق علیہ السلام کے بجائے اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے ...کیوں ہوئے۔

ایک دوسرے پادری نے گرجتے ہوئے کہا۔ رکو اور سنو! تمہارے پاس ...کیا ثبوت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی نبی آئے۔ عمونہ نے پھر پہلے سے جذبے ...سے کہا۔ خود توریت اور انجیل اس کی گواہ ہیں اگر تم نے ان کا صحیح مطالعہ کیا ہوتا تو تمہیں ...ضرور علم ہوتا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کو تین پیغمبروں کا شدت

سے انتظار تھا۔ ایک ایلیاہؑ (الیاسؑ) دوسرے عیسیٰؑ اور تیسرے ہمارے رسولؐ جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تم یقیناً یہ بھی جانتے ہوگے کہ جب یحییٰ علیہ السلام آئے اور انہوں نے لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاتے ہوئے اصطباغ دینا شروع کیا تو بنی اسرائیل کے مذہبی پیشواؤں نے ان سے پوچھا تھا کہ تم ایلیاہؑ (الیاسؑ) ہو، مسیحؑ ہو یا وہ نبیؐ جو سب سے آخر میں آئیں گے۔ یحییٰؑ نے کہا تھا کہ میں ان میں سے کوئی بھی نہیں ہوں۔ پھر جب عیسیٰؑ آئے تو بنی اسرائیل نے یہی سوال ان سے بھی کیا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ عیسیٰؑ نے کیا جواب دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا ایلیاہؑ تو آچکا ہے مسیحؑ میں ہوں اور نبی آخر الزماں میرے بعد آئیں گے۔

ان سب باتوں کا تم لوگوں کو بھی علم ہے۔ یاد رکھو میرا عقیدہ خشک عقیدہ نہیں ہے۔ ہمارے پیغمبرؐ کی رسالت توحید کا جو نظریہ اور رسولوں کا جو احترام پیش کرتی ہے اس نے انسانیت اور آدمیت کو ثمردار بنا دیا ہے۔ یاد رکھیے ہر دور میں خدائے رحیم اپنے بندے کی اصلاح کرتا رہا ہے اور انسانیت کروٹیں بدلتی رہی ہے۔ بلکہ اسی طرح جیسے موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل گمراہ ہوکر فنیقی قوم کے دیوتا بعل زبوب کی عبادت کرنے لگے تھے اور حضرت الیاسؑ نے انہیں اس گمراہی سے نکالا تھا۔ ایسے ہی جب عیسیٰؑ کے بعد زمین ظلم سے بھر گئی۔ انسانیت گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوب گئی خدا نے اپنے آخری نبیؐ کو مبعوث کیا جس پر ایمان لانا پوری نسل آدمؑ کا فرض ہے۔ ورنہ انسانیت کی حالت وہی ہوگی جو تابوت سکینہ کی بنی اسرائیل کے ہاتھوں ہوئی۔

تیسرے پادری نے گرج کر پوچھا۔ تم نے یہ ساری باتیں کہاں سے سیکھیں۔ عمونہ نے پھر پہلے سے جذبے میں کہا انہی اوراق کی مخالف سمت سے جہاں سے تم لوگوں نے ایک سچے مذہب کے خلاف تعصب سے کام لینا سیکھا۔ میں جانتی ہوں تم مجھے انصاف نہیں دوگے۔ یقیناً میرا انصاف اسی روز ہوگا جب آسمان پھٹ جائے گا۔ سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔ قبریں کھول دی جائیں گی اور ستارے بکھر جائیں گے ایـ

ے راہبو! وہ روزِ محشر کا دن ہوگا۔ اس روز تم جان جاؤگے کہ میں کس قدر حق اور صداقت پر ہوں۔

عدالت کے بڑے پادری نے عمونہ کو جھڑکتے ہوئے کہا تمہارا گناہ ثابت ہوچکا ہے۔ اب تم خاموش رہو اور اپنے فیصلے کا انتظار کرو۔ تم نے خود اپنا گناہ تسلیم کر لیا ہے۔ تینوں پادری تھوڑی دیر تک سرگوشیاں کرتے ہوئے آپس میں صلاح و مشورہ کرتے رہے پھر انہوں نے متفقہ طور پر عمونہ کو صلیب پر چڑھا دینے کا فیصلہ سنا دیا۔ عمونہ کا رنگ پیلا ہوگیا تھا اور باہر ہجوم کے اندر کھڑا ولید بھی اداس اور افسردہ سا ہوگیا تھا۔

ایک ہٹا کٹا اور خوب توانا و سرکش قسم کا محافظ آگے بڑھا اور عمونہ کے بازو پر ایک مضبوط رسّی باندھ دی اور پھر وہ اسے کھینچتا ہوا اسی کمرے کی طرف لے گیا جن میں سے اسے نکالا تھا۔ دوسرے کئی محافظوں نے عمونہ کے گرد حلقہ سا بنا لیا تھا ان میں وہ محافظ بھی شامل تھا جس کے پاس اس کمرے کی چابی تھی۔ ولید پھر بھاگ کر آگے بڑھا اور اس محافظ سے کہا۔ کیا میں اس کمرے کا دروازہ بند کرنے کی بھی سعادت حاصل کرسکتا ہوں۔ اس ہٹے کٹے محافظ نے جو اس رسّی کو پکڑے ہوئے تھا جس میں عمونہ کا بازو بندھا ہوا تھا ایک خوب زوردار گھونسا ولید کے پیٹ میں دے مارا اور چلاتے ہوئے کہا۔ کمرے کا دروازہ بند کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے تم کون ہوتے ہو آگے آنے والے۔

مکّہ کھا کر ولید بے بسی کی حالت میں پتھریلی زمین پر گر گیا۔ جس محافظ کے پاس چابیاں تھیں اس نے از راہِ ہمدردی کہا۔ اسے مت مارو یہ ایک مذہبی آدمی ہے۔ ولید کو گرتے دیکھ کر عمونہ بیچاری کٹ کر رہ گئی تھی۔ پر مجبور تھی کوئی قدم نہ اٹھا سکتی تھی۔ ولید کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عمونہ کو محافظوں نے کمرے میں بند کرکے تالا لگا دیا تھا۔

ولید چپ چاپ واپس شہر میں آیا اور بازار میں گھوم کر کچھ تلاش کرنے کی

کوشش کرنے لگا ۔ برف باری ابھی تک جاری تھی ۔ اچانک وہ ایک آہن گر کی دکان کے سامنے رُک گیا اور سماجت کرنے کے انداز میں اس سے کہا ۔ اے بھائی! میں سارڈینیا کا ایک تاجر ہوں اور تجارت کی غرض سے یہاں آیا ہوں ۔ میرے پاس جو صندوق ہے جس کے اندر میں اپنا ضروری سامان رکھتا ہوں ۔ اس کی چابی مجھ سے کھو گئی ہے ۔ میرے پاس چابی کا نقش محفوظ ہے کیا تم مجھے ویسی ہی دو چابیاں اور بنا دو گے ۔

آہن گر نے بڑی ہمدردی سے کہا ۔ پہلے چابی کا نقش دکھاؤ اگر میں بنا سکا تو ضرور بنا دوں گا ۔ ولید نے اپنی جیب سے چربی کا گولا نکالا جس پر اس نے اس کمرے کی چابی کا نقش محفوظ کیا تھا جس میں عمونہ بند تھی ۔ ولید نے چربی کا گولا آہن گر کو تھما دیا ۔

آہن گر چند لمحوں تک غور سے نقش کو دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے تجسّس آمیز نگاہوں سے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ تم ایک عقلمند اور دانا تاجر ہو جس نے یوں چربی پر چابی کا نقش محفوظ کیا ہے ۔ یہ طریقہ کار میرے لیے نیا اور دلچسپ ہے ۔ میں ابھی تھوڑی دیر تک تمہیں اس نقش کی چابیاں بنا دیتا ہوں ۔

ولید نے بازار کے دوسری جانب ایک بھٹیار خانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ میں وہاں سے کھانا کھاتا ہوں ۔ اتنی دیر تک تم چابیاں بناؤ ۔ پھر میں آکر لے جاتا ہوں ۔ ولید بھٹیار خانے میں چلا گیا ۔ وہاں سے اس نے کھانا کھایا ۔ پھر واپس آکر اس نے آہن گر کو اُجرت ادا کی اور دونوں چابیاں لے کر وہ سرائے میں چلا گیا ۔ شام تک وہ سرائے میں پڑا سوتا رہا ۔ برف باری ابھی تک ہو رہی تھی ۔ ولید ایک بار پھر باہر نکلا ۔ پہلے اس نے اپنے گھوڑے کے آگے معمول سے زیادہ دانہ اور چارہ ڈالا اس کے علاوہ اس نے توبرہ بھی خوراک سے بھر لیا ۔ شاید وہ رات کی تاریکی میں کچھ کر گزرنے کا فیصلہ کر چکا تھا ۔ پھر وہ بازار آیا وہاں سے اس نے کھانے کے سامان کے علاوہ کچھ گرم اُونی کمبل خریدے اور دوبارہ سرائے میں آکر اس نے ساری چیزیں ایک گٹھڑی کی صورت میں اپنے گھوڑے کی چرمی خرجین کے اندر ڈال دی تھیں ۔

جب فضاؤں میں اندھیرا پھیل گیا تو ولید نے اصطبل کے اندر اپنے گھوڑے

...ن ڈالی اور پھر لگام تھام کر وہ سرائے سے باہر نکل گیا ۔ بازار میں آکر وہ گھوڑے
...ار ہوا اور اسے شہر کے مشرقی دروازے کی طرف ایڑ لگا دی تھی ۔ شہر سے نکل کر
...ن پہاڑ کے نزدیک آیا جس کے اُوپر کلیسا میں عمونہ بند تھی ۔ اپنے گھوڑے کو بھگاتا
...ہ درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں داخل ہوا وہاں اس نے ایک درخت سے لگام
...ڑھ کا نٹھ لگا کر گھوڑے کو باندھ دیا ۔ ایک دوبار اس نے گھوڑے کی پیٹھ پر
...پھیر کر اس نے اسے پیار کیا پھر وہ پہاڑ کے اُوپر چڑھنے لگا تھا ۔ وہ کلیسا کی پشت
...وار ہوا اور دیوار کے ساتھ چپکتا ہوا وہ کلیسا کے سامنے حصے کی طرف بڑھنے لگا
...کلیسا کے جب وہ دوسری طرف آیا تو ایک جگہ رُک کر کچھ آواز سننے کی کوشش
...نے لگا جس کمرے میں دن کے وقت پادریوں کی عدالت لگی تھی ۔ اس کمرے سے
...چھ لوگوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں ۔

ولید سمجھ گیا کہ وہ کلیسا کے محافظ ہیں اور اس کمرے میں جاگ کر پہرہ دے
...ہیں ۔ ایک دم ولید پھُدک کر ایک ستون کی اوٹ میں ہو گیا ۔ اس نے دیکھا
...لا کے جن کمروں میں سے ایک میں عمونہ بند تھی ان کے سامنے برآمدہ تھا جو لمبی
...اری تھی اس میں ایک محافظ ٹہل رہا تھا ۔ جب وہ ولید کے پاس سے گزرا تو
...نے دیکھا وہ وہی محافظ تھا جس نے دن کے وقت ولید کے پیٹ میں مکّہ مارا۔
...جب وہ آگے بڑھ گیا تو ولید فوراً ستون کی اوٹ سے نکلا اور اس کمرے کے
...نے آیا جس میں عمونہ بند تھی ۔ اس نے جیب کے اندر سے چابی نکالی اور تالے میں
...الا کھُل گیا اور کھُلتے ہوئے اس نے ہلکی سی آواز پیدا کی تھی جو باہر ٹہلنے والے پہریدار نے
...تھی ۔ لہٰذا وہ فوراً پلٹ کر اس کمرے کی طرف بڑھا ۔

ولید فوراً دروازہ کھول کر اندر چلا گیا ۔ سامنے ہی عمونہ کھڑی تھی اس نے سرگوشی
...ہا کون ہے ؟ ولید نے دھیرے سے کہا ۔ چپ رہو عمونہ میں ہوں ۔ عمونہ ولید کے گلے
...سے لپٹ گئی اور اس کے کان میں کہا ۔ میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی ۔
...ہا کہہ رہا تھا ۔ آپ ضرور آئیں گے ۔ ولید نے عمونہ کو خاموش کرتے ہوئے کہا ۔ جلدی کرو!!

اِدھر ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ۔ پہریدار اِدھر ہی آ رہا ہے۔ مَیں ذرا اس کا بندوبست کر لوں۔ یہ وہی ہے جس نے دِن کے وقت مجھے مکّہ مارا تھا۔ عمونہ فوراً پیچھے ہٹ گئی۔ پہریدار جب نزدیک آیا اور اس نے دیکھا کہ کمرے کا دروازہ کُھلا ہے تو اس نے فوراً تلوار نکال لی اور اپنے ساتھیوں کو پکارنا ہی چاہتا تھا کہ ولید طوفان کی طرح کمرے سے نکلا۔ ایک ہاتھ اس کے مُنہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ اسے گھسیٹ کر کمرے کے اندر لے آیا۔ عمونہ نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ ولید نے لگاتار دو مکّے اس پہریدار کے پیٹ میں دے مارے اور وہ نڈھال سا ہو کر فرش پر گر گیا۔

اس کے فرش پر گرنے سے آواز پیدا ہوئی اور دوسرے کمرے میں جاگے ہوئے پہریداروں میں سے کسی نے اس کا نام لے پوچھا۔ باہر کیا کر رہے ہو۔ یہ کھٹکا کیسا ہے۔ باہر پہرہ دینے والے اپنے ساتھی کا جواب نہ پا کر وہ پہریدار اُٹھ کر باہر آیا۔ اس وقت تک ولید عمونہ کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے نکلا اور دونوں بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ محافظ واپس کمرے کی طرف جاتا ہوا شور کرنے لگا۔ وہ بھاگ گئے، جلدی کرو اسے پکڑ لیں۔ ورنہ پادری ہمیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔

سب پہریدار اپنے آپ کو مسلح کر کے باہر آئے اور ولید و عمونہ کا تعاقب کرنے لگے۔ وہ بھاگتے ہوئے جب درختوں کے جھنڈ کے اندر آئے تو انھوں نے دیکھا ان سے کچھ ہی فاصلے پر ولید اور عمونہ گھوڑے پر سوار ہو چکے تھے۔ عمونہ کو حملہ آوروں سے محفوظ رکھنے کی خاطر ولید نے اسے اپنے آگے بٹھا لیا تھا۔ ولید نے جب گھوڑے کو ایڑ لگا دی اور پہریداروں نے محسوس کیا کہ وہ دونوں بھاگ جانے لگے تو اُن میں سے کئی ایک نے اپنی کمانیں سیدھی کر کے تیر چلّا پر چڑھائے اور ولید پر چلا دیے تھے۔

تیروں نے ولید کو چھید کر رکھ دیا تھا۔ چار تیر اس کی دونوں رانوں میں اور ایک اس کے بائیں کندھے سے ذرا نیچے پیوست ہو گیا تھا اور خون کی تیز دھاریں

اس کے جسم سے بہہ نکلی تھیں۔ ولید نے عمونہ کو اپنی تکلیف کا احساس تک نہ ہونے دیا اور اس نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ گھوڑا ہنہنایا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ عمونہ کو خبر نہ تھی کہ ولید کے جسم میں تیر پیوست ہو چکے ہیں وہ یہی سمجھتی رہی کہ ہم دونوں محفوظ ہیں۔ ولید جب بھاگ گیا تو پہریدار شور کرنے لگے۔ جلدی کرو ان کا تعاقب کریں۔ اگر یہ بھاگ گئے تو ان کی جگہ پادری ہمیں صلیب پر چڑھا دیں گے۔ وہ سب مڑے اور پہاڑ کے اُوپر چڑھتے ہوئے اس طرف بھاگتے لگے جہاں اُن کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

ولید گھوڑے کو ایڑ لگا لگا کر اسے پوری رفتار سے بھگاتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے بیس میل کا فاصلہ طے کر لیا۔ کلیسا کے پہریدار گو ان کے تعاقب میں تھے لیکن وہ کچھ پیچھے رہ گئے تھے۔ برف باری ابھی تک جاری تھی اور رات کے وقت کائنات کی ہر شے سفید ہو رہی تھی۔ تیز سردی اور برف باری میں چاروں طرف ایک خاموشی اور سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ ایک دم عمونہ چونک گئی کیونکہ اس نے دیکھا ولید کے ہاتھوں سے گھوڑے کی باگیں چھوٹ گئی تھیں اور ولید کا سر عمونہ کے شانے پر گر گیا تھا۔ عمونہ نے گھبرا کر پوچھا۔ کیا ہوا۔

ولید کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر عمونہ نے اونچی اور روتی آواز میں کہا۔ میرے آقا! کیا ہوا آپ کو۔ ولید نے پھر بھی جب کوئی جواب نہ دیا تو عمونہ نے مڑ کر دیکھنا چاہا۔ ولید بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے زخموں سے کافی خون بہہ چکا تھا اور اپنے آپ پر جبر کر کے اس نے بیس میل کی مسافت طے کی تھی۔

ولید اصل میں عمونہ کے سہارے گھوڑے پر پڑا ہوا تھا۔ عمونہ جب مڑی تو یہ سہارا جاتا رہا اور ولید نیچے گر گیا۔ عمونہ پریشان ہو گئی اس نے فوراً گھوڑے کو روک لیا اور نیچے اُتر کر جب اس نے ولید کی حالت دیکھی تو اس کی رُوح تک فنا ہو گئی۔ ولید کی دونوں رانوں میں دو دو تیر پیوست تھے جب کہ ایک تیر اس کے بائیں شانے کے نیچے کھبا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ولید کے جسم سے اس

اس قدر خون نکلا تھا کہ زین کے علاوہ گھوڑے کے پیٹ کا زیریں حصّہ بھی خون آلود ہو گیا تھا۔ ولید کی حالت دیکھ کر عمونہ بیچاری رونے لگی تھی۔ روتے روتے وہ برف پر بیٹھ گئی۔ سب سے پہلے اس نے گھوڑے کی خرجین سے مرہم پٹی کا سامان نکالا۔ اور ولید کے جسم سے تیر کھینچ کر اس نے سارے زخموں کی مرہم پٹی کر دی۔ عمونہ نے ولید کا سر اپنی گود میں لے کر اسے کئی بار پیار سے پکارا لیکن ولید تو بے ہوش پڑا تھا وہ عمونہ کو کوئی جواب نہ دے سکا۔ عمونہ کچھ سوچ کر سنبھلی اپنی جگہ پر اٹھی اور ولید کو اُٹھانا چاہا۔ دراصل وہ چاہتی تھی کہ ولید کو اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا کر بھاگ جائے لیکن وہ بھاری بھرکم ولید کو اُٹھا نہ سکی۔ دفعتہً عمونہ لرز گئی۔ دور مغرب میں اسے گھوڑوں کی ہلکی ہلکی اور مدھم ہنہناہٹ سنائی دی تھی۔ عمونہ نے کوئی فیصلہ کیا۔ جلدی جلدی اس نے گھوڑے کی زین سے بستر اور خرجین کھول کر برف پر رکھ لیے اور گھوڑے کو اس نے مار کر بھگا دیا۔ گھوڑا مشرق کی طرف سرپٹ دوڑ پڑا تھا۔ عمونہ نے سب سے پہلے بستر اور خرجین اُٹھائے اور ان دونوں کو وہ دائیں طرف ذرا فاصلے پر ایک چٹان کے نیچے رکھ آئی پھر وہ واپس آئی۔ ولید کے قریب آ کر وہ برف پر بیٹھ گئی۔ پھر ولید کا سر اور چھاتی اس نے اپنی پیٹھ پر رکھی اور اس کے کڑے بازوؤں میں اپنے نازک بازو ڈال کر وہ بڑی مشکل سے اسے برف پر گھسیٹتی ہوئی اس چٹان کے نیچے لے گئی جہاں وہ بستر اور خرجین رکھ کر آئی تھی۔

یہ جان کر کہ تعاقب کرنے والے نزدیک آ گئے ہیں عمونہ کو سردی کا احساس جاتا رہا تھا۔ وہ چٹان کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد آٹھ دس سوار اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے اس کے پاس سے گزر گئے۔ عمونہ اُٹھی اور برف باری سے بچنے کی خاطر وہ محفوظ جگہ تلاش کرنے لگی۔ اس نے ولید کی تلوار اور ڈھال سنبھال لی تھی اور وہ برف پوش چٹانوں کے اندر گھومنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر کی تلاش کے بعد وہ ایسی جگہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئی تھی جہاں

ولید کے ساتھ چھُپ کر وہ محفوظ ہو سکتی تھی۔ چٹانوں کے اندر وہ ایک چھوٹی سی غار تھی اس کے اندر جانے کے لیے جو راستہ تھا وہ زمین کی سطح سے تین فٹ اُونچا تھا جس سے حفاظت کا یہ احساس ہوتا تھا کہ حشرات الارض میں سے کوئی اس غار میں نہیں جا سکتا۔ اس کے علاوہ اندر جانے کا راستہ ایسا منحنی اور بے ڈھنگا سا تھا کہ کوئی درندہ بھی بلا جھجک اس ننھی سی غار میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ عمونہ ایک بار پھلانگ کر اندر گئی۔ اس نے دیکھا غار چھوٹی سی تھی جس کے چاروں اطراف میں سنگلاخ چٹانیں تھیں اور اس کا فرش بھی پتھریلا اور غیر ہموار تھا۔ بہر حال وہ پناہ لینے کی ایک مناسب جگہ تھی۔

عمونہ غار سے نکلی۔ پہلے بھاگ کر اس نے بستر اور گھوڑے کی خرجین غار کے اندر پھینکی۔ پھر وہ ولید کو بھی گھسیٹ کر وہاں لے آئی۔ پہلے اس نے اپنی پوری طاقت صرف کر کے ولید کو غار کے منہ کی دیوار پر اوندھے منہ لٹا دیا۔ پھر وہ خود پھلانگ کر غار کے اندر گئی اور ولید کو بھی غار کے اندر کھینچ لیا باہر کی نسبت غار کے اندر حرارت زیادہ تھی اور وہاں قدرے سکون کا احساس ہوتا تھا۔ عمونہ نے بستر کھول کر بچھایا۔ پھر ولید کو اس نے بستر کے اندر چھپا دیا اور اس کا سر اپنی گود میں لے کر وہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

○

آدھی رات کے قریب حرہ کے جنوبی دروازے کے محافظ چونک اُٹھے تھے۔ تیز برف باری میں دروازے سے باہر انہیں کسی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی تھی۔ ایک محافظ نے چھوٹا دروازہ کھول کر جب باہر دیکھا تو ولید کا گھوڑا برفباری میں کھڑا نتھنے پھڑپھڑانے کے علاوہ برف سے ڈھکی زمین پر کھُر مار رہا تھا۔ محافظ چلّا اُٹھا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ سنو! سنو میرے ساتھیو! آقا ولید کا گھوڑا آیا ہے پر یہ اکیلا

"۔ حیرت ہے وہ خود کہاں ہیں۔ سارے محافظ چھوٹے دروازے سے باہر نکل آئے اور حیرت و پریشانی کے عالم میں وہ ولید کے گھوڑے کو دیکھنے لگے تھے۔

اِتنے میں جنوبی دروازے کے محافظوں کے سرخیل کی بھاری بھرکم آواز گونج اُٹھی۔ دروازہ کھول دو اور گھوڑے کو اندر آنے دو۔ آقا کے ساتھ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ ایک محافظ نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا۔ کیا ہمیں امیر عمروس کو گھوڑے کی اطلاع نہ کرنی چاہیئے۔ سرخیل نے پھر اپنا فیصلہ دیا۔ پہلے گھوڑے کو اندر آنے دو۔ پھر اس کا ردّ عمل دیکھنے کے بعد کوئی فیصلہ کریں گے۔ محافظوں نے دروازہ کھول دیا۔ گھوڑا ہنہناتا ہُوا اندر داخل ہُوا پھر وہ شہر کے اندر بھاگنے لگا۔ سرخیل نے دو محافظوں کو حکم دیا کہ گھوڑے کا تعاقب کرو۔ اگر یہ اپنی حویلی میں جاتا ہے۔ تو امیر عمروس خود بخود سب کچھ سمجھ جائیں گے۔ بصورت دیگر اسے پکڑ کر امیر عمروس کے پاس لے جاؤ۔ دو محافظ بھاگتے ہوئے گھوڑے کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

گھوڑا بھاگتا ہُوا ولید کی حویلی کے دروازے پر آکھڑا ہُوا۔ دروازہ بند تھا لہذا وہ ہنہنانے اور کھر مارنے لگا تھا۔ اتنی دیر میں محافظ بھی وہاں پہنچ گئے اور ان میں سے ایک نے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد حویلی کا دروازہ کھُلا اور احمد نمودار ہُوا۔ جونہی اس نے ولید کا گھوڑا دیکھا اس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ آقا ولید کہاں ہیں۔ ایک محافظ نے سردی میں کپکپاتی آواز میں کہا۔ گھوڑا اسی طرح خالی پیٹھ آیا ہے۔ ہمیں خبر نہیں آقا کہاں ہیں۔ احمد نے دروازہ کھول دیا اور گھوڑا اندر چلا گیا۔ احمد نے محافظوں سے کہا۔ اب تم جاؤ۔ میں امیر عمروس کو اطلاع کرتا ہوں۔

محافظ واپس چلے گئے۔ احمد حویلی کا دروازہ بند کرکے جب مُڑا تو اس نے دیکھا ولید کا گھوڑا اصطبل کی طرف چلا گیا تھا۔ احمد نے فوراً ایک چھت دار راہداری میں جلتی ہوئی مشعل لی۔ اس کی راہنمائی میں وہ حویلی کے دائیں حصّے کی طرف آیا۔

اور ایک دروازے پر دستک دی۔ اندر سے عمروس کی خوابیدہ سی آواز سنائی دی۔ کون ہے؟ احمد نے بکھری بکھری آواز میں کہا۔ یا امیر! میں احمد ہوں۔ دروازہ کھولیے آقا ولید کا گھوڑا خالی پیٹھ آگیا ہے۔ دروازہ فوراً کھُل گیا اور عمروس باہر آیا اس کے پیچھے پیچھے سارہ بھی تھی۔ عمروس نے پریشان لہجے میں پوچھا۔ احمد! احمد! کیا کہا تم نے؟ آقا ولید کا گھوڑا خالی پیٹھ آگیا ہے؟ احمد روتی ہوئی آواز میں بولا۔ میں نے ٹھیک کہا ہے۔ آقا کا گھوڑا لوٹ آیا ہے اور اس وقت وہ اصطبل میں ہے۔ سارہ نے بوکھلاتے ہوئے پوچھ لیا۔ تو پھر ولید بھائی اور عمونہ بہن کدھر گئے۔

عمروس نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ اصطبل کی طرف بھاگا۔ احمد اور سارہ اس کے پیچھے تھے۔ اصطبل میں آکر عمروس نے ولید کے گھوڑے کو پچکار کر پکڑا اور پھر وہ گھوڑے کی خون آلود زین دیکھ کر گہری پریشانیوں میں کھو گیا تھا۔ تاہم اس نے احمد اور سارہ کا دل رکھنے کی خاطر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ احمد! احمد! گھر کا خیال رکھنا۔ آقا ولید پر ضرور کوئی مصیبت آئی ہے۔ میں لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں جاتا ہوں۔ جتنی دیر تک میں لباس بدلوں تم میرے گھوڑے پر زین ڈال دو۔ عمروس اور سارہ پھر اسی کمرے میں آئے اور سارہ عمروس کو جنگی لباس پہننے میں مدد دینے لگی تھی۔

عمروس جب تیار ہو گیا تو اس نے مڑ کر اس پلنگ کی طرف دیکھا۔ جس پر اس کا بیٹا حسن اور ولید کا بچہ سعد اکٹھے سوئے ہوئے تھے۔ عمروس نے جھک کر دونوں بچوں کی پیشانیوں کو بوسہ دیا۔ پھر وہ کمرے سے نکل کر اصطبل میں آیا۔ سارہ اس کے ساتھ تھی۔ احمد نے اس کے گھوڑے پر زین کس دی تھی۔ عمروس آگے بڑھا۔ اپنے گھوڑے کی باگ اس نے ولید کے گھوڑے کی زین سے باندھ دی۔ پھر وہ ولید کے گھوڑے پر سوار ہُوا۔ احمد اور سارہ پر ایک الوداعی نگاہ ڈالی اور حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

رات کی سرد اور ٹھٹھری تاریکی میں حرہ شہر کی بڑی نوبت عمروس کے

حکم پر گونج اٹھی تھی جس کے جنوب میں سویدا شہر کی بڑی نوبت پہ بھی چوٹ پڑ گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد چھوٹے سالار اور قبائل کے سردار عمروس کے پاس جمع ہو گئے۔ عمروس نے انہیں حکم دیا کہ لشکر کے ایک حِصّے کے کوچ کا انتظام کیا جائے۔ ساتھ ہی اس نے انہیں ولید کے گھوڑے کی خالی پیٹھ آمد کی داستان بھی کہہ دی۔

تھوڑی ہی دیر بعد سویدا کی طرف سے ناطور اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور عمروس کے سامنے آکر اس نے پریشانی میں پوچھا۔ یا امیر! کیا ہوا؟ عمروس نے ولید کے گھوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ آقا کا گھوڑا لوٹ آیا ہے۔ جب کہ آقا اور عمونہ کی کوئی خبر نہیں کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں۔ میں لشکر کے ایک حِصّے کے ساتھ انہیں تلاش کرنے جا رہا ہوں۔ آقا کے گھوڑے پر اس لیے سوار ہوا ہوں کہ یہ میری راہنمائی کرے گا۔ میرے بعد مستعد رہنا۔ ناطور بھی سوچوں میں کھو گیا تھا۔ اتنی دیر تک لشکر بھی تیار ہو گیا اور عمروس اپنے چند چھوٹے سالاروں کے ساتھ لشکر کو لے کر حرہ سے کوچ کر گیا تھا۔

○

رات کے آخری حصّے میں برفباری رُک گئی تھی۔ تاریک غار کے اندر عمونہ اسی طرح بستر کے اندر ولید کو لیے دبکی بیٹھی تھی اور ولید ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ عمونہ روتی رہی اور رات تیزی سے بھاگتی رہی تھی۔ صبح تک آسمان صاف ہو گیا تھا اور تیز دھوپ نکل آئی تھی۔ اچانک ولید نے حرکت کی پھر اس نے آنکھیں کھولیں اور عمونہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ عمونہ! عمونہ! ہم اس وقت کہاں ہیں؟ ولید کے ہوش میں آنے پر عمونہ کے چہرے پر رونق آ گئی۔ اس نے فوراً اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ ہم اس وقت ایک پہاڑی غار کے اندر ہیں۔ آپ گھوڑے سے گر گئے تھے۔ میں نے دوبارہ سوار کرانے کی کوشش کی لیکن میں کامیاب نہ ہو سکی تھی۔ میں نے گھوڑے کو مار کر بھگا دیا تھا۔ امید ہے اس کے حویلی میں پہنچنے پر اخی عمروس ہماری مدد کے لیے حرکت میں آ چکے ہوں گے۔ کلیسا کے محافظ ہمارے تعاقب میں آئے تھے۔ وہ تعداد

میں آٹھ دس تھے اور وہ آگے نکل چکے ہیں۔ وہاں سے بھاگتے وقت آپ نے مجھے یہ کیوں نہ بتایا کہ آپ زخمی ہیں۔ آپ کا اتنا خون نکل گیا اور آپ گھوڑے کو ہانکتے رہے۔

ولید نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے نحیف آواز میں کہا۔ اگر میں تمہیں اپنے زخمی ہونے کی خبر کر دیتا۔ تو تم پریشان ہو جاتیں اور ہم اس تیز رفتاری سے سفر نہ کر سکتے جس طرح میں چاہتا تھا اور اس طرح ہم دونوں کے پکڑے جانے کا اندیشہ تھا۔ اب اس غار سے باہر نکل کر دیکھو کہ ہماری مدد کو کوئی آیا ہے مجھے اُمید ہے عمروس میرے گھوڑے کو ساتھ لے کر آیا ہو گا اور میرا گھوڑا ایسا سدھایا ہوا ہے کہ وہ انہیں صحیح اس جگہ لے کر آئے گا۔ جہاں میں اس کے اُوپر سے گر گیا تھا اور تم نے اسے مار کر بھگا دیا تھا۔

عمونہ اُٹھی اور غار سے باہر آئی۔ چاروں طرف تیز دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ عمونہ بھاگتی ہوئی ایک چوٹی پر چڑھ گئی اور اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑانے لگی۔ اچانک عمونہ چونک اُٹھی اس نے دیکھا اس کے دائیں ہاتھ کچھ سوار حرکت کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ عمونہ نے اُنہیں پہچان لیا۔ وہ کلیسا کے محافظ تھے۔ وہ فوراً نیچے اُتر گئی اور جب وہ بھاگتی ہوئی غار میں داخل ہوئی تو ولید نے پوچھا تم بدحواس لگ رہی ہو۔ کیا ہوا؟

عمونہ نے اداس لہجے میں کہا۔ میں سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئی تھی۔ میں نے دیکھا چند سوار نیچے وادی میں گھوم رہے تھے۔ اپنے لباس سے وہ مجھے کلیسا کے محافظ لگے ہیں۔ ولید نے فکر گیر آواز میں پوچھا۔ کیا انہوں نے تمہیں دیکھا تو نہیں ——— مجھے معلوم نہیں اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا نہیں تاہم مجھے یقین ہے کہ وہ ہماری تلاش میں ہیں۔ ولید کھڑا ہو گیا اور اپنی تلوار سنبھالتے ہوئے کہا۔ میں سمجھتا ہوں اُنہوں نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ اب وہ یقیناً تمہارے تعاقب میں اس طرف آئیں گے۔

ولید کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیوں کہ باہر گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز پر

سنائی دی تھیں۔ ولید نے جھانک کر باہر دیکھا وہ کلیسا کے محافظ تھے۔ ان میں سے ایک نے ولید کو باہر جھانکتے ہوئے دیکھ لیا اور وہ چلانے لگا تھا۔ ادھر دیکھو وہ دونوں اس سامنے والی غار میں ہیں۔ میں نے خود اُسے جھانکتے ہوئے دیکھا ہے۔ کلیسا کے سارے محافظ اپنے گھوڑوں کو اس غار کی طرف دوڑانے لگے جس میں ولید اور عمونہ تھے۔

کلیسا کے محافظ ابھی غار کے منہ کے قریب اپنے گھوڑوں سے اُترے ہی تھے کہ وہ پوری وادی گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج اُٹھی اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے عمروس وہاں اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور کلیسا کے محافظوں کا گھیراؤ کر لیا تھا۔ ولید نے جب اس قدر گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنیں تو اس نے پھر باہر جھانکا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ عمروس چند سواروں کے ساتھ غار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جب کہ اس کا لشکر ایک طرف کھڑا تھا اور ان کے گھوڑے کلیلیں کر رہے تھے۔ کلیسا کے محافظوں نے جب دیکھا کہ وہ لشکر مسلمانوں کا ہے تو وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ نکلے۔ عمروس کے اشارے پر مسلمانوں کا ایک دستہ حرکت میں آیا اور ان کے تعاقب میں اس طرح لگ گیا جیسے ——— جیسے بھیڑیے گورخر کا شکار کرتے ہیں۔

اس دستے نے آن کی آن میں کلیسا کے محافظوں کو تہ تیغ کر دیا اور ان کے گھوڑے لے کر وہ لشکر میں واپس آ گئے تھے۔ اتنی دیر تک ولید اور عمونہ اپنا سامان سمیٹ کر غار سے باہر آ گئے تھے۔ ولید کو زخمی دیکھ کر عمروس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ گئی تھیں۔ وہ آگے بڑھا اور ولید سے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا۔ آپ کیسے زخمی ہوئے ہیں۔ جواب میں ولید نے اسے وہ پوری داستان سنا دی تھی جس کے تحت وہ عمونہ کو رہا کرانے پر کامیاب ہوا تھا۔ عمروس کچھ اور بھی پوچھنے والا تھا کہ ولید نے کہا۔ تم یہاں پہنچنے میں کیسے کامیاب ہوئے ہو۔

عمروس نے اطمینان بخش لہجے میں کہا۔ آپ کا گھوڑا یہاں آ کر رک گیا تھا جس سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ آپ دونوں یہیں کہیں ہیں۔ صبح کے وقت انہی کوہستانوں کے اندر مجھے کلیسا کے محافظ بھی دکھائی دیئے۔ میں ان کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا تھا۔ ایک چوٹی پر مجھے عمونہ بہن دکھائی دی لہذا میں فوراً ادھر چلا آیا۔

عمروس نے ذرا رک کر پوچھا۔ اب آپ یہ بتائیے کیا آپ کے زخموں کی مرہم پٹی ہوئی ہے۔ ولید نے آگے بڑھ کر اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ عمروس! عمونہ نے میرے زخموں کی عارضی مرہم پٹی کر دی ہے۔ یہ دشمن کا علاقہ ہے۔ فوراً یہاں سے کوچ کر چلو۔ عمروس نے عمونہ کو ولید کے گھوڑے پر سوار کرایا۔ خود اس نے ولید کو اپنے آگے سہارا دے کر بٹھا لیا۔ اور لشکر واپس کوچ کر گیا تھا۔

زخمی ولید کو جب حرہ شہر میں لایا گیا تو حرا اور سویدا دونوں شہروں میں اس کے زخمی ہونے کی خبر پر لوگوں میں کہرام مچ گیا تھا۔ لشکر کے ماہر طبیب حویلی میں جمع ہو گئے تھے اور دونوں شہروں کے لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو ولید کی خیریت دریافت کرنے حویلی سے باہر جمع ہو گیا تھا۔ عمروس نے لوگوں کو اطمینان دلا کر لوٹا دیا اور پھر اس نے طبیبوں کو علاج شروع کرنے کا حکم دیا۔ ولید کو اسی کمرے میں رکھا گیا تھا جو اس کا اپنا کمرہ تھا۔ اور تین ماہر طبیبوں کے علاوہ ہر کسی کو باہر نکال دیا گیا تھا۔ اب کمرے میں طبیبوں کے علاوہ عمروس، ناطور، عمونہ اور سارہ تھے۔ طبیب ولید کے زخموں پر بندھی ہوئی پٹیاں کھولنے لگے تھے۔ جب کہ ننھا سعد بار بار عمونہ کی عبا کھینچ کھینچ کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عمونہ کو کسی طرف کا ہوش نہ تھا۔ وہ ولید کے کھلتے ہوئے زخموں کو دیکھ رہی تھی۔ ایک موقع پر سارہ نے بُری طرح عمونہ کو جھڑکتے ہوئے کہا۔ تم کیسی ماں ہو جو بچے کی طرف دھیان ہی نہیں دے رہی۔ عمونہ نے غمزدہ اور مدھم آواز میں کہا۔ میرے شوہر زندہ ہیں تو مجھے ایسے کئی بچے مل سکتے ہیں۔ میں اپنے شوہر کی سلامتی کے لیے زیادہ فکر مند ہوں۔

سارہ لاجواب سی ہو کر خاموش ہو گئی ۔ ولید کے زخم جب کھُلے تو عمونہ کا رنگ سرسوں ہو کر رہ گیا ۔ پھر وہ چکرائی اور دھڑام سے فرش پر گر گئی ۔ ولید اور عمروس پریشان ہو گئے تھے ۔ ایک طبیب نے آگے بڑھ کر عمونہ کی نبض پر ہاتھ رکھا اور ولید سے کہا ۔ یہ بے ہوش ہو گئی ہیں ۔ شاید آپ کے زخموں کی تاب نہیں لا سکیں ۔ ننھا سعد رونے لگا تھا ۔ سارہ نے ہمت کر کے عمونہ کو اُٹھایا اور دوسرے پلنگ پر لِٹا دیا ۔ وہ واقعی ولید کے زخم برداشت نہ کر سکی تھی اور بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی ۔ ایک طبیب اُسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا جب کہ دوسرے دو طبیب ولید کے زخموں کی مرہم پٹی کر رہے تھے ۔

طبیب جلد ہی عمونہ کو ہوش میں لانے کے لیے کامیاب ہو گیا تھا اور عمونہ آہستہ آہستہ اُٹھ کر بیٹھ گئی ۔ اس وقت تک ولید کے زخموں کی مرہم پٹی کرنے کے بعد طبیب اس کے پاس بیٹھے تھے ۔ عمونہ اُٹھی پہلے اپنے قریب روتے اور منہ بسورتے سعد کو اُٹھا کر پیار کیا ۔ وہ فوراً عمونہ کے کندھے پر سر رکھ کر خاموش اور پُرسکون ہو گیا پھر عمونہ ولید کے قریب آئی اور مُردہ سی آواز میں پوچھا ۔ آپ کیسے ہیں ؟ ولید نے مسکرا کر کہا ۔ میں تو ٹھیک ہوں ، تم اپنے آپ کو سنبھالو ۔ عمونہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی کہ احمد اندر آیا اور عمروس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ یا امیر ! کیا آقا اس وقت ہوش میں ہیں ۔ عمروس کے بولنے سے پہلے ہی ولید نے پوچھ لیا ۔ احمد ! احمد ! کیا بات ہے ؟

احمد نے قریب آ کر کہا ۔ آقا ! حویلی سے باہر ایک سوار کھڑا ہے ۔ وہ اپنا نام زبیر بتاتا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے کیا میں اُسے اندر آنے دوں ۔ ولید نے پہلے عمونہ اور سارہ کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا ۔ پھر احمد سے کہا ۔ اس سوار کو اندر آنے دو ۔ عمونہ اور سارہ ساتھ والے کمرے میں چلی گئیں ، احمد باہر نکل گیا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد ایک جوان اندر داخل ہوا ۔ وہ زبیر تھا ۔ وہی زبیر

جس کا تعلق اس پُراسرار لشکر سے تھا جسے ولید نے کوہستان اشارات کے اندر آباد ہونے کی اجازت دی تھی ۔ ولید نے ایک بار پاؤں سے سر تک زبیر کو گھُورا پھر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے نرم لہجے میں پوچھا ۔ تم کیسے آئے ہو ؟ کیا تم لوگوں کو کسی شے کی ضرورت ہے ؟ زبیر نے ڈوبتی آواز میں کہا ۔ اے اندلس کے فرزندِ خمریز ! ہم جبل اشارات کی وادیوں کی زرخیز زمین سے اپنی ضروریات کی چیزیں پیدا کرنے لگے ہیں ۔ ہمیں خبر ہوئی تھی آپ زخمی ہو گئے ہیں ۔ لہٰذا ہمارے امیر نے مجھے آپ کی خیریت دریافت کرنے بھیجا ہے ۔ ولید نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اپنے امیر سے میرا سلام کہنا ۔ اسے کہنا ، دشمن کے ساتھ یہ جنگ میری ایک ذاتی وجہ سے تھی ۔ اللہ کا احسان اور شکر ہے کہ میں کامیاب رہا ہوں ۔ اسے تسلّی دینا کہ میں ٹھیک ہوں ۔ یہ معمولی زخم ہیں جو چند یوم تک ٹھیک اور مندمل ہو جائیں گے ۔ میرے زخم ایسے نہیں جن پر پریشانی کا اظہار کیا جائے ۔

زبیر نے آگے بڑھ کر ولید سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا ۔ میرا رب جو حییُ قیُوم ہے آپ کو جلد صحت یاب کرے ۔ مجھے اب اجازت دیجئے کہ میں اپنے امیر سے آپ کی خیریت و سلامتی کی اطلاع کروں ۔

ولید نے اپنی کہنی سے تکیوں پر ٹیک لگاتے ہوئے کہا ۔ کیا تم یہاں قیام نہ کرو گے ۔ زبیر نے چھاتی تانتے ہوئے کہا ۔ میں آپ کی مہمانداری پر بلاشبہ فخر محسوس کرتا ہوں لیکن میرے امیر بڑی بے چینی سے میرے منتظر ہوں گے ۔ وہ آپ کی سلامتی اور خیریت کی اطلاع سننے کے لیے کسی کوہستان کی چوٹی پر کھڑے ہو کر میرا انتظار کر رہے ہوں گے ۔ ولید کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی ۔ اور اس نے اشارے سے زبیر کو رخصت ہونے کی اجازت دے دی ۔ زبیر چلا گیا ۔ اس کے پیچھے پیچھے طبیب بھی باہر نکل گئے ۔ عمروس ، عمونہ اور سارہ ولید کی دیکھ بھال کرنے لگے تھے ۔

اٹلی میں عیسائی دُنیا کا پاپائے اعظم الکساند ثانی اپنی رہائش گاہ کے اندر چند پادریوں کو مذہبی امور پر اہم فیصلے دے رہا تھا کہ اس کا مسلح دربان اندر آیا اور اپنی گردن کو خم دیتے ہوئے اس نے الکساند ثانی سے کہا۔ ہسپانیہ کی سرزمین سے دو معزز اسقف آئے ہیں اور وہ کسی نہایت اہم امر کے سلسلے میں پاپائے اعظم کی قدم بوسی چاہتے ہیں۔ الکساند نے اپنی مغرق اور انگوری رنگ کی مسند پر پہلو بدلا پھر دربان سے کہا۔ انہیں اندر آنے دو۔ دربان باہر نکل گیا۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی تھی اور تیز ہوا میں کمرے کے زیتونی پردے تیزی سے لہرا رہے تھے۔ ہر ایک کی نظریں اس دروازے پر جمی ہوئی تھیں جس سے دربان باہر گیا تھا۔

چند ہی ثانیوں پر الکساند کے کمرے میں دو ڈھلی ہوئی عمر کے آدمی داخل ہوئے۔ وہ دونوں فرولندہ کے اسقف تھے۔ ان دونوں میں سے ایک الوتیوس اور دوسرا اردونو تھا۔ وہ دونوں آگے بڑھے اور الکساند سے مصافحہ کیا۔ چند پادری جو اُن دونوں کو جانتے تھے اُن کے احترام میں کھڑے ہو گئے جن کی دیکھا دیکھی باقی پادری بھی اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پاپائے اعظم نے ان دونوں کو اپنے قریب جگہ دی اور پھر ہمدردی سے پوچھا۔ کیا تم دونوں کوئی نالش لے کر یہاں تک آئے ہو۔ الوتیوس نے مؤدب ہو کر کہا۔ ہم آپ کے پاس کسی کی نالش نہیں امداد کی اپیل

لے کر حاضر ہوئے ہیں۔

پوپ نے پریشان ہو کر پوچھا۔ آپ کس کے خلاف مدد کی التجا لے کر آئے ہیں۔ الوتیوس نے کہا۔ ہمیں ہسپانیہ کے واحد عیسائی حکمران فرولندہ نے آپ کی خدمت میں اس لیے روانہ کیا ہے کہ ہم مُسلمانوں کے خلاف آپ سے مدد کی درخواست کریں۔ گہری سوچوں میں ڈوبتے ہوئے پوپ نے پوچھا۔ فرولندہ کو کس مسلم حکمران سے خطرہ ہے۔ اس بار اسقف اردونو نے جواب دیا۔ وادیٔ ارغون کے مُسلم حکمران ولید بن ہشام سے۔ پوپ نے استفساراً پوچھا۔ کیا وہ طاقت اور انفرادی قوت میں تم لوگوں سے زیادہ ہے۔

الوتیوس نے شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ نہیں وہ لشکری تعداد میں ہم سے کم ہے۔ پوپ نے کندھے اُچکا کر کہا۔ پھر اس سے کیا خطرہ ہے۔ الوتیوس نے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ وہ ہم سے زیادہ اپنے مذہب کا پابند ہے۔ اس نے اپنے لشکر کو ہم سے بہتر تربیت دے رکھی ہے۔ جنگ کے دوران ہمارے حاکم اور سالار اپنے لشکر کے وسط میں محفوظ رہ کر جنگ کرتے ہیں جبکہ وہ اپنے لشکر کے سب سے آگے رہ کر اور اپنے آپ کو خطرات میں ڈال کر جنگ کرتا ہے اس کے علاوہ وہ ہمارے جرنیلوں کی نسبت بہتر طور پر جنگ کے دوران سپاہ سے کام لینا جانتا ہے۔

پوپ نے پریشان لہجے میں کہا۔ تم لوگوں نے فرانس کی حکومت سے مدد طلب کی ہوتی۔ فرانس کی سرحدیں تم سے ملتی ہیں۔ وہ زیادہ موثر اور رازداری سے تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ الوتیوس نے مایوسی میں کہا۔ فرانس کی حکومت کئی بار اپنے لشکر فرولندہ کی مدد کو روانہ کر چکی ہے لیکن ہر بار اس مُسلمان جرنیل نے ہمیں شکست دی ہے۔ فرانس کی حکومت کھُل کر اور اعلانیہ طور پر بھی ہسپانیہ کے مسلمانوں کے خلاف صف آراء نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں افریقہ کے کئی مسلم حکمران بھی ہمارے خلاف جہاد کا اعلان کر کے ایک نہ ختم ہونے والی مذہبی

جنگ کی طرح ڈال دیں گے اور یہ صورتِ حال ہسپانیہ میں عیسائیت کے لیے کہیں زیادہ پُرخطر اور پریشان کن ہوگی۔ ہمیں ہسپانیہ میں اس جرنیل کے علاوہ اور کسی بھی مسلم حکمران سے خطرہ نہیں۔ اس لیے کہ اس کے علاوہ اور کسی کے پاس مضبوط اور مستحکم فوجی قوت نہیں ہے۔

الوتیوس نے دم لیتے ہوئے کہا۔ یہ جرنیل اپنے علاقوں کی اس طرح حفاظت کرتا ہے جیسے کسی قنطار نے اپنے گھونسلے میں انڈے دے رکھے ہوں اور وہ ان کی حفاظت میں اپنی جان تک دے ڈالنے کا فیصلہ کر چکا ہو۔ اگر آپ نے اس موقع پر ہسپانیہ میں عیسائیت کی مدد نہ کی تو مسلمان ہمارے علاقوں میں جنگلی بجار اور وحشی سانڈ کی طرح گھس آئیں گے اور آپ کے سامنے صلیب سرنگوں ہوگی اور عیسائیت سر پیٹتے اور بال کھولے بلبلا و تلملا اُٹھے گی۔ ہم آخری بار آپ کے سامنے مسیح مقدس اور مریم محترم کے نام کو وسیلہ بنا کر التجا کرتے ہیں۔ آپ ہسپانیہ میں عیسائیت کی طرف متوجہ ہوں اور مسلمانوں کے نادرست و ناواجب ارادوں اور قہر شدید کے سامنے ایک مضبوط حصار کا انتظام کریں۔

پوپ الکساندر چند ثانیوں تک خاموش ہو کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ رکھی ہوئی دستہ نما ایک مرصع لکڑی اُٹھائی اور اُسے ایک طشت پر دے مارا۔ ایک زوردار آواز تیز بازگشت کے ساتھ گونج گئی تھی۔ پوپ کسی ردِ عمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جلد ہی کمرے میں دربان داخل ہوا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ پوپ نے گونجتی آواز میں کہا۔ گیلامی کو بلاؤ۔ دربان جھک کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک بھرے جسم اور خوب لمبے قد کا ایک جوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے کئی نشانات تھے جو اس کی جنگجویانہ زندگی کی عکاسی کرتے تھے۔ اس جوان کا نام گیلامی تھا۔ ذات کا نارمن تھا۔ اور مفت ریل کا رہنے والا تھا۔ کسی دور میں ایک رہزن اور قزاق تھا اس کی بہادری اور شجاعت سے متاثر ہو کر پوپ نے اُسے اپنے محافظ دستوں کا سالارِ اعلیٰ مقرر کر دیا تھا۔

پوپ نے الوتیوس اور اردونو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ گیلامی! یہ دونوں شمالی ہسپانیہ کے حکمران فرولندہ کے اسقف ہیں۔ انہیں تمہاری اعانت کی ضرورت ہے۔ یوں سمجھو کہ ہسپانیہ میں صلیب خطرے میں ہے۔ تم اٹلی سے ایک لشکر تیار کرو اور فرانس کی طرف کوچ کر جاؤ۔ وہاں اپنے آبائی وطن نارمنڈی سے تم مزید لشکر کا انتظام کرو اور اس جرار لشکر کو لے کر تم ہسپانیہ میں داخل ہو جاؤ۔ وہاں تمہیں فرولندہ کے تحت کام کرنا ہوگا۔ جب تک تم اپنی تیاری مکمل نہیں کر لیتے یہ دونوں اسقف ہمارے مہمان ہوں گے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ اور سنو! ایک بار پھر عیسائیت کی بہتری اور صلیب کی بھلائی کے لیے درندے، وحشی، رہزن اور قزاق بن جاؤ اور ہسپانیہ کے مسلمانوں پر ثابت کر دو کہ ہسپانیہ کے اندر عیسائیت کی جڑیں پاتال تک جا چکی ہیں۔ گیلامی گردن جھکاتا ہوا باہر نکل گیا۔

گیلامی بڑی برق رفتاری سے حرکت میں آیا تھا۔ چند ہی یوم میں اٹلی کے اندر سے اس نے نارمنوں کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا جسے لے کر وہ فرانس کی طرف کوچ کر گیا۔ فرولندہ کے دونوں اسقف بھی اس کے ساتھ تھے۔ نارمنڈی پہنچ کر گیلامی نے اپنے لشکر کی تعداد میں کہیں زیادہ اضافہ کر لیا۔ اس طرح وہ الوتیوس اور اردونو کے ہمراہ ایک جرار لشکر لے کر فرانس سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ ایک طرف پوری عیسائی دنیا ہسپانیہ کے خلاف سازش کر چکی تھی۔ جب کہ ہسپانیہ کے مسلمان عرب اور بربر گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے کا گریبان چاک کر رہے تھے۔ اتحاد نام کا کوئی جذبہ ان کے اندر نہ تھا۔ اس موقع پر فرانس کی حکومت بھی خاموش نہ رہی اور خفیہ طور پر اس نے کئی لشکر فرولندہ کی امداد کے لیے روانہ کر دیئے تھے۔

چاروں طرف سے جال پھینکے گئے تھے اور ایک لحاظ سے ہسپانیہ کے مسلمانوں کو بے بس کر دینے کے انتظامات مکمل ہو چکے تھے لیکن قدرت ان سب انتظامات سے الگ تھلگ کچھ اور ہی فیصلے کرنے کا عزم کر چکی تھی۔

○

مرسیہ اور پیلاطس کو بوڑھے اور عرب مچھیرے زیدان کے گھر قیام کیے کئی روز ہو چکے تھے۔ مرسیہ کا بخار اُتر چکا تھا اور پہلے کی طرح صحت مند، حسین اور دلکش ہو گئی تھی۔ زیدان اور اس کی بیٹی عتیقہ اور بیوی خیران نے ان دونوں کی خلوص اور شفقت سے مہمانداری کی تھی۔ ایک روز شام سے کچھ دیر قبل زیدان، عتیقہ، مرسیہ، خیران اور پیلاطس دیوان خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ طبیب ابوالعاص دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی سب کھڑے ہو گئے۔ طبیب ابوالعاص آتش دان کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ کمرے میں چند لمحوں تک خاموشی رہی پھر ابوالعاص نے اپنے دائیں ہاتھ طاق میں پڑی ہوئی انجیل برناباس کی طرف دیکھتے ہوئے مرسیہ سے پوچھا۔ بیٹی! کیا تم نے اس انجیل کا مطالعہ کر لیا ہے۔ مرسیہ نے دبی دبی مسکراہٹ میں کہا۔ میرے محترم! میں نے ہی نہیں بلکہ پیلاطس بھی اس کا مطالعہ کر چکا ہے۔ ابوالعاص نے غور سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا پھر تم دونوں کے اس انجیل کے متعلق کیا خیالات ہیں۔

مرسیہ نے ایک بار غور سے پیلاطس کی طرف دیکھا۔ پھر وہ نرم انداز اور اجنبی لہجے میں کہہ رہی تھی سب مجھے معلوم نہیں پیلاطس کے کیا خیالات ہیں لیکن میں آج ہی اسلام قبول کرنے کا مصمم ارادہ کر چکی ہوں۔ انجیل میں صاف اور واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کائنات کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی تھی۔ لہٰذا میں عرب کے اس رسولؐ پر ایمان لاتی ہوں۔ اس لیے ———

پیلاطس نے مرسیہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ مرسیہ بیٹی! میں نہیں جانتا تھا تم اس قدر ذہانت سے ایک اچھا اور مستحسن فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی۔ بخدا میں انجیل کے مطالعہ کے ساتھ ہی اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا لیکن مجھے جرأت نہ ہو رہی تھی کہ میں تمہارے سامنے اس کا اظہار کروں۔ اب تم نے خود ہی فیصلہ دے کر میری مشکل آسان کر دی ہے۔ زیدان نے ابوالعاص کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میرے محسن! میرے اس دیوان خانے میں ہی ان دونوں کو اسلام میں داخل کرنے کی رسم ادا کیجیے۔ یہ میرے لیے سعادت ہو گی۔ ابوالعاص کے کہنے پر مرسیہ اور پیلاطس نے کلمہ شہادت پڑھا اور دونوں مسلمان ہو گئے۔

اس کے بعد سب نے مل کر زیدان کے دیوان خانے میں کھانا کھایا اور ابھی خیران اور عتیقہ برتن ہی سمیٹ رہی تھیں کہ باہر گلی میں شور بلند ہونا شروع ہو گیا بھاگ جاؤ! بھاگ جاؤ! دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ وہ عنقریب اس بستی میں داخل ہونے والے ہیں۔ طبیب ابوالعاص، زیدان اور پیلاطس بوکھلاہٹ میں بھاگتے ہوئے باہر آئے۔ خیران، مرسیہ اور عتیقہ بھی اُٹھ کر گلی میں کھلنے والے دروازے پر آ کر کھڑی ہو گئی تھیں۔ فضاؤں میں اب اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا اور گلی میں مچھیرے کندھوں پر جال رکھے لوگوں کو حملہ آور سے متنبہ کرتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ زیدان نے آگے بڑھ کر ایک مچھیرے کو پکڑتے ہوئے پوچھا۔

بھائی! کیا ہوا، یہ تم کیسی خبر پھیلا رہے ہو۔ مچھیرے نے بدحواسی میں کہا۔ زیدان! زیدان! ہم جھوٹ نہیں کہہ رہے لیون کے عیسائی حکمران فرولندہ نے ہمارے علاقوں پر حملہ کر دیا ہے۔

زیدان نے فکرمند لہجے میں پوچھا۔ تمہیں کیسے علم ہوا کہ حملہ آور فرولندہ کا لشکر ہے۔ وہ مسلمان سپاہی بھی ہو سکتے ہیں۔ مچھیرے نے جھنجھلاہٹ میں کہا۔ اپنے آپ کو خوش فہمی میں نہ ڈالو زیدان۔ ہم نے خود حملہ آوروں کو دیکھا ہے۔ سنو! ہم دریا پر مچھلیاں پکڑ رہے تھے کہ لوگ گروہ در گروہ پل پار کر کے اس طرف آنے لگے۔ ہم فکرمند ہو کر جب ان کے پاس گئے تو انہوں نے بتایا کہ فرولندہ کے لشکر نے حملہ کر دیا ہے۔ ان میں سے کچھ زخمی بھی تھے۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد ہم نے فرولندہ کے ان سپاہیوں کو بھی دیکھا جو ان لوگوں کے تعاقب میں تھے۔ ان کے گلے میں صلیبیں لٹک رہی تھیں اور ان کی تلواریں خون آلود تھیں۔ ان سپاہیوں کو دیکھتے ہی ہم نے دریا کے چوبی پل کو آگ لگا دی اور پل اب تک جل کر راکھ ہو گیا ہو

ہوگا۔ پُل کے جل جانے سے دشمن کی پیش قدمی رُک تو نہ سکے گی تاہم دریا پار کرنے میں اُنہیں کچھ تاخیر ضرور ہو جائے گی اور ہم لوگوں کو بھاگ جانے کا موقع مِل جائے گا۔

جو لوگ اس پار سے بھاگ کر آئے ہیں وہ اشبیلیہ کی طرف بھاگ گئے ہیں وہ کہہ رہے تھے۔ دریا کے اس پار کی مسلمان آبادیوں میں عیسائیوں نے آگ اور خون کا کھیل شروع کر رکھا ہے اور مسلمانوں کے گروہ کے گروہ کسی نہ کسی طرح دریا پار کر کے طلیطلہ اور اشبیلیہ کا رُخ کر رہے ہیں۔

طبیب ابوالعاص اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ زیدان واپس مڑا اور اپنی بیوی خیران سے کہا۔ ضرورت کا سامان سمیٹ لو اور یہاں سے بھاگ چلیں۔ عیسائی حکمران فرولندہ نے حملہ کر دیا ہے۔ خیران، مرسیہ اور علیقہ اندر بھاگ گئیں اور سامان سمیٹنے لگیں زیدان اور پیلاطس بھی ان کی مدد کرنے لگے تھے۔

○

یہ علاقہ جس پر فرولندہ کے لشکر نے حملہ کیا تھا بطلیوس کے حاکم المظفر کی عملداری میں شامل تھا۔ دراصل فرولندہ کے پاس نارمنوں اور فرانسیسیوں کے جرار لشکر پہنچنے والے تھے لہٰذا ان کی آمد سے قبل ہی اس نے مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ پہلے چھوٹے چھوٹے مسلمان حکمرانوں پر دانت تیز اور ہاتھ صاف کرنے کے بعد بڑی قوت رکھنے والوں سے ٹکرایا جائے اور ایک تدریجی پروگرام کے تحت مسلمانوں کو اندلس سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا جائے۔

یہ لشکر جو مسلمانوں پر حملہ آور ہُوا تھا اس کی کمانداری جیولوس ماریا اور پولس کر رہے تھے۔ المظفر کو جب خبر ہوئی کہ فرولندہ نے اس پر حملہ کر دیا ہے تو وہ اپنے دارالحکومت بطلیوس سے نکلا اور دریائے قاصر کے کنارے جیولوس ماریا کو روکا۔ کھلے میدان کے اندر گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں بطلیوس کے مسلمان حاکم المظفر کو ذِلت آمیز شکست اُٹھانی پڑی۔

اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ بھاگ کر المظفر نے اپنے ایک قریبی قلعے بازدہ میں پناہ لی۔ لیکن جیولوس اور پولس اس کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں بھی پہنچ گئے۔ المظفر وہاں سے بھاگ کر اپنے ایک دوسرے قلعہ لمیقیہ میں جا محصور ہُوا۔ دراصل وہ مزید تیاری کے لیے کچھ وقت چاہتا تھا اور کہیں محصور ہو کر اپنی قوت میں مزید اضافہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جیولوس اور پولس نے اس کی ہر تدبیر کو ناکام بنا دیا تھا وہ پھر اس کے سر پر آپہنچے اور قلعہ لمیقیہ سے باہر اسے ایک اور عبرت خیز شکست دی۔ اس سے المظفر کا دِل ٹوٹ گیا اور اس نے خراج دینا قبول کر کے جیولوس کے آگے ہتھیار ڈال کر صلح کر لی۔ اس موقع پر اگر دوسرے مسلمان حکمران المظفر کی مدد کرتے تو یقیناً جنگ کی شکل کچھ اور ہوتی۔ لیکن مسلمان آپس میں اتحاد پیدا نہ کر سکے اور جیولوس نے دریائے جونی اور قاصر کو عبور کرنے کے بعد المظفر کے وسیع علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔

مسلمانوں کے لُٹے پِٹے بدحال قافلے بڑی تیزی سے اشبیلیہ اور طلیطلہ شہروں کا رُخ کر رہے تھے۔ جو قافلے طلیطلہ شہر کو جا رہے تھے اُن میں سے ایک قافلہ کے اندر طبیب ابوالعاص اور اس کے اہل خانہ کے علاوہ زیدان، مرسیہ، خیران، علیقہ اور پیلاطس بھی شامل تھے۔ سب گھوڑوں پر سوار تھے چند گدھوں پر انہوں نے اپنا سامان بھی لاد رکھا تھا اور پیلاطس بھیڑ بکریوں کے اس ریوڑ کو جو زیدان کا تھا ہانک رہا تھا۔ کئی روز کے لگاتار سفر کے بعد یہ قافلے طلیطلہ شہر سے کچھ فاصلے پر دریائے تاجہ کے کنارے خیمہ زن ہو گئے۔ ان میں سے اکثریت چونکہ ماہی گیروں کی تھی لہٰذا وہ دریا سے مچھلیاں پکڑ کر اپنی گزر بسر کرنے لگے تھے۔

دریائے تاجہ کے کنارے پہاڑوں سے گھری ہوئی وہ ایک وسیع وادی تھی جس کے اندر وہ قافلے آباد ہوئے تھے۔ طلیطلہ شہر اور اس کے اِردگرد کی آبادیوں کے مخیر حضرات نے بھی ان لوگوں کی کافی حد تک مدد کی تھی۔ مرسیہ نے دو ایک بار پیلاطس سے کہا کہ ہم دونوں ولید کی طرف کُوچ کر جائیں لیکن اس نے مرسیہ کو یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ زیدان اس وقت بُرے دَور سے گزر رہا ہے۔ لہٰذا اُسے چھوڑ کر جانا مناسب

نہیں۔ پیلاطس قریبی پہاڑوں پر زیدان کا ریوڑ چراتا اور بکریوں کا دودھ بیچ کر وہ سب اپنی گزر بسر کرنے لگے تھے۔

فرولندہ کو جب جیولوس ماریہ کی ان کامیابیوں کی خبر ہوئی تو وہ ایک بڑا لشکر لے کر لیون سے نکلا اور جیولوس کی طرف روانہ ہوا۔ دراصل فرولندہ ان کامیابیوں کو آگے بڑھانا چاہتا تھا۔ دوسری طرف اشبیلیہ کا مسلمان حکمران المعتضد بھی فکرمند ہوگیا تھا۔ اس لیے کہ بطلیوس کا حاکم المظفر اس کا ہمسایہ تھا اور وہ جان گیا تھا کہ فرولندہ نے اگر اپنی کامیابیوں کا دائرہ وسیع کرنا چاہا تو اس کا اگلا ہدف خود معتضد ہوگا۔ لہٰذا وہ اپنے دفاع کی تدبیریں سوچنے لگا۔ فرولندہ کی کامیابیوں نے اس کا سکون اور نیند برباد کر دیئے تھے۔

ایک روز معتضد اپنی دفاعی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور قصر کے اس کمرے میں جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا خاموشی طاری تھی کہ ایک دم معتضد چونکا اور قصر کے حاجب سے اپنے قاضی معاذ بن ابی قرہ کو طلب کیا۔ قاضی معاذ ایک ایسی شخصیت تھے جن پر ہر بُرے وقت معتضد اعتبار اور اعتماد کرسکتا تھا۔ گو معتضد عرب تھا اور بربروں کے سخت خلاف تھا لیکن اس کے قاضی معاذ بن ابی قرہ بربر تھے۔ اس کی بھی ایک وجہ تھی اور وہ یہ تھی کہ رندہ ایک ایسا شہر تھا جہاں حکومت تو بربروں کی تھی لیکن وہاں عرب بھی آباد تھے۔

ایک بار اپنے صرف دو ملازموں کے ساتھ معتضد رندہ چلا آیا۔ یہ شہر حالانکہ اس کی حکومت میں نہ تھا۔ یہاں بربر تھے جو اس کی جان کے دشمن تھے لیکن یہ معتضد کی جرأت مندی اور شجاعت کا اظہار ہے کہ وہ صرف دو ملازموں کے ساتھ اپنے دشمنوں کے شہر میں چلا آیا۔ بظاہر مقصد اس نے یہ بتایا تھا کہ وہ یہاں کے عربوں کی حالت کا جائزہ لینے آیا ہے لیکن اس کا مدعا اور تھا۔ اصل میں ان دنوں ان مختلف شہروں میں جہاں بربروں کی حکومت تھی اندر ہی اندر رازداری کے ساتھ وہ دولت اور زر و جواہر خرچ کرکے خفیہ طور پر بربر جرنیلوں اور رئیسوں کو اپنے ساتھ ملاتا رہا تاکہ بربروں کے ساتھ

...نگ کی صورت میں وہ جرنیل اور رئیس اپنے ساتھیوں سمیت اس سے آملیں اور اسے ...ں طرح فتح نصیب ہو۔

یہ ایک بہت بڑی سازش تھی جس پر معتضد خاموشی سے عمل پیرا تھا۔ رندہ شہر میں بھی وہ اسی مقصد کے تحت آیا تھا۔ عربوں کی حالت کا جائزہ لینا ایک بہانہ تھا ...ب کہ اس سے قبل شلب اور مورور شہروں کا تنہا دورہ کرکے وہ وہاں کے بربر جرنیلوں کو اپنے ساتھ ملا چکا تھا۔ جیسا کہ آنے والے دور میں ثابت ہوا کہ بعد میں معتضد نے ان شہروں پر قبضہ کرکے اپنی سلطنت کو وسیع کرلیا تھا۔ بہرحال معتضد رندہ شہر میں آیا اور بغاوت کی سرنگیں تیار کرنے لگا۔ چند ہی یوم میں اس نے کثیر زر و جواہر خرچ کرکے کچھ رئیسوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔

رندہ میں ایک روز ایک ضیافت کے بعد معتضد نے خوب شراب پی اور وہ دوران سر محسوس کرنے لگا۔ لہٰذا اپنے میزبانوں سے کہا کہ وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ضیافت کی صحبت کو ختم نہ کرنا۔ اس ضیافت میں ہزاروں بربر جمع تھے۔ معتضد اٹھا اور آرام کرنے ایک ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔ آدھ گھنٹے کے بعد جب بربروں نے محسوس کیا کہ معتضد سوگیا ہے تو ہزاروں بربروں میں سے ایک اٹھا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرکے کہا۔

لوگو! اس وقت ایک موٹا مینڈھا ہمارے پاس ایسا موجود ہے جو خود اپنی گردن ہماری چھری کی نذر کرنا چاہتا ہے۔ یہ موقع ایسی خوش قسمتی کا ہے جو ہمارے وہم و خیال میں بھی نہ آسکتا تھا۔ ہم اگر معتضد کو پانے کے لیے اندلس کی تمام دولت بھی خرچ کر دیتے تو وہ ہمارے ہاتھ نہ آتا۔ یہ محض حسن اتفاق ہے کہ وہ اس وقت ہمارے قابو میں ہے اور سو رہا ہے۔ اس بات کو سب جانتے ہیں کہ یہ شیطان مجسم ہے۔ لہٰذا آؤ اسے قتل کردیں۔ اس طرح عربوں کے اندر کوئی ایسی قوت نہ رہے گی جو ہسپانیہ پر بربروں کے قبضے کو روک سکے۔

ضیافت میں جس قدر لوگ تھے بربر کی تقریر سن کر دنگ رہ گئے۔ گو

منہ سے کسی نے بھی کچھ نہ کہا۔ پر وہاں نگاہیں زبان کا کام کرنے لگیں۔ چونکہ معتضد بربروں کے لیے باعثِ خوف و دہشت تھا لہٰذا اُنھوں نے اس کا قتل جائز جانا لوگوں کے چہروں پر نفرت پھیل گئی اور وہ تائید کرنے لگے کہ معتضد کو قتل کر دیا جائے اندر دوسرے کمرے میں معتضد سویا نہ تھا بلکہ جاگ رہا تھا۔ اس نے جب سُنا کہ ضیافت میں اس کے قتل کا سامان ہو رہا ہے تو وہ بہت گھبرایا اور اپنے آپ کو کوسنے لگا کہ وہ کیوں بربروں کے اندر تنہا چلا آیا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ بستر پر اُٹھ کر بیٹھ گیا اور بڑی انکساری کے ساتھ اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی اور اپنی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگا۔

اچانک ضیافت کے اندر ایک ایسے عالم اور بزرگ کھڑے ہوئے جن کی منصف مزاجی، تقویٰ اور راست بازی سے ہر کوئی متاثر تھا۔ وہ معاذ بن ابی قرہ تھے۔ غصّے میں ان کی آنکھیں سُرخ تھیں اور وہ بھڑک کر وہاں جمع لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ لوگو! سنو! مَیں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہم کو ہرگز معتضد کو قتل نہ کرنا چاہیے۔ یہ شخص ہماری خیر خواہی پر بھروسہ کر کے تنہا یہاں چلا آیا ہے۔ اس کی باتوں سے ظاہر ہے کہ ہماری طرف سے کسی قسم کے دھوکے اور دغا کا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہے۔ پس ہماری عزّت و شرافت کا تقاضہ یہی ہے کہ جو بھروسہ اُسے ہم پر ہے اسے صحیح ثابت کریں۔

لوگو! وہ عرب اور ہم بربر ہوئے تو کیا۔ ہم سب مُسلمان ہیں۔ ایک خُدا رسولؐ اور کتاب کو مانتے ہیں۔ پھر ہم خود ایک ہو کر کیوں نہیں رہ سکتے۔ نہ عرب بربروں کے دُشمن ہیں۔ نہ بربر عربوں کے عدو ہیں۔ ہمارا اصل دُشمن فرولندہ ہیں جو شمال کی طرف سے ایک طوفان بن کر مُسلمانوں کی کمزور حکومتوں سے تانک جھانک کر رہا ہے اگر تم نے معتضد کو قتل کیا تو اندلس میں مسلمانوں کی نہ ختم ہونے والی خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ مَیں تم سے اللہ کے نام پر التجا کرتا ہوں کہ ملّت کی پاسبانی کے لیے مسلم قوم کی فلاح اور اسلام کی سر بلندی کے لیے عرب اور بربر ہونا بھُول کر صرف مُسلمان کہلانا

پسند کرو۔ پھر معاذ بن ابی قرہ نے نہایت مجروح آواز میں کہا۔ اگر تم نے میرے کہنے پر عمل کیا تو فلاح پاؤ گے اور اگر تم نے معتضد کو قتل کر دیا تو جان لو، مَیں اپنا فرض ادا کر چکا اور کل کو اپنے رب کے سامنے جواب دہ نہ ہوں گا۔

معاذ بن ابی قرہ کے الفاظ کا ایسا اثر ہُوا کہ ضیافت میں شامل کچھ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو پڑے اور مسلم قوم کے اتحاد کے نعرے لگانے لگے۔ جن بربر نے معتضد کے قتل کی تجویز پیش کی تھی وہ سخت شرمندہ ہُوا اور لوگوں سے معافی مانگ لی۔ اندر کمرے میں معتضد بھی معاذ کی تقریر سُن چکا تھا۔ جس سے اُسے تقویت ہوئی اور اس نے اُٹھ کر پہچان لیا کہ تقریر کرنے والا کون ہے۔ پھر وہ اچانک اس جگہ آ گیا جہاں لوگ جمع تھے۔ اسے دیکھتے ہی ہر کوئی تعظیم سے کھڑا ہو گیا۔ ضیافت کے بعد معتضد اشبیلیہ روانہ ہو گیا لیکن رندہ شہر کے روسا کی طرف سے اس کے دل میں بدگمانی اور نفرت کی ایک گرہ پڑ گئی تھی جس نے اس کے ذہن میں فتور برپا کر دیا تھا۔

اس حادثہ کے چھ ماہ بعد معتضد نے رندہ کے رئیسوں کو اشبیلیہ میں ایک ضیافت پر مدعو کیا۔ معاذ بن ابی قرہ کو بھی اس نے بلا بھیجا۔ معتضد نے بڑے اہتمام سے ان کا استقبال کیا اور حسبِ دستور رئیسوں اور امراء کو حمام کرنے بھیجا۔ لیکن مشہور عالمِ دین معاذ بن ابی قرہ کو اپنے پاس روک لیا اور حمام نہ جانے دیا۔ غسل کے کمرے، ان کی دیواریں اور فرش سب سنگ مرمر کے تھے اور چھت کی جگہ ایک قبہ تھا اور دیواروں کے اندر نل نیچے کے آتش دانوں کی گرم ہوا کھینچ کر تمام کمروں کو بہت گرم رکھتے تھے۔ سب بربر غسل کر رہے تھے کہ اُنہیں ایسی آوازیں سُنائی دیں جیسے دُور کہیں معمار کام کر رہے ہوں۔

تھوڑی ہی دیر بعد حمام اس قدر گرم ہو گیا کہ برداشت کے قابل نہ رہا۔ بربروں نے چاہا کہ کواڑ کھول کر باہر نکلیں لیکن سب دروازے باہر سے بند تھے اور تمام روزن جہاں سے ہوا حماموں میں داخل ہوتی تھی بند کر دیئے گئے تھے۔ اس طرح وہ سب بربر حمام کے اندر دم گھٹنے سے مر گئے۔ معتضد نے معاذ بن ابی قرہ

کو اپنے پاس روک لیا۔ ان کی خوب عزت افزائی کی۔ پہلے انہیں فوج میں ایک اعلیٰ عہدہ دیا پھر قاضی مقرر کر دیا۔

معتضد ابھی تک اپنی سوچوں میں اُلجھا ہوا تھا کہ قصر میں قاضی معاذ بن ابی قرہ داخل ہوئے۔ معتضد فوراً اپنی نشست سے اُٹھا اور آگے بڑھ کر معاذ سے مصافحہ کیا۔ پھر انہیں اسی نشست پر لا بٹھایا جہاں وہ خود بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں کے تفکر و تعمق کے بعد معتضد نے قاضی معاذ سے کہا۔ میں نے آپ کو اس لیے طلب کیا ہے کہ فرولندہ ہمارے ہمسائے المظفر کو شکست دینے کے بعد ضرور ہماری طرف بڑھے گا۔ ہماری قوت ایسی نہیں کہ ہم اکیلے اس کا مقابلہ کر سکیں۔ کیا ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ ہم غرناطہ، قرطبہ اور مالقہ کے بربر حکمرانوں کے علاوہ وادی ارغون کی نئی قوت ولید بن ہشام کی طرف دوستی اور بھائی چارے کا ہاتھ بلند کریں۔ اگر یہ ہماری مدد پر آمادہ ہو جائیں تو ہم فرولندہ کو اپنی عملداری تو کیا المظفر کی حکومت سے بھاگ جانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ فرولندہ بے ایمان ہے۔ المظفر نے حالانکہ اسے خراج دینا قبول کر لیا ہے اس کے باوجود اس کے قلعوں بازوہ اور ملیقیہ کے علاوہ وسیع رقبے پر قبضہ برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اس نے دریائے جوفی اور دریائے قاصر کے درمیان کی زرخیز زمین پر اپنی فوجی گرفت مضبوط کر لی ہے۔

قاضی معاذ بن ابی قرہ کے چہرے کا رنگ سُرخ ہو گیا اور اُنہوں نے کسی قدر سخت لہجے میں کہا۔ میں ایک عرصہ ہوا آپ سے التماس کرتا آ رہا ہوں کہ ہسپانیہ کے اندر عرب اور بربر کی تقسیم کو ختم کر دیجیے۔ لیکن آپ نے مجھے ایک ناقص الرائے انسان جان کر اس طرف کوئی اقدام نہ کیا بلکہ آپ سے ایسے فعل سرزد ہوئے جن کی بنا پر عربوں اور بربروں کے درمیان بے تعلقی اور نفرت کی خلیج گہری ہوتی چلی گئی۔ ہم مسلمانوں میں یہ خامی ہے کہ ہم صرف مصیبت کے وقت اپنے خدا اور رسولؐ کے احکامات کی قدر کرتے ہیں۔ اب بھی اگر آپ کوشش کریں تو غرناطہ، قرطبہ اور مالقہ کے بربر حکمران آپ سے ضرور تعاون کریں گے۔

معتضد نے پھر کہا۔ ولید بن ہشام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ قاضی معاذ نے گلوگیر آواز میں کہا۔ ولید بن ہشام کے متعلق میں آپ سے کچھ نہ کہوں گا۔ اس لیے کہ جب وہ تنہا فرولندہ کے ساتھ اپنی آزادی، بقا اور حرمت کی جنگ کر رہا تھا، میں نے آپ سے استدعا کی تھی کہ ہمیں اپنی پوری قوت کے ساتھ اس کی مدد کرنا چاہیے لیکن آپ نے ہمیشہ یہ کہہ کر میری استدعا مسترد کر دی کہ ایک معمولی بحری قزاق سے تعاون ہماری توہین ہے۔ خدا کی قسم میں راتوں کی تاریکی میں رو رو کر اس کی فتح و نصرت کی دُعائیں مانگا کرتا تھا۔ میں نے کئی بار اپنے رب سے فریاد کی کہ اگر زندگی میں میرا کوئی نیک کام قابلِ قبول ہے تو اس کے بدلے میں ولید بن ہشام کو کامیابی نصیب ہو۔

میں نے اکثر سوچا کہ اس کے پاس چلا جاؤں لیکن ہر بار یہ جان کر خاموش ہو گیا کہ میں بوڑھا اس کے لیے بوجھ کے سوا کچھ نہیں بن سکتا۔ تاہم میں اسے کئی بار اس کی نصرت پر مبارک باد کے علاوہ اسے یہ یقین دہانی بھی بھجوا چکا ہوں کہ اگر اشبیلیہ کا حکمران اس کے ساتھ نہیں ہے تو ایک ضعیف اور بوڑھے قاضی کی دُعائیں ضرور اس کے ساتھ ہیں۔

پھر اچانک قاضی معاذ بن ابی قرہ غضب ناک ہو گئے اور غصے میں انگارے برساتی آواز میں اُنہوں نے کہا۔ اے معتضد! ولید بن ہشام ہسپانیہ کے مسلمانوں کی کشتی کا ساحل اور ان کی نسلوں کی دولت ہے۔ وہ ہماری کھیتی کا حاصل، ہماری جستجو کی محنت، غریبوں کی طاقت اور مجبوروں کا سرمایہ ہے۔ ہم اس کا لہو اور وہ ہمارا لہو ہے لیکن ہم نے اس لہو کی حفاظت نہیں کی۔ ہم اس کا پودا اور وہ ہمارا ثمر ہے۔ لیکن ہم نے اپنے ثمر کی آبیاری نہیں کی۔ وہ اُمت کا پرچم، ملت کی مانگ اور ہماری اُمیدوں کے تنہا جنگل کا جگنو ہے۔ اس نے ہمارے مستقبل کو خوشیوں کے گیتوں سے اور ہسپانیہ کی گود کو رنگ اور اُمنگ سے بھر دیا ہے۔ کاش! ہم نے اسے احساس دلایا ہوتا کہ ہسپانیہ میں فرولندہ کے سامنے وہ اکیلا اور تنہا نہیں ہے۔

اشبیلیہ، غرناطہ، قرطبہ اور مالقہ کے حکمران اس کی پشت پر ہیں۔ اے حیف! ہم نے اس کے لیے کچھ نہ کیا اور اس نے تنہا دشمن سے ٹکرا کر اپنی کوششوں کے سبب اپنے لیے ایک مقام پیدا کر لیا۔ اگر ہم نے اس کے ہاتھ مضبوط کیے ہوتے تو آج ہم اپنے آپ کو فرولندہ کے سامنے اس طرح بے بس اور تنہا محسوس نہ کر رہے ہوتے۔ اے معتضد! ہم آج تک اپنی طلسمی خواب گاہوں میں بیٹھ کر یہی کچھ کرتے رہے ہیں۔ کہ وہ عرب اور وہ بربر ہے۔

یاد رکھیے! جو قوم اور ملت تعصب سے کام لے کر چھوٹے چھوٹے قومی گروہوں اور زبانی جماعتوں میں بٹ جاتی ہے۔ وہ بہت جلد فنا و نابود ہو جاتی ہے۔ یاد رکھیے! حضور نبی کریمؐ نے حج الوداع کے موقع پر زبان اور نسل کے بت گرا کر ایک مساواتی معاشرے کی طرح ڈالی تھی۔ ہائے حیف ہم نے اپنے رسولؐ کے اس فرمان کو پس پشت ڈال دیا۔ جب کہ ولید بن ہشام جسے ہم معمولی قزاق سمجھتے رہے اس پر عمل پیرا ہے۔ اس کے لشکر میں عرب، بربر، حبشی اور ہسپانوی مسلمان بھائی ایک دوسرے میں گھل مل کر رہتے ہیں اور اسی میں اس کی کامیابی اور فتح مندی کا راز ہے۔ خدا کی قسم! اسلام کی خدمت میں وہ ہم سے کہیں بہتر ہے کاش رشک وحسد کرنے کے بجائے ہم نے اس کی پیروی کی ہوتی۔

معتضد حد درجہ بدظن منتقم مزاج انسان تھا لیکن قاضی معاذ بن ابی قرہ کی ساری باتیں وہ سر جھکا کر سنتا رہا۔ حالانکہ اس کے خلاف بولنے والا کوئی بھی شخص اس کے قہر وغضب سے بچ نہ سکتا تھا۔ اس کے خلاف بولنے والا اگر ملک چھوڑ کر کہیں دور دراز چلا جاتا تو بھی معتضد کے انتقام سے بچ نہ سکتا تھا۔ معتضد کی سفاکی اور جلادی پن کے متعلق ایک حکایت ہے کہ ایک مرتبہ معتضد نے اشبیلیہ کے ایک امیر وکبیر نابینا کی بہت سی جائداد اپنے قبضے میں کر لی۔ نابینا کو اس پر سخت غصہ آیا اور جائداد میں سے جو کچھ بچا اسے خود ضائع کر کے وہ حد سے زیادہ مفلسی اور فقیری کی حالت میں مکہ چلا گیا اور وہاں دن رات معتضد کے

حق میں اعلانیہ طور پر بددعا کرنی شروع کر دی۔

معتضد کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اس نے ایک ایسے آدمی کو بلایا جو حج کرنے جا رہا تھا اور اسے دیناروں سے بھرا ہوا ایک صندوقچہ دے کر کہا کہ جب تم مکہ پہنچو تو یہ صندوقچہ فلاں جگہ فلاں نابینا کو دے دینا۔ ساتھ ہی معتضد نے ان دیناروں پر نہایت تیز اور زود اثر زہر مل دیا اور یہ بھی کہا کہ اس نابینا سے میرا سلام کہنا اور بتانا کہ یہ سوغات اسے اشبیلیہ کے حکمران معتضد نے روانہ کی ہے۔

جب وہ شخص مکہ پہنچا اور صندوقچہ نابینا کو پہنچایا تو نابینا نے کہا۔ واللہ اس کے ہلانے سے تو دیناروں کی آواز آتی ہے۔ اس شخص نے کہا۔ ہاں، یہ معتضد نے تمہارے لیے بھیجے ہیں۔ نابینا حیرت زدہ ہو کر کہنے لگا۔ یہ کیا بات ہے کہ اشبیلیہ میں تو معتضد مجھ پر ظلم کرتا رہا اور حجاز میں مجھے دینار بھیج رہا ہے۔ جو شخص صندوقچہ لایا تھا اس نے کہا حکمرانوں کے مزاج میں تلون ہوتا ہے یا ممکن ہے معتضد نے ہمارے ساتھ اشبیلیہ میں جو ظلم اور زیادتی کی تھی۔ یہ اس کی تلافی ہو۔ وہ شخص چلا گیا اور نابینا وہ صندوقچہ اٹھا کر اپنے گھر لایا۔ گھر پہنچ کر احتیاط سے دروازہ بند کر کے اس نے صندوقچہ کھولا۔ اس میں دینار ہی دینار تھے۔

جب کسی مفلس انسان کو اچانک دولت مل جاتی ہے تو اسے دیکھ کر وہ بے انتہا خوش ہوتا ہے اور دولت کی چمک پر اس کی نظر لوٹنے لگتی ہے اشبیلیہ کا یہ اندھا آنکھوں میں نور نہ رکھتا تھا کہ اس قسم کی لذت اٹھاتا لیکن کبھی کبھی جو کام بصارت کرتی ہے وہی کام لامسہ اور سامعہ سے بھی لے لیے جاتے ہیں۔ وہ اندھا بھی خوشی کے عالم میں ان دیناروں کو کبھی مٹھیاں بھر بھر کر اٹھاتا کبھی انگلیوں پر الٹ پلٹ کر انہیں چھنکاتا اور کبھی ایک ایک کر کے ان دیناروں کو گننے لگتا۔ حتیٰ کہ اس کی سرخوشی یہاں تک بڑھی کہ وہ ان دیناروں کو چومنے لگا۔

دیناروں کا منہ کو چھونا تھا کہ زہر نے فوراً اپنا اثر کیا اور رات نہ ہونے پائی حتیٰ کہ وہ غریب اندھا اس زہر کے اثر سے چل بسا۔ ایک ایسا حکمران جو ظلم اور انتقام

میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔ قاضی معاذ بن ابی قرہ کے سامنے خاموش ہی نہیں شرمندگی کی حالت میں سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔

قاضی معاذ بن ابی قرہ جب خاموش ہوئے تو معتضد نے غمزدہ آواز میں کہا۔ آج آپ جو بھی کہیں میں سنوں گا۔ اس لیے کہ ماضی میں میں غلطی پر تھا۔ میں نے آپ کی ہر اس رائے کو جس میں مسلم قوم کی بہتری اور اسلام کی سربلندی ہوا کرتی تھی۔ ناقص اور خام جانا۔ میں نے ہمیشہ عرب اور بربر کی تقسیم پیدا کی۔ آج میں آپ کے سامنے اپنی ساری غلطیوں کا اعتراف کرنے کے علاوہ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ کوئی ایسا اقدام کیجئے جس کے تحت اندلس کے سارے مسلمان حکمران متحد و منظم ہو کر فرڈلنڈ کے سامنے ایک چٹان بن کر کھڑے ہو جائیں۔ خدا کے لیے اس قوم کے فرزندوں کو پکار کر بیدار کیجئے جنہوں نے ہسپانیہ میں داخل ہوتے وقت اپنی کشتیوں کو جلا دیا تھا اور آج ان کے فرزند گہری اور غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں۔ انہیں بیدار کیجئے۔ انہیں جھنجھوڑ دیجئے، انہیں فرڈلنڈ کی صورت میں شمال کی طرف سے اٹھتے ہوئے خطرات سے آگاہ کیجئے جو میری مسلم قوم کے لیے ایک قہر اور عذاب ثابت ہوں گے۔

قاضی معاذ نے معتضد کے لہجے سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔ آپ ولید بن ہشام کے علاوہ غرناطہ، قرطبہ اور مالقہ کے بربر حکمرانوں کی طرف اپنے وفود بھجوا کر آنے والے خطرات سے آگاہ کیجئے۔ مجھے امید ہے وہ ضرور فرڈلنڈ کے مقابلے میں ہماری مدد پر کمربستہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو خطرات آج ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں کل وہ بھی ان سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ معتضد اپنی نشست سے اٹھتا ہوا بولا میں ابھی اور اسی وقت سب کی طرف اپنے وفد روانہ کر دوں گا۔ پھر معتضد ایک نئے عزم کے ساتھ قاضی معاذ بن ابی قرہ کے ساتھ اپنے قصر سے باہر نکل گیا تھا۔

○

ولید اور عمونہ حویلی کے صحن میں اپنے گھوڑے کو نہلا رہے تھے۔ عمونہ

گھوڑے پر پانی ڈالتی جا رہی تھی۔ جب کہ ولید گھوڑے کا جسم مل رہا تھا۔ احمد پانی بھر بھر کر لا رہا تھا۔ اور صحن کے دوسری طرف سارہ اپنے اور عمونہ کے بچے کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ اتنے میں حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی۔ احمد بھاگ کر ادھر گیا۔ دروازہ کھول کر وہ چند لمحوں تک کسی سے باتیں کرتا رہا پھر وہ ولید کے پاس آیا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خالی برتن زمین پر رکھتے ہوئے اس نے ولید سے کہا۔ آقا! اشبیلیہ کے حکمران معتضد کی طرف سے کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں۔ پہریداروں نے انہیں اندر نہیں آنے دیا اور وہ شہر سے باہر جنوبی برج سے نیچے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ جو شخص یہاں اطلاع کرنے آیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ اشبیلیہ کے حکمران معتضد نے اپنے اس وفد کو فرڈلنڈ کے خلاف آپ کی تائید حاصل کرنے کے لیے روانہ کیا ہے۔ امیر عمروس بھی وہیں ہیں اور انہوں نے آپ کو بلا بھیجا ہے۔ ولید نے گھوڑے کو نہلانا بند کر دیا۔ اسے لگام چڑھائی اور اپنے سادہ اور پیوند لگے کپڑوں میں ہی وہ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو گیا۔

عمونہ نے روکتے ہوئے کہا۔ آپ لباس تو تبدیل کر کے جائیے۔ اشبیلیہ سے آیا ہوا وفد کیا خیال کرے گا کہ —— ولید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ عمونہ! عمونہ! زرق برق لباس کسی کی حقیقی عزت اور وقار میں اضافہ نہیں کر سکتا وقت کی میزان میں وہی سرخرو اور قابلِ عزت ہے جو اپنی ملت کے لیے اجالا بن کر چمکتا ہے۔ ولید کو پیوند لگے لباس میں گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھے دیکھ کر عمونہ اداس ہو گئی۔

ولید کو عمونہ کی وہ اداسی آنسوؤں اور آہوں سے بھی زیادہ دل فگار لگی وہ فوراً گھوڑے پر سے اتر گیا اور عمونہ سے کہا۔ عمونہ! عمونہ! خدا کی قسم تیری خوشی میری ناراضگی کا باعث نہیں بن سکتی۔ لاؤ میں لباس تبدیل کر لیتا ہوں۔ عمونہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ ولید کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئی اور اسے نیا لباس پہنانے لگی۔ اتنی دیر تک احمد گھوڑے پر زین ڈالنے لگا تھا۔ ولید کو نئے کپڑے پہنانے کے بعد عمونہ نے اسے بھورے رنگ کا جبہ پہنایا۔ پھر اس نے پیار سے اس کا ہاتھ

تھامتے ہوئے کہا۔ میرے آقا! میرا مطلب ان پیوند لگے کپڑوں سے نفرت نہیں۔ آپ کے وہ کپڑے مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ میرا مطلب اشبیلیہ کے وفد کو یہ یاد دلانا ہے کہ اگر انہوں نے مصیبت اور ضرورت کے وقت فرولندہ کے خلاف ولید بن ہشام کی مدد نہیں کی تو کیا ہوا ہم نے خود اپنی محنت اور کشمکش سے دشمن کے سامنے ایک وقار کے ساتھ زندہ رہنے کی راہیں تلاش کرلی ہیں۔ میرے آقا! آپ میرے لیے ان چاند ستاروں کی داستان ہیں جن کی خواہش ہر لڑکی اپنی جوان خوابوں میں کرتی ہے میں اگر آپ کے دوش بدوش جنگوں اور رزم گاہوں میں حصّہ نہیں لے سکتی تو میں ان ماؤں جیسی تو بن سکتی ہوں جنہوں نے خالد۔ طارق۔ قاسم و مثنیٰ اور قتیبہ و جراح جیسے جرنیلوں کو جنم دیا تھا۔ میں اس گھوڑے کی باگ تو پکڑ سکتی ہوں جس پر آپ سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نکلتے ہیں۔ ولید نے مسکراتے ہوئے توصیفی انداز میں عمونہ کی طرف دیکھا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

گھوڑے کو فصیل کے ساتھ کھڑا کرکے ولید سیڑھیاں چڑھ کر جنوبی برج پر آیا۔ جہاں عمروس پہلے ہی اس کا منتظر کھڑا تھا۔ اور فصیل سے باہر عین جنوبی برج کے سامنے بیس کے قریب گھوڑ سوار کھڑے تھے۔ ولید نے انہیں مخاطب کرکے کہا۔

میں ولید بن ہشام ہوں اور میرے ساتھ میرا جرنیل عمروس بن جندل کھڑا ہوا ہے۔ تم لوگ کون ہو کہاں سے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو؟ اس دفد کے سرخیل نے اپنا گھوڑا آگے بڑھا کر فصیل کے قریب کیا اور اوپر برج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہم معتضد کے امراء و رؤساء کا ایک وفد ہیں۔ عیسائی حکمران فرولندہ نے ہمارے ہمسائے بطلیوس کے مسلم حکمران المظفر کے وسیع علاقے پر قبضہ کرلیا ہے۔ اب اس کی نظریں اشبیلیہ پر ہیں۔ اگر وہ ہمیں نیچا دکھانے میں کامیاب ہوگیا، تو جنوب میں المخضرا اور المریہ کی بندرگاہوں تک کوئی بھی مسلم قوت اس کا راستہ نہ روک سکے گی۔ ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ آئیے مل کر ملت کے اس مشترکہ دشمن کا مقابلہ کریں۔ اسی میں اسلام کی عظمت اور مسلم قوم کی بقا ہے۔ فرولندہ اس وقت آگ

…ایک طوفان کی شکل اختیار کرچکا ہے اور بھڑکی ہوئی اس آگ کو بجھانے کے لیے …ایک سے زائد ہاتھوں کی ضرورت ہے۔ امید ہے اس پُرآشوب دور میں آپ ہمیں مایوس نہ کریں گے۔

ولید چند لمحوں تک خاموش کھڑا رہا۔ اس کے چہرے کے بدلتے رنگ سے …یوں لگ رہا تھا گویا اس کے اندر بجلیاں روپوش ہوں۔ طوفان دم بخود ہوں اور صحرا …کی آندھیاں خاموش اور چپ کسی مناسب وقت کی منتظر ہوں۔ پھر غصّے کی حالت میں …ولید اس کی بیکراں اندھیروں اور حوادث کی تیز رَو کی مانند پھیل اور پھٹ پڑا۔

تم کن مسلمان حکمرانوں کی بات کرتے ہو۔ معتضد سمیت وہ سب طامع، …لالچی اور غاصب ہیں۔ وہ مطربوں کے طائفوں میں مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں …اور صحیح النسب ہیں کہ وہ ناچ گانے والی عورتوں سے دل بہلاتے ہیں۔ …مرغوب صورت کنیزوں کے برہنہ شانوں پر بوسے دے کر اپنی انا پرستی، بزدلی اور …زوال پذیری کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ قمار باز ہیں اوباش اور خصومت …میں زیادہ بدعتی عیسائیوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ ان کے اپنے دن کے ساتھی شکاری …کتے اور رات کے جلیس اوباش اور اچکے ہیں۔ وہ چلتی پھرتی ایسی لاشیں ہیں جن کے …پیٹ خالی کرکے نمک اور کافور بھر دیا گیا ہو۔ ان کی نگاہوں میں ہر چیز کی قدر و قیمت ہے …اگر نہیں ہے تو خالق اور اس کی مخلوق کی۔

ولید ذرا رک کر ہنستے ہوئے لاوے کی طرح کہتا چلا گیا۔ ہمارے مذہب نے ابنائے …ملک کے مختلف گروہوں کو ملا کر ایک ملت کو جنم دیا تھا جسے ان ابن الوقت حکمرانوں …نے شدید بغض، کمینگی، تعصب اور ایک دوسرے سے دشمنی کی بنا پر منتشر و پراگندہ …کرکے رکھ دیا ہے۔ وہ ہر وقت لذیذ کھانوں اور پرانی شرابوں میں ڈوبے رہتے ہیں۔ …ایک دوسرے کے خلاف ان کی لمبی لٹکتی زبانیں، ان کی شہوت، شراب نوشی …اور بدلگامی کا پتہ دیتی ہیں۔ ان کا ضمیر بزدلی اور خوف ہے اور نئی بدعتوں کے ایجاد …کے خبط میں انہوں نے بدی کے شیش محل میں بیٹھ کر اپنے جھوٹ کے عماموں کو

سچائی کے پرچم سمجھ کر بلند کرنا سیکھ لیا ہے۔ میری طرف سے جا کر معتضد کے علاوہ غرناطہ قرطبہ اور مالقہ کے حکمرانوں سے بھی کہنا، کبھی تم بھی اپنے گریبانوں میں جھانکو انہوں نے حسیناؤں کے عارض گلگوں اور جسموں کی دہلیز پر صنائع بدائع سے مرصع جملوں کی جنگ کی ہے۔ جب کہ ہم نے ملت و مذہب کی خاطر سر و دل پر کفن باندھ کر اپنے رب کی خوشنودی کے لیے دشمنوں سے جنگ کی ہے۔ میرا زاویہ نظر الگ اور ان کا الگ ہے۔ میری حرمتیں علیحدہ اور اُن کی علیحدہ ہیں۔ اُنہیں کہنا زندگی ان کے لیے شیریں ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ جہاں ان کے لیے رنگین ہے جو اپنے رب کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ مرمریں سلوں اور حسیناؤں کے جھرمٹ میں خدا کی خوشنودی کی جستجو ماند پڑ جاتی ہے۔ عرش سے فرش تک اور ازل سے ابد تک خدا نے ہمیشہ اُن کی مدد کی ہے جو اس کی راہ پر مستقیم رہے۔

میں جانتا ہوں معتضد فرولندہ کے خوف سے خمیدہ کمر اور افتادہ پا ہو چکا ہوگا جاؤ واپس چلے جاؤ اور اُسے کہنا اس وقت تم کہاں تھے جب ہم تنہا فرولندہ کے لیے اپنی آزادی اور عزت کی جنگ کر رہے تھے۔ اس وقت تمہیں مسلم قوم کے اتحاد کا خیال کیوں نہ آیا جب تم عرب اور بربر میں تعصب پھیلانے کا فرض ادا کر رہے تھے جاؤ واپس لوٹ جاؤ اور معتضد سے کہنا۔ میں اس کے ساتھ اتحاد کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ عمرو بن ولید کو لے کر برج سے نیچے اُتر گیا اور معتضد کا وفد ناکام و نامراد واپس لوٹ گیا تھا۔

فرولندہ کے پاس فرانسیسی لشکر کے علاوہ پوپ الکساندر کے ذاتی محافظ گیلامی کی سپہ سالاری میں نارمنوں کا ایک عظیم اور جرّار لشکر بھی پہنچ گیا تھا۔ لہٰذا اس نے انتظار کرنا مناسب خیال نہ کیا اور پورے اندلس پر قبضہ کر لینے کا منصوبہ بنایا۔ اس مقصد کے لیے اس نے چار بڑے بڑے لشکر تیار کیے۔ ایک لشکر نارمنوں کا تھا، جس کا سالار گیلامی تھا۔ اسے طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون اور سرقسطہ کے حاکم احمد مقتدر سے نبٹنے پر مامور کیا۔ دوسرا لشکر فرانسیسیوں پر مشتمل تھا اس کا سالار فرولندہ نے اپنے بڑے بیٹے ادفونش کو مقرر کیا اور دوسرے دو چھوٹے بیٹوں شانجہ اور غرسیہ کو اس کے نائب سالار کے طور پر کام کرنے کا حکم دیا۔

اپنے ان تینوں بیٹوں کو فرانسیسی لشکر کے ساتھ ولید بن ہشام پر نگاہ رکھنے کی تاکید کی تھی۔ ساتھ ہی انہیں تنبیہہ بھی کی تھی کہ ولید پر حملہ کرنے میں وہ پہل نہ کریں۔ تاہم ولید اگر دوسرے مسلمان حکمرانوں کی مدد کو نکلے تو اس کا راستہ روک کر اسے جنگ میں مصروف کر دیں۔ ان دو لشکروں کے علاوہ فرولندہ نے اپنے مقامی لشکر کو دو حصّوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصّہ کا سالار جیولوس ماریا اور ڈیوس ان کا نائب تھا۔ جب کہ دوسرا حصّہ خود فرولندہ نے اپنے پاس رکھا تھا۔ فرولندہ کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اور جیولوس ماریا یلغار کرتے ہوئے جنوب کی

طرف بڑھیں گے اور قرطبہ، اشبیلیہ، مالقہ اور وہاں سے بائیں ہاتھ گھوم کر غرناطہ کو فتح کرتے ہوئے وادی شقورہ میں داخل ہوں گے وہاں مرسیہ کی عظیم بندرگاہ پر قبضہ کرنے کے بعد جبل موریہ اور وادی شقر سے ہوتے ہوئے نارمن جرنیل گیلامی سے آملیں گے۔ اس طرح ہسپانیہ میں ایک چکر کاٹنے کے بعد فرولندہ سارے مسلمان حکمرانوں کو اپنے سامنے سرنگوں کرنے کا خواب دیکھ چکا تھا۔

میدانِ جنگ سے فرولندہ نے تین احکام اپنی حکومت کی طرف بھیجے۔ نارمن سالار کو اپنے لشکر کے ساتھ طلیطلہ اور سرقسطہ کی طرف کوچ کا حکم دیا اپنے بڑے بیٹے اذفونش کو دو چھوٹے بھائیوں کے ہمراہ فرانسیسی لشکر کے ساتھ اللب ندی کے اطراف میں رک کر ولید بن ہشام پر نگاہ رکھنے کی تاکید کی۔ فرولندہ ولید پر حملہ کر کے خواہ مخواہ اسے رزم گاہ کی طرف نہ بلانا چاہتا تھا۔ وہ پہلے اس کا ردِّعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ پھر اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر ولید اور عمروس ہسپانیہ کے دوسرے مسلمان حکمرانوں کے ساتھ مل کر آمادہ جنگ ہو گئے تو اس کے لیے کئی مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ تیسرے حکم میں فرولندہ نے اپنے بھائی لیسی کو سلطنت کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سونپی تھی۔

اب فرولندہ، جیولوس ماریا اور پولس کے ساتھ جنوب کی طرف معتضد پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا اور اپنے پہلے ہی حملے میں اس نے اشبیلیہ کی حکومت کی شمالی سرحد کی کئی بستیوں کو جلا کر خاک کر دیا تھا تیزی سے جنوب کی طرف پیشقدمی کی۔ اسی دوران فرولندہ کو خبر ملی کہ قرطبہ، غرناطہ، مالقہ، المریہ، مرسیہ اور الخضرا سے جوق در جوق جنگجو بربر معتضد کی مدد کے لیے اشبیلیہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

دراصل معتضد نے ان مسلمان حکومتوں کی طرف جو وفد بھیجے تھے وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے تھے اور یہ حکومتیں جان گئی تھیں کہ اشبیلیہ کے بعد ان کی باری آئے گی لہٰذا وہ معتضد کی مدد پر کمربستہ ہو گئے تھے۔ تاہم فرولندہ کے لشکر کی تعداد ایسی تھی کہ سب حکومتیں مل کر بھی فرولندہ کا کچھ نہ بگاڑ سکتی تھیں کیونکہ ان میں سے

ہر حکومت کے لشکر کی تعداد بیس پچیس ہزار سے زائد نہ تھی اور وہ کسی صورت بھی اپنے لشکروں کی کل تعداد روانہ نہ کر سکتے تھے۔ تاہم ایک تناسب کے ساتھ انہوں نے معتضد کی حوصلہ افزائی ضرور کی تھی۔

اس موقع پر فرولندہ سے غلطی سرزد ہوئی اور وہ اشبیلیہ کے لیے بربروں کی کمک کا سن کر رک گیا اور ایک جگہ پڑاؤ کر کے حالات کا جائزہ لینے لگا۔ اس موقع پر وہ اگر آگے بڑھتا رہتا تو مسلمانوں کے پاس کوئی ایسی طاقت نہ تھی جو انتہائی جنوب میں جزیرۃ الخضرا تک فرولندہ کا راستہ روک سکتی۔ دوسری طرف اشبیلیہ کا مسلمان حکمران معتضد جس قدر ظالم اور شرابی تھا اس سے کہیں زیادہ عقلمند، عیّار اور بہادر بھی تھا اس موقع اس نے فوراً اپنی فطری ہوشیاری سے کام لیا۔ اپنے لشکر کا اس نے دور ہی پڑاؤ کیا اور چند مصاحبوں کے ساتھ وہ فرولندہ کے لشکر میں آیا۔ فرولندہ اپنے لشکر میں معتضد کو تنہا دیکھ کر اس کی جرأت مندی اور دلیری پر حیران رہ گیا۔ اس نے اپنے خیمے سے باہر نکل کر معتضد کا استقبال کیا تھا۔ اس نے دیکھا سفید بالوں اور پیشانی پر شکنوں سے معتضد کی شخصیت نہایت واجب التعظیم دکھائی دیتی تھی۔

حقیقت میں معتضد ایک خوب صورت، وجیہہ اور دلیر عرب تھا۔ عمر گو سینتالیس سال سے زائد نہ تھی لیکن سلطنت کے افکار اور حکومت کی طمع میں محنتِ شاقہ اٹھانے کے علاوہ بڑے بیٹے کی موت کے غم نے اسے قبل از وقت بوڑھا کر دیا تھا۔ معتضد کا بڑا بیٹا اسمٰعیل بڑا محتاط، صائب الرائے اور جنگ میں بڑا شجاع اور بہادر تھا۔ وہ معتضد کی عادات سے نالاں تھا لہٰذا اس نے باپ کے خلاف بغاوت کر دی جس کی پاداش میں معتضد نے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور بعد میں پچھتاوا کرنے لگا۔

بہرحال فرولندہ، معتضد کو اپنے خیمے میں لے گیا اور آمد کی وجہ پوچھی معتضد نے فرولندہ کو بیش قیمت تحائف پیش کیے اور اس سے التماس کی کہ وہ واپس چلا جائے۔ فرولندہ معتضد سے سخت متاثر ہوا۔ اس نے کہا۔ اس معاملہ میں پہلے میں اپنے پادریوں سے مشورہ کروں گا۔ اس کے بعد کوئی جواب دوں گا۔ پادریوں کے طویل مباحثوں کے بعد فیصلہ ہوا کہ

معتضد، فردلندہ کو سالانہ خراج ادا کرنا منظور کرے اور فردلندہ جو سفیر اس کے دربار میں بھیجے ان کی معرفت مسیحی شہیدہ لیتہ کی لاش تلاش کرکے ان کے حوالے کی جائے۔

اصل میں لیتہ اور رفینہ دو بہنیں تھیں جنہیں عیسائی ولی مانتے ہیں۔ یہ دونوں عیسائی بہنیں اس وقت اشبیلیہ میں رہتی تھیں جب یہاں بُت پرست رومانی قوم کی حکومت تھی۔ دونوں بہنیں مٹی کے برتن بنا کر بیچا کرتی تھیں۔ ایک روز کچھ بُت پرست ان کے پاس آئے انہیں اپنی دیوی وینس کے بُت پر چڑھانے کے لیے برتنوں کی ضرورت تھی۔ لیتہ نے ان کے ہاتھ برتن فروخت کرنے سے انکار کر دیا اور اگلی رات ان کی دیوی وینس کا بُت بھی توڑ ڈالا۔ اس جرم میں لیتہ کو قتل کر دیا گیا اور کلیسا کی طرف سے اسے شہادت کا رتبہ دیا گیا۔

کسی کو کچھ معلوم نہ تھا کہ لیتہ کہاں دفن ہے۔ تاہم معتضد نے خراج دینا قبول کرنے کے علاوہ لیتہ کی لاش تلاش کرنے میں مدد دینے کا بھی وعدہ کیا۔ معتضد کسی نہ کسی طرح فردلندہ سے خلاصی چاہتا تھا اور اس میں وہ کامیاب رہا تھا لیکن فردلندہ اپنی جگہ کامیاب تھا۔ اس نے اپنے دو اسقفوں الونیوس اور اراردو کو مقرر کیا کہ وہ معتضد کے ہاں اس کے سفیر ہوں گے اور معتضد سے خراج وصول کرنے کے علاوہ لیتہ کی لاش بھی تلاش کریں گے۔ اس کے علاوہ فردلندہ نے الویتوس اور اراردو کے ذمہ یہ کام بھی لگایا کہ وہ معتضد کی جاسوسی بھی کریں اور اسے اطلاع دیں کہ کس قدر بربر اس کی مدد کو آئے ہیں تاکہ مناسب وقت پر وہ معتضد پر حملہ کرکے اس کی سلطنت پر اپنا قبضہ مکمل کرے۔ اس کے علاوہ فردلندہ کے دوسرے لشکر ابھی اپنی اپنی منزل تک نہیں پہنچے تھے۔ لہٰذا وہ اپنے دوسرے لشکروں کی کارکردگی کا جائزہ لے کر ہی جنوب کی طرف آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ اس طرح معتضد فردلندہ سے معاہدہ کرنے کے بعد اشبیلیہ واپس آ گیا۔ فردلندہ کی طرف سے اسقف الویتوس اور اراردو بھی خراج وصول کرنے اور لیتہ کی لاش تلاش کرنے کے علاوہ جاسوسی کا کام سرانجام دینے کے لیے معتضد کے ساتھ اشبیلیہ آ گئے تھے۔ یہ وہی دونوں اسقف تھے جو پاپائے اعظم کے پاس مدد کی درخواست لے

کر گئے تھے۔ ان دونوں کی رہائش کا انتظام اشبیلیہ کے ایک کلیسا میں کیا گیا تھا۔ ان کی مدد کے لیے ان کے ساتھ کچھ اور پادری بھی آئے تھے جن کی رہائش بھی ان دونوں کے ساتھ ہی رکھی گئی تھی۔

اشبیلیہ کا حکمران معتضد خراج دینے کے عوض فردلندہ کو ٹال چکا تھا۔ لیکن وہ مطمئن نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ حالات کا جائزہ لیتے ہی فردلندہ اس پر پھر چڑھ دوڑے گا۔ اس لیے وہ اس کا معقول سدِباب کرنا چاہتا تھا۔ قرطبہ، مالقہ اور غرناطہ کے حکمرانوں کو جو اس نے وفد بھجوائے تھے وہ ہمت افزا جواب لائے تھے۔ ان حکمرانوں نے پرانی چپقلش بھول کر آئندہ معتضد کی مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن معتضد پھر بھی مطمئن نہ تھا اس لیے کہ ان مسلمان حکمرانوں کے پاس کوئی ایسی فوجی قوت نہ تھی جس کے زور پر فردلندہ کو میدانِ جنگ کی طرف بلایا جاتا۔ معتضد اور قاضی معاذ بن ابی قرہ کو اس وفد کا انتظار ہی تھا جو انہوں نے ولید کی طرف روانہ کیا تھا۔ ان کی نگاہوں میں ولید اور عمروس ہی ایک ایسی قوت تھے جنہیں ساتھ ملا کر فردلندہ کو عبرت خیز سبق دیا جا سکتا تھا۔

ایک روز معتضد اور اس کا بیٹا محمد بن معتضد قصر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ وہی محمد بن معتضد تھا جو بعد میں معتمد کے نام سے اشبیلیہ کا حکمران بنا۔ دونوں باپ بیٹا یوں چپ اور خاموش تھے گویا وہ بڑی بے چینی سے کسی کا انتظار کر رہے ہوں۔ اتنے میں ایک مغنیہ اندر آئی۔ وہ بلا کی حسین، دلکش اور دراز قامت تھی۔ اس کے ہاتھ میں بربط تھا۔ اس مغنیہ کے پیچھے پیچھے ایک باریش بوڑھا تھا جس نے دف اٹھا رکھی تھی۔ یہ حسین مغنیہ اور پری جمال مطربہ اصل میں صقلیہ کی رہنے والی تھی اور چند روز قبل ہی اشبیلیہ میں وارد ہوئی تھی۔ وہ جس قدر حسین تھی اسی قدر اس کی آواز بھی پرسوز تھی۔ معتضد کئی بار اس سے قبل بھی اسے سن چکا تھا۔ وہ جب قصر کے اس کمرے میں داخل ہوئی تو معتضد نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ آؤ غریطہ! میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ مغنیہ غریطہ اور اس کے ساتھ بوڑھے نے جھک کر آداب کیا اور معتضد کے سامنے بیٹھ گئے۔ معتضد انہیں بڑے شوق سے دیکھ رہا تھا۔ غریطہ کی

خوب صورت اور نازک اُنگلیاں جب بربط کے تاروں پر کھیلنے لگیں تو یوں محسوس ہونے لگا گویا رزم گاہ میں تلواروں کی جھنکار سُنائی دینے لگی ہو۔ بوڑھا چند لمحوں تک غزلیطہ کو دیکھتا رہا پھر اس نے بھی دف پہ ہاتھ مارا۔ یوں محسوس ہُوا گویا دف پُکار اٹھی ہو۔

"عرشِ بریں پہ بجتی ہے نوبت رسولؐ کی"

وہ خوش نما خوش رنگ اور حسین مغنیہ چند لمحوں تک بربط سے کھیلتی رہی پھر اس کے سُرخ شنگرفی لب حرکت میں آئے اور اس نے اپنی مسحُور کن اور پُرسوز آواز میں گانا شروع کیا۔ اس کے عربی اشعار کا مفہوم کچھ ایسا تھا۔

"اے وطن! تیرا چہرہ گوہر آب دار، جسم نرگسی اور نفس خوشبو ہے تو نور کا ایک چشمہ ہے اور حُسن و خوبی تجھ میں از سرتا پا موجود ہے میں تم سے اسی طرح محبّت کرتی ہوں جس طرح غزال جنگل سے محبّت کرتے ہیں۔ چکور چاند کو چاہتا ہے اور انسان اپنی زندگی اور حیات سے پیار کرتا ہے"۔

اسی وقت قاضی معاذ بن قرہ وہاں آگئے اور مغنیہ کی آواز سُن کر اندر جانے کے بجائے وہ دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہو کر مغنیہ کے اشعار سننے لگے تھے۔

"اے اندلس کے رہنے والو! تم واحد ہو کر فرولندہ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہو کہ یہ وہی ہے جس نے تمہاری بستیوں اور شہروں کی ایسی حالت کی جس طرح کوئی بے غیرت شوہر اپنی بیوی کو خود بیسوا بننے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اے میری قوم! کاش تیری کوئی اس طرح رہنمائی کرے جیسے اندھیری اور پُرہول رات میں بجلی کا کوئی کوندا بھٹکے ہوئے مسافروں کو اپنی کی منزل کی نشاندہی کر جاتا ہے۔ کاش کوئی ایسا فرزند ہوتا جو اس پُرآشوب دور میں مسلم قوم کی ایسی مدد اور رہبری کرتا جس طرح ایک بدو رات کے وقت ریگستان میں اپنی منزل اور مقصد کی لیکھ معلوم کرنے میں مشاق و ماہر ہوتا ہے۔

میرا دل کہتا ہے۔ ایسی رات جس میں چاند ستارے اپنا مُنہ چھپائے رکھتے ہیں۔ شمال کی طرف سے ہسپانیہ کا فرزند ولید بن ہشام اور اس کا جرنیل عمروس بن جندل آئیں گے۔ ان کے انتقام کُش ہاتھوں میں تلواروں، نیزوں، برچھوں اور تیروں کا جنگل ہوگا اور دشمن ان سے بچ نہ سکے گا۔ اے اہلِ اشبلیہ میں تمہیں نیک صلاح دیتی ہوں کہ اُٹھو اور ولید بن ہشام کے ساتھ مِل کر اس فرولندہ پر حملہ آور ہو جاؤ جو اپنے اندر خبیث اور ابلیسی ارادے چھُپائے ہوئے ہے۔ اس کے خزانے لُوٹ لو اور اس کے قصر اور قلعوں کو گرا کر زمین کے برابر کر دو اور صرف اس کے کھنڈرات کو اس بات کا گواہ بنا دو، کہ ہاں کبھی ہسپانیہ میں کوئی فرولندہ تھا۔

معتضد اور اس کے بیٹے محمّد کی گردنیں ندامت و شرمندگی میں جُھکی ہوئی تھیں غزلیطہ کی آواز اور اشعار نے کچھ ایسا اثر کیا تھا کہ دروازے کے پیچھے کھڑے قاضی معاذ بن ابی قرہ رو رہے تھے اور بار بار اپنے عمامے کے پلو سے اپنی آنکھوں کو خشک کرتے جا رہے تھے۔ دف بجانے والے بوڑھے کے ہاتھ گو بڑی ہی مشاقی کے ساتھ دف پر کھیل رہے تھے لیکن اس مذہب، قوم اور ملّت پرست بوڑھے کی آنکھیں بند تھیں ان سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ حسین و گل اندام غزلیطہ چند لمحوں کے لیے خاموش رہی اس کے گلاب جیسے چہرے سے غم اور اداسی ٹپک رہے تھے۔ پھر اس کی ہچکیوں میں غوطے کھاتی آواز بلند ہوئی۔

"اے مشرق کی طرف جانے والی ہواؤ! جب تم ارضِ صقلیہ پر سے گزرو تو اس سرزمین کو میرا سلام کہنا۔ میری طرف سے ان مجاہدوں کی پیشانیوں کو بوسہ دینا جو ابھی تک مذہب اور ملّت کی خاطر پہاڑوں کے اندر چھُپ کر جنگ کر رہے ہیں۔ ہائے حیف حوادثِ تقدیر نے مجھے صقلیہ سے جُدا کر دیا ہے۔ آہ! اندلس کے بہ حکم اللہ

کیسے ہیں کہ کتنی کتنی قیمتی راتیں وہ جوان وخوش اندام اور نازک کمر حسیناؤں کے پہلو میں گزار کر خراب اور ضائع کر دیتے ہیں۔ کاش یہ راتیں وہ وطن و ملّت کے دفاع میں دُشمن سے جنگ کرتے ہوئے گزارتے انہوں نے اپنے گرد دولت کے انبار لگا لیئے ہیں۔ کاش کوئی انہیں بتاتا کہ دولت صبح آتی ہے شام نہیں ہونے پاتی چلی جاتی ہے۔ اس سے انسان کو سکون ضرور ملتا ہے۔ پر وہ رُوح کی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے۔ کاش یہ حکمران جانتے کہ وقت ایک پرندہ ہے جو ایک بار گزر جانے کے بعد لمحوں کے پھیلتے طوفان میں کھو جاتا ہے۔ اے اہلِ اندلس! ملّت کے تسلسل سے الگ رہ کر بقا ختم ہو جاتی ہے۔ کاش چاند ستاروں کی یہ داستان سُنانے کے لیے میں اس سے بہتر الفاظ تلاش کر سکتی۔"

غزلیطہ جب خاموش ہو گئی اور ساز بجنے بند ہو گئے تو قاضی معاذ بن ابی قرہ اندر داخل ہوئے اور غزلیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔" اے بیٹی! تیرے الفاظ، تیرا درد، تیرے لہجے کا سوز، تیری آواز کا الم اندلس کے لیے اجنبی ہے۔ بتا تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ غزلیطہ احتراماً کھڑی ہو گئی۔ اس کے ساتھ کا بوڑھا بھی اُٹھ کھڑا ہُوا۔ پھر غزلیطہ نے اپنی میٹھی آواز میں کہا۔ اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو آپ قاضی معاذ بن ابی قرہ ہیں۔ ہاں! میں ہی قاضی معاذ ہوں لیکن تم نے اپنے متعلق کچھ نہیں بتایا کہ تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ غزلیطہ نے گردن جھکاتے ہوئے غمزدہ آواز میں کہا۔ میرا نام غزلیطہ ہے میرا تعلق صقلیہ سے ہے۔ آہ! نارمنڈی کے عیسائی بادشاہ راجر گس کارڈ نے صقلیہ کے جنوبی شہر جرجنت کے سوا سارا صقلیہ سلمانوں سے چھین لیا ہے۔ اب گنتی کے چند مسلمان مجاہد رہ گئے ہیں جو پہاڑوں میں چھُپ کر راجر سے جنگ کر رہے ہیں۔ لیکن یہ بیچارے تنہا کب تک دفاع کا بند باندھتے رہیں گے۔ میں صقلیہ سے اندلس اس غرض سے آئی تھی کہ اہلِ اندلس کو صقلیہ کے مُسلمان بھائیوں کی مدد پر آمادہ کر سکوں گی۔ میں یہ تصوّر

کرتی تھی کہ اندلس میں کوئی مضبوط اور مرکزی حکومت ہو گی۔ لیکن یہاں آکر پتہ چلا کہ اندلس خود انتشار اور زوال کا شکار ہے۔ اب یہاں کے حالات دیکھ کر میں نے جائزہ لیا ہے کہ اندلس کا کوئی مُسلم حکمران بھی صقلیہ کی مدد نہیں کر سکتا۔ یہاں ہر کوئی ایک دوسرے کا گریبان چاک کرنے کو تیار ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ عیسائی حکمران فرولاندہ یہاں کے ہر ذہن پر ایک عفریت بن کر سوار ہے۔ اندلس میں صرف ایک ولید بن ہشام ہی ایسا جرنیل نظر آتا ہے جو فرولندہ سے خوفزدہ ہونے کے بجائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ یہاں آکر مجھے سخت مایوسی ہوئی ہے کہ میں صقلیہ کے لیے کچھ نہ کر سکوں گی۔ کیونکہ اندلس اس وقت خود فرولندہ کے خطرات سے دوچار ہے۔

قاضی معاذ بن ابی قرہ نے پُرسوز لہجے میں کہا۔ تو ایک مغنیہ اور مطربہ ہو کر ہم سے بہتر ہے۔ خدا کی قسم تیرا صقلیہ سے اندلس تک سفر بھی ایک جہاد ہے۔ غزلیطہ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ معاف کیجیے میں کوئی پیشہ ور مغنیہ اور مطربہ نہیں ہوں۔ میں صرف رزمیہ گیت گاتی ہوں اور میں نے ہمیشہ صقلیہ میں راجر کے خلاف جنگ کرنے والے مجاہدوں کے اندر رہ کر ان کا حوصلہ اور ولولہ بڑھانے کی خاطر رزمیہ گیت گائے ہیں۔ میں اپنے رب کو گواہ بنا کر اور اپنی مقدّس کتاب پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتی ہوں کہ میں نے آج تک گناہ آلود زندگی بسر کرنا تو ایک طرف کسی مرد کو اپنا جسم چھُونے تک نہیں دیا۔

دف بجانے والے بوڑھے نے جذباتی پن میں چلاّ کر کہا۔ بیشک" اے بیٹی! تُو باعصمت اور مقدس و پاکیزہ کنواری ہے۔ میں تیری پاکیزگی اور شرافت کی گواہی دیتا ہوں۔ قاضی معاذ بن ابی قرہ نے کہا۔ غزلیطہ بیٹی! میں تم جیسی ملّت کی بیٹیوں پر فخر کرتا ہوں۔ کاش اندلس متحد ہوتا۔ ہمارے سروں پر فرولندہ کا خوف طاری نہ ہوتا تو ہم صقلیہ کے اپنے مسلمان بھائیوں کی ضرور مدد کرتے۔

غزلیطہ جواب میں کچھ کہنے والی تھی کہ معتضد کے قصر کا دربان اندر آیا اور معتضد کو اس وفد کے آنے کی اطلاع دی جو ولید کی طرف مدد حاصل کرنے گیا تھا۔ معتضد نے

اپنی نشست پر اچھلتے ہوئے کہا۔ انہیں فوراً اندر بھیجو۔ تھوڑی دیر بعد وفد کے سب ارکان کمرے میں داخل ہوئے اور قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ سب سے آگے وفد کا سرخیل تھا۔ معتضد نے ان کے چہروں کا مطالعہ کیے بغیر بے تابی کے عالم میں پوچھا تم ولید بن ہشام کی طرف سے ہمارے لیے کیسی خبر لائے ہو۔ وفد کے سرخیل نے کہا ہم ناکام لوٹے ہیں۔ ولید بن ہشام نے ہمارے ساتھ تعاون اور اتحاد کرنے سے قطعی انکار کر دیا ہے۔

معتضد نے مایوس کن آواز میں کہا۔ کیا اس نے ایک عرب بھائی کی مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وفد کے سرخیل نے کہا۔ وہ نسل پرستی کے سخت خلاف ہے اس بار قاضی معاذ نے پوچھا۔ اس نے تم سے کیا کہا اور جواب میں وفد کے سرخیل نے وہی الفاظ دہرا دیئے تھے جو غصے کی حالت میں ولید نے ان سے کہے تھے۔ معتضد نے نہایت مایوسی کے عالم میں وفد کے ارکان کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور وہ سب قصر کے اس کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔

قصر کا وہ کمرہ خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا کہ معتضد کی آواز بلند ہوئی اور اس نے قاضی معاذ بن ابی قرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ آپ کا کیا خیال ہے کیا ولید بن ہشام نے ہمارے ساتھ زیادتی نہیں کی ؛ قاضی معاذ نے بھڑکتی ہوئی آواز میں کہا۔ اس نے ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔ ماضی میں ہم نے اس کے ساتھ کون سی بھلائی کی تھی جس کی امید پر ہم اس سے اتحاد کی توقع کر سکتے ہیں۔ بظاہر اس نے ہمارے منہ پر طمانچہ مارا ہے لیکن ہم حقیقتاً اسی قابل تھے۔ ہم نے اسے پتھر جانا لیکن وہ ہیرا ہے۔ ہم نے اس مادرِ امت و ملت کے فرزندِ جلیل کی خاطر آج تک راہِ سعی میں کون سا جستجو کا قدم اٹھایا ہے۔ ہم شب و روز کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے امن کی نیند سوتے رہے اور وہ اکیلا جاگ کر فرولندہ سے اپنی ہستی کا دفاع کرتا رہا۔ وہ زمان و مکان کا گمنام ستارہ ہے۔ وہ اپنی ملت آپ ہے۔ ہم ہی فرولندہ کے مقابلے میں جنگی تیاریاں کرنے کے بجائے کمخواب اور ریشم و اطلس کے خواب

دیکھتے رہے۔ ہماری عباؤں پر خونِ ناحق کے چھینٹے ہیں۔ اب بھی وقت ہے ولید سے معافی مانگ کر ہم اپنے دامن کو دھو سکتے ہیں۔

معتضد اور اس کا بیٹا محمدؐ دونوں سر جھکائے قاضی معاذ بن ابی قرہ کی سخت باتیں سنتے رہے۔ وہ خاموش تھے اس لیے کہ وہ جانتے تھے۔ معاذ سچ کہہ رہے ہیں۔ ایک دم قاضی معاذ بھڑک اٹھے اور کھولتی آواز میں کہا۔ ولید بن ہشام یقیناً دل سے ہماری نصرت پر آمادہ ہو گا۔ وہ ہم سے ناراض ہے اسے راضی کرنے کی ضرورت ہے۔ میں خود اس کے پاس جاؤں گا۔ میں اندلس کو جلنے نہ دوں گا۔ میں ہسپانیہ میں مسلمانوں کا خون نہ بہنے دوں گا۔ قاضی معاذ مڑے اور تیزی سے باہر نکل گئے۔

غریطہ چلاتی ہوئی ان کے پیچھے بھاگی میرے بزرگ! میرے محترم! میری بات سنئے! قوم اور ملت کے اس نایاب فرزند کو منانے میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ وہ ستارہ سحر ہے اس کی روشنی میں ہم اپنی کھوئی ہوئی منزل کے نشان تلاش کر سکتے ہیں۔ غریطہ کی پکار پر قاضی معاذ رکے نہیں بلکہ وہ غصے اور قہر کے عالم میں پاؤں پٹختے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔ غریطہ بھی ان کے پیچھے بھاگتی ہوئی باہر چلی گئی وہ اپنا بربط قصر کے اس کمرے میں ہی پھینک گئی تھی۔ معتضد اور محمدؐ ابھی تک گردنیں جھکائے پریشان بیٹھے تھے۔ غریطہ کے ساتھ آنے والے بوڑھے نے دف اور بربط اٹھائے اور گردن جھکائے وہ بھی باہر نکل گیا تھا۔

ولید اپنے کمرے میں عمروس کے ساتھ اداس بیٹھا تھا۔ ان کے سامنے عمونہ بستر پر بے سدھ لیٹی ہوئی تھی اور سارہ اس کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔ دونوں بچے سعد اور حسن کمرے کے فرش پر بیٹھے کھیل رہے تھے۔ عمونہ پچھلے کئی روز سے بیمار تھی۔ اس پر غشی کے دورے پڑ جاتے تھے اور اس کی صحت پہلے کی نسبت بہت زیادہ بگڑ گئی تھی۔ ولید کے لشکر کے طبیب عمونہ کا علاج کر رہے تھے۔

اس وقت بھی عمونہ پر غشی کا عالم طاری تھا۔ سارہ اس کا جسم دبا رہی تھی اور احمد طبیب کو بلانے گیا ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد احمد طبیب کو لے آیا طبیب

نے عمونہ کی حالت کا جائزہ لیا۔ پانی میں کوئی دوائی گھولی اور سارہ کی مدد سے بے ہوش پڑی ہوئی عمونہ کا منہ کھول کر دوائی اس کے حلق میں ڈال دی اور پھر وہ ولید اور عمروس کے پاس بیٹھ کر ردِ عمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد عمونہ کے جسم نے حرکت کی۔ طبیب کے چہرے پر اطمینان کی روشنی پھیل گئی۔ ولید اور عمروس بھی مطمئن دکھائی دینے لگے تھے۔ جلد ہی عمونہ نے آنکھیں کھول دیں۔ ایک بار سَر گھما کر اس نے بڑے اُداس اور غمگین انداز میں ولید کی طرف دیکھا پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ ولید نے اُٹھ کر پیار سے پوچھا۔ عمونہ! عمونہ! اب تم کیسی ہو۔ عمونہ منہ سے کوئی جواب نہ دے سکی اور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس نے اپنی بہتری کا اظہار دیا۔ طبیب نے سارہ کو کچھ دوائیاں دے کر ان کے متعلق ہدایات دیں پھر وہ اُٹھ کر چلا گیا۔ ولید پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور اس سے قریب ہی ایک کونے میں پڑی ہوئی چارپائی پر احمد بیٹھ چکا تھا۔ کمرے میں گہری اور افسردہ افسردہ سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

اِتنے میں حویلی کے بیرونی دروازے پر دستک دی۔ ولید نے اپنے بائیں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ احمد! احمد! دیکھو کون آیا ہے؟ احمد اُٹھ کر باہر نکل گیا تھوڑی ہی دیر بعد وہ واپس آیا اور ولید سے کہا۔ آقا! اشبیلیہ سے ایک بزرگ اور ایک نوجوان لڑکی آپ سے ملنے آئے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے نام نہیں بتائے۔ مَیں نے بہت پوچھا۔ لیکن وہ ٹال گئے اور کہنے لگے ہم نے ولید بن ہشام سے ملنا ہے۔ ان دونوں نے اپنے کندھوں پر کفن اُٹھا رکھے ہیں۔ مَیں اُنہیں دیوان خانے میں بٹھا آیا ہوں۔

ولید نے ایک بار سوالیہ انداز میں عمروس کی طرف دیکھا پھر اس نے کہا۔ احمد! احمد! تم اور سارہ یہیں بیٹھ کر عمونہ کی دیکھ بھال کرو۔ مَیں اور عمروس ان سے ملتے ہیں۔ احمد خاموشی سے دوبارہ اس جگہ بیٹھ گیا۔ جہاں سے اُٹھ کر وہ دروازہ کھولنے گیا تھا۔

ولید اور عمروس جب دیوان خانے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کمرے کے فرش پر ایک بوڑھا مرد اور جوان، نوخیز اور حسین لڑکی بیٹھے تھے۔ ان دونوں نے اپنے اپنے دائیں کندھے پر ایک ایک کفن اُٹھا رکھا تھا۔ وہ قاضی معاذ بن ابی قرہ اور حسین مغنیہ غزلیطہ تھے۔ کمرے میں حالانکہ پانچ چار پائیاں لگی تھیں جن پر نئے اور صاف ستھرے بستر لگے ہوئے تھے۔ اس کے باوجود وہ نہ جانے کیوں کمرے کے ننگے فرش پر بیٹھ گئے تھے۔ ولید نے دیوان خانے کے اندر قدم رکھتے ہی حیرت اور استعجاب سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ آپ دونوں کون ہیں؟ کس غرض سے مجھے ملنا چاہتے ہیں۔ آپ نے اپنے کندھوں پر کفن کیوں ڈال رکھے ہیں اور چار پائیاں چھوڑ کر فرش پر کیوں بیٹھے ہیں۔ مَیں ولید بن ہشام ہوں اور میرے ساتھ عمروس بن جندل ہے۔ قاضی معاذ بن ابی قرہ نے کہا۔ ہم دونوں اشبیلیہ سے ایک التجا لے کر آئے ہیں جب تک وہ قبول نہیں ہو جاتی ہم دونوں اسی فرش پر بیٹھے رہیں گے۔ اگر آپ نے انکار کر دیا تو ہم اپنے کفن اپنے ساتھ لائے ہیں اور واپس اشبیلیہ جانے کے بجائے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہمیں اپنے شہر حرہ کے قبرستان میں دفن کرنا ہوگا۔ ہم واپس جانے کے بجائے یہیں آپ کے سامنے اپنی جانیں دے دینا پسند کریں گے۔ قاضی معاذ نے سوز و ساز سے بھری آواز میں کہا۔

اس سے قبل بھی ایک وفد اشبیلیہ سے آپ کے پاس آیا تھا ہم ان ہی کی التماس کا اعادہ کرنے آئے ہیں۔ ولید نے بیزاری سے کہا مَیں معتضد سے اتحاد کے لیے انکار کر چکا ہوں۔

قاضی معاذ نے دُکھتی آواز میں کہا۔ لیکن آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اگر آپ اپنے دیدۂ بیدار کا زاویہ تنگ نہ کریں اور اپنے وجدان کو آزاد کریں تو مَیں کہہ سکتا ہوں، اندلس کے مسلمان آپس میں اتحاد کر کے ہسپانیہ کو حجلۂ فردوس اور رشکِ جنّت بنا سکتے ہیں۔ اے مربیِ قوم! اس طرح ملّت کا ذوقِ جنگ آوری جاگ اُٹھے گا اور آپ دیکھیں گے اندلس کے پتّے پتّے اور ذرّے ذرّے سے ارتباطِ خداوندی ظاہر ہو گا۔

اور یہ ہم مسلمانوں کے لیے ایک نعمت ہو گی اور نور کے بے بہا دفینوں کے حصول کی ابتدا ہو گی۔ یاد رکھئے ہر دریا کا ایک منبع ہر ندی کا ایک الگ منتہا ہوتا ہے لیکن مسلم قوم ایک ایسی قوم ہے جس کا ایک ہی منبع اور ایک ہی منتہا ہے۔ میں اس لیے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ آئیے مل کر اس پر آشوب دور کے طوفانوں میں اخوت، مساوات اور اتحاد کے گیت گا کر قوم کو ایسی تقویت بخشیں کہ فرولندہ ہماری طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ کر سکے۔

ولید اور عمرو بن آگے بڑھے اور قاضی معاذ بن ابی قرہ کے ساتھ فرش پر ہی بیٹھ گئے۔ قاضی معاذ نے کہا۔ ہماری قسمت میں تو شاید اس فرش پر ہی بیٹھنا لکھا ہوا ہے۔ آپ دونوں تو چارپائی پر بیٹھیے۔ ولید نے بڑی انکساری سے کہا۔ آپ بے فکر رہیے میں فرش پر بیٹھنے کا عادی ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو معتضد اور اندلس کے دوسرے مسلم حکمرانوں کی طرح مصنوعی خول کے اندر بند نہیں کر رکھا۔ میں جو کچھ ہوں آپ کے سامنے ہوں۔ میرا ظاہر و باطن ایک ہو گا اور جو بات زبان پر آئے گی وہی دل میں ہو گی۔

قاضی معاذ بن ابی قرہ نے مایوسی بھری آواز میں کہا۔ میں مانتا ہوں اندلس کے دوسرے مسلم حکمران اور آپ میں اساسی فرق ہے۔ ان کے دل میں ملت کے لیے نہ کوئی کاوش ہے نہ تلاش۔ وہ اپنے اندر نہ کوئی مخفی خواہش رکھتے ہیں نہ مخلوق کی بہتری کی تمنا۔ وہ بے رنگ و بے لوث ہیں۔ وہ ہر روز سورج کو طلوع و غروب ہوتے دیکھتے ہیں۔ پھر بھی اس جہان کو فانی جان کر عبرت نہیں پکڑتے۔ میں چاہتا ہوں ماضی میں فرولندہ کے سامنے انہوں نے آپ کو تنہا چھوڑ رکھا تھا۔ اے عربی قوم! آپ کو زیب نہیں دیتا کہ آپ ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔ ایک گدھا آپ کو لات مارے تو جواب میں کیا آپ بھی اسے لات ماریں گے۔

قاضی معاذ جب خاموش ہوئے تو غریطہ اپنی بند آنکھوں کی حسین پلکیں جھپکاتی ہوئی چہچہاتے پرندوں اور مسرت بھری ندیوں کی طرح بول پڑی۔ ولید

[...]طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ اندلس میں مسلم قوم کو آپ کی ضرورت ہے۔ آپ [...]ی ملت کی خاطر اپنے ربّ کے نام کی ابتدا کیجیے۔ کیا آپ سرہ شہر کے اندر بیٹھ کر [...]رداشت کر سکیں گے کہ فرولندہ اشبیلیہ، قرطبہ، غرناطہ، مالقہ اور دوسرے اسلامی [...]شہروں کی ماؤں بہنوں کے سروں سے دوپٹے نوچ کر ان کی عزّت و ناموس کو غیر [...]محفوظ کر دے۔ اندلس کے اندر مسلمانوں کو اسیری اور زندانی کی زندگی بسر کرنے پر [...]مجبور کر دے۔

یاد رکھیے! مشرک قومیں صدیوں سے تاریک اور بہیمانہ ظلم کی تیاری کرتی رہی [...]ں۔ آج اگر ہم نے آپس میں اتحاد پیدا نہ کیا تو ہمیں اپنے مظالم کی آماجگاہ بنا ڈالیں [...]گے۔ عالم اسلام اس وقت اپنے بدترین دور سے گزر رہا ہے۔ صقلیہ پر نارمنڈی [...]عیسائی بادشاہ راجر اپنا قبضہ مکمّل کر چکا ہے اور وہاں مسلمانوں کا قتل عام جاری [...]ہے۔ یروشلم کا عیسائی حکمران مصر کے غداروں سے فائدہ اُٹھا کر مصر کو للچائی ہوئی [...]نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ انطاکیہ کا عیسائی بادشاہ مشرق کے ان گنت عیسائی [...]حکمرانوں کو اپنے ساتھ ملا کر اسلام کے عظیم فرزند نور الدین زنگی سے برسرپیکار ہے۔ [...]اس پر آشوب دور میں بھی آپ فرولندہ کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں گے۔ [...]ان اس وجہ سے کہ ماضی میں آپ کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں۔ میں مانتی ہوں [...]معتضد کی عیاشیاں بعید از قیاس ہیں لیکن آپ پرانے افکار و آلام کو بھول کر سپانیہ [...]کے ستارہ سحر کی صداقت بن کر از افق تا اُفق ایک نئی اور جاندار زندگی کو بیدار کیجیے۔ [...]آج اندلس کے مسلمانوں کی خشک آنکھوں، شکستہ دِل، تنہا رُوح اور خاموش قلب [...]میں رونق لوٹ آئے گی اور وہ اپنے اندر جہاد کا ایک نیا ذوق پیدا کر کے ان چاند ستاروں [...]کی داستان دہرانے کے لیے آپ کا ساتھ دیں گے جس کی ابتدا میری قوم کے شیر دل [...]طارق بن زیاد نے اس سرزمین پر کی تھی۔

ولید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ قاضی معاذ نے اسے بولنے کا موقع ہی نہ دیا۔ [...]کہتا تھا اس وقت لوہا گرم ہے لہٰذا وہ اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہتا تھا۔

اس بار اس نے قبرستان جیسی سنسان اور ویران آواز میں کہا - ہم دونوں اپنی قدوسیت کا دعویٰ اپنی معصومیت کا پرچار نہیں کرتے - صرف ملّت کا درد ہم دونوں کو اس سرزمین کے جیالے سپوت پہ کے پاس لے آیا ہے - میں گو اشبیلیہ میں تھا لیکن میں نے آپ کے ان زخموں کی گہرائی دیکھی ہے جو اپنوں نے آپ کو دیئے - آپ اندلس کے مسلمان حکمرانوں کی سہل نگاری اور عیش پرستی پر تعجب نہ کیجئے، اس پر افسوس نہ کریں اور اپنے فکر کی لہروں کو بدل کر ان کوتاہیوں کو اپنے احساس کا دھوکہ اور رینگتے خیالوں کا ہجوم جان کر فراموش کر دیجئے - آپ ان کے قیاس اور نئی جستجو سے بھی آگے چلے جائیے - ایک بار دھاڑ کر فرولندہ کے خلاف اٹھئے، اندلس کی مساجد کے میناروں کی حفاظت کے لیے اپنے آباء کے تعمیر کردہ قلعوں کے برجوں اور کنگروں کی بقا کی خاطر، ہسپانیہ کے چاندی کی طرح چمکتے دلکش مناظر کی پائیداری کے لیے - فرولندہ ایک قہر انگیز تبسم کے ساتھ ایک مدت سے سرگرم عمل ہے - قبل اس کے وہ ہماری تہذیب و تاریخ اور ہمارے خوابوں کی طرح دلکش مناظر کو رسم غلامانہ کے جال میں جکڑ دے - پیشتر اس کے وہ ہم پہ کڑی رات بن کر نازل ہو آپ ہسپانیہ کے اجالوں کی وسعت کی خاطر آزادی کا نغمہ گاتے ہوئے اٹھئے - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اگر ہم نے آپس میں اتحاد کر لیا تو ہمارے رب کی تائید غیبی ہمارے ساتھ ہو گی - جو کل آپ کے دشمن تھے آپ کے مثل شہد شیریں دوست اور قابلِ اعتماد رفیق بن جائیں گے اور میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں، کہ ایسے حالات میں اس سرزمین میں ایک بار پھر ان ہی معجزات کا ظہور ہو گا جس کا اظہار طارق بن زیاد نے اپنی کشتیاں جلا کر کیا تھا - یاد رکھیئے! جس طرح باغبان کا بیکار پڑا کھرپہ زنگ آلود ہو کر ناکارہ ہو جاتا ہے - ایسے ہی ایک مجاہد کی تلوار بھی دشمن کے ہجوم کے سامنے نکمّی پڑی پڑی زنگ آلود ہو کر ناقص اور خراب ہو جاتی ہے اور دشمن جنھر تک اس کا نام و نشان مٹا دینے کا عزم کر لیتا ہے -

قاضی معاذ جب سانس لینے کو رکے تو غریطہ نے ولید کے ذہن پہ ضرب لگانا شروع کر دی - خزاں کے درختوں کی طرح اداس اور ذہن کو جگر جگر کر دینے

والی اپنی پُرسوز آواز میں اس نے ولید سے کہا - آپ کے پاس پھول بھی ہیں کانٹے بھی، گیت بھی ہیں آہیں بھی - مسکراہٹیں بھی ہیں آنسو بھی، شبنم بھی ہے زہراب بھی، اُمید بھی ہے مایوسی بھی - اجالے بھی ہیں اندھیرے بھی، آپ چاہیں تو اندلس کے مسلمانوں کی جھولی میں مسکراہٹیں، پھول، گیت، شبنم، اجالے اور امیدیں ڈال کر انہیں مسرت انگیز نوید سنا دیں - آپ چاہیں تو لوگوں کے پھیلے دامن میں کانٹے، آہیں، آنسو، زہراب، مایوسی اور اندھیرے ڈال کر ان کی امیدوں اور آرزوؤں کے سفینوں کو حالات کے تند طوفانوں کے سپرد کریں -

غریطہ رک گئی کیونکہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے اور وہ رونے لگی تھی - قاضی معاذ کی گردن بھی جھکی ہوئی تھی اور ان کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے - ولید اور عمروس کی حالت عجیب ہو رہی تھی - غریطہ نے اپنے آنسو پونچھے بغیر ہچکیوں اور سسکیوں میں کہا - اندلس میں اس وقت مسلمانوں کا اتحاد ایسا ہی ضروری اور اہم ہے جیسے تنِ زندہ کے لیے سانس ایک قیمتی ضرورت ہے - غریطہ آگے کچھ نہ کہہ سکی اس کی ہچکیاں بلند ہو گئی تھیں اور وہ الفاظ کو اپنی گرفت میں رکھنے کے قابل نہ رہی تھی -

اس موقع پر قاضی معاذ بن ابی قرہ نے اپنی تلوار کھینچ لی اور اسے ولید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا - اگر آپ فرولندہ سے اپنا خون بہا نہیں لے سکتے، اگر آپ اندلس کے مسلمانوں کو یاس و ناامیدی میں ڈبونے کا عزم کر چکے ہیں تو یہ تلوار لیجئے اور ہم دونوں کے سر قلم کر دیجئے تاکہ آنے والے دنوں میں ہم اندلس کو روتے، بلکتے اور اس کے اندر اپنی قوم کا خون بہتے نہ دیکھ سکیں -

ولید کی پلکیں بھیگ چکی تھیں، اس نے لرزتے ہاتھوں سے اس تلوار کو تھام لیا اور پھر کپکپاتی آواز میں اس نے کہا - خدا کے لیے بتائیے آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ کیا میں سمجھ لوں اشبیلیہ کے اندر ابھی ایسے مسلمان ہیں جو اپنی قوم کا درد اور ملّت کی غمگساری کا جذبہ رکھتے ہیں -

قاضی معاذ نے دکھ اور کرب میں کہا۔ پہلے آپ یہ بتائیے آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اگر اب بھی آپ اپنی ضد پر قائم ہیں تو ہم آپ کے شہر میں گمنام مرنا پسند کریں گے۔ اگر آپ وقت کے ہر غم اور زخم کو بھول کر اپنی قوم کے لیے ذوقِ جنگ آوری کا عزم کر چکے ہیں تو یہ اندلس کی خوش قسمتی اور حالات کے درست ہونے کی نایاب طلب ہے۔ قاضی خاموش ہو گئے۔ ولید نے دیکھا غریطہ کی آنکھوں سے ابھی تک اشکوں کے موتی گر رہے تھے پھر ولید نے تحیر کی لذّت میں مدہوش آواز میں کہا۔ آپ مطمئن رہیئے۔ میں اندلس کو جلنے نہ دوں گا۔ میں یہاں اپنی قوم کا خون بہتے نہ دیکھ سکوں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اندلس کے ہر مسلمان حکمران کے ساتھ اتحاد کر کے فرولندہ کے مکروہ عزائم کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اب بتائیے آپ کون ہیں؟

غریطہ نے فوراً اپنے آنسو پونچھ لیے اور اس کے سُرخ ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ قاضی معاذ نے کہا، میں اشبیلیہ کا قاضی معاذ بن ابی قرہ ہوں۔ ولید اور عمروس دونوں چونک پڑے۔ ولید نے آگے بڑھ کر قاضی معاذ کے پاؤں پکڑتے ہوئے نہایت انکساری میں کہا۔

میری قوم کے بزرگ! آپ نے فرش پر بیٹھ کر مجھے اور عمروس کو گنہگار کیا ہے۔ خدا کی قسم آپ اس قابل ہیں کہ آپ پلنگ پر بیٹھیں اور ہم دونوں فرش پر بیٹھ کر آپ کے پاؤں دھوئیں۔

قاضی معاذ نے شفقت سے ولید اور عمروس کے شانوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ نہیں یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ مجاہد کے خون کا ایک قطرہ ایک عالمِ دین کی عمر بھر کی سیاہی سے جو وہ استعمال کرتا ہے زیادہ قیمتی اور وزنی ہے۔ ولید نے قاضی معاذ کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ اب آپ دونوں اُٹھ کر پلنگ پر بیٹھیئے۔ قاضی اور غریطہ دونوں خاموشی سے اُٹھے اور پلنگ پر بیٹھ گئے۔

ولید نے غریطہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ان کے متعلق آپ نے کچھ نہیں بتایا

معاذ بن ابی قرہ نے خوش طبعی سے کہا۔ یہ غریطہ ہے۔ صقلیہ کی رہنے والی ہے۔ وہاں یہ راجر کے خلاف لڑنے والے مسلمان مجاہدوں کے اندر رہ کر رزمیہ گیت گاتے ہوئے ان کا حوصلہ بڑھایا کرتی تھی۔ جب صقلیہ کے حالات زیادہ مخدوش ہو گئے تو یہ اس غرض سے اندلس آئی کہ یہاں کے حکمرانوں کو صقلیہ کے مجاہدوں کی مدد پر آمادہ کر سکے گی۔ لیکن اندلس کے پُر از خطر حالات دیکھ کر اس نے یہیں رُک کر اپنی قوم کی خدمت کرنا چاہی۔ اب یہ میرے ساتھ آپ کو اندلس کے اتحاد پر رضا مند کرنے آئی ہے۔ اس کی آواز میں سوز اور بیداری کی چبھن ہے۔ اب جب کہ آپ ہمارا کہا مان چکے ہیں، آپ کا لائحہِ عمل کیا ہو گا۔ ولید اپنی جگہ پر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ میں آج ہی یہاں سے اشبیلیہ کی طرف روانہ ہوں گا۔ میں انتظار اور دیر کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ شام ہونے والی ہے آپ کھانا کھا لیں اس کے بعد یہاں سے روانگی ہو گی۔

ولید اور عمروس اُٹھ کر اس کمرے میں آئے جس میں عمونہ بیمار پڑی تھی۔ ولید نے احمد سے کہا۔ احمد! تم ان دونوں مہمانوں کا کھانا اُن کے کمرے میں پہنچا دو۔ احمد اُٹھ کر باہر نکل گیا۔ ولید عمونہ کے پاس آیا وہ ہوش میں تھی اور آنکھیں کھولے ولید کو دیکھ رہی تھی۔ ولید اس پر جھکا اور اجازت طلب کرنے کے انداز میں کہا عمونہ! عمونہ! حالات نے مجھے فرولندہ کا مقابلہ کرنے کے لیے اشبیلیہ کی طرف پکارا ہے۔ فرولندہ کی طرف سے ایک بار پھر پورے اندلس کو خطرہ ہے۔ میں جانتا ہوں تم بیمار ہو اور تمہیں یہاں میری سخت ضرورت ہے۔ کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اہلِ اندلس کی پکار پر لبیک کہوں۔ قوم نے مجھ سے کچھ اُمیدیں وابستہ کر رکھی ہیں اور اب اُن کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔

عمونہ نے ڈبڈبائی آنکھوں اور مدھم آواز میں کہا۔ میرے آقا! آپ تو اشبیلیہ جانے کو کہہ رہے ہیں، خدا کی قسم مذہب و ملّت کی خاطر آپ اس سے کہیں دور جانے کو کہتے تو عمونہ آپ کا راستہ نہ روکتی۔ اپنی ملّت، اپنے مذہب پر میں

ہزار بار قربان ہونے کو تیار ہو سکتی ہوں۔ آپ اہلِ اشبیلیہ کی مدد کو ضرور جائیے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ ولید کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ عمروس کے ساتھ وہ بھی وہاں سے ہٹ گیا۔ دونوں نے اپنے جنگی لباس پہنے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر باہر نکل گئے تھے۔

عشاء کے قریب ولید اور عمروس لوٹے اور دیوان خانے میں داخل ہوئے اندر قاضی معاذ بن ابی قرہ اور غریطہ عشاء کی نماز کے بعد دعا مانگ رہے تھے۔ ولید اور عمروس کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے۔ جب انہوں نے دعا ختم کی تو ولید نے کہا۔ کیا آپ یہاں سے کوچ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ میرا لشکر شہر سے باہر تیار کھڑا ہے۔ میں صرف آپ دونوں کو لینے آیا ہوں۔ اگر آپ دونوں تھکاوٹ کے باعث گھوڑے کی پیٹھ پر سفر نہ کر سکتے ہوں تو بگھی کا انتظام بھی ہو سکتا ہے۔ میں رات ہی رات اس لیے یہاں سے کوچ کر رہا ہوں کہ دشمن کو ہماری روانگی کی خبر نہ ہو۔

غریطہ نے اطمینان بخش لہجے میں کہا۔ آپ ہماری تھکاوٹ کا خیال نہ کیجیے۔ آپ اور آپ کے لشکر کے ہمراہ تو حشر کے میدان تک ہم گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سفر کرنے کے لیے تیار ہیں۔ قاضی معاذ اور غریطہ اصطبل کی طرف چلے گئے جہاں اُن کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

ولید اور عمروس پھر اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں عمونہ تھی۔ انہوں نے دیکھا عمونہ گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔ سارہ اور احمد اس کے پاس بیٹھے جاگ رہے تھے۔ ولید اور عمروس نے ان دونوں کو الوداع کہا۔ حویلی کے صحن میں آکر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ معاذ اور غریطہ بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اصطبل سے صحن میں آ گئے اور چاروں حویلی سے باہر نکل گئے تھے۔

ناطور کو لشکر کا ایک حصّہ دے کر حرہ اور سویدا کی حفاظت پر چھوڑا گیا تھا اور باقی لشکر ولید اور عمروس کے ساتھ کوچ کرنے کے لیے شہر سے باہر تیار کھڑا تھا۔ ناطور بن بدر نے انہیں الوداع کہا اور ولید کی سرکردگی میں لشکر کوچ کر

گیا تھا۔ جبل اشارات کے پاس سے گزرتے ہوئے ولید نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ قاضی معاذ نے فوراً پوچھ لیا۔ آپ رک کیوں گئے؟ ولید نے کوہستان کی ایک چوٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہاں میرے کچھ ہمدرد اور گمنام مجاہد رہتے ہیں۔ میں انہیں اپنی روانگی کی اطلاع کرنے لگا ہوں تاکہ اگر وہ چاہیں تو اس جنگ میں حصّہ لے سکیں۔ یہ سب آزاد ہیں اور میں یا عمروس ان کے کسی کام میں دخل اندازی نہیں کرتے۔ ولید اور عمروس جب اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر پہاڑ پر چڑھنے لگے تو غریطہ نے پوچھا۔ کیا ہم آپ کے ساتھ نہیں آسکتے؟ ولید نے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا ضرور آجائیں۔ قاضی معاذ اور غریطہ بھی ان دونوں کے پیچھے ہو لیے اور چاروں اس چوٹی پر چڑھنے لگے جس کے اوپر کھڑے ہو کر ولید اس لشکر کو پکارتا تھا۔

جب وہ پہاڑ کی چوٹی پر گئے تو نیچے دامن میں انہیں ایک پرسوز اور خوش الحان آواز سنائی۔ شاید کوئی پہریدار جاگ کر قرآن مقدس کی تلاوت کر رہا تھا۔ ولید عمروس قاضی معاذ اور غریطہ اپنے گھوڑوں پر سوار خاموشی سے تلاوت سننے لگے جس کا ترجمہ یوں بنتا تھا۔

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں۔ پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں۔ پھر صبح کے وقت تاخت و تاراج کرتے ہیں۔ پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔ پھر اس وقت دشمنوں کی جماعت میں جا گھستے ہیں۔ بیشک (کافر) آدمی اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور اس کو خود بھی اس کی خبر ہے اور وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے کیا اس کو وہ وقت معلوم نہیں جب زندہ کیے جائیں گے۔ جتنے مردے قبروں میں ہیں اور آشکارا ہو جائے گا جو کچھ دلوں میں ہے۔ بیشک ان کا پروردگار ان کے حال سے اس روز پورا آگاہ ہے۔

جب تلاوت کرنے والے کی سحر خیز آواز بند ہوئی تو وہ چاروں ایک وجد سے نکلے پھر ولید نے زور سے پکارتے ہوئے کہا۔ میرے بھائیو! میرے عزیزو! مجھے سنو!

مَیں ولید بن ہشام ہوں میرے ساتھ عمرو بن جندل ہے۔ سنو! ملّت نے ایک بار پھر ہمیں پکارا ہے۔ ہسپانیہ کی سلامتی نے پھر ہمیں آواز دی ہے۔ کیا اس پکار اور آواز پر تم ہمارے ساتھ لبیک کہتے ہو۔ ہمارا رُخ اشبیلیہ کی طرف ہے جہاں فرولندہ کی صورت میں خطرات اُمڈ کھڑے ہوئے ہیں۔

جواب میں ایک آواز سنائی دی جسے ولید پہچان گیا۔ وہ اس پراسرار لشکر کے نائب سالار کی آواز تھی۔ اس نے ولید کی پکار کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا۔ یا امیر! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کوچ کیجیے۔ آپ کے پیچھے پیچھے ہم بھی اشبیلیہ کا رُخ کرتے ہیں۔ ہسپانیہ کی آواز ہماری ماں کی آواز ہے اور اپنی ماں کی پُکار کو کون فراموش کر سکتا ہے۔ جب اس نائب سالار کی آواز آنا بند ہوئی تو ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیچے اُترا اور رات کی تاریکی میں وہ اشبیلیہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

فرولندہ کے دونوں اسقف الویتوس اور اردونو جویستہ کی لاش تلاش کرنے مسلمانوں کی جاسوسی کرنے اور خراج کی رقم وصول کرنے آئے تھے کئی روز تک تگ و دو کرتے رہے۔ اس دوران وہ یستہ کی لاش تو تلاش نہ کر سکے تاہم اُنھوں نے یہ اندازہ بخوبی لگا لیا تھا کہ معتضد کی امداد کے لیے باہر سے آنے والے عربوں اور بربروں کی تعداد ایسی نہیں ہے کہ وہ فرولندہ کا راستہ روک سکیں۔ اُنھوں نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ معتضد کے لشکر اور باہر سے آنے والوں کو اگر یک جا کیا جائے تو وہ فرولندہ کے لشکر کا ساتواں حصّہ بھی نہ بنتے تھے۔ لہٰذا وہ معتضد سے خراج کی رقم وصول کر کے فوراً فرولندہ کے پاس جانا چاہتے تھے جو ابھی تک سرحد پر خیمہ زن تھا تاکہ اسے مُسلمانوں کی عسکری قوت کی اصلیت سے آگاہ کر سکیں۔ تاہم اُنہیں یستہ کی لاش نہ مِلنے کا تاسف اور دُکھ ضرور تھا۔

ایک روز الویتوس کلیسا کے ایک کمرے میں تنہا بیٹھا ہُوا تھا۔ جب کہ اسقف اردونو اور دوسرے پادری کلیسا کے عبادت کے کمرے میں تھے ایک نہایت بوڑھا اور نحیف آدمی کلیسا میں داخل ہُوا۔ اس کے گلے میں صلیب لٹک رہی تھی۔ اس کی کمر جُھکی ہوئی تھی اور وہ لاٹھی کے سہارے چل رہا تھا۔ وہ بوڑھا اس کمرے میں آیا جس میں الویتوس بیٹھا ہُوا تھا۔ بوڑھا اندر گیا اور الویتوس سے کہا مَیں اشبیلیہ کے مشرقی کلیسا کا

پادری ہوں - مجھے افسوس ہے کہ آپ شہیدہ یستہ کی لاش نہیں ڈھونڈ سکے لیکن میں نہیں چاہتا کہ آپ خالی ہاتھ جائیں - آپ یہاں سے جاتی دفعہ سینٹ علیسیدور کی لاش لے جائیں - یہ بھی آپ کے لیے مبارک ہوں گی اور یستہ کی لاش نہ ملنے پر فرولندہ کو جو افسوس ہوگا - علیسیدور کی لاش ملنے سے جاتا رہے گا - کیونکہ سب لوگ سینٹ علیسیدور کی عظمت سے آگاہ ہیں - الویتوس نے کہا لیکن ہمیں یہ کیسے خبر ہوگی کہ سینٹ علیسیدور کی قبر کہاں ہے -

بوڑھے نے زمین پر لاٹھی مارتے ہوئے کہا - آپ میرے ساتھ آیئے میں آپ کو بتاتا ہوں - الویتوس اُٹھ کر اس بوڑھے کے ساتھ ہو لیا - دونوں کلیسا سے ملحقہ قبرستان میں آئے - قبرستان میں دُور دُور تک پتھر کی صلیبیں کھڑی تھیں - اس بوڑھے نے ایک قبر کی طرف اشارہ کرکے کہا - یہ سینٹ علیسدور کی قبر ہے - میرے علاوہ یہاں کے اور بہت سے پادری بھی سینٹ علیسدور کی اس قبر سے واقف ہیں -

وہ بوڑھا پادری قبر کی نشاندہی کرکے واپس چلا گیا - جب کہ الویتوس کلیسا میں آ گیا - سینٹ علیسیدور اصل میں ۶۲۶ء کو اشبیلیہ میں فوت ہوا تھا - یہ ان بزرگ پادریوں میں شامل تھا جو کسی عابد یا بزرگ مسیحی کے مرنے پر فیصلہ کرتے تھے کہ ان میں سے کسے سینٹ اور ولی کا رتبہ دیا جائے - یہ وہی علیسیدور ہے جس کے نام کا کلیسا قشتالیہ شہر سے باہر تھا جہاں پادریوں نے عمونہ پر اسلام قبول کرنے کے خلاف مقدمہ چلایا تھا -

اسی رات اسقف الویتوس نے اسقف اردونو اور اپنے دوسرے ساتھی پادریوں کو ایک جگہ جمع کیا اور کہا - میرے بھائیو! ظاہر ہے جب تک خداوند کی رحمت شامل حال نہ ہوگی ہم اس دشوار گزار کام کی مصیبتیں اُٹھا کر ناکام واپس لوٹیں گے پس ہمیں اپنے خدا سے دُعا کرنے کی خاطر تین دن تک نماز اور روزوں میں مصروف رہنا چاہیئے اور خدا سے التجا کرنی چاہیئے کہ وہ شہیدہ یستہ کی قبر کو ہم پر ظاہر کردے - سب نے مل کر تین روز لگاتار عبادت کی اور روزے رکھے - اس دوران میں اسقف الویتوس

سخت بیمار ہو گیا - تین روز کی دُعا کے بعد بیمار الویتوس نے اپنے ساتھیوں سے کہا - بھائیو! ہم جان و دل سے خدا کے شکر گزار ہیں جس نے خواب میں مجھے یہ بشارت دی ہے کہ ہمارا یہ سفر رائیگاں نہ جائے گا - شاید خدا کی رضا نہیں کہ ہم یستہ کی ہڈیاں یہاں سے لے جائیں لیکن مشیت نے رات خواب میں مجھ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ تم ایک ایسا تحفہ اپنے ساتھ اپنے ملک لے کر جاؤ جو کسی طرح شہیدہ یستہ سے رتبے اور فضیلت میں کم نہیں ہے - اور یہ مبارک تحفہ مقدس علیسدور کا جسد ہے وہی علیسیدور جس کے سر پہ کبھی اشبیلیہ میں اسقف کا تاج رکھا گیا تھا اور جس نے اپنے اعمال سے تمام ہسپانیہ کو عزت بخشی تھی -

میرے بھائیو! میں نے چاہا تھا کہ تمام شب بیدار رہ کر عبادت کرتا رہوں - لیکن بیمار تھا اس لیے نیند نے مجھ پر غلبہ کر لیا اور میں سو گیا - حالتِ خواب میں ایک نورانی صورت اسقف کا لباس پہنے میرے سامنے آئی اور مجھے کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہے کہ تو اور تیرے ساتھی کس غرض سے اس شہر میں آئے ہیں - چونکہ خدا کی مرضی نہیں ہے کہ یہ شہر یستہ کی ہڈیوں کی برکت سے محروم ہو اس لیے خدا نے میرا جسد تم لوگوں کو عنایت فرمایا ہے - جب اس بزرگ نے یہ بات کہی تو میں نے پوچھا - آپ کون ہیں جو یہ باتیں کرتے ہیں - تب اس نے جواب دیا کہ میں سینٹ علیسیدور ہوں - اتنا کہہ کر وہ صورت غائب ہو گئی - میں فوراً بیدار ہو گیا اور جاگتے میں دُعا کی کہ اگر یہ خواب خداوند کی طرف سے ہے تو وہ یہ خواب تین بار مجھے دکھائے گا -

اسقف الویتوس چند لمحوں کو رُکا پھر بڑی میٹھی زبان میں اپنی فرضی داستان کہتا چلا گیا - تو صاحبو! دو مرتبہ اور مجھے وہ خواب نظر آیا اور دونوں مرتبہ اس نورانی بزرگ نے وہی الفاظ کہے جو پہلی بار کہے گئے تھے - تیسری مرتبہ کے خواب میں اس نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں اس کا جسد ہے - کلیسا سے ملحقہ قبرستان میں تین بار اس نے اپنا عصا ایک قبر پہ مارتے ہوئے کہا - یہاں! یہاں! یہاں تجھے میرا جسد ملے گا - تو بھائیو! یہ ہے میرا خواب جو میں نے تم سے کہہ دیا - اب آؤ مل کر اس جسد کو نکالیں

اور مسلمانوں سے خراج وصول کر کے واپس چلیں۔ فرولندہ بڑی بے چینی سے ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔ سب نے مل کر طے کیا کہ اگلے روز معتضد سے ملا جائے اور اس سے اجازت لے لی جائے کہ ہم بیستہ کے بجائے علیسیدور کا جسد نکال لے جانا چاہتے ہیں۔

○

سرما کا موسم اپنے زوروں پر آگیا تھا۔ معتضد اپنی خواب گاہ میں آتش دان کے قریب اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پریشان تھا، اُسے فکر تھی کہ فرولندہ کہیں اچانک ہی اس پر حملہ آور نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ اسے اس انتظار کی بے چینی تھی جو وہ دن رات قاضی معاذ بن ابی قرہ کا کر رہا تھا۔ آتش دان میں جلتی آگ پر ہاتھ پھیلائے معتضد پریشان خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ خواب گاہ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ معتضد نے بکھری بکھری آواز میں پوچھا کون ہے۔ باہر سے سردی میں کپکپاتی آواز آئی میں قاضی معاذ بن ابی قرہ ہوں۔ معتضد چونک کر کھڑا ہو گیا اور مؤدب لہجے میں کہا۔ میرے بزرگ! آپ کو اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ دستک دیئے بغیر اندر آ سکتے ہیں۔

قاضی معاذ اندر داخل ہوئے۔ معتضد نے آگے بڑھ کر اُن سے مصافحہ کیا، اور بے چین لہجے میں پوچھا۔ آپ کس وقت آئے ہیں۔ قاضی معاذ نے کہا۔ میں سیدھا آپ کی طرف آیا ہوں ابھی اپنے گھر بھی نہیں گیا۔ معتضد نے پریشان ہو کر پوچھا۔ آپ اکیلے آئے ہیں آپ کے ساتھ غرطیہ بھی گئی تھی۔ قاضی معاذ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ پاکیزہ اور نیک دل لڑکی ولید کے لشکر میں ہی رہ گئی ہے۔ وہ ولید کے لشکر میں طبیبوں کے گروہ میں شامل ہو گئی ہے اور جنگ کی صورت میں وہ سپاہیوں کی مرہم پٹی کے علاوہ ان کے زخموں کی دیکھ بھال بھی کرے گی۔ وہ کہہ رہی تھی جو کام وہ صقلیہ میں نہ کر سکی وہ اندلس میں سرانجام دے گی۔

معتضد نے مایوس آواز میں کہا، تو اس کا مطلب ہے ولید نے پھر ہماری مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسے اطمینان دلاتے ہوئے قاضی معاذ نے کہا۔ آپ پریشان نہ ہوں، میں اُسے اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ وہ اشبیلیہ شہر کے شمال مشرق

میں یہاں سے پانچ میل دُور پہاڑوں سے گھری ہوئی ایک وادی میں شاہ بلوط کے درختوں کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے ہے۔ وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں اس کے لشکر کو جلانے کے لیے کافی لکڑی میسر ہو سکتی ہے۔ میں نے اسے کہا تھا میرے ساتھ اشبیلیہ چلو۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر مجھے مطمئن کر دیا تھا کہ میرا اشبیلیہ کی طرف آنا راز میں رہنے دیجئے۔ میں ابھی لوگوں کے سامنے نہ آؤں گا۔ اس طرح فرولندہ کو خبر ہو جائیگی اور وہ محتاط ہو جائے گا۔ آپ کے لیے اس نے کہا تھا۔ اشبیلیہ کے حکمران سے کہیں اس وادی میں آکر مجھ سے مل لیں۔ اگر وہ یہاں آنا اپنی توہین اور بے عزتی خیال کریں تو اپنے قصر میں بیٹھ کر جو حکم وہ دیں گے میں ان پر عمل کروں گا۔ وہ کہہ رہا تھا اشبیلیہ کے حکمران کے سامنے میری حیثیت ان کے ایک ادنیٰ سالار کی سی ہوگی۔

معتضد نے چلّا کر کہا۔ نہیں، نہیں، یہ اس کی انکساری ہے۔ میں اسے اپنے فرزند کا سا رتبہ اور پیار دوں گا۔ میں اس پر ثابت کر دوں گا۔ عرب کیسا ہی مجھ کا اور شتر کینہ کیوں نہ رکھتا ہو وہ مہمان نوازی میں اپنی مثل نہیں رکھتا۔ خدا کی قسم میں خود اس کے پاس جاؤں گا۔ اگر وہ کہے تو میں پیدل چل کر بھی اس کے پاس جانے کو تیار ہوں آپ میرے ساتھ اصطبل میں آئیے آج میں خود اپنے گھوڑے پر زین کس کر سوار ہونگا۔ آج میں ثابت کرنا چاہتا ہوں عرب کیسا ہی بوڑھا اور ناکارہ کیوں نہ ہو گیا ہو وہ لڑائی کے فن نہیں بھولتا۔ تلوار اس کی ساتھی ہے اور ساتھی ہی رہتی ہے۔ معتضد نے پہلے اپنے آپ کو تلوار، زرہ اور خود سے مرصع کیا وہ پھر وہ قاضی معاذ کے ساتھ اصطبل کی طرف چلا گیا تھا۔

اصطبل کے سائیسوں نے جب معتضد کو اپنے گھوڑے پر زین ڈالتے دیکھا تو وہ گھبرا کر آگے بڑھے اور گھوڑے پر زین کسنا چاہی لیکن معتضد نے انہیں ڈانٹ کر پیچھے ہٹا دیا۔ معتضد اس وقت اشبیلیہ کا حکمران نہیں ایک صحرانشین عرب اور بدو لگ رہا تھا۔ ہر وقت شراب اور علم نجوم سے دل بہلانے والا وہ معتضد اور طائفوں کے گروہ میں مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھنے والا وہ حکمران اس وقت رسّی سے زہر پلا سکتا ہے

ایک معمولی چھڑی سے صیقل کی ہوئی تلوار اور خوشگوار جھونکے سے طوفان کی تشکل اختیار کر گیا تھا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ قاضی معاذ بن ابی قرہ کے ساتھ اشبیلیہ شہر سے باہر نکل گیا تھا۔ اس موقع پر وہ اپنے محافظ دستہ کو فراموش کر کے اپنی حفاظت کے سارے انتظامات کو بھول چکا تھا۔

عشاء کی نماز سے تھوڑی دیر قبل معتضد اور قاضی معاذ بن ابی قرہ کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے جس کے اندر ولید خیمہ زن تھا۔ چاند اس وقت سر پر چمک رہا تھا اور قطار در قطار کھڑے شاہ بلوط کے گھنے درخت ان عرب دوشیزاؤں کا نقشہ پیش کر رہے تھے۔ جو پہاڑی چشموں سے پانی بھرنے کے بعد چاند رات میں اپنے گھروں کو لوٹتی ہیں۔

چاندنی رات میں معتضد اور قاضی معاذ بن ابی قرہ جب اس پہاڑی سلسلے پر چڑھنے لگے جس کے دوسری جانب وادی کے اندر ولید اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھا۔ اچانک رات کی سائیں سائیں کے اندر ایک گونجدار آواز کوہستانی فضاؤں کا سینہ چیرتی ہوئی نکل گئی۔ ٹھہرو! تم دونوں کون ہو؟ پھر ایک ساتھ کئی سنسناتے تیر ان کے دائیں بائیں آ کر زمین میں پیوست ہو گئے۔ پھر ایک اور آواز جس میں ایک تحکم اور بیداری کا گہرا احساس تھا گہری بازگشت کے ساتھ فضاؤں کے اندر گونج گئی۔ جہاں ہو اپنے گھوڑوں کو وہیں روک لو۔ ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو چھلنی کر دیئے جاؤ گے۔

معتضد اور قاضی معاذ رک گئے اور اپنے گھوڑوں سے اتر کر کھڑے ہو گئے اتنے میں پتھروں کی اوٹ سے کئی جوان پھلانگتے ہوئے نکلے اور ان دونوں کے گرد جمع ہو گئے۔ اچانک ان جوانوں میں سے ایک جو، اُن کا سالار تھا قاضی معاذ کو پہچان گیا اور بڑی عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ مجھے افسوس ہے آپ کو زحمت ہوئی۔ ہم نے رات کے وقت آپ کو پہچانا نہ تھا۔ اس لیے اپنا فرض ادا کرنے پر مجبور رہے۔

معتضد نے تجسس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ کیا آپ لوگ اپنے لشکر کی

حفاظت میں پہرہ دے رہے ہیں۔ اس سالار نے کہا۔ ہمارا لشکر جہاں بھی پڑاؤ کرتا ہے اس کے اردگرد ایک میل کا علاقہ ہماری نگاہ میں ہوتا ہے۔ اس طرح ہم پر کوئی شبخون مارنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ معتضد نے پھر پوچھا۔ تمہارے سالار ولید بن ہشام اس وقت کہاں ہیں۔ اس محافظ نے کہا۔ امیر اس وقت اپنے خیمے میں نقشہ بنا کر اپنے جرنیلوں کو آئندہ جنگ کے لائحہ عمل سے آگاہ کر رہے ہیں۔ آپ بے دھڑک آگے بڑھ جائیے۔ معتضد اور قاضی معاذ دوبارہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور آگے بڑھ گئے۔

ایک میل اور آگے جا کر تدریجی نشیب شروع ہو گئی تھی اور بلوط کے درخت اور گھنے ہو گئے تھے۔ جب وہ وادی میں اُترے تو انہوں نے دیکھا سامنے دُور دُور تک خیمے نصب تھے۔ ایک دم وہ رُک گئے اور کوئی آواز سُننے کی کوشش کرنے لگے۔ کوئی گا رہا تھا۔ بربط کی ہم آہنگی میں اس کی آواز فضاؤں کا سینہ چیر کر دلوں میں اُتر رہی تھی۔ معتضد نے قاضی معاذ سے کہا۔ کیسی پُرسوز آواز اور کیسا دل کش گیت ہے۔ میں اسے سُنے بغیر آگے نہ بڑھوں گا۔ انہوں نے دیکھا اُن کے قریب ہی ایک ٹیلے کے نیچے شاہ بلوط تلے کوئی بیٹھا گا رہا تھا۔ آواز ایسی تھی گویا فضاؤں میں جذبوں اور ولولوں کا ایک طوفان کھڑا کر دے گی۔ اس کے الفاظ کچھ ایسے مفہوم کے ساتھ فضاؤں کے اندر بکھر رہے تھے۔

ہم آدمیت کا گیت ہیں۔ ہم چاندنی رات میں محبوبہ کی دیدار کے قریب گیت نہیں گاتے۔ ہم وہ سرفروش ہیں جنہوں نے اپنی محنت، پسینے کی کرامات سے اپنی سرزمین کی حفاظت کا عہد کر رکھا ہے۔ ہم کسی غیر کے بنائے ہوئے قانون کے سامنے نہیں جھکتے۔ جب استعماری قوت رکھنے والے ہمارے دشمن ہمارے سامنے بھاگتے ریچھوں کی حالت میں ہوں گے تو ہماری ہر سانس سے نئی زندگی کی خوشبو پھیلے گی۔

اے ہمارے دشمنو! جان لو جس روز ہم تم پر حملہ آور ہوں اس روز تم پر آسمان غرّائے گا، بادل دھاڑیں گے۔ اس روز ہم پر اپنے رب کی رحمت کے جگمگاتے ستارے یوں اُتریں گے جیسے پھولوں پر آسمان سے شبنم اُترتی ہے۔ سنو دشمنو! ہم تمہاری ہوسِ خام اور سوئے تمام کو زخم خوردہ طائر کی مانند مجروح و مفلوج کر دیں گے۔ یاد رکھو ہمارے مجاہد ایسے ہیں جو مسکراتے ہوئے سائبان کی طرح اُفق پر پھیل جائیں گے۔ وہ ایسے جوان ہیں جو اپنے سخت ہاتھوں میں تلواریں تھام کر تقدیر کے لب کو جنبش دیتے ہیں۔ بلند پہاڑوں کو سرنگوں کرتے ہیں اور آندھیوں پر سوار ہو کر......

گانے والا چند لمحوں کے لیے رُک گیا۔ اُس کے ہونٹوں سے رِستے الفاظ نے تصورات کا جمود توڑ کر رات کی سائیں سائیں میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کی آواز پھر بلند ہوئی۔

سنو! میرے ساتھیو! سنو! ہمارے لشکر کے باجبروت فرزندو! ہم ہر عہد کے ہم عصر ہیں۔ سنو! اسلام کے فرزندو! ایمان اور جذبے کے ملنے سے حیرت انگیز معجزات ظہور میں آئیں گے اور وہ وقت قریب ہے جب ہم اپنے نقطۂ عروج پر آئیں گے۔ اے رات تیری شب تاب جوانی کی قسم۔ ہمارے مانوس تنفس کی صدا ایک روز پورے ہسپانیہ میں گونجے گی۔ اس روز مُسلم قوم متحد ہو گی اور ہمارے عدو اس روز اپنی جان کی حفاظت کے لیے اپنے لیے پناہ گاہیں تلاش کر رہے ہوں گے لیکن ہم اُنہیں معاف نہیں کریں گے کہ اُنہیں اپنے ظلم کا حساب چکانا ہو گا۔

معتضد نے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتے ہوئے قاضی معاذ بن ابی قرہ سے کہا۔ اس گانے والے کی آواز میں سحر مزامیری ہے۔ میں نے اپنے قصر کے اندر

ان گنت گانے والوں کو سُنا پر قسم ربِ عظیم کی ان میں کسی کی آواز میں ایسا سوز ساز نہ تھا۔ کیا آپ جانتے ہیں یہ گانے والا کون ہے جس کی آواز نے ویرانوں اور غیر آباد کوہستانوں کو تر و تازہ اور نزہت گاہ بنا دیا ہے۔ اس کے نغمہ جولاں میں ایک مقصد اس کے الفاظ میں ایک آدرش اور اس کی آواز کے زیر و بم الحان میں تیز تلوار کی سی زود اثری ہے۔ ایسے شخص کو دیکھ لینا بھی ایک سعادت ہے۔

قاضی معاذ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے کہا۔ آئیے اب آگے بڑھیں یہ گانے والا ولید بن ہشام کے لشکر کا مغنی ابوزید ہے۔ یہ صرف گانے والا ہی نہیں، ایک سپاہی بھی ہے۔ امن میں اس کے ہاتھ میں بربط ہوتا ہے اور جنگ کے دوران کے دوران یہ تلوار تھام کر دوسرے سپاہیوں کی طرح جنگ کرتا ہے۔ میں اسے پہلے بھی کئی بار سُن چکا ہوں۔ ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ راستے میں جہاں جہاں پڑاؤ کیا یہ مغنی شام کے کھانے کے بعد اکثر گا کر اپنے لشکر کا دل بہلایا کرتا تھا۔ اس کی آواز میں ایک سحر ہے شاید یہ بات آپ کے لیے تعجب کا باعث ہو کہ ولید بن ہشام کا یہ مغنی جس کا نام ابوزید ہے حافظ قرآن ہے اور اس کے لشکر کا قاری بھی یہی ابوزید ہے۔ ابھی تو آپ نے اس کا رزمیہ گیت ہی سُنا ہے اگر آپ اسے تلاوت کرتے سُنیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے چاند ستارے شبنم بن کر پھولوں پر نزول کرنے لگے ہوں۔

وہ جب آگے بڑھے تو اُنہوں نے دیکھا بلوط کے ایک لمبے اور گھنے درخت تلے ابوزید بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے موٹی اُون کا ایک معمولی کمبل اوڑھ رکھا تھا۔ اس کا بربط اس کے پاس پڑا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس نے اپنے سر کی ٹیک درخت سے لگا رکھی تھی۔ اس کے سامنے ان گنت سپاہی بیٹھے ہوئے تھے جنہوں نے اس کے سامنے آگ کا الاؤ روشن کر رکھا تھا۔ قاضی معاذ کو دیکھ کر لشکر کے سپاہی احتراماً کھڑے ہو گئے۔ ابوزید نے فوراً آنکھیں کھولیں اور ایک دم اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے قاضی معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آپ!

قاضی معاذ نے رقت انگیز آواز میں کہا۔ آپ لوگوں کا کھڑا ہونا میرے لیے

باعث تکلیف ہے۔ آپ لوگ مجھ بوڑھے سے کہیں بہتر اور افضل ہیں جو اسلام کے دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں۔ سب سپاہی بیٹھ گئے۔ معتضد گھوڑے سے اترا اور آگے بڑھ کر ابوزید سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ میں اشبیلیہ کا حکمران معتضد ہوں۔ آپ کی آواز نے ہمیں رکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ آپ کی آواز میں ایک نئی داستان طرازی کے علاوہ عصیر انگور کی سی رس داری اور لوبان وصندل جیسی خوشبو ہے۔ کیا آپ اپنی موجودہ حالت پر خوش اور مطمئن ہیں۔

ابوزید نے بڑی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میرے لیے یہ امر باعثِ صد تکریم ہے کہ میں آقا ولید کے لشکر کا ایک معمولی اور ادنیٰ سپاہی ہوں۔ معتضد نے دوبارہ اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ میں پھر آپ سے ملوں گا۔ معتضد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور قاضی معاذ کی رہبری میں آگے بڑھ گیا تھا۔

لشکر گاہ میں جگہ جگہ آگ کے الاؤ روشن تھے اور دھوئیں کے مرغولے آسمان کی طرف اٹھ رہے تھے۔ ایک خیمے کے سامنے قاضی معاذ رک گئے۔ وہ خیمہ ولید اور عمروس کا تھا۔ کافی بڑا اور چمڑے کا خیمہ تھا۔ دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر کر اس خیمے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا پورے خیمے کے اندر ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ ایک طرف چٹائی پر ولید اور عمروس کے بستر لگے ہوئے تھے جب کہ دائیں طرف ولید کے سامنے عمروس کے علاوہ کئی دوسرے جرنیل بھی بیٹھے ہوئے تھے اور وہ چٹائی پر کوئلہ سے نقشہ بنا کر آئندہ جنگ کے لیے لائحہ عمل سے انہیں آگاہ کر رہا تھا۔

قاضی معاذ اور معتضد کو دیکھتے ہی ولید اور اس کے سارے جرنیل اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ قاضی معاذ نے سب کا تعارف کرایا اور پھر معتضد نے آگے بڑھ کر بڑی گرم جوشی کے ساتھ سب سے مصافحہ کیا۔ ولید نے معتضد کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی انکساری سے کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس خیمے میں آپ کو بیٹھنے کا وہ سامان مہیا نہ ہو سکے گا جو آپ کو اشبیلیہ کے قصر میں میسر ہے۔ معتضد نے بے دھڑک چٹائی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ خدا کی قسم! ایک عرب اور بدو کا اصل مقام تو اس کا خیمہ اور چٹائی ہی ہے

آپ خوش قسمت ہیں جو اپنے آباء کی روایت کو نہیں بھولے۔ ہماری طرف دیکھیئے۔ ہم جو اپنے اجداد کی روایات کو فراموش کر کے وقتی عیاشیوں میں کھو گئے ہیں ذلت اور بے سروسامانی کا شکار ہو گئے ہیں۔

ولید، عمروس اور دوسرے جرنیل، معتضد کی باتوں سے کافی مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب معتضد اور قاضی معاذ کے سامنے چٹائی پر بیٹھ گئے۔ معتضد نے پھر گلوگیر آواز میں کہا۔ میں اشبیلیہ کے حکمران کی حیثیت سے نہیں ایک دریوزہ گر اور بھکاری بن کر آپ کے پاس آیا ہوں —— ولید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ آپ ہمارے بزرگ اور بڑے ہیں۔ آپ کا ہر اشارہ ہمارے لیے حکم ہوگا۔ آپ دیکھیں گے۔ جب تک ہمارے خون میں گردش اور جسم میں حرارت ہے ہم آپ کو فرولندہ کے سامنے تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ ہم ہر اس ظلم، اس طوفان اور اس آشوب کا مقابلہ کریں گے جو اندلس کے اندر مسلم قوم کے لیے خطرے کا باعث ہو قسم ہے مجھے غار حرا کی اس ہستیؐ کی جس نے دنیا کو حکمتوں کا گہوارہ بنایا۔ اس سرزمین میں الخضرا سے جبل برانس اور مرسیہ سے جلیقیہ تک پھر اللہ کے نام کی گونج بلند کریں گے۔ یاد رکھیئے ہم ایک ہی سلسلہ اور ایک ہی زنجیر کی مضبوط کڑیاں ہیں۔ تاریخ کے ماتھے پر فرولندہ کے ظلم کی جو داستانیں ہیں ہم انہیں مٹا کر اس سرزمین کو مسلم قوم کے لیے عروس آسمان بنا دیں گے۔ اگر ہم اپنے رب کی اطاعت کرتے ہوئے متحد ہو کر اٹھ کھڑے ہوں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری ننگی تلواروں کے سامنے فرولندہ ویرانوں اور بیابانوں میں اپنے آپ کو اس کائنات کی حقیر ترین شئے سمجھنے لگے گا۔ اس نے آج تک ہمارے نفاق اور انتشار سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کی ساری کامیابیوں کا راز ہماری اپنی بے حسی، مذہب سے دوری اور خدا اور رسولؐ کی اطاعت سے گریز ہیں۔ اگر ہم اپنے مذہب کے پابند رہ کر رزم گاہ میں اتریں تو قسم مجھے اپنے عظیم رب کی فرولندہ اندلس کے اندر اپنے لیے کوئی پناہ گاہ تک تلاش نہ کر سکے گا۔ اندلس کے اندر آج تک قدرت ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز کرتی رہی ہے۔ اب بھی اگر ہم

بیدار نہ ہوئے اور اپنے رب کی اطاعت میں اتحاد نہ کیا تو یاد رکھیئے بیدار و مہربان قدرت بار بار کسی قوم کی خود فراموشیوں کو نظر انداز کرنے کے بعد ایک عذاب کی صورت میں اس پہ نازل ہوتی ہے اور ایسی قوم کی سطوت و عظمت کے ایوان کھنڈرات میں تبدیل ہو کر مٹ جاتے ہیں۔

ولید جب خاموش ہُوا تو معتضد نے کہا۔ فرولندہ نے ہمارے پاس خراج وصول کرنے اور اپنی ایک عورت یستہ کی لاش تلاش کرنے کے لیے اپنے دو اسقف اشبیلیہ بھیجے ہیں وہ اس وقت یستہ کی لاش تلاش کرنے میں مصروف ہیں آپ ہماری راہنمائی کیجئے کہ ہمیں ان کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہئیے۔ ولید نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے کہا۔ قاضی معاذ مجھے ان تمام حالات سے پہلے ہی آگاہ کر چکے ہیں۔ جب وہ دونوں اسقف یستہ کی لاش ڈھونڈ لیں اور واپس جانے کے لیے آپ سے خراج کی رقم طلب کریں۔ تو آپ یستہ کی لاش کی قیمت خراج کی رقم سے دگنی طلب کریں۔ انہیں کہیں یہ لاش ہمارے شہر میں دفن تھی اور ایسی لاش جو تمہارے لیے متبرک ہو ہم کیونکر بے قیمت تمہارے حوالے کر دیں۔ آپ دیکھیں گے اس کے نتیجے میں فرولندہ برافروختہ ہو کر آپ پر حملہ آور ہو گا۔ آپ اشبیلیہ سے بیس میل شمال میں اس کا راستہ روکیں۔ آپ بے فکر رہیئے گا ہم آپ کے دائیں بائیں گھات میں رہ کر آپ کے ساتھ ہی ہوں گے اور فرولندہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ مجھے خبر ہوئی ہے کہ قرطبہ، غرناطہ، مالقہ اور دوسرے مسلمان حکمران آپ سے تعاون کر رہے ہیں اگر یہ سچ ہے تو پھر لکھ رکھیے کہ فرولندہ عنقریب اپنی تقدیر کے بدترین اور ذلت آمیز نوشتے پڑھ رہا ہو گا۔ ہم اس پہ ثابت کریں گے کہ اگر وہ جنگ کی تیاری کرتا رہا ہے تو ہم نے بھی یہ حیات رائیگاں نہیں گزاری۔

ولید کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ خیمے کے دروازے پر زبیر نمودار ہُوا۔ وہی زبیر جس کا تعلق پراسرار لشکر سے تھا اور جو اکثر ولید کے پاس آتا رہتا تھا۔ زبیر کو دیکھتے ہی ولید کھڑا ہو گیا اور فکرمند آواز میں پوچھا۔ آؤ، اندر آجاؤ۔ تم خیریت سے تو آئے ہو نا؟ زبیر نے اپنی جگہ پہ کھڑے ہی کہا۔ نہیں میرے آقا! مَیں بیٹھوں گا نہیں مجھے

افسوس ہے مَیں آپ کی باتوں میں دخل انداز ہُوا۔ مَیں صرف یہ اطلاع کرنے آیا ہوں کہ ہمارا لشکر یہاں سے دو میل شمال میں اسی کوہستانی سلسلے کی ایک وادی کے اندر خیمہ زن ہو چکا ہے۔ ہمارے امیر نے مجھے اپنے لشکر کی اطلاع آپ کو کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ اب مَیں واپس جاؤں گا۔ ہمارے امیر نے کہا تھا آقا سے کہنا اگر وہ اس جنگ میں ہمیں کسی مخصوص محاذ پر متعیّن کرنا چاہیں تو یہ بھی ہماری ایک سعادت ہو گی۔

ولید نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اپنے آقا سے میرا سلام کہنا۔ اسے کہنا جنگ میں وہ پوری طرح آزاد ہے اور جس طرف سے چاہے وہ دشمن پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔ اسے یہ بھی کہنا اس کو اپنے لشکر کے لیے جس قدر غلّہ و روغن درکار ہو گا ہم اسے مہیا کریں گے۔ زبیر واپس چلا گیا ولید دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا۔

معتضد نے بڑی جستجو سے ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ یہ شخص کون تھا اور یہ کس لشکر کی آمد کی اطلاع کرنے آیا ہے۔ ولید نے کہا۔ یہ گمنام مجاہدوں کا ایک پراسرار لشکر ہے۔ یہ لوگ جبل اشارات کی وادیوں میں رہتے ہیں اور ہر جنگ میں ہماری مدد کرتے ہیں۔ ان کا سالار اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا اور کسی خاص وقت تک وہ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔ نہ جانے اس میں اس کی کیا منفعت ہے۔ یہ لوگ انتہائی جوشیلے اور جنگ جو ہیں۔ مَیں اکثر ان کی مدد کرتا رہتا ہوں۔ معتضد نے پرجوش آواز میں کہا۔ ایسے لوگ قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ انہیں میرا بھی پیغام بھجوائیے کہ اشبیلیہ کی حکومت کے تمام وسائل ان کے لیے ہیں ——— معتضد کہتے کہتے رُک گیا۔ کیونکہ لشکرگاہ میں عشاء کی اذان ہونے لگی تھی۔ اذان دینے والا مغنی اور قاری ابوزید تھا۔ اس کی کھنکتی پُرسوز اور رس دار آواز کوہستانوں، وادیوں اور بلوط کے گھنے درختوں کا سینہ چیرتی ہوئی بلند ہو رہی تھی۔ ولید، عمروس، قاضی معاذ اور معتضد دوسرے سب جرنیلوں کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے خیمے سے نکل کر ایک کھلے میدان کی طرف چل دیئے تھے جہاں لشکر کے لیے پانی اور نماز ادا کرنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ راستے میں معتضد نے ولید سے کہا۔ مَیں غریطہ کے جذبۂ حریت کو بھی سلام کرتا ہوں کہ اس نے آپ کے لشکر میں کام

کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ولید نے کہا۔ وہ ایک نیک دل لڑکی ہے اور ایک مغنیہ ہونے کے باوجود مذہب ومِلّت کا درد رکھتی ہے۔ میرے خیمے کے ساتھ والا خیمہ اسی کا ہے۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میں کل اشبیلیہ جاؤں گی اور وہاں سے ایسی عورتوں کا گروہ تیار کرنے کی کوشش کروں گی جو جنگ میں اپنے بھائیوں کی خدمت کر سکیں۔ معتضد خاموش رہا۔ چونکہ نماز کا میدان آ گیا تھا اور سب وہاں ایک چشمے کے قریب بنے حوض پر بیٹھ کر وضو کرنے لگے تھے۔

اسقف الوتیوس اپنے ساتھی اسقف اور پادریوں کے ساتھ معتضد کے قصر میں آیا۔ معتضد اس وقت بڑا پُرسکون تھا کیونکہ گذشتہ شب ولید سے مِل لینے کے باعث فرولندہ کی طرف سے اس کے سب تفکّرات ختم ہو گئے تھے اور اس وقت وہ اپنے مشیرانِ سلطنت کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ اپنے بیٹے اسمٰعیل کی موت کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ معتضد کو کسی نے مزاح اور تمسخر کرتے دیکھا اور سُنا تھا۔ الوتیوس نے معتضد سے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ وہ شہیدہ لیستہ کی قبر تو تلاش نہیں کر سکے لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ لیستہ کی بجائے یہاں سے سینٹ علیسیدور کا جسد لے جائیں۔ اس کے لیے ہمیں آپ سے اجازت کی ضرورت ہے۔

معتضد نہایت متانت سے الوتیوس کو سنتا رہا۔ جب وہ اپنا خواب اور مدعا بیان کر کے خاموش ہوا تو معتضد دبے دبے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اگر سینٹ علیسیدور کی ہڈیاں آپ کی نذر ہو گئیں تو میرے لیے اشبیلیہ میں کیا رہ جائے گا۔ مگر نہیں خدا کا حکم بجا لانا ضروری ہے۔ کون سی چیز ہو سکتی ہے جسے آپ جیسا محترم اور پاکیزہ نفس بزرگ طلب کرے اور میں پیش نہ کروں۔ بسم اللہ کیجیے اور سینٹ علیسدور کا جسد جہاں کہیں بھی ہو تلاش کر کے اپنے ساتھ لے جائیے۔ میرے رنج والم کی کوئی فکر نہ کیجیے۔ پر اس کے ساتھ ساتھ میری ایک شرط بھی ہے۔

الوتیوس نے پریشانی میں پوچھا۔ آپ کی شرط کیا ہے۔ معتضد نے پھر طنزاً کہا۔ کیا آپ کے لیے سینٹ علیسیدور کا جسد متبرک ہونے کے باعث قیمتی نہیں ہے۔ الوتیوس نے اعتراف واقرار کرتے ہوئے کہا۔ یقیناً سینٹ علیسیدور کا جسد ایک قیمتی اور مقدس شے

ہے۔ معتضد نے بھڑک کر کہا۔ تو پھر وہ چیز جو میرے شہر میں ہو اور تمہارے لیے مقدس ہو میں مفت میں تمہارے حوالے کیسے اور کیونکر کر دوں۔ الوتیوس نے بکھرے بکھرے لہجے میں کہا میں سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

معتضد نے اس بار اور زیادہ تلخ ہو کر کہا۔ خراج کی جس قدر رقم فرولندہ کی طرف سے تم ہم سے لینے آئے ہو اس سے دُگنی رقم ادا کرو تو سینٹ علیسیدور کا جسد تمہارے حوالے کیا جا سکتا ہے۔ الوتیوس نے اعتراض کرتے ہوئے کہا لیکن فرولندہ کے ساتھ آپ کا معاملہ طے ہو چکا ہے کہ آپ خراج کے ساتھ شہیدہ لیستہ کی نعش بلا قیمت ہمارے حوالے کریں گے۔ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ آپ اپنے وعدے سے پھر رہے ہیں۔ معتضد نے بھڑک کر کہا۔ تمہارا فرولندہ کہاں اپنے وعدے اور عہد پر قائم رہنے والا ہے۔ اس نے ہمارے ہمسائے اور مسلم حکمران المظفر سے خراج بھی وصول کر لیا اور وعدے کے مطابق اس کے فتح کیے ہوئے شہر اور قلعے بھی اس نے خالی نہیں کیے۔ وعدہ خلافی اور عہد شکنی کی ابتدا تو تمہاری طرف سے ہوئی ہے۔

الوتیوس نے کہا۔ آپ کا یہ فیصلہ ایک نئی جنگ کی بنیاد ڈال دے گا۔ معتضد نے غضب ناک ہو کر کہا۔ کل شام تک تم سب ہماری سرزمین سے نکل جاؤ اور فرولندہ سے جا کر کہہ دو ہم اسے خراج دینے سے بھی انکار کرتے ہیں۔ اس کے اور ہمارے درمیان فیصلہ اب رزم گاہ میں ہی ہو گا۔ اسے کہنا ہم نے اپنی زنگ آلود تلواروں کو صاف کر کے انہیں آب دار اور چمک دار بنا دیا ہے۔ اب اگر اس کے ہاتھ دراز ہو کر مسلم علاقوں کی طرف بڑھے تو ہم اس کے وہ ہاتھ ہی قلم کر دیں گے جو ہم سے ہمارے حقوق چھیننے کی کوشش کریں۔ الوتیوس اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکل گیا اور وہ اسی شب اشبیلیہ میں ہی مر گیا کیونکہ وہ پہلے ہی بیمار تھا اور اپنی ناکامی کو برداشت نہ کر کے ختم ہو گیا۔ اسقف اردونو دوسرے روز اپنے ساتھی پادریوں کے ساتھ شمال کی طرف دریائے جونی کی طرف کوچ کر گیا تھا جس کے اس پار فرولندہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔

○

جس روز اسقف اردونو اپنے ساتھی پادریوں کے ساتھ اشبیلیہ سے رخصت ہو گیا اس سے دو دن بعد ولید سے مشورہ کرنے کے بعد معتضد نے بھی کوچ کی تیاری کر لی - ولید نے قاضی معاذ بن ابی قرہ کے مشورے پر ویران کو ہستانوں کے اندر سے اٹھ کر اشبیلیہ شہر سے باہر آ پڑاؤ کیا تھا تاکہ مسلمانوں کو حوصلہ ہو کہ معتضد اکیلا نہیں بلکہ پورے اندلس کے مسلمان اس کی حمایت پر ہیں - غریطہ نے اشبیلیہ شہر کے اندر سے چند ایسی عورتیں جمع کر لی تھیں جو مرہم پٹی کے کام میں ماہر تھیں اور وہ بھی ولید کے لشکر میں شامل ہوئی تھیں -

شام کے وقت جب کہ ولید، عمروس اور معتضد اپنے گھوڑوں پر سوار اپنے کوچ کرتے ہوئے لشکر کو دیکھ رہے تھے - ایک بوڑھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے - آنکھیں گرم سرخ ہو رہی تھیں اور جس نے اپنی کمر پر کچھ ٹوکریاں لاد رکھی تھیں ایک طرف سے آیا اور ولید کے قریب آ کھڑا ہوا - قریب ہی کھڑے قاضی معاذ بن ابی قرہ اس بوڑھے کو بڑی شفقت اور محبت سے دیکھنے لگے تھے - غریطہ جو اپنے گھوڑے پر سوار اپنی ساتھی عورتوں کے ساتھ ذرا فاصلے پر کھڑی تھی قریب آ گئی - ولید نے بھی اس اجنبی بوڑھے کو غور سے دیکھا - اسے وہ کوئی ٹوکریاں بنانے والا محسوس ہوا - وہ بوڑھا بڑے شکوے و شوق سے ولید کی طرف دیکھتا رہا - اس کے ہونٹ ہل رہے تھے - جیسے وہ کوئی انشا ڈنی گفتگو کر رہا ہو - اور اپنے ہونٹوں کی نغمگی اور ہولے ہولے سرگوشیوں میں کچھ کہنے کی کوشش کر رہا ہو ولید سمجھا شاید وہ کوئی بھکاری ہے اور مانگنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے - ولید اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور اپنی نقدی کی تھیلی سے چند سکے نکال کر اس کی طرف بڑھائے - اس بوڑھے نے نفرت آمیز انداز میں اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا - پھر اس نے اپنی بند مٹھی کھول کر ولید کے سامنے کر دی ولید نے دیکھا اس کی مٹھی طلائی سکوں سے بھری ہوئی تھی -

ولید اس بوڑھے کے اس ردِ عمل پر دنگ رہ گیا - اتنے میں قاضی معاذ بن ابی قرہ آگے بڑھے اور ولید کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا - یہ اشبیلیہ کے ایک مجذوب بزرگ ہیں - اللہ والے ہیں اور ٹوکریاں بنا کر اپنی گزر بسر کرتے ہیں - لوگ انہیں مجذوب سمجھتے ہیں - اس کے باوجود یہ سنت اور شرع کے سخت پابند ہیں - لوگ ان سے بات کرنے کو ترستے ہیں - آپ خوش قسمت ہیں کہ یہ آپ سے گفتگو کر رہے ہیں - کسی معاملے میں بھی ان کا دل نہ توڑیئے گا - یہ ایک معتبر اور پاکیزہ ہستی ہے - آج ظہر اور عصر کی نماز بھی انہوں نے آپ کے لشکر کے ساتھ ہی ادا کی تھی -

وہ طلائی سکے جو اس بوڑھے مجذوب کے ہاتھ میں تھے وہ اس نے آگے بڑھ کر ولید کے گھوڑے کی خرجین میں ڈال دیئے - دوبارہ وہ ولید کے سامنے آیا اور نازک و پاکیزہ اور نہایت شیریں آواز میں اس نے ولید سے کہا - وقت اپنی اعلیٰ آدرشوں کے ساتھ چمکتا ہوا تمہارا ساتھ دے گا - حالات تمہیں آفاق کی رفعتوں پر محیط ہونے میں مدد دیں گے - قدرت، وقت اور حالات کی بے نام داستانوں کو نئے عنوان دینے کی خاطر تمہارا انتخاب کر چکی ہے - امید و استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے رہنا - افق کے اس پار کامیابیاں تمہاری منتظر ہوں گی - بہت جلد تمہاری کامیابیوں پر وادی آنہ کا سورج مسکرائے گا اور روشن ستارے خوشی میں جھلمل کریں گے - اپنے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ کہ میں تمہارے گھوڑے کی باگ پکڑ کر چند قدم تمہارے ساتھ چلنے کی سعادت حاصل کروں کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے کوچ کر رہے ہو - ولید نے بڑی انکساری سے کہا - آپ ہمارے بزرگ ہیں - میں کیونکر اس گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہوں جس کی باگیں آپ نے پکڑ رکھی ہوں -

اس مجذوب نے غصے کی حالت میں یوں ولید کی طرف دیکھا جیسے کوئی سانپ لہرا گیا ہو - اس لمحہ ولید کو یوں محسوس ہوا گویا وہ بوڑھا مجذوب اپنے ابروؤں کی جنبش سے زمین کا سینہ چاک کر دینے کی صلاحیت اور قوت رکھتا ہے - اس مجذوب کی گھنٹیوں جیسی دل کش آواز طوفانی شکل اختیار کر گئی اور بھاری آواز میں کہا - بیٹھو !

ولید چپ چاپ گھوڑے پر بیٹھ گیا - وہ مجذوب چند قدم ولید کے ساتھ چلا پھر ولید کو اس نے رخصت کر دیا تھا - اس طرح ولید اور معتضد اپنے لشکروں کے ساتھ کوچ کر گئے تھے - وہ ارادہ کر چکے تھے کہ وادی آنہ کے کھلے میدانوں

میں فرولندہ کو روک کر اس سے جنگ کریں گے۔

○

ولید راستے میں ہی اپنے لشکر کے ساتھ معتضد سے علیحدہ ہو گیا۔ اس طرح معتضد برق رفتاری سے سفر کرتا ہوا وادی آنہ میں آ کر خیمہ زن ہو گیا۔ معتضد نے اپنے قیام کے لیے بہترین جگہ کا انتخاب کیا۔ جس میدان کے اندر وہ خیمہ زن تھا اس کی پشت پر ایک پہاڑ تھا۔ معتضد نے اس پہاڑ کے اوپر خیمے نصب کر کے ان میں لشکر کے لیے ہتھیار اور خوراک کا ذخیرہ کر کے وہاں پہرہ لگا دیا۔ اس طرح پشت کی جانب سے وہ دشمن کے ممکنہ حملے سے محفوظ ہو گیا تھا کیونکہ پہاڑ کے اوپر پہرہ دینے والے دور دور تک دشمن پر نگاہ رکھ سکتے تھے۔ معتضد نے فرولندہ کو پیغام بھجوا دیا تھا کہ وہ وادی آنہ میں اس کے لشکر کا منتظر ہے۔

دو روز کے بعد فرولندہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور اسی میدان میں معتضد کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ دوسرے روز فرولندہ کی طرف سے کچھ لوگ خراج اور سینٹ عیسید ور کے جسد سے متعلق گفتگو کرنے کے لیے آئے لیکن معتضد نے صاف انکار کر دیا کہ وہ دونوں میں سے کوئی چیز بھی فرولندہ کو دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ تیسرے روز پو پھٹنے کے قریب دونوں لشکروں کی صفیں درست ہونے لگیں۔ پہلے انفرادی جنگ کی ابتدا ہوئی جس میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اس کے بعد عام اور گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی۔

معتضد کے لشکر کی تعداد گو فرولندہ کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر تھی لیکن اس کے سپاہی کچھ ایسی حدت اور سوزِ یقین سے مقابلہ کر رہے تھے کہ انہوں نے فرولندہ کے ان گنت لشکریوں کے پہلے ریلے کو بڑی کامیابی اور سختی سے روک دیا تھا۔ ان کے حوصلے اس لحاظ سے بھی بلند تھے کہ وہ تنہا اور اکیلے نہیں ہیں۔ ولید اور عمروس یہیں کہیں ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں اور فرولندہ کا زور بڑھنے کی صورت میں وہ ہم سے آ ملیں گے۔ معتضد کا پورا لشکر جنگ میں حصہ لے رہا تھا جب کہ فرولندہ نے ابھی تک اپنے

چند دستوں کو ہی جنگ میں مصروف کیا تھا۔ لیکن معتضد پر بہت جلد قابو پا کر اسے ایک عبرت ناک سبق دینے کی امید میں فرولندہ بڑی تیزی کے ساتھ اپنے اور زیادہ دستوں کو جنگ کی بھٹی میں جھونکنے لگا تھا۔

فرولندہ کے لشکر کا زور جب بڑھنے لگا تو اچانک بائیں طرف سے عمروس لشکر کے ایک حصے کے ساتھ نمودار ہوا۔ ایک ایسی لغزشِ مستانہ اور نوخیز جنوں کے ساتھ وہ فرولندہ کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا جیسے ——— جیسے کوئی بجلی کا شوخ کوندا کوہستانوں اور وادیوں کو چمکا گیا ہو۔ جیسے شہابِ ثاقب کی کوئی تیز کرن نور کی حسین شمع بن کر رزم گاہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کوند گئی ہو۔ عمروس کی آمد سے معتضد کے لشکر میں ایک نیا جوش اور جذبہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وادی آنہ کی فضائیں اللہ اکبر کی مدھر آوازوں سے گونج اٹھیں۔ بائیں ہاتھ سے ان ہی راستوں پر جہاں سے عمروس نمودار ہوا تھا اب پراسرار لشکر آتا دکھائی دیا۔ وہ اپنی کھولتی آوازوں میں اپنا وہی گیت گاتے اور وادی آنہ میں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے آ رہے تھے۔ ان کے گیت سے فضائیں لرز اٹھی تھیں۔

الدین ! دین اللہ ونحن مسلمین

دین ! اللہ کا دین ہے اور ہم مسلمان ہیں

اللہ اکبر ! ھذا یومٌ۔ یوم الخزین

اللہ بڑا ہے۔ یہ دن ؛ خزانوں کا دن ہے

وہ پراسرار لشکر اپنے نقاب پوش سالار کی سرکردگی میں فرولندہ کے لشکر پر اس جگہ حملہ آور ہوا تھا جہاں سے فرولندہ کا لشکر سمٹ کر عمروس کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ان دو نئے لشکروں کی آمد پر فرولندہ حیران ضرور ہوا تھا لیکن اب بھی وہ مطمئن تھا۔ کہ اس کے لشکر کی تعداد مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی۔ تاہم عمروس اور اس پراسرار جرنیل کے حملہ آور ہونے سے فرولندہ کے لشکر میں ایک ہلچل ضرور مچ گئی تھی۔ اور فرولندہ اپنے لشکر کے اس محفوظ حصے کو بھی جنگ میں جھونکنے لگے

متعلق سوچ رہا تھا جو ابھی پڑاؤ کے قریب جنگ میں حصہ لینے کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔

آسمان پر شمال کی طرف سے کالی کالی بدلیاں اُٹھ رہی تھیں ۔ مژدہ نورِ سحر لُٹ چکی تھی اور دھوپ تیز ہو کر چڑھ آئی تھی ۔ فرولندہ اپنے محفوظ دستوں کو جنگ کی طرف بلانے کا حکم دینے والا تھا کہ وہ چونک پڑا ۔ اس طرف سے جہاں عمروس اور وہ پُر اسرار لشکر نمودار ہوئے تھے اس بار ولید اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا ۔ صبح کی لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی دھوپ میں فرولندہ نے دیکھا ولید اپنے لشکر کے آگے آگے وادئ آنہ میں اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا آ رہا تھا ۔ وہ ابھی تک یہ نہ سمجھ سکا تھا کہ یہ نئے آنے والے لشکر کون ہیں ۔ رزم گاہ کے قریب آ کر ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ مل کر بلند آوازوں میں اللہ اکبر پکارا اور اس کے جواب میں عمروس اور پُر اسرار جرنیل کے لشکروں نے بھی جو فرولندہ سے برسرِ پیکار تھے اس زور سے اللہ اکبر پکارا کہ چاروں طرف سے رزم گاہ لرز اُٹھی تھی ۔ اللہ اکبر کی صدا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے نام اتحاد ، اخوت ، یکانگت اور اطاعت خدا و رسولؐ کا پیغام تھی ۔

میدانِ جنگ سے قریب آ کر اچانک ولید نے اپنا رُخ بدلا اور اپنے لشکر کو لے کر وہ فرولندہ کے ان سپاہیوں پر ٹوٹ پڑا جو پڑاؤ کے اندر اسلحہ اور خوراک کی حفاظت کر رہے تھے ۔ لمحوں کے اندر انہیں ختم کرنے کے بعد ولید فرولندہ کے لشکر کے اس حصے پر حملہ آور ہوا جو پڑاؤ میں ابھی تک محفوظ دستوں کی حیثیت سے پڑا ہوا تھا ۔ ایک پُر جوش بہتے لاوے ، خون رنگ آندھی اور نہ تھمنے والے طوفان کی طرح ولید ان پر حملہ آور ہوا تھا اور فرولندہ کے لشکر کی ساری یکجہتی اور اتفاق بکھر گیا تھا ۔ رزم گاہ کی مٹی لہو لہو ہونا شروع ہو گئی تھی ۔ فرولندہ کے سارے اعتقادات اور افکارات ڈوبنے لگے تھے ۔ یاس و ناامیدی میں وہ جنگ کے سارے قواعد و ضوابط بھول کر اندھا دھند چلاتے ہوئے اپنے لشکر کو چاروں طرف سے زوردار حملے کرنے کا حکم دینے لگا تھا ۔

وطن کے جیالے مسلمان بھی اب اللہ اکبر پکارتے ہوئے ہر سمت سے حملے کر رہے تھے ۔ ان میں ایک نئی زندگی جاگ اُٹھی تھی اور وہ ایک حقیقت کی صورت

میں اُبھر کر میدانِ جنگ کو مرگ و موت کا تہوار بنانے لگے تھے ۔ ہر مسلمان سپاہی ایک خود فراموشی کے عالم میں اپنی رُوح اور تمناؤں کی گہرائی سے اپنی ملت کے گُن گانے لگا تھا ۔ ایک جشنِ ماتم تھا جو چاروں طرف اُٹھ کھڑا ہوا تھا ۔ ایک طرف مسلمان اسیری اور غلامی سے نجات حاصل کرنے اور آزادی کے پرچم لہرانے کا عزم کیے ہوئے تھے ، تو دوسری طرف فرولندہ کے لشکر کی حالت ان ڈوبتے ، کانپتے سایوں جیسی تھی جن کے ختم ہونے کا وقت آ گیا ہو ۔ میدانِ جنگ میں فرولندہ کی سب تدبیریں دم توڑتی نظر آ رہی تھیں ۔ اس کی ہر آرزو بے طلب ، ہر امید بے رنگ اور ہر خوش فہمی بے بو ہو کر رہ گئی تھی ۔

فرولندہ ، جیولوس ماریا اور پولس اپنے لشکر کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے دوپہر تک مقابلہ کرتے رہے ۔ اچانک ولید اپنے لشکر کو سمیٹتا ہوا اس طرف حملہ آور ہوا جہاں پولس جنگ کر رہا تھا ۔ زوردار حملوں سے راستہ بناتا ہوا ولید برق رفتاری سے پولس کے سر پر جا پہنچا ۔ دوسری طرف عمروس ، معتضد اور پُر اسرار جرنیل نے بھی اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی تھی ۔ پولس نے ولید سے بچ کر ہٹ جانا چاہا لیکن اپنے پہلے ہی وار میں ولید نے اس کا سر قلم کر دیا تھا ۔ پولس کے مرتے ہی اس کے تحت لڑتے ہوئے لشکر میں افراتفری اور بھگدڑ مچ گئی ۔ ہر کوئی میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر بھاگنے لگا تھا ۔ ان کے اس ردِ عمل سے لشکر کے دوسرے حصے پر بھی بُرا اثر پڑا ۔ فرولندہ کا لشکر پہلے ہی میدانِ جنگ سے جی چرا رہا تھا ۔ اب جو ایک حصے نے جنگ سے منہ موڑا تو سارے لشکر میں بددلی کی ایک لہر پھیل گئی تھی ۔ پہلے اگلے حصے میں لڑنے والوں نے پیٹھ دکھائی ۔ اس کے بعد پورا لشکر شمال کی طرف بھاگ کھڑا ہوا ۔ فرولندہ اور جیولوس نے اپنے لشکر پر قابو پا کر روکنے کی انتہائی کوشش کی لیکن انہیں ناکامی ہوئی ۔ اس وقت ان کے لشکر کی حالت اس زخمی ہاتھی جیسی تھی جو پسپا ہوتے ہوئے اپنے لشکر کو ہی روندتا ڈالتا ہے ۔

ناکامی کی صورت میں فرولندہ اور جیولوس ماریا بھی بھاگ کھڑے ہوئے ولید

عمروس، معتضد اور پُراسرار لشکر نے پانچ میل تک دُشمن کا تعاقب کرکے ان کی تعداد کو کم کی پھر وہ اسی میدان میں لوٹ آئے تھے جس کے اندر جنگ ہوئی تھی۔ پہلے شہید ہونے والوں کو دفن کرکے زخمیوں کی دیکھ بھال کی گئی۔ اس کے بعد فرولندہ کے پڑاؤ کا جائزہ لیا گیا۔ اَن گنت خیمے، خوراک کے وسیع ذخائر اور اسلحہ کے ڈھیر مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے۔ یہ جنگ فرولندہ کے لیے انتہائی نقصان دہ اور مسلمانوں کے لیے نفع بخش ثابت ہوئی تھی۔

جس وقت لشکر میں تقسیم کرنے کے لیے مالِ غنیمت ایک جگہ جمع کیا جا رہا تھا۔ ولید نے دیکھا اس کے عین سامنے ایک قریبی ٹیلے پر وہی مجذوب کھڑا تھا جس نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اسے اشبیلیہ سے رخصت کیا تھا اس نے اپنا پھٹا پُرانا لیکن صاف ستھرا عمامہ سر سے اتار کر جنگل کی ایک ٹیڑھی سی لکڑی سے باندھ کر فتح کے پرچم کی صورت میں بلند کر رکھا تھا۔ پھر اُس نے زور سے پکارتے ہوئے کہا۔ اے ہسپانیہ میں تعاون و اتحاد کرنے والو! میں تم سب کو فتح کی مبارکباد دیتا ہوں۔ یاد رکھو! قدرت اس قوم پر معجزات کا ظہور کرتی ہے۔ جو اس کی اطاعت اور بندگی میں استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ولید اُٹھ کھڑا ہوا اور اس مجذوب کی طرف بڑھا۔ عمروس، معتضد، غزلیطہ اور کچھ دوسرے جرنیل بھی ولید کے ساتھ ہو لیے تھے۔ تاہم وہ پراسرار سالار اپنے لشکر کے ساتھ ایک طرف کھڑا تھا۔ اتنے فاصلے پر کہ کوئی اسے دیکھ نہ سکے۔ کوئی اسے پہچان نہ سکے۔ ولید جب ٹیلے پر اس مجذوب کے پاس گیا تو اس سے پوچھا میرے محترم! آپ کب یہاں آئے۔ اس مجذوب نے بڑی انکساری سے کہا۔ میں کہیں گیا ہی کب تھا۔ یہیں تمہارے لشکر کے آس پاس تھا۔ ولید کچھ اور کہنے والا تھا کہ ایک سوار اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہُوا ٹیلے پر آیا۔ جب وہ نیچے اُترا تو ولید نے دیکھا وہ احمد تھا۔ وہ اُداس، افسردہ اور پریشان پریشان تھا۔ ولید نے فوراً پوچھ لیا۔ احمد! احمد! تم کس لیے یہاں آئے ہو۔ تم پریشان کیوں ہو۔ احمد کی گردن

جُھک گئی اور بکھری بکھری آواز میں اس نے کہا۔ آقا! میں ایک بُری خبر لے کر آیا ہوں عمونہ بیٹی ہمیشہ کے لیے ہم سے جُدا ہو گئی ہے۔ طبیبوں نے بہت علاج کیا لیکن وہ صحت مند نہ ہو سکی۔ ہم نے اُسے حویلی کے صحن میں دفن کر دیا ہے۔

ولید چند لمحوں تک اپنے ہونٹ کاٹتا رہا۔ پھر اس کی پلکیں بھیگ گئیں اور گردن بے جان سی ہو کر جُھک گئی۔ عمروس کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے تھے اور وہ نہایت ہمدردی سے ولید کی طرف بھی دیکھ رہا تھا۔

معتضد نے احمد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے اجنبی! مرنے والی خاتون کون تھی۔ احمد نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ وہ میرے آقا کی بیوی تھیں۔ معتضد اور غزلیطہ غمگین ہو گئے تھے۔ مجذوب کی پلکیں بھی بھیگ گئی تھیں۔ وہ آگے بڑھا اور ولید کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اس جہاں کی کس چیز کو فنا نہیں، زندگی موت، شام سحر دھوپ سائے، مدوجزر، عروج و زوال اور فراز و نشیب یہ سب اللہ کی تقویمیں ہیں۔ ہر ایک کو اپنے خالق کی طرف لوٹ جانا ہے۔ آؤ مل کر مرنے والی ہستی کے لیے مغفرت کی دُعا کریں۔ سب نے دُعا کے لیے ہاتھ بلند کر لیے۔ اتنے میں لشکر کے اندر ظہر کی اذان سُنائی دی۔ دُعا ختم کرکے وہ سب نماز ادا کرنے کے لیے ٹیلے سے اُتر کر میدان کی طرف جا رہے تھے۔

مرسیہ آج بے حد خوش تھی وہ دریائے تاجہ کے کنارے کنارے بھاگتی پھر رہی تھی۔ اس ہرنی کی طرح جسے کسی نے باڑے کی اسیری سے نکال کر مرغزاروں میں کھلا چھوڑ دیا ہو۔ اس طائر کی مانند جو اپنے قفس کو توڑ کر دھلی دھلی، ٹھنڈی اور کھلی کھلی فضاؤں کے اندر تیرنے لگا ہو۔ اس لیے کہ اس نے بوڑھے عرب زیدان، اس کی بیوی خیران اور بیٹی عتیقہ سے اگلے روز ان سے رخصت ہو کر ولید کے پاس جانے کی اجازت لے لی تھی۔ زیدان اور عتیقہ دریا سے مچھلیاں پکڑ رہے تھے اور مرسیہ دریا کنارے کی ریت پر بھاگتی پھر رہی تھی۔

گو سردی زوروں پر آ گئی تھی پھر بھی دھوپ کے باعث دریائے تاجہ کے کنارے کی ریت جو نیم گرم سی ہو گئی تھی۔ مرسیہ اس پر اِدھر اُدھر بھاگ رہی تھی۔ ان کے قریب ہی بائیں طرف پیلاطس، زیدان کے ریوڑ کو چرا رہا تھا۔ جب کہ ان سے پہاڑوں کا ایک وسیع سلسلہ تھا جو دور تک پھیلتا ہوا طلیطلہ شہر کے شمال مغربی پہاڑوں تک چلا گیا تھا۔

ایک دم گھوڑوں کی ٹاپوں پر مرسیہ چونک اٹھی۔ اس نے دیکھا چند گھوڑ سوار اس پگ ڈنڈی پر نمودار ہوئے تھے جو جنوب مغرب سے آتی ہوئی پہاڑوں کے اندر ایک چھوٹا سا بل کھا کر طلیطلہ شہر کی طرف چلی گئی تھی۔ مرسیہ ان سواروں کو

پریشانی سے دیکھنے لگی تھی کیونکہ وہ سب پیلاطس کے پاس آ کر رک گئے تھے جو شہر کی طرف جانے والی پگ ڈنڈی کے کنارے ریوڑ کو چرا رہا تھا۔ سوار کچھ دیر پیلاطس کے پاس کھڑے ہو کر باتیں کرتے رہے۔ پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور انہیں سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ ٹیالے رنگ کی بل کھاتی ہوئی پگ ڈنڈی پر طلیطلہ شہر کی طرف چلے گئے تھے۔ اچانک پیلاطس ریوڑ کو چھوڑ کر مرسیہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اور قریب آ کر زور زور سے پکارنے لگا۔

مرسیہ! مرسیہ! میں تمہارے لیے خوش خبری لایا ہوں بیٹی! پیلاطس جب قریب آیا تو مرسیہ نے پوچھا۔ تم کیسی خوش خبری لائے ہو اور وہ تمہارے پاس کھڑے سوار کون تھے؟ اور تم سے کیا کہہ رہے تھے۔ کنارے پر کھڑے زیدان اور عتیقہ بھی جال پھینک کر اُن کے قریب آ کھڑے ہوئے تھے۔ پیلاطس نے کہا۔ وہ سوار امیر ولید بن ہشام کی طرف سے طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون کے نام کوئی اہم پیغام لے کر آئے ہیں۔

مرسیہ نے پیلاطس کو ٹوکتے ہوئے کہا۔ اگر وہ امیر ولید کی طرف سے آئے ہیں تو یقیناً وہ شمال کی طرف سے آتے لیکن وہ تو جنوب مغرب کی طرف سے آئے ہیں۔ زیدان نے بھی بولتے ہوئے کہا۔ ان سواروں نے تمہارے ساتھ تمسخر تو نہیں کیا۔ پیلاطس نے کہا آپ لوگ غلط اندازہ لگا رہے ہیں۔ امیر ولید اس وقت اپنے شہر حیرہ میں نہیں وہ اپنے لشکر کے ساتھ وادیٔ آنہ میں ہیں۔ ان کا شیر دل جرنیل عمرو بن جندل بھی ان کے ساتھ ہے اور وہ ایک جنگ میں فرولندہ کو شکست بھی دے چکے ہیں۔ زیدان نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

کیا کہا تم نے؟ کیا امیر ولید فرولندہ کو شکست دے چکے ہیں۔ پیلاطس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ ہاں امیر ولید فرولندہ کو شکست دے چکے ہیں۔ وہ تکرار کہہ رہے تھے کہ امیر ولید کے ساتھ اشبیلیہ، مالقہ، قرطبہ، غرناطہ اور بطلیوس کے مسلمان حکمرانوں نے اتحاد کر لیا ہے اور اس متحدہ لشکر نے وادیٔ آنہ کے اندر فرولندہ

کو عبرتناک شکست دی ہے۔ وہ سوار کہہ رہے تھے' فرولندہ شکست کھا کر شمال کی طرف بھاگ گیا ہے اور اس جنگ میں امیر ولید نے فرولندہ کے ایک جرنیل پولس کو بھی قتل کر دیا ہے۔ فرولندہ جس تیزی سے مسلمانوں کے علاقوں کو روندتا ہوا جنوب کی طرف بڑھا تھا اس سے کہیں زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ وہ شمال کی طرف بھاگا ہے۔

پیلاطس چند ثانیوں تک خاموش رہا پھر مرسیہ سے کہا۔ مرسیہ بیٹی! ان حالات میں جب کہ امیر ولید اس وقت وادی آنہ میں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں ہم حرہ جا کر کیا کریں گے۔ وہ سوار کہہ رہے تھے جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی۔ کیونکہ فرولندہ اپنے لشکر کی تعداد بڑھا کر پھر جنگ کی تیاری میں ہے۔ لہذا جب تک امیر ولید جنگ ختم کر کے اپنے شہر کو نہیں لوٹتے ہم دونوں یہیں رہ کر زیدان کی خدمت کریں گے۔ یہ بھی اچھا ہی ہوا۔ میں کئی دن سے سوچ رہا تھا کہ میرے چلے جانے کے بعد ریوڑ کون چرایا کرے گا۔ سچ پوچھو تو مجھے ریوڑ کے جانوروں سے محبت سی ہو گئی ہے اور وہ سوار کہہ رہے تھے کہ اگر جنگ زیادہ پھیل گئی تو ہو سکتا ہے امیر ولید طلیطلہ کی طرف بھی آئیں۔ اگر ایسا ہوا تو ہم طلیطلہ شہر میں امیر ولید سے مل لیں گے۔

مرسیہ نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ پیلاطس! پیلاطس! تم ٹھیک کہتے ہو جب تک امیر ولید جنگ میں مصروف ہیں۔ ہم دونوں یہیں رہیں گے۔ اچانک زیدان زمین پہ سجدہ ریز ہو گیا اور اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگا۔ جب وہ کھڑا ہوا تو اس کی پیشانی پر ریت چمک رہی تھی۔ اس نے پیلاطس، مرسیہ اور عتیقہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اگر قرطبہ، اشبیلیہ، غرناطہ اور مالقہ کے حکمران امیر ولید سے اتحاد کر چکے ہیں تو خدا کی قسم یہ ایک معجزہ ہے اور قدرت ہم پر مہربان ہو چکی ہے۔ اب جب کہ مسلم قوم میں اتحاد پیدا ہو چکا ہے اندلس کے اندر دنیا کی کوئی بھی طاقت اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ میرا دل کہتا ہے' قدرت ہسپانیہ کے اندر مسلمانوں کے حق میں ایک انقلاب برپا کرنے کی خاطر امیر ولید بن ہشام کا انتخاب کر چکی ہے۔ پہلے مجھے اُمید نہ تھی کہ ہم واپس اپنے گھروں کو لوٹ سکیں گے لیکن اب مجھے یقین ہے کہ ایک

ہم اپنی بستیوں میں ضرور داخل ہوں گے جن پر فرولندہ قبضہ کر چکا ہے۔

زیدان خاموش ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور دوبارہ اپنے جال کو سمیٹنے لگا۔ مرسیہ یلتقہ بھی کام میں اس کی مدد کرنے لگی تھیں۔ پیلاطس اس باریک پگ ڈنڈی کی طرف پایا جو کوہستانوں کے اندر بل کھاتی ہوئی طلیطلہ شہر کی طرف چلی گئی تھی اور جس کے دونوں ب چھوٹے چھوٹے ٹیلوں پر ریوڑ کی بکریاں گھاس چر رہی تھیں۔

○

نارمن جرنیل گیلامی جو ایک دیو قامت اور خونخوار انسان تھا فرولندہ سے شدہ پروگرام کے مطابق شمال مشرقی اندلس کی طرف بڑھا۔ جب کہ فرولندہ کے تینوں ے انولش، غرسیہ اور شانجہ اللب ندی کے کنارے فرانسیسی لشکر کے ساتھ خیمہ زن پکے تھے۔ جس قدر لشکر کے ساتھ گیلامی مشرقی اندلس کی طرف بڑھا تھا۔ اس سے تین زیادہ لشکر فرولندہ کے تینوں بیٹوں کے پاس تھا۔ گیلامی بڑی تیزی سے حرکت میں ۔ ولید اور یحییٰ المامون کے علاقوں کی سرحد کے ساتھ ساتھ گزرتا ہوا وہ آگے بڑھا ر مسلم ریاست سرقسطہ میں داخل ہوا۔

یحییٰ المامون حاکم طلیطلہ اور سرقسطہ کے مسلم حکمران احمد مقتدر کو نارمن جرنیل یلامی کی پیش قدمی کی خبر ہو گئی تھی۔ ان دونوں نے اپنے لشکروں کو متحد کیا اور سرقسطہ ریاست کے اندر دریائے دویرہ کے کنارے انہوں نے گیلامی کا رستہ روکا۔ دریا کے نارے گھمسان کی جنگ ہوئی۔ خونخوار نارمنوں نے یحییٰ المامون اور احمد مقتدر کے تجربہ کار لشکروں کو اپنے سامنے زیادہ دیر تک رُکنے کا موقع ہی نہ دیا۔ مسلمانوں نے ی کوشش کی کہ نارمنوں کی یلغار کو روک دیں۔ لیکن اُنہیں ناکامی ہوئی اور نارمنوں نے ۔۔۔نوں کے لشکروں کو یوں منتشر کر دیا جس طرح دوپہر کے وقت صحرا کے اندر اٹھنے والے بگولے خس و خاشاک کو دور دور تک بکھیر کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ ایک عبرت ک شکست تھی جو المامون اور مقتدر کو ہوئی۔

یحییٰ المامون طلیطلہ کی طرف اور احمد مقتدر سرقسطہ کی طرف بھاگ گیا۔

گیلامی اپنے لشکر کے ساتھ ایک فاتح کی حیثیت سے آگے بڑھا اور دریائے دویرہ کو پار کر کے مسلمان علاقوں میں ایک طوفانی ترکتاز شروع کر دی تھی اور دریائے مندیق تک آگے بڑھتا چلا گیا۔ نارمنوں نے چند روز تک بے خوف وخطر ہو کر دریائے دویرہ اور دریائے مندیق کے درمیانی علاقے کو لوٹا۔ آرام کرنے کے بجائے نارمنوں نے اپنی یلغار جاری رکھی دریائے مندیق کو اُنہوں نے پار کیا اور سبر قسطہ کی مسلم ریاست کے دوسرے بڑے شہر اور مضبوط ترین قلعے برشتر کی طرف بڑھے۔

اس شہر کی حفاظت کے لیے احمد مقتدر کی ایک مٹھی بھر فوج تھی جس کے حوصلے پہلے ہی اس خبر پر پست ہو چکے تھے کہ نارمن المامون اور مقتدر کے متحدہ لشکر کو دریائے دویرہ کے کنارے شکست دے چکے ہیں لہذا نارمن لشکر جب وہاں پہنچا اور برشتر شہر کا محاصرہ کر لیا تو وہاں کی محصور فوج نے اس شرط پر نارمنوں کی اطاعت قبول کرنے کی پیشکش کی کہ ان کی جانیں سلامت رکھی جائیں گی۔ گیلامی نے مسلمانوں کی اس مُٹھی بھر فوج کے سالار سے اس شرط پہ صلح کرنے کی رضامندی ظاہر کی کہ مسلمانوں کا لشکر شہر سے باہر نکل کر اپنے ہتھیار نارمنوں کے حوالے کر دے گا۔ مسلمانوں نے اس شرط کو قبول کر لیا اور ان کی فوج شہر سے باہر نکل آئی۔ گیلامی فوراً اپنے عہد سے پھر گیا اور برشتر کی فوج پر حملہ کر دیا۔ نارمنوں کی توقع سے بڑھ کر مسلمانوں نے اُن کا مقابلہ کیا لیکن نارمنوں کے آگے وہ ٹھہر نہ سکے اور نارمنوں نے سب کو تہ تیغ کر دیا۔

شہر کے مسلمانوں کے ساتھ بھی سفاکی اور دھوکا کیا گیا۔ گیلامی نے ان سے کہا کہ وہ شہر چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں۔ اہل شہر مان گئے۔ اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ نارمنوں کے اندر رہ کر ان کی عزّت اور مال محفوظ نہ رہیں گے۔ مسلمانوں نے اپنی تیاری کی اور شہر چھوڑنے لگے۔ جب ان گنت مسلمان شہر سے باہر جمع ہو گئے تو گیلامی نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کی تعداد کم کر دی جائے۔

مُسلح نارمن نہتے مسلمان مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچّوں پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ انھوں نے چھ ہزار (۶۰۰۰) مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد گیلامی نے مسلمانوں

سے کہا کہ وہ لوٹ آئیں اور اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ دوبارہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

اس کے بعد گیلامی نے مسلمانوں کے گھر اپنے لشکر کے سپاہیوں میں تقسیم کر دیئے۔ ہر سپاہی کو جو گھر ملا وہ اس گھر کی ہر چیز کا مالک قرار دے دیا گیا۔ اس گھر کی عورتیں بچے اور مال اسباب سب کا وہ مالک قرار دیا گیا تھا۔ گھر کا مالک مسلمان اس نارمن سپاہی کا غلام بنا دیا گیا۔ نارمن مسلمانوں کو طرح طرح کی جسمانی اذیتیں دیتے تاکہ مال اگر کہیں اُنھوں نے دبا رکھا ہو تو بتا دیں۔ بعض وقت کئی مسلمان ان نارمنوں کی ایذا رسانی سے ہی مر گئے اور ان کا مر جانا ہی ان کے حق میں بہتر ہوتا تھا کیونکہ وحشی نارمن مسلمان عورتوں اور جوان کنواری لڑکیوں کو ان کے شوہروں اور والدین کے سامنے بے آبرو کرتے تھے۔ ایسی بے حیائی کی حرکتیں وہ سرعام کرتے تھے اور مسلمانوں کو بیڑیاں پہنا کر یہ مکروہ کھیل دیکھنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔

گیلامی نے برشتر شہر کے اندر جس قدر جوان اور توانا مرد مسلمان تھے اور جن سے اُمید کی جا سکتی تھی کہ وہ جنگ میں حصّہ لے سکتے ہیں اس لیے قتل کرا دیئے تاکہ وہ کسی موقع پر ان کے لیے دشواری کا باعث نہ بنیں۔ شہر کے اندر اب صرف بوڑھے اور بچّے ہی رہ گئے تھے۔ اس طرح گیلامی نے شہر کو اپنے لیے بے ضرر بنا کر وہاں اپنا مرکز قائم کر لیا۔ کئی روز تک وہ برشتر شہر کے دفاع کو مضبوط اور ناقابل تسخیر بنانے میں مصروف رہا۔ اصل میں گیلامی اس شہر کو اپنا مرکزی ٹھکانہ بنا کر اپنی پیشقدمی یلغار اور ترکتاز کو مسلم علاقوں کے اندر اور آگے تک بڑھانا چاہتا تھا۔ اُسے ابھی تک خبر نہ ہوئی تھی کہ مسلمانوں کے مقابلے میں فرولندہ کو شکست ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ دن رات جنگی تیاریوں میں مصروف رہا۔

○

فرولندہ کو اپنی شکست کا سخت صدمہ ہوا کیونکہ یہ اس کے اس منصوبے کے برعکس تھی جو اس نے مسلمانوں کے خلاف تیار کر رکھا تھا۔ اس نے اپنی شکست کی

تشہیر نہ ہونے دی وہ وادیِ آنہ سے جہاں اسے شکست ہوئی تھی بیس میل پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے فی الفور تشتالیہ سے اپنے بھائی لیبی کو اس کے لشکر سمیت طلب کر لیا۔ اپنے چھوٹے بیٹے شانجہ کو حکم دیا کہ وہ آگے بڑھ کر طلیطلہ کے یحییٰ المامون پر حملہ کر دے۔ اپنے دونوں بڑے بیٹوں افونش اور غرسیہ کو پیغام بھجوایا کہ وہ آگے بڑھ کر ولید کے شہروں حرہ اور سویدا کا محاصرہ کر لیں اور ہر حالت میں دونوں شہروں کو فتح کرنے کی کوشش کریں۔

دراصل فرولندہ مسلمانوں کے لیے ایک سے زیادہ محاذ کھولنا چاہتا تھا۔ اس طرح مسلمانوں کی قوّت بٹ سکتی تھی اور اسے فائدہ اُٹھانے کی توقع تھی۔ اس کے علاوہ نارمن جرنیل گیلامی سے بھی کہا گیا کہ وہ برشتر سے نکل کر سرقسطہ شہر پر قبضہ کرنے کے لیے مزید پیش قدمی کرے۔ یہ سب انتظامات مکمّل کرنے کے بعد فرولندہ اپنے بھائی لیبی اور جیولوس ماریا کے ساتھ پھر جنوب کی طرف بڑھا اس کا رُخ وادیِ آنہ کے ان ہی میدانوں کی طرف تھا جہاں وہ اس سے قبل شکست کا سامنا کر چکا تھا۔ ولید، عمروس، معتضد اور پُراسرار جرنیل ابھی تک وادیِ آنہ میں ہی خیمہ زن تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اپنی شکست کا بدلہ لینے کی خاطر فرولندہ عنقریب میدانِ جنگ کا رُخ کرے گا۔

ایک روز رات کے وقت جبکہ وادی آنہ میں سرما کی تیز اور تُند ہواؤں کے باعث اسلامی لشکر کے خیمے پھڑپھڑا اور طنابیں بُری طرح ہل رہی تھیں، لشکر کے اندر ولید کا جاسوس عمر بن ربیعہ داخل ہوا۔ ولید کے خیمے سے باہر اس نے اپنے گھوڑے کو باندھا اور خیمے سے باہر کھڑے ہو کر اس نے پکار کر کہا۔ میرے آقا! میں عمر بن ربیعہ ہوں کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔ خیمے سے ولید کی آواز آئی۔ اندر آجاؤ عمر!

عمر بن ربیعہ اندر داخل ہوا۔ اس نے دیکھا خیمے میں ولید، عمروس اور معتضد کسی اہم موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ معتضد جو فتنہ انگیزیوں کا معدن اور ہسپانیہ کے اندر قاتلوں اور قزاقوں کا مسکن تصوّر کیا جاتا تھا، بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ خیمے کے اندر چٹائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا معتضد نے اپنی ساری انفرادی

عزت و سطوت اور جاہ و حشمت کو فراموش کر کے اپنے اندر کے خودنما اور بد باطن انسان کو قتل کر دیا ہو۔ عمر بن ربیعہ نے پہلے تینوں سے مصافحہ کیا پھر وہ ولید کے سامنے بیٹھ کر بڑی دل سوز آواز میں کہہ رہا تھا۔

میرے آقا! میں آپ کے لیے اچھی خبر نہیں لایا ہوں۔ ہسپانیہ میں ایک بار پھر ادبار اور آشوب کا دَور شروع ہو گیا ہے۔ فرولندہ اپنے بھائی لیبی اور جیولوس ماریا کے ساتھ برق رفتاری سے آپ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس بار اس کے لشکر کی تعداد پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ فرولندہ کے دو بیٹے افونش اور غرسیہ ایک جرار لشکر کے ساتھ حرا اور سویدا کا محاصرہ کرنے کے لیے شمال کی طرف کوچ کر گئے ہیں۔ وہ اس سے قبل اللب ندی کے کنارے فرانسیسی لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھے۔ فرولندہ نے اپنے تیسرے بیٹے شانجہ کو یحییٰ المامون کے خلاف ترکتاز کرنے کے لیے روانہ کر دیا ہے۔ سب سے انتہائی افسوسناک اطلاع یہ ہے کہ نارمن جرنیل گیلامی نے سرقسطہ کے حکمران احمد مقتدر کے شہر برشتر پر قبضہ کر کے وہاں مقیم مسلم فوج کو قتل کر کے شہر کے مسلمانوں کو اپنے لشکر کا غلام بنا لیا ہے۔ برشتر میں کسی مسلمان بیٹی کی عزّت محفوظ نہیں ہے۔ نارمن سرِعام اور اعلانیہ طور پر بدکاری کا کھیل کھیلتے ہیں اور کوئی اُنہیں روکنے والا نہیں ہے۔ اب فرولندہ نے گیلامی کو حکم دیا ہے کہ وہ سرقسطہ کی طرف بڑھے اور برشتر کو اپنا مستقل مرکز بنائے رکھے۔ یوں لگتا ہے فرولندہ ہمارے لیے زیادہ سے زیادہ محاذ کھول کر ہماری قوت کو مختلف حصّوں میں بانٹ کر کمزور کرنا چاہتا ہے۔

ولید پر بے خودی سی طاری ہو گئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ سر جھکائے سوچتا رہا پھر سرد آہوں سے بھرپور آواز میں اس نے پوچھا کیا گیلامی کا راستہ کسی نے روکنے کی کوشش نہ کی تھی۔ یحییٰ المامون اور احمد مقتدر اس وقت کہاں تھے جب گیلامی برشتر پر قبضہ کر رہا تھا۔ عمر بن ربیعہ نے حسرتوں میں دبی دبی آواز میں کہا۔ دریائے دویرہ کے کنارے یحییٰ المامون اور احمد مقتدر نے گیلامی کا راستہ روکا تھا لیکن گیلامی کے ساتھ نارمنوں کی ایک مضبوط قوت ہے جس کی بنا پر اس نے المامون اور مقتدر کو شکست دی اور آگے بڑھ کر

برشتر شہر پر اس نے قبضہ کر لیا۔

ولید چند لمحوں تک خیمے کے ہر نفس کو فراموش کر کے گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ عمر بن ربیعہ نے پوچھ لیا۔ کیا آپ برشتر کے بدحال لوگوں کی مدد کو نہ جا سکیں گے۔ ولید نے بیتاب ہو کر کہا۔ نہیں نہیں یہ نہ کہو۔ میں ان کی مدد کو ضرور جاؤں گا۔ میں ان پر واضح کر دوں گا۔ کہ ہسپانیہ کے اندر وہ بے بس اور تنہا نہیں ہیں۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ پھر بولا۔ عمروس! عمروس! میں آج رات کے پچھلے حصے میں اپنے حصے کے لشکر کو لے کر یہاں سے کوچ کروں گا۔ قبل اس کے شانجہ کے ہاتھوں مسلمانوں کی تباہی اور بدحالی کا سامنا کرنا پڑے میں شانجہ اور گیلامی دونوں سے نمٹ لینا چاہتا ہوں۔ اگر ہم سب مل کر فرولندہ کا سامنا ہی کرتے رہے تو شرق میں ہمیں ناقابل تلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ گیلامی اور شانجہ دونوں مل کر المامون اور مقتدرہ کو زیر کر کے مسلم سے نمٹنے کے لیے بارسلونہ کی طرف بڑھیں گے۔ مسلم کے پاس صرف بحری قوت ہی ہے اور وہ بری جنگ میں گیلامی اور شانجہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ معتضد نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ فرولندہ سے جنگ کرنے کے بعد یہاں سے روانہ ہوں۔

ولید نے افسردگی میں کسی ٹوٹی ہوئی نحیف تان جیسی آواز میں کہا۔ بظاہر ایسا ہی لگتا ہے کہ مجھے فرولندہ سے نمٹ کر کسی دوسری مہم کی طرف روانہ ہونا چاہیے لیکن گیلامی اور شانجہ کا محاذ اس سے بھی کہیں زیادہ اہم ہے اگر ان دونوں نے مل کر بارسلونہ کی بندرگاہ چھین لی تو ایک طرح سے ہم مفلوج ہو کر رہ جائیں گے۔ پھر ولید نے عمر بن ربیعہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

فرولندہ نے اپنے بیٹے شانجہ کو کب طلیطلہ کی طرف روانہ کیا ہے اور خود اس نے کب ہماری طرف کوچ کیا۔ عمر نے کچھ سوچ کر شاید دنوں کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔ آج سے پانچ دن پہلے شانجہ روانہ ہو گیا تھا اور فرولندہ نے کل شام کے وقت آپ کی طرف کوچ کیا ہو گا۔ کیونکہ کل میں جب اس کے لشکر کا جائزہ لے کر آپ کی طرف روانہ ہوا تو اس کا لشکر کوچ کی تیاری کر رہا تھا۔ ولید نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا۔ عمروس! عمروس! اس میدان میں اب صرف معتضد قیام کریں گے۔ میں گیلامی اور شانجہ کے پیچھے جاؤں گا۔ تم بھی اس پراسرار سالار کو ساتھ لے کر شمال کی طرف آج رات کی تاریکی میں کوچ کر جاؤ اور اس طرف بڑھتے ہوئے فرولندہ کے لشکر پر شب خون مارنا شروع کر دو۔ اس طرح اس کی رفتار سست ہو جائے گی۔ اور مجھے امید ہے کہ میں شانجہ اور گیلامی سے نمٹ کر فرولندہ کے ساتھ ہونے والی جنگ میں تم لوگوں سے آملوں گا۔ اس طرح ہم دونوں محاذوں پر احسن طریقے سے اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ عمروس اور معتضد نے ولید کی اس تجویز پر اتفاق کیا۔ عمر بن ربیعہ باہر نکل کر اپنی کسی انجانی اور گمنام منزل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ ولید اور عمروس اپنے اپنے محاذ کی طرف کوچ کی تیاری کرنے لگے تھے۔

قسط 143

فرولندہ کا بیٹا شانجہ بڑی تیزی سے مار دھاڑ کرتا ہوا حاکم طلیطلہ یحییٰ المامون کی حکومت میں داخل ہوا۔ المامون میں اتنا دم خم نہ تھا کہ طلیطلہ سے نکل کر شانجہ کا مقابلہ کرتا تاہم آئندہ کی پیش بندی کے لیے اس نے ولید کی طرف مدد کے لیے اپنے قاصد روانہ کر دیئے تھے۔ شانجہ نے فرانسیسی لشکر کے ساتھ المامون کی سلطنت میں داخل ہوتے ہی قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ وہ جگہ جگہ چھاپے مارتا ہوا پیش قدمی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ یحییٰ المامون کی سلطنت کے مشہور شہر قلعۃ النہر کے سامنے نمودار ہوا۔

شہر کی محافظ فوج نے المامون سے امداد طلب کی لیکن المامون اس حالت میں نہ تھا کہ ان کی مدد کر سکتا کیونکہ نارمن جرنیل گیلامی کے ہاتھوں جو اسے شکست ہوئی تھی اس سے اس کی عسکری قوت پر ایک زبردست ضرب لگی تھی۔ تاہم اسے امید تھی کہ ولید بن ہشام کی طرف سے اسے مدد ضرور ملے گی۔ شانجہ نے صرف ایک دن کے محاصرے کے بعد قلعۃ النہر کو فتح کر لیا۔ شہر میں داخل ہو کر اس نے جی بھر کر مسلمانوں کا

کا قتلِ عام کیا۔ چند یوم تک وہ شہر میں آرام کرتا رہا۔ پھر وہاں سے نکل کر وہ طلیطلہ کی طرف یلغار کرنے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف نارمن سالار گیلامی، احمد مقتدر کے شہر بربشتر سے نکل کر سرقسطہ کی طرف بڑھا۔ سرقسطہ مقتدر کا مرکزی شہر تھا اور گیلامی کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اس نے چاروں طرف قاصد روانہ کر دیئے۔ گیلامی بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کر رہا تھا۔ اپنے لشکر کا ایک حصّہ وہ بربشتر کا نظم و نسق سنبھالنے پر بھی چھوڑ گیا تھا۔ ایک روز جب کہ وہ سرقسطہ سے دس میل دُور کہستانوں سے گھری ہوئی ایک وادی سے گزر رہا تھا۔ اچانک دائیں ہاتھ سے راستہ کاٹ کر ولید اپنے لشکر کے ساتھ اس کے سامنے نمودار ہوا اور گیلامی کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

گیلامی پریشانی کی حالت میں ولید کے لشکر کو دیکھنے لگا کیونکہ یہ لشکر اس کی توقع کے خلاف سامنے آیا تھا۔ جب کہ اسے یقین تھا کہ المامون اور مقتدر میں سے کوئی بھی اب اس کے سامنے آنے کی جرأت نہ کرے گا۔ لہٰذا اس نئے اور اجنبی لشکر کی آمد پر اسے وقتی طور پر حیرت ضرور ہوئی تھی۔ ولید نے بغیر کسی توقف کے آگے بڑھ کر گیلامی پر حملہ کر دیا تھا۔ نارمنوں کا خیال تھا کہ وہ المامون اور مقتدر کے لشکروں کی طرح اس لشکر کو بھی لمحوں کے اندر اُلٹ کر رکھ دیں گے لیکن ان کی ہر اُمید بے کنار اور ہر خواہش سراب بن گئی۔ انہوں نے اپنی پوری قوت صرف کر کے ولید کو پسپا کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ ناکام رہے تھے۔ گیلامی پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے ہر تدبیر آزمائی تخریب کا ہر حربہ استعمال کیا لیکن وہ ولید کو اپنے لشکر کے اندر گھسنے سے روک نہ سکا تھا۔ اس کی ہر تدبیر سربسجود اور اس کی تخریب کاری کا ہر پرچم سرنگوں ہو کر رہ گیا تھا۔

ولید نے گیلامی کے لشکر کے عین وسط میں جا کر لڑتے ہوئے جب لاتحزن اللہ اکبر اور لاتخف کے نعرے مارے تو اپنے لشکر کے ساتھ وہ نرم اور بک لمحات کو وقت کی چیختی گھڑیوں میں، تیرگی کے ہونٹوں کو اشکِ آگ کے قطروں

ہیں، نرم سانسوں کو لمحوں کے تُند طوفان میں، مسکراتے عزم اور نگاہ کی لرزش کو مچلتے ولولوں اور نزع کے عالم میں اور نازک کرن کو بغاوت اور آگ کے شعلوں میں تبدیل کرنے لگا تھا۔ گیلامی اپنی پوری عسکری قوت اور اپنی زندگی کا سارا جنگی تجربہ استعمال کرنے کے بعد یوں محسوس کر رہا تھا۔ گویا قدرت نے اس پر حملہ آور ہونے والوں کو حریت کے لیے مضمون کی تمہید باندھنے، جاں سپاری کے زندہ فسانے رقم کرنے اور تسلسلِ لیل و نہار توڑ دینے کے لیے پیدا کیا ہو۔ اس نے دیکھا چاروں طرف سے مسلمان سپاہی اس کے لشکر کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے ہوئے خوفناک آبشاروں کی طرح آگے بڑھ رہے تھے۔ یوں لگتا تھا ان کے دماغوں میں دشمن کے خون کی بُو چڑھ گئی ہو اور وہ اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو روند ڈالنے کا عزم کر چکے ہوں

گیلامی نے جب دیکھا کہ وہ ولید کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گیا ہے اور اسکے لشکر میں شکست کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے ہیں تو وہ اپنے لشکر کو پسپائی کا حکم دے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ولید نے اس کے بھاگتے لشکر کا تعاقب کیا۔ گیلامی فرار ہو کر بربشتر آیا اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ ولید نے اس کا محاصرہ کر کے وقت ضائع نہ کرنا چاہا کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ گیلامی کو ایک عبرت خیز سبق مل گیا ہے اور کچھ عرصہ تک وہ بربشتر سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرے گا۔ لہٰذا اس نے وہاں سے کوچ کیا اور فرولنڈہ کے چھوٹے بیٹے شانجہ کی طرف بڑھا جو اس وقت اپنے فرانسیسی لشکر کے ساتھ طلیطلہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

○

ولید کوہستان طلیطلہ کے مغرب سے گزر کر ایک مختصر ترین کاوا کاٹتا ہوا شانجہ کے لشکر سے آگے نکل گیا تھا۔ وہاں اس نے اپنا رُخ دائیں ہاتھ کو کیا۔ دریائے تاجہ کے چوبی پل کو پار کر کے اور اس شاہراہ کے کنارے چھوٹے بڑے ٹیلوں کے اندر گھات لگا کر بیٹھ گیا جو اللب ندی کی طرف سے آتی تھی اور پل پار کر کے طلیطلہ سے ہوتی ہوئی [illegible] موریہ اور وہاں سے وادی شقورہ کی طرف چلی گئی تھی۔ یہیں سے ولید نے

طلیطلہ کے حکمران یحییٰ المامون کی طرف پیغام بھجوایا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ پل کے مشرقی کنارے گھات میں بیٹھ جائے اور جونہی شانجہ کے لشکر کا ہراول پل کے اس پار نمودار ہو وہ اس پر حملہ کر دے۔

ولید کی آمد کا سُن کر یحییٰ المامون فوراً حرکت میں آیا۔ اپنے لشکر کو اس نے پل کے مشرقی سرے کے قریب گھات میں بٹھا دیا اور خود وہ ولید سے ملنے مغربی کنارے کی طرف آیا۔ اس وقت سورج غروب ہو کر شام خوب ڈھل گئی تھی اور ولید کا لشکر عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو چکا تھا۔ ولید اس وقت شاہراہ کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا اور قریب ہی اس کا گھوڑا کھڑا ہوا تھا۔ المامون کو دیکھ کر ولید کھڑا ہو گیا۔ المامون بھی گھوڑے سے اُتر کر بھاگ کر آگے بڑھا اور ولید کے گلے لگاتے ہوئے اس کی پیشانی چوم کر کہا۔

اے ہسپانیہ کے صدق و صفا فرزند! تیرے کارنامے سُن کر مجھ بوڑھے کے حوصلے بھی جوان ہو گئے ہیں۔ آپ کے قاصد نے مجھے بتایا تھا کہ آپ سرقسطہ سے دس میل جنوب مشرق میں نارمن جرنیل گیلامی کو شکست دے کر ادھر آئے ہیں۔ کاش میں اس وقت وہاں ہوتا جب گیلامی آپ کے آگے آگے بھاگ رہا تھا۔ کاش میں اس کی بے بسی، اس کی مجبوری، اس کی بزدلی اور عبرت خیز شکست اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا۔

ولید نے بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہا۔ شانجہ سے نمٹ کر میں بہت جلد واپس لوٹ جانا چاہتا ہوں کیونکہ فرولندہ اپنی پہلی شکست کا بدلہ لینے کی خاطر اشبیلیہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس بار اس کے ساتھ جیولوس ماریا کے علاوہ اس کا بھائی لیسی بھی ہے اور اس کے لشکر کی تعداد بھی پہلے سے زیادہ ہے۔ فرولندہ کے بیٹے افونش اور غرلیبہ ایک جرار فرانسیسی لشکر کے ساتھ حرا اور سویدا کی طرف بڑھ گئے ہیں لیکن اس طرف سے میں کم فکرمند ہوں۔ کیونکہ میرا جرنیل ناطور بن بدر ایسے باؤلے کتوں سے نمٹنا خوب جانتا ہے وہ ان پر آگ اور گرم پانی کی ایسی بارش

کرے گا کہ وہ فصیل کے نزدیک تک نہ جا سکیں گے۔

المامون نے پوچھا۔ کیا شانجہ کے لشکر کے متعلق آپ کو کوئی اطلاع ملی ہے

ولید نے اپنے سر پر خود درست کرتے ہوئے کہا۔ آپ کی آمد سے تھوڑی دیر قبل میرے جاسوس خبر لائے تھے کہ شانجہ اپنے لشکر کے ساتھ اسی شاہراہ پر طلیطلہ کی طرف آ رہا ہے جس کے کنارے ہم اس وقت کھڑے ہیں۔ مخبروں کی اطلاع کے مطابق وہ جس رفتار سے آ رہا ہے اس کے مطابق وہ اب زیادہ سے زیادہ یہاں سے پانچ میل دور ہو گا۔ اب آپ اپنے لشکر کی طرف چلے جائیے اور جب شانجہ کے ہراول دستے پل پار کر رہے ہوں تو آپ ان پر حملہ آور ہو جائیں۔ اس طرف سے میں ان پر حملہ کر دوں گا اور دریائے تاجہ کے کنارے رات کے سناٹے میں ان کی بے بسی اور لاچاری قابلِ دید ہو گی۔ المامون اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پل کے اس پار چلا گیا۔ ولید بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

شانجہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی سُرعت سے جنوب مشرق کی طرف سفر کر رہا تھا۔ گیلامی کی طرح اسے بھی خوش فہمی ہو گئی تھی کہ قلعۃ النہر سے لے کر طلیطلہ کی فصیلوں تک کوئی اس کا راستہ روکنے والا نہ ہو گا۔ لہٰذا وہ فتح کے نشے میں چور اور مسلمانوں کا مال و اسباب لوٹنے اور انہیں جی بھر کے قتل کرنے کی دُھن میں ڈوبا ہوا طلیطلہ کی طرف بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ دریائے تاجہ کے اس پل پہ آ گیا جس کے ایک کنارے پر ولید اور دوسرے پر یحییٰ المامون، اس کے ساتھ مرگ و موت کا کھیل کھیلنے کی تیاری مکمل کر چکے تھے۔ شانجہ اپنے لشکر کے وسط میں تھا اور اس کے ہراول دستے بے دھڑک اس چوبی پل پر چڑھ گئے تھے جس پر سے گزر کر شاہراہ طلیطلہ کی طرف جاتی تھی۔

زمین اپنے آب و گِل کے ساتھ خاموش تھی۔ بلند و بالا اور گھنا آسمان چُپ تھا۔ شاہراہ اور قرب و جوار کے پہاڑ، میدان اور نالوں پر جمود طاری تھا۔ لگتا تھا ہر چیز کی آتشِ احساس سرد ہو گئی ہے اور قدرت کی تکوینی قوت سبکدوشِ عمل ہو کر رُونما ہونے والے لمحات کو پُر یدہ رنگی بخشنے کی خاطر اپنے ہونٹوں پر قفل لگا چکی ہو۔

چاروں طرف ایک چُپ تھی، روندی مسلی کلیوں کے لبوں جیسا سکوت تھا جیسے کائنات کی ہر شے الفت بھری رُوحوں کے سفر اور خاموش خرام میں کھو گئی ہو۔ شاید اس لیے کہ دریائے تاجہ کے کنارے قدرت کے گماشتے فردلندہ کے بیٹے شانجہ کے طالع بد کی ابتدا کرنے والے تھے۔ بہر حال وقت کی بے رحم تانکا جھانکی اور حالات کی ستم ظریفی سے بے پرواہ شانجہ آگے بڑھتا رہا۔

شانجہ کے ہراول دستے پُل کے اس پار اُترنے لگے تو نواؤں اور صداؤں کی منتظر تنہائی میں ایک شور اُٹھ کھڑا ہوا جیسے کسی زنداں میں قیدیوں کا شور و غل برپا ہو گیا ہو یا صدیوں سے ویران کسی راہ گزر پہ ان گنت زخمی روحیں چیخ پکار اُٹھی ہوں یحییٰ المامون شانجہ کے ہراول دستوں پر حملہ آور ہو گیا تھا اور فرانسیسی بوکھلاہٹ میں ہاؤ ہو کی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ فرانسیسی ابھی سنبھل کر کسی ترتیب اور تنظیم کے ساتھ المامون سے نمٹنا چاہتے تھے کہ ولید بھی گھات سے نکل کر ان پر حملہ آور ہو گیا ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ دشمنوں پر حملہ کر دیا تھا۔ خود وہ براہِ راست اس طرف حملہ آور ہوا جہاں شانجہ لڑ رہا تھا۔ جب کہ اس کے لشکر کا چھوٹا سا ایک حصّہ فرانسیسیوں کو کاٹتا ہوا پُل پر آگے بڑھنے لگا۔ اب ایک طرف سے المامون اور دوسری طرف ولید کے لشکر کا حصّہ بڑھے تھے اور اُنہوں نے پُل کو فرانسیسیوں سے پاک کر دیا تھا۔ اکثر فرانسیسی دریا میں کُود کر مر گئے جو بچے وہ تلوار کی نظر ہو گئے۔

پُل کو صاف کرنے کے بعد ولید کے دستے اور یحییٰ المامون بھی ولید کے ساتھ آملے تھے تاریک رات کے اندر اُٹھتے بے کراں شور میں شانجہ اپنے آپ کو طوفانوں میں گھرا دیکھ رہا تھا۔ ولید کے لشکر کا ہر سپاہی ان مظالم کا انتقام لینے پر تُل گیا تھا جو شانجہ نے المامون کے شہر قلعۃ النہر پر ڈھائے تھے۔ ولید کے حملوں میں لالہ سحر کی سی خوبصورتی اور صبح کی زرفشانی جیسی تابندگی تھی۔ اپنے تیز اور مسلسل حملوں سے اس نے فرانسیسیوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

اچانک کسی مسلمان سپاہی نے اُونچی آواز میں شانجہ کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے فردلندہ کے بیٹے شانجہ! دریائے تاجہ کا یہ کنارہ تیرے لشکر کا قبرستان بنے گا ہم اس سے قبل سرقسطہ سے باہر نارمن جرنیل گیلامی کو شکست دے کر آئے ہیں۔ جانتے ہو ہمارے سالار اس وقت کون ہیں؛ تم اس وقت ہمارے سالارِ اعلیٰ ولید بن ہشام سے جنگ کر رہے ہو جس نے بارہا تمہارے باپ کے جرار لشکر کو عبرت ناک شکست دی ہے۔

ولید بن ہشام کا نام سُن کر شانجہ کی سوال کناں آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ اس کی بھوکی آنکھوں میں جہاں پہلے لغزش و بے راہ روی تھی وہاں اب خاک و خاکستر اُڑ رہے تھے۔ ولید کے نام سے شانجہ کے حوصلے پست ہو گئے تھے اور جنگی ضرورتوں کا دھیان اس کے ذہن میں دُھندآلود ہوتا چلا گیا تھا۔ آدھی رات تک جنگ ہوتی رہی اس کے بعد فرانسیسی جنگ سے منہ موڑنے لگے پھر شانجہ انہیں لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ شانجہ کے لشکر کی تعداد اب بھی ولید اور المامون کے متحدہ لشکر سے زیادہ تھی۔

ولید نے دس میل تک شمال کی طرف اندھیرے میں بھاگتے شانجہ کا تعاقب کیا۔ پھر وہ جنگ میں کام آنے والے سپاہیوں کی تدفین اور زخمیوں کی دیکھ بھال کے لیے دریائے تاجہ کے پُل کی طرف لوٹ گیا تھا۔

○

مرسیہ اور عتیقہ صبح کا کھانا پکا رہی تھیں۔ خیران کھلے آسمان تلے بندھی ہوئی بکریوں کا دودھ دوھ رہی تھی۔ اپنے خیمے سے باہر مرسیہ اور عتیقہ نے مٹی کا چولہا بنا رکھا تھا جہاں وہ کھانا تیار کرتی تھیں۔ زیاران اور پیلاطس فجر کی نماز ادا کرنے اس کھلے میدان کی طرف گئے ہوئے تھے جہاں کیمپ کے لوگ طبیب ابوالعاص کی امامت میں باجماعت نماز پڑھتے تھے۔ ایک دم پیلاطس خیموں کے بیچ بیچ بھاگتا ہوا نظر آیا۔ وہ مرسیہ کو پکارتا ہوا آ رہا تھا۔ مرسیہ! مرسیہ! آقا ولید آ گئے۔ آقا ولید آ گئے۔

مرسیہ خوشی سے دیوانی ہو کر چولہے کے پاس سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور پیلاطس سے پوچھا۔ پیلاطس! پیلاطس! کہاں ہیں آقا ولید! خدا کی قسم میں اُن سے ضرور ملوں گی۔ پیلاطس نے اپنی سانس درست کرتے ہوئے کہا۔ وہ یہاں سے

پانچ میل مشرق کی طرف دریائے تاجہ کے پُل پر ہیں۔ فردلندہ کے بیٹے شانجہ نے طلیطلہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن آقا ولید بروقت اہلِ طلیطلہ کی مدد کو آگئے اور دریائے تاجہ کے کنارے انہوں نے شانجہ کو عبرت خیز شکست دی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک جنگ میں خونخوار نارمن جرنیل گیلامی کو بھی شکست دے چکے ہیں اس وقت وہ دریائے تاجہ کے کنارے پڑاؤ کیے ہوئے ہیں۔ شاید وہ آج ہی کسی وقت اشبیلیہ کی طرف کُوچ کر جائیں۔ اس کیمپ کے کچھ لوگ اُن کے لشکر اور میدانِ جنگ کو دیکھنے جا رہے ہیں۔ میں تمہیں بتانے آیا تھا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ جا رہا ہوں مرسیہ نے بیتابی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی اور اُن سے ملوں گی۔

پیلاطس نے کہا۔ تو پھر تم تیار ہو جاؤ۔ اتنی دیر تک میں گھوڑے پر زین کستا ہوں۔ امیر ولید کی فتح کی خوشی میں اب مجھے بھُوک بھی نہیں رہی۔ مرسیہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ تمہیں یہ باتیں کس نے بتائیں۔ پیلاطس خیمے کے قریب کھڑے گھوڑوں کی طرف جاتے جاتے رُک گیا اور کہا۔ قرطبہ کی طرف سے جبل اشارات کی طرف جانے والے کچھ تاجر یہاں سے گزرے ہیں۔ اُنہوں نے فجر کی نماز ہمارے ساتھ کیمپ میں ہی پڑھی ہے۔ وہ طلیطلہ کی طرف سے آئے ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے جنگ کا نقشہ دیکھا ہے۔ مرسیہ خیمے کے اندر بھاگتی ہوئی بولی تم دو گھوڑوں پر زین ڈالو میں ابھی آتی ہوں۔ پیلاطس وہاں سے ہٹ کر گھوڑوں پر زین کسنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کیمپ کے دوسرے لوگوں کے ساتھ دریائے تاجہ کے کنارے کنارے طلیطلہ کی طرف جا رہے تھے۔

مرسیہ اور پیلاطس جب دریائے تاجہ کے پُل پر پہنچے تو اُنہوں نے دیکھا ولید اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کی تیاری کر رہا تھا اور طلیطلہ کے اَن گنت لوگ کیا مرد، کیا عورتیں اُنہیں کھانے پینے کا سامان پیش کر رہے تھے۔ مرسیہ کو لشکر کے اندر لے جانے کی بجائے پیلاطس نے دونوں گھوڑوں کے ساتھ اُسے ایک ٹیلے کے قریب کھڑا کر دیا

اور خود وہ لشکر کے اندر چلا گیا۔ ولید اس وقت یحییٰ المامون سے باتیں کر رہا تھا۔ جونہی پیلاطس پر ولید کی نظر پڑی اس نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا۔

پیلاطس! پیلاطس! تم یہاں کیسے آئے ہو؟ جواب میں پیلاطس ولید کو نتالیہ سے بھاگنے، مازر کی موت، زیدان کے ہاں پناہ اور پھر دریائے تاجہ کی طرف ہجرت کی پوری داستان سُنا رہا تھا۔ ولید نے بیتاب ہو کر پوچھا۔ مرسیہ کہاں ہے۔ پیلاطس نے ہاتھ سے دائیں جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میں اسے لشکر کے اندر نہیں لایا۔ وہ اس طرف ایک ٹیلے کے پاس کھڑی آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ ولید نے یحییٰ المامون سے معذرت طلب کی اور پیلاطس کے ساتھ ہو لیا۔

مرسیہ کے قریب جا کر پیلاطس رُک گیا اور ولید سے کہا۔ آپ اسے مل لیں میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔ میری موجودگی میں شاید وہ کھُل کر آپ سے بات نہ کر سکے۔ ولید چُپ چاپ مرسیہ کی طرف بڑھا۔ مرسیہ ولید کو اپنے سامنے دیکھ کر خوشی سے لرز سی گئی۔ ولید اس کے سامنے آ کھڑا ہُوا۔ حیا سے مرسیہ کے چہرے پر رنگوں کی گلکاری شروع ہو گئی تھی اور اس نے اپنی گردن جھکا لی تھی۔ اس سمے ولید کو وہ یوں لگی جیسے بارش میں دُھلی دُھلی کوئی کلی۔ جیسے پُرکشش اور دل آویز منظر۔ مرسیہ اس وقت عرب لڑکیوں کا لباس پہنے ہوئے تھی اور بڑی حسین لگ رہی تھی۔

ولید نے اسے پکارا۔ مرسیہ! مرسیہ! مرسیہ نے اپنی گردن سیدھی کی اور ولید کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اپنی مٹھاس کی پوری تہ میں ڈوب کر کسی کونپل کے پھُوٹنے جیسی آواز میں کہا۔ میں آپ کو فردلندہ، گیلامی اور شانجہ کو شکست دینے پر مبارک باد دیتی ہوں۔ ولید نے کہا۔ میں اسلام قبول کرنے پر تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ مرسیہ نے اُمنگوں کی موجوں میں ڈوبی آواز میں کہا۔ آپ اب کہاں جائیں گے؟

میں ابھی اور اسی وقت کوچ کر رہا ہوں۔ میرا رُخ اشبیلیہ کی طرف ہوگا جہاں فردلندہ ایک نئی جنگ کی ابتدا کر چکا ہوگا۔

محبّت کی صدائے بازگشت میں ڈوبی مرسیہ نے کہا۔ کیا میں آپ کے ساتھ

——— ولید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے ۔ مرسیہ! مرسیہ! میں تمہارے جذبات سے آگاہ ہوں ۔ میں جنگ میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا ۔ سنو! مرسیہ! میری بیوی مر چکی ہے ۔ اس سے مجھے بے انتہا محبت تھی ۔ شروع میں تمہاری طرح وہ بھی عیسائی تھی ۔ اس سے میرا ایک بیٹا بھی ہے ۔ اس کا نام سعد ہے ۔ اس کی دیکھ بھال عمرو بن کی بیوی سارہ کرتی ہے ۔ کیا تم ——— سنو مرسیہ! مجھے تمہاری ضرورت ہے ۔

مرسیہ نے خواہش کی طرح سینکتی آواز میں کہا ۔ میرے آقا! آپ کو نہیں مجھے آپ کی ضرورت ہے ۔ کیمپ سے روانہ ہوتے وقت میں سوچ رہی تھی ۔ نہ جانے آپ میرے ساتھ کیسا سلوک کریں ۔ اب میں محسوس کرتی ہوں قشتالیہ سے دریائے تاجہ تک میرا سفر رائیگاں نہیں گیا ۔

ولید نے پوچھا ۔ اب تم کہاں رہنا پسند کرو گی ۔ اگر تم کہو تو میں تمہیں حرہ بھجوا دوں ۔ وہاں تم میری حویلی میں رہو ۔ سارہ تمہارا خیال رکھے گی ۔ مرسیہ نے فوراً کہا ۔ نہیں، میں اکیلی وہاں نہ رہ سکوں گی ۔ اگر آپ ساتھ ہوتے تو اور بات تھی ۔ حرہ میں تنہا رہ کر آپ کا انتظار میرے لیے ایک عذاب ہوگا ۔ میں ابھی زیدان کے ہاں ہی ٹھہروں گی ۔ جب جنگ ختم ہو گی اور مجھے خبر ہوئی کہ آپ حرہ چلے گئے ہیں تو میں بھی پیلاطس کے ساتھ آپ کے پاس چلی آؤں گی ۔ زیدان کے گھر والے مجھ پر بہت مہربان ہیں اور وہ میرا خیال رکھتے ہیں ۔ کاش ایسا ممکن ہوتا کہ آپ کی غیر موجودگی میں سعد کو میں اپنے پاس رکھتی اور اس کی دیکھ بھال کرتی ۔ مجھے آپ کی بیوی کے مرنے کا دُکھ ہے ۔

ولید خاموش رہا اور کچھ سوچنے لگا ۔ مرسیہ نے پہلی بار اپنے نازک ریشمی ہاتھ سے ولید کا بازو پکڑ کر ہلاتے ہوئے پوچھا ۔ آپ کہاں کھو گئے ہیں ۔ ولید مرسیہ کی [illegible] انگلیوں کے ٹھنڈے اور خوش کن لمس سے چونکا اور کہا ۔ مرسیہ! مرسیہ! کیا تم ؟——— مرسیہ نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا ۔ اگر زیدان کے ہاں میرا قیام آپ پسند نہیں کرتے تو آج اور اسی وقت میں حرہ جانے کو تیار ہوں ۔ میں آپ کی دل شکنی نہیں کر سکتی ۔ کاش

میں جنگوں میں آپ کے ساتھ حصّہ لے سکتی ۔ قشتالیہ سے فرار کے بعد جو عرصہ آپ کے انتظار میں مجھ پر گزرا ہے وہ میری زندگی کا سب سے تلخ دَور ہے ۔ قشتالیہ سے جب آپ آخری بار ہم سے جُدا ہوئے تھے تو میں آپ سے کچھ نہ کہہ سکی تھی لیکن اب میں بلا تامل کہہ سکتی ہوں کہ میں نے آپ سے محبّت کی ہے اور اس محبّت میں قیامت تک میں آپ کا انتظار کر سکتی ہوں ۔

ولید نے مرسیہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا ۔ تم غلط سمجھی ہو مرسیہ! میں کہنے والا تھا کہ جب جنگ ختم ہو گئی تو میں تمہیں لینے آؤں یا تم ——— مرسیہ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ آپ بے فکر رہیں جب جنگ ختم ہو گئی تو میں آپ سے پہلے حرہ پہنچ کر آپ کا انتظار کروں گی ——— ولید نے مُسکراتے ہوئے کہا ۔ اگر میں پہلے پہنچ گیا تو میں تمہارا انتظار کروں گا ۔ پھر ولید نے اپنے لباس کے اندر سے نقدی کی ایک تھیلی نکالی اور مرسیہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔ یہ رکھ لو، اس افراط و تفریط اور پُر آشوب دَور میں یہ تمہارے کام آئے گی ۔ مرسیہ نے بڑے پیار سے کہا ۔ آپ میرے متعلق فکر مند نہ ہوں ۔ میرے پاس رقم ہے ۔ ولید نے کہا ۔ رکھ لو، کیا اب تم میری ہر چیز کی حصّہ دار نہیں ہو ۔ مرسیہ خوشی میں مسکرا دی اور نقدی کی تھیلی لے لی ۔

ولید کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ ولید کے لشکر میں نقارے بجنے لگے جو اس بات کی علامت تھی کہ لشکر کُوچ کے لیے تیار ہے ۔ ولید مرسیہ کو خُدا حافظ کہہ کر لشکر میں چلا گیا ۔ پیلاطس مرسیہ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا ۔ تھوڑی دیر بعد ولید کا لشکر کُوچ کر رہا تھا ۔ مرسیہ بھاگ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئی اور ولید کو جاتے ہوئے دیکھنے لگی ۔ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلے میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو مرسیہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے ۔ کچھ دیر وہ مایوسی کی حالت میں ٹیلے پر کھڑی رہی پھر اس نے اپنے آنسو پونچھ لیے اور ٹیلے سے اُتر کر وہ اس طرف جا رہی تھی ۔ جہاں پیلاطس دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑے اس کا انتظار کر رہا تھا ۔

برف سے ڈھکی کوہستانی چوٹیوں پر منعکس ہوتی ہوئی سورج کی کرنیں دم توڑ رہی تھیں۔ روشنیوں کے گلے میں تاریکی کے رسّے کا پھندا کسا جا رہا تھا کہ سورج بڑی تیزی سے نیچے جھکتا ہُوا مغرب میں بحیرہ اوقیانوس اور خلیج بسکے کی تہوں میں اُتر گیا تھا فرولندہ نے جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے لشکر کو روک دیا اور پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اس بار اس کے لشکر کا پھیلاؤ میلوں پر محیط تھا۔ آن کی آن میں استرمیوداکے شمال مشرقی کوہستانوں کے اندر لشکر نے خیمے نصب کر کے پڑاؤ کر لیا۔ گھوڑوں کو سردی سے بچانے کے لیے بڑے بڑے شامیانوں پر مشتمل اصطبل کھڑے کر دیئے گئے تھے اور لشکر بڑی تیزی سے اپنے کھانے پینے کا انتظام کرنے لگا تھا۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے تھے اور بارش کا بھی امکان تھا۔

فرولندہ، اس کے بھائی لیسی اور جیولوس ماریا کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ میدانِ جنگ کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے راستے میں کوئی اُن پر شب خون بھی مار سکتا ہے۔ کھانے کے بعد لشکر جب تھکاوٹ کے باعث گہری نیند سو گیا تو دائیں طرف سے عمروس اور بائیں طرف سے وہ پُراسرار لشکر نمودار ہُوا اور فرولندہ پر شب خون مارا۔ یہ ایک سخت اور کامیاب شبخون تھا کہ عمروس اور پُراسرار جرنیل، فرولندہ کے لشکر کے دائیں بائیں کے ایک بڑے حصّے کو اس طرح چیر کر نکل گئے تھے۔

جس طرح مُنہ زور آندھی گھنے جنگلوں میں اپنا راستہ بنا لیتی ہے۔ فرولندہ نے جیولوس ماریا کو تعاقب کرنے کا حکم دیا لیکن یہ تعاقب بے سُود نکلا۔ کیوں کہ شب خون مارنے والے رات کی تاریکی اور کوہستانوں سے فائدہ اُٹھا کر اپنا آپ بچا گئے تھے۔ عمروس اور پُراسرار جرنیل کا اصل مقصد فرولندہ کی پیش قدمی کی رفتار سُست کرنا تھا اور شب کا کھیل کھیل کر وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے تھے۔ فرولندہ محتاط ہو گیا تھا اور اس نے آگے بڑھنے کی رفتار کم کر دی تھی۔ اس طرح جو سفر فرولندہ نے دو روز میں طے کرنا تھا وہ تیز برف باری اور مسلمانوں کے شب خون کے سبب اسے پانچ روز میں طے کرنا پڑا تھا۔

عمروس اور پُراسرار جرنیل فرولندہ سے پہلے ہی وادی آنہ میں معتضد کے پاس پہنچ گئے تھے۔ فرولندہ نے بھی وہاں پہنچ کر اسی جگہ اپنا پڑاؤ کیا جہاں وہ پہلی جنگ کے دوران فروکش ہُوا تھا۔ عمروس، معتضد اور پُراسرار جرنیل نے اپنے آپ کو تیار رکھا لیکن اُنہوں نے اپنی طرف سے جنگ کرنے کی کوئی چھیڑ خانی نہ کی۔ اس لیے کہ وہ جانتے تھے جنگ کی ابتدا میں تاخیر اُن کے حق میں بہتر ثابت ہو سکتی تھی کیونکہ اس طرح ولید کو بھی موقع مل سکتا تھا کہ وہ اس جنگ میں حصّہ لے سکے۔

دو روز تک فرولندہ کی طرف سے بھی کوئی شرارت نہ ہوئی۔ شاید وہ بھی اپنے لشکر کو آرام کا موقع دینا چاہتا تھا۔ تیسرے روز صبح سویرے ہی فرولندہ کے لشکر میں جنگ کے طبل بجنے لگے جس کا مطلب تھا آج جنگ ہو گی۔ عمروس نے اپنے لشکر کی صفیں اس طرح درست کیں کہ اُنہیں خوب پھیلا دیا تاکہ اس کے لشکر کی کمی ڈھک چھُپ جائے۔ ساتھ ہی اس نے لشکر کو یہ ہدایت بھی کر دی کہ جنگ کے وقت ایک دوسرے سے خُوب گُتھ جائیں۔ خود عمروس قلب میں رہا [illegible] معتضد کو اور میمنہ میں پُراسرار جرنیل کو رکھا تھا۔

جنگ کی ابھی ابتدا نہ ہوئی تھی۔ عمروس اور معتضد اپنے لشکر کے سامنے [illegible] میدانِ جنگ کا جائزہ لے رہے تھے کہ انفرادی جنگ کی ابتدا کرتے ہوئے

فرولندہ کے لشکر سے ایک جنگجو باہر نکلا اور میدان کے وسط میں آکر مقابلے کے لیے للکارا عمروس اور معتضد کوئی فیصلہ بھی نہ کر پائے تھے کہ آناً فاناً معتضد کے لشکر سے ایک جوان نکلا اور اپنے گھوڑے کو میدان میں آگے بڑھا دیا۔ وسط میں جا کر وہ مجاہد گھوڑے سے اُترا اور فرولندہ کے سپاہی سے جنگ کرنے لگا۔ عمروس ان دونوں کی جنگ دیکھنے میں بُری طرح محو تھا کہ دائیں ہاتھ ایک سوار اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا اور عمروس کے قریب آکر گھوڑے سے اُترا وہ ولید کا جاسوس عمر بن ربیعہ تھا۔ عمروس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔

عمر! تم خیریت ——— عمر نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ یا امیر! سب ٹھیک ہے۔ امیر ناطور نے فرولندہ کے بیٹے افونش اور غرلسیہ کو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ گو وہ ہمارے دونوں شہروں کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں لیکن امیر ناطور انہیں فصیل کے قریب نہیں آنے دے رہے۔ آپ حرہ اور سویدا کی طرف سے بے فکر ہو جائیے اس کے علاوہ میں آپ کے لیے خوشخبری بھی لایا ہوں۔ آقا ولید نارمن جرنیل گیلامی اور شانجہ کو شکست دے کر آپ کی مدد کو پہنچ گئے ہیں۔ عمروس نے بے تاب ہو کر پوچھا۔ کہاں ہیں آقا! عمر نے کہا اپنے دائیں طرف دیکھئے۔ عمروس نے دیکھا دائیں طرف وادی آنہ میں دھول اُڑ رہی تھی اور گرد کے ان بادلوں کے اندر سے ولید کا لشکر نمودار ہوا تھا۔ گھوڑے ہنہناتے اور سرپٹ دوڑتے ہوئے میدانِ جنگ کا رُخ کر رہے تھے۔

ایک دم عمروس چونک پڑا۔ میدان میں لڑنے والے فرولندہ کے سپاہی نے مسلمان مجاہد کو جنگ میں زیر کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ مسلمانوں نے اُسے ایک بُرا شگون سمجھا اور وہ بددل سے ہو گئے تھے۔ فرولندہ کا سپاہی ہاتھ لہرا لہرا کر پھر مقابلے کے لیے للکار رہا تھا۔ اچانک جب اسلامی لشکر کی نگاہ قریب آتے ہوئے ولید کے لشکر پر پڑی تو اُن کی حالت بدل گئی اُن کے چہروں پر دُنیا بھر کی رونق اور خوشیاں کھیل گئی تھیں۔

ولید کا لشکر میسرہ کے پہلو میں آکر رُک گیا۔ فرولندہ اس لشکر کو فکر کی

نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ میدان میں للکارتے فرولندہ کے جنگجو سے مقابلہ کرنے کے لیے عمروس خود میدان میں اُترا تھا لیکن وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ اُس نے دیکھا۔ ولید گھوڑا بھگاتا ہوا اس سے آگے نکل گیا تھا۔ عمروس لوٹ کر پھر اپنی جگہ پر آ کھڑا ہوا تھا۔ ولید نے فرولندہ کے سپاہی کے قریب جا کر اپنا لوہے کا نیزہ سنبھال لیا تھا اور اس طرح دشمن کی طرف بڑھا جیسے کوئی نیزہ باز لکڑی کا کھونٹا چھید لینے کی خاطر آگے بڑھتا ہے۔ فرولندہ کے سپاہی نے بچنے کی انتہائی کوشش کی لیکن ولید نے اپنا گھوڑا اس کے پیچھے بھگا کر اپنا نیزہ اس کی چھاتی میں پیوست کیا اور پھر اسے اس طرح ہوا میں اونچا کیا جیسے جنگی عَلم فضا میں بلند کیا جاتا ہے۔ میدان میں ولید کا گھوڑا اپنی دونوں ٹانگیں اُٹھا کر بُری طرح ہنہنایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسلامی لشکر نے اس زور سے تکبیر بلند کی کہ سارا رن لرز اُٹھا تھا۔ فرولندہ کے سپاہی کی لاش ولید نے پھینک دی اور اپنے سپاہی کی لاش اُٹھا کر وہ لشکر میں واپس آ گیا تھا۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور بارش کا امکان بڑھ رہا تھا۔

فرولندہ نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ حملہ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ قلب میں وہ خود رہا۔ میمنہ پر اپنے بھائی لیبی کو اور میسرہ پر جیولوس ماریا کو رکھا تھا۔ اسلامی لشکر میں قلب پر عمروس، میمنہ پر پُراسرار جرنیل اور میسرہ پر معتضد کماندار تھے عمروس نے ولید کو قلب میں آنے کی پیشکش کی تھی لیکن ولید ایک الگ محاذ کھولنے کی نیت سے قلب کے سامنے نہ گیا تھا۔ فرولندہ نے پہلے میمنہ اور میسرہ کو آگے بڑھایا اور ذرا فاصلہ رکھ کر وہ قلب کو لے کر بھی آگے بڑھا تھا۔

ولید اپنے لشکر کو لے کر عمروس کے قلب کے پیچھے اس نیت سے جا کھڑا ہوا تھا کہ اس کے لشکر کا جو حصّہ بھی کمزوری دکھائے گا وہ فوراً اس کی مدد کو پہنچ جائے گا۔ عمروس نے جب دیکھا کہ دشمن کے میمنہ اور میسرہ آگے بڑھ رہے ہیں اور فرولندہ قلب کو پیچھے رکھ رہا ہے۔ اس نے فوراً اپنے لشکر کے دو حصّے کر دیئے۔ آدھا میمنہ کے ساتھ اور دوسرے حصّے کو وہ خود لے کر میسرہ کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اس طرح

مینہ اور میسرہ کے درمیان ایک خلا پیدا ہو گیا تھا اور اس خلا کو پُر کرنے کے ولید اپنے لشکر کے ساتھ تیار کھڑا تھا۔

سب سے پہلے دونوں لشکروں کے میمنہ اور میسرہ آپس میں ٹکرائے۔ عمروس معتضد اور پُراسرار جرنیل نے بڑی جرأت مندی سے دشمن کا حملہ روکا اور جوابی حملے شروع کر دیئے۔ عمروس اپنے لشکر کے آگے شیر کی طرح دھاڑتا ہوا لڑ رہا تھا اور وہ معتضد کے ساتھ دشمن کے میسرہ میں دُور تک جا گھسا تھا۔ دوسری طرف پُراسرار جرنیل نے بھی دشمن کو پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ فرولندہ ابھی اندازہ ہی لگا رہا تھا کہ کس طرف حملہ آور ہو کہ ولید نے اس پر حملہ کرنے میں پہل کر دی۔ فرولندہ کے سپاہی زور زور سے چلّانے لگے۔

"ہوشیار! دشمن قلب پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ گو فرولندہ اپنے قلب کے ساتھ سنبھل چکا تھا لیکن ولید کا حملہ اس قدر گہرا، بے حد مضبوط اور نہایت مستقل تھا کہ فرولندہ کو دور تک پیچھے ہٹ جانا پڑا تھا۔ فرولندہ جو مسلمانوں کے لیے بلائے بد بن کر آیا تھا ولید کے حملے کو نہ روک سکا تھا۔ وادیٔ آنہ گھوڑوں کے قدموں کی دھمک سے کانپ اُٹھی تھی۔ تلواریں کھنکھنا رہی تھیں، گھوڑے ہنہنا رہے تھے۔ وادیٔ آنہ سُرخ ہو رہی تھی اور گھوڑے اپنے سواروں سے محروم ہوتے جا رہے تھے۔

تغیّر کے اس کارزار میں مسلمان ایسے جم کر لڑتے تھے کہ وہ ایک قدم تک پسپا نہ ہوئے تھے۔ وہ اپنی تلواروں سے جہاد و عبرت کے درخشاں رنگ بکھیر رہے تھے۔ ولید، عمروس، معتضد اور پُراسرار جرنیل نے دشمن کے اندر تک گھس کر لڑتے ہوئے اپنے جوانوں کے خون کو شعلہ ساماں، ان کے حوصلوں کو بلند و درخشاں، ان کے بازوؤں کو تقدس کا پاسبان، ان کے لڑنے کے انداز کو داستان ہائے زرّیں اور ان کے جذبات کو دہکتی ہوئی آگ میں بدل دیا تھا۔ مسلمانوں کی تندی اور سرکشی کے آگے فرولندہ کے سپاہی ہوا بھرے آبی بلبلوں کی طرح ختم ہونے لگے تھے۔

فرولندہ نے سنبھل کر ولید پر جوابی حملہ کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ولید کو دھکیل

کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دے۔ کیونکہ ولید کے مقابلے میں اس کا پسپا ہونا۔ اس کے لشکر پر منفی اثرات ڈال سکتا تھا۔ فرولندہ نے انتہائی کوشش کی، اپنی پوری قوت صرف کی لیکن ولید کو وہ پیچھے نہ دھکیل سکا تھا۔

ولید بیکراں آسمان کی پہنائیوں کی طرح فرولندہ پر ایسا چھایا ہوا تھا جیسے یونانی دیومالا کی فتح کی دیوی جس کے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ فرولندہ کشت و خون سے کمزور اور مسلمانوں کے حملوں کے خوف سے ڈرتے ہوئے اپنے لشکر کو ششدر، ویران اور حیران کُن انداز میں دیکھ رہا تھا۔ لگتا تھا شکست فرولندہ کے مقدرات کا ایک حصّہ بنتی جا رہی تھی۔ مسلمان اُس کے لشکر میں دور دراز سے بھی آگے بڑھتے جا رہے تھے اور وہ شعلوں پر رقص کرنے کے انداز میں پھر اس سے پہلی جنگ کا قصّہ دہرانے لگے تھے۔ ان کے حملوں میں جس رفتار سے تیزی، اور سرگرمی بڑھتی جا رہی تھی اسی رفتار سے فرولندہ اپنے سامنے اپنے مقدر کی کتابِ نحوست کے بدترین اوراق دیکھ رہا تھا۔

فرولندہ کو پیچھے دھکیلنے کے بعد ولید اچانک کسی برق کے کوندے کی طرح اپنے دائیں ہاتھ مڑا اور فرولندہ کے میسرہ پر حملہ کر دیا جس کی کمانداری فرولندہ کا بھائی لیبسی کر رہا تھا۔ ولید اپنے لشکر کے ساتھ زور مارتا ہوا میسرہ میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ فرولندہ کے لشکر کے اس حصّے کو اس نے تقریباً دو حصّوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اچانک ولید کی نظر لیبسی پر پڑی اور وہ راستہ بناتا ہوا طوفانی انداز میں اس طرف بڑھا جہاں لیبسی لڑ رہا تھا۔

ولید جب اس کے قریب گیا تو لیبسی نے اپنا رُخ بدلنا چاہا لیکن وہ لاچار اور مجبور ہو گیا تھا کیونکہ اس کے ایک طرف عمروس اور دوسری طرف ولید بڑھے چلے آرہے تھے لیبسی جوابی کارروائی کرنے کا کوئی فیصلہ ہی کر رہا تھا کہ ولید اس کے سر پر آپہنچا۔ ولید نے جب اس پر حملہ کیا تو لیبسی بوکھلا گیا۔ تاہم وہ ولید کے پہلے دو وار روکنے میں کامیاب رہا تھا۔ ولید نے جب تیسرا وار کیا تو لیبسی نے بچنے کی انتہائی کوشش کی لیکن ولید کی تلوار اُس کے شانے سے پسلیوں تک کاٹتی چلی گئی تھی۔ لیبسی زمین پر گر کر دم توڑ گیا۔

مسلمان مجاہد اونچی آوازوں میں شور کرنے لگے تھے "فرولندہ کا بھائی لیسی مارا گیا، فرولندہ کا بھائی لیسی مارا گیا" لیسی کے مرنے کی خبر سن کر فرولندہ کا میسرہ بُری طرح متاثر اور منتشر ہو کر رہ گیا۔ میسرہ کا ہر سپاہی اپنی جان بچانے کی خاطر فرولندہ کے قلب اور جیولوس ماریا کے میمنہ کی طرف بھاگ رہا تھا۔

آسمان پر رات ہی سے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور اب ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی جس کے باعث فضا دھند آلود اور سردی تیز ہو گئی تھی۔ پُراسرار جرنیل بھی جیولوس ماریا کو پیچھے دھکیل چکا تھا۔ اس موقع پر فرولندہ جیولوس ماریا کی طرف بڑھا اور یوں فرولندہ کے قلب اور میمنہ نے مل کر مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کر دیا تھا جس کی کمانداری پُراسرار جرنیل کر رہا تھا۔ لیکن یہ فرولندہ کی غلطی ثابت ہوئی کیونکہ میسرہ کو روندنے کے بعد ولید فرولندہ کی پشت پر اور عمروس پہلو سے جب کہ معتضد پُراسرار جرنیل کے ساتھ مل کر حملہ آور ہو گئے تھے۔ اب تین اطراف سے فرولندہ اور جیولوس ماریا کے لشکر کا قتلِ عام شروع ہو گیا تھا۔ یہاں آ کر بھی جب ولید کے لشکر نے شور کرنا شروع کر دیا کہ "فرولندہ کا بھائی مارا گیا ہے"۔ تو فرولندہ اپنے بھائی کی موت کی خبر سن کر بوکھلا گیا تھا۔ وہ فوراً میسرہ کے اُن دستوں کی طرف پلٹا جو ولید اور عمروس سے شکست کھا کر اس کے لشکر میں آ کر مل گئے تھے۔

اسے جب اطلاع ملی کہ لیسی مارا گیا ہے تو اس نے دل چھوڑ دیا۔ وہ نڈھال ہو کر رہ گیا تھا۔ تاہم اس نے محسوس نہ ہونے دیا تھا تاکہ اس کے لشکری بد دل نہ ہوں اور پہلے کی طرح وہ کھنکھناتی چھریوں کی مانند اِدھر اُدھر چیختا پھرتا ہوا اپنے لشکر کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

بارش لمحہ بہ لمحہ تیز ہونے لگی تھی۔ ولید جنگ کو جلد از جلد انجام دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ وہ وادیٔ آنہ کے میدانوں کے پھیلاؤں میں، رزم گاہ میں یوں اُبھر ڈوب رہا تھا جس طرح کوئی شہابِ ثاقب تاروں سے جدا ہو کر زمین کی طرف غوطہ زن ہوتا ہے ایسی ہی تیزی، ایسی ہی جاودانی اور خوبصورتی ولید کے حملوں میں تھی۔

مسلمان دیکھ رہے تھے کہ فرولندہ کا لشکر آہستہ آہستہ دبتا جا رہا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے حملوں میں اور زور و قوت اور غصیلے زخموں سے بھرا انداز اختیار کر لیا تھا۔ جلدی ہی فرولندہ کا لشکر پسپا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ ہر سپاہی جنگ سے یوں منہ موڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جس طرح گھنیرے جنگل کے اندر کوئی ریچھ کسی تیندوے کو دیکھ کر لمبی لمبی گھاس میں اپنا آپ چھپا لینے کی کوشش کرتا ہے۔ مسلمانوں کے خون کی گرمی بڑھتی گئی جب کہ فرولندہ کے لشکر کی حالت تھک ہار کر بے ہمت لڑنے والے پرندے جیسی ہو گئی تھی۔

اچانک ولید کے اشارے پر مسلمانوں نے تکبیر بلند کرتے ہوئے ایک ساتھ حملہ کیا۔ فرولندہ کا لشکر یہ اچانک اور کاری ضرب سہہ نہ سکا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ ولید، عمروس، پُراسرار جرنیل اور معتضد نے مارتے کاٹتے ہوئے دشمن کا تعاقب شروع کر دیا تھا لیکن یہ تعاقب زیادہ دُور تک جاری نہ رہ سکا۔ فرولندہ کی قسمت اچھی تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور فضا کے اندر پانی کی ایک چادر سی تن گئی۔ لہٰذا ولید نے فرولندہ کا تعاقب ختم کر کے واپسی کا رُخ اختیار کر لیا تھا۔

ولید جب جنگ کے میدان میں آیا تو اس نے دیکھا چاروں طرف پانی ہی پانی ہو رہا تھا۔ لشکر کے طبیب زخمیوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ غربطہ بھی اپنی ساتھی عورتوں کے ساتھ ان میں شامل تھی وہ مرہم پٹی کرنے کے علاوہ اپنے زخمی سپاہیوں کو بھاگ بھاگ کر پانی بھی پلا رہی تھیں۔ ان سب نے اپنے گلے میں پانی کے مشکیزے اور کر پر مرہم پٹی کا سامان لاد رکھا تھا۔ ولید جب گھوڑے سے اُترا تو معتضد نے اپنا گھوڑا اس کے پاس آ کر روکا۔ جلدی جلدی برستی بارش میں وہ نیچے اُترا اور آگے بڑھ کر ولید کو گلے لگایا اور اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

ہشام کے بیٹے! میں تمہاری آمد سے مایوس ہو گیا تھا لیکن تم عین ضرورت کے وقت میدانِ جنگ میں پہنچے ہو۔ فرولندہ کو دوسری شکست دے کر اے عزیز فرزند! تم نے ہسپانیہ کی عزت بڑھائی ہے۔ خدا کے گھروں کی حفاظت اور وطن کی

راہوں اور گلیوں کی نگرانی کی ہے۔ فرولندہ کالی رات کی بلائے بد بن کر ہمیں اپنے اجداد کے ناکردہ گناہوں کی سزا دینا چاہتا تھا۔ اس کی اس شکست سے اب ہماری مائیں بیٹیاں، بہنیں اور بیویاں اپنی مرضی اور رضا و رغبت سے، مسرتوں سے بھرپور داستانیں سُنا سکتی ہیں اور لامحدود مستقبل کے محبت بھرے، آزادی امن اور نئے خوابوں کے گیت گا سکتی ہیں۔

معتضد نے ذرا رُک کر شدید جذبات میں کہا۔ اس میدان میں فرولندہ کو ہم نے جب پہلی بار شکست دی تھی تو مَیں نے اُسے ایک اتفاق جانا تھا اور میرے وہمے اسے ایک داستانی تاریخ خیال کرتے تھے۔ لیکن اب آپ نے فرولندہ پہ واضح کر دیا ہے کہ ہسپانیہ کے اندر مسلمان ایک قوت ہیں۔ اب وہ ہم سے خراج طلب کرنے کے علاوہ ہم سے جاہلانہ اور بے تکی گفتگو تک نہ کر سکے گا۔ چند ماہ قبل تک مَیں اکثر سوچا کرتا تھا فرولندہ کے سامنے ہمارا انجام کیا ہوگا۔ مجھے اشبیلیہ کے آسمان کے ستارے روتے اور ہوائیں بَین کرنے لگتی تھیں۔ اب ہمارے آسمان پہ جگ مگ کرتے ستارے مسکرائیں گے اور مشرق سے آنے والی ہوائیں ہمارے لیے تسکین و تشفی کا پیغام لائیں گی۔ اب ہمارے حوصلوں کا ثبات بڑھ گیا ہے۔ اتحاد نے ہمارے فکر کی اندھی اور اندھیری کوٹھڑیوں کو روشن کر دیا ہے۔

ولید نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ایسا صرف اتحاد و اخوت کے جذبے کی بنا پر ہُوا ہے۔ اگر ہم منتشر رہتے تو فرولندہ ہمیں خشک پتّوں کا ڈھیر جان کر روند چکا ہوتا۔ اتحاد ہی کی خاطر ہمیں تائیدِ قدرت حاصل ہوئی۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں اگر ہم اپنا انفرادی بُرا بھلا پسِ پشت ڈال کر مسلمان قوم کی اجتماعی بہتری کے متعلق فکر مند ہوں تو ہسپانیہ میں آزادی کے قدموں جیسی خوشگوار خوشبو پھیل جائے گی اور مسلمان بارسلونہ سے جبل طارق اور مرسیہ سے دریائے تاجہ کے ڈیلٹا تک امن پسند فاختاؤں کی طرح ایک دوسرے سے پیار و محبّت کا راگ الاپیں گے۔ آزادی اور فتح مندی کے زمزمے گائیں گے۔ آج اور آج کے بعد ہسپانیہ کی شاخیں خوشحالی کی ثمر بار ہوں گی۔ چاروں طرف ایک نئی قوت کی بالیدگی اور ایک انوکھی توانائی کی نمود ہوگی لیکن

ہی یاد رکھیے اگر ہم نے اتفاق و اتحاد کو بھول کر قوم کو پھر عرب اور بربر میں بانٹنے کی کوشش کی تو فرولندہ ایک بار پھر شب کی خستگی اور غلامی کی علامت بن کر ہمارے سامنے نمودار ہوگا اور ہماری سرسبز خواہشوں کو ویران کر دے گا اور پھر ہم سب کو باری باری اس کے سامنے عفوِ تقصیر کا طلب گار ہونا پڑے گا۔

معتضد نے یقین دلانے کے انداز میں کہا۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم نے بڑی مشکل کے ساتھ فرولندہ کی صورت میں سودائے شب سے نجات حاصل کی ہے۔ اب ہم اپنی خوشیوں اور مسرتوں کے چرچے کو نوحوں اور آزادی کی علامت کو غلامی کی زنجیروں میں نہ بدلنے دیں گے۔ ہم عرب اور بربر مل کر ایسا اتحاد رکھیں گے کہ ہمارے درمیان سے ہَوا بھی نہ گذر سکے گی۔

ولید نے کہا۔ آئیے اب اپنے شہیدوں کی تکفین کا انتظام کریں۔ ولید اور معتضد دونوں لشکر کی طرف بڑھے۔ عمروس کی نگرانی میں لشکر کے سپاہی پہلے ہی اپنے زخمی ساتھیوں کو بارش سے اُٹھا کر خیموں میں لے گئے اور جنگ میں کام آنیوالوں کو انہوں نے ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ ولید اور معتضد عمروس کے ساتھ مل کر اپنے ساتھیوں کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرنے لگے تھے۔

ولید سے شکست کھانے کے بعد فرولندہ نے قشتالیہ شہر سے باہر پڑاؤ کیا۔ یہاں اس نے اپنے تینوں بیٹوں کو ان کے لشکروں سمیت طلب کیا۔ نارمن جرنیل گیلامی کو بھی اس نے بُلا بھیجا۔ اصل میں وہ چاہتا تھا کہ اپنی ساری بکھری ہوئی قوت کو یکجا کر کے ولید پہ حملہ کیا جائے۔ وہ جانتا تھا کہ ایک بار وہ ولید اور عمروس کو اپنے سامنے جھکانے میں کامیاب ہو گیا تو ہسپانیہ کے اندر کوئی بھی مُسلم حکمران اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔

فرولندہ کے دو بیٹے افونش اور رغسیہ پہلے ہی ناطور بن بدر کا ناکام محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اس کا تیسرا بیٹا شانجہ بھی ولید سے شکست کھا کر اپنے دونوں بھائیوں سے آملا تھا۔ اس طرح ان تینوں نے ناطور کا محاصرہ ترک کر کے قشتالیہ کا رُخ کیا۔ گیلامی کو جس نے سرقسطہ کی حکومت کے شہر بربشتر پر قبضہ کر کے اسے اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔

فرولندہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس نے اپنے لشکر کا ایک حصّہ بربشتر شہر کی حفاظت پر چھوڑا اور دوسرے حصّے کے ساتھ وہ بھی قشتالیہ کی طرف کُوچ کر گیا تھا۔

فرولندہ کے تینوں بیٹے جب قشتالیہ پہنچے تو اُنھوں نے دیکھا اُن کا باپ بیمار تھا اور قشتالیہ شہر سے باہر اس نے پڑاؤ کر رکھا تھا۔ اصل میں فرولندہ اپنی پے در پے شکست اور بھائی کی موت کا صدمہ برداشت نہ کر سکا تھا اور بیمار ہو گیا تھا۔ پہلے کی نسبت وہ بہت زیادہ نحیف و کمزور ہو گیا تھا۔

چند روز بعد نارمن جرنیل گیلامی بھی وہاں پہنچ گیا۔ بیمار فرولندہ نے اپنے تینوں بیٹوں۔ جیولوس ماریا اور گیلامی کو اپنے خیمے میں بُلایا اور اُن سے آئندہ لائحہ عمل کے متعلق گفتگو کا آغاز کیا۔ فرولندہ ایک گدّے پر لیٹا ہُوا تھا۔ ایک جوان اور خوب صورت لڑکی جو مستی اور شباب کا ایک لہلہاتا پیکر تھی فرولندہ کے پاس بیٹھی اسے وقفوں وقفوں کے بعد ایک بلوری اور شفّاف صراحی سے انگور کا رس اور شراب پلا رہی تھی۔ افونش شانجہ، غرسیہ، جیولوس ماریا اور گیلامی اس کے سامنے ایک دوسرے گدّے پر بیٹھ گئے تھے۔ فرولندہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے غلطی اور حماقت کی جو مختلف لشکر مُسلمانوں کے مختلف علاقوں کی طرف روانہ کیے۔ اگر ہم ایک متحدہ لشکر کی صُورت میں کسی ایک طرف بھی بڑھتے تو ہسپانیہ کے سارے مُسلمان مِل کر بھی ہمارا مقابلہ نہ کر سکتے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ گو چند ایک مقامات پر ہمیں مُسلمانوں سے شکست ہوئی لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جس لشکر نے ہمیں شکست دی وہ ہسپانیہ کے مُسلمانوں کا متحدہ لشکر تھا۔ یاد رکھو! مسلمان آپس میں عرب اور بربر کی تقسیم بھُول کر اتحاد اور اتفاق قائم کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود ہم بھی اگر متحد ہو کر ان پر نازل ہوں تو یقیناً فتح ہماری ہو گی۔

فرولندہ چند لمحوں تک خاموش رہا۔ اپنے سامنے بیٹھی ہوئی اس لالہ رُخ سے جام لے کر شراب کا ایک گھونٹ لیا اور جام اسے واپس تھماتے ہوئے کہا۔ میں بیمار ہوں اور جنگ میں حصّہ نہ لے سکوں گا۔ میں چند دن آرام کرنے اور علاج کرانے کے لیے

لیون جاؤں گا۔ میری غیر موجودگی میں افونش متحدہ لشکر کا سالارِ اعظم ہوگا جب کہ جیولوس ماریا اور گیلامی اس کے مشیر کے طور پر کام کریں گے۔ فرولندہ کچھ دیر تک سر پکڑ کر خاموش بیٹھا رہا۔ لگتا تھا اس کے ماتھے کی محراب میں درد کی ٹیسیں اُٹھ کھڑی ہوئی ہوں چند ثانیوں بعد اس نے کہا۔

دلائل و شواہد اس کا ثبوت ہیں کہ ماضی میں مُسلمان ہمیں خراج دینے پر مجبور ہوتے رہے ہیں۔ یہ صرف ولید بن ہشام ہے جس نے مسلمانوں کو متحد کر کے قوت کا توازن بگاڑ دیا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے اسی کے خلاف لشکر کشی کرو لیکن دیر نہ ہو۔ ورنہ دوسری مسلم حکومتوں سے اس کے پاس کمک پہنچ جائے گی۔ افونش اب تم اُٹھو اور میری روانگی کا انتظام کرو۔ میں آج ہی لیون روانہ ہو جاؤں گا اور وہاں جا کر تمہارے لیے کمک بھی روانہ کروں گا۔ اس کے علاوہ ایک لشکر تمہیں قشتالیہ سے بھی مِل سکتا ہے افونش اُٹھ کر باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے جیولوس ماریا۔ گیلامی، غرسیہ اور شانجہ بھی باہر چلے گئے تھے۔

ولید کو بھی اس کا جاسوس عمر بن ربیعہ اطلاع کر چکا تھا کہ فرولندہ قشتالیہ کے قریب ایک متحدہ لشکر کو ترتیب دے کر فیصلہ کن جنگ کی تیاریوں میں لگ گیا ہے لہٰذا اُس نے وادیٔ آنہ سے اپنے شہروں کی طرف کُوچ کیا۔ معتضد اور پُراسرار جرنیل بھی اپنے لشکروں کے ساتھ اس کے ہمراہ تھے۔ ولید حرہ سے باہر ایک کھلے میدان میں خیمہ زن ہُوا۔

اپنے لشکر کا استقبال کرنے اور فرولندہ کے خلاف فتح حاصل کرنے کی خوشی میں حرہ اور سویدا کے لوگوں کا ایک طوفان تھا جو ولید اور عمروس کو مبارکباد دینے کی خاطر اس میدان کی طرف اُمڈ پڑا تھا جس کے اندر لشکر نے پڑاؤ کیا تھا جب لوگوں کا ہجوم کم ہُوا تو ولید نے اپنے سپاہیوں کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے اپنے گھر جا کر آرام کر سکتے ہیں۔ معتضد اور پُراسرار جرنیل اور ان دونوں کے لشکروں کے لیے بہترین آسائشوں کا انتظام کیا گیا تھا۔

ولید اور عمروس بھی اپنی حویلی میں داخل ہوئے ۔ ولید اداس تھا اور اس کی حالت دیکھ کر عمروس بھی افسردہ ہو گیا تھا ۔ دونوں حویلی میں داخل ہو کر سیدھے عمونہ کی قبر کی طرف چلے گئے ۔ احمد اور سارہ نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا اور وہ بھی ان سے نزدیک آ کھڑے ہوئے تھے ۔ قبر پر فاتحہ کہتے ہوئے ولید کی برداشت کے بند ٹوٹ گئے ۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور وہ سسک پڑا ۔ عمروس بیچارہ بھی بچوں کی طرح ہچکیوں میں رو دیا تھا ۔ ایک دم ولید چونک پڑا اسے اپنے پیچھے کسی کے رونے اور سسکنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ۔

ولید نے مڑ کر دیکھا ۔ اس کے پیچھے سارہ اور احمد کھڑے دونوں رو رہے تھے ۔ سارہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سعد اور حسن کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے اور وہ بُری طرح رو رہی تھی ۔ ولید کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے بیٹے سعد نے سارہ سے پوچھا ۔ تم کیوں روتی ہو خالہ ! حسن نے بھی سارہ کا گھٹنا پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا ۔ نہ رو ماں ! دیکھو ابّو آ گئے ہیں ۔ سارہ نیچے بیٹھ گئی اور دونوں بچوں کو اپنے ساتھ لپٹا کر زور زور سے رونے لگی تھی ۔

ولید اور عمروس پیچھے ہٹے پہلے انہوں نے احمد سے مصافحہ کیا ۔ پھر ولید دونوں بچوں کو اٹھا کر پیار کرنے لگا ۔ ولید نے جب بچوں کو چھوڑا تو عمروس انہیں پیار کرنے لگا ۔ جب کہ ولید سارہ کے سر پر ہاتھ پھیر کر اسے تسلی دیتے ہوئے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگا تھا ۔ عمونہ کی قبر کے پاس سے ہٹ کر سب حویلی کے اندر چلے گئے تھے ۔ ولید شام سے تھوڑی دیر قبل تک حویلی میں رہا ۔ پھر وہ کمرے سے نکل کر جب اصطبل کی طرف گیا تو عمروس بھی اس کے پیچھے ہو لیا اور پوچھا ۔ آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں ۔ ولید نے مدھم آواز میں کہا ۔ میں واپس لشکر میں جاؤں گا ۔

دونوں خاموشی سے چلتے ہوئے اصطبل میں آ گئے تھے ۔ ولید جب اپنے گھوڑے پر زین ڈالنے لگا تو عمروس نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا ۔ آپ آرام کریں ۔ اس وقت لشکر میں جانے کی کیا ضرورت ہے ۔ ولید نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا ۔ نہیں مجھے لشکر میں جانا

چاہیے ۔ شام کے کھانے پر میرا انتظار نہ کرنا ۔ میں رات باہر ہی رہوں گا ۔

عمروس نے اپنے گھوڑے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔ تو پھر میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا ۔ ولید نے سخت لہجے میں کہا ۔ عمروس ! تم یہیں رہو گے ۔ ولید پہلی بار سخت لہجے میں عمروس سے مخاطب ہوا تھا ۔ عمروس جس نے اپنے آقا کا اتباع اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا ، ایک دم رک گیا اور بڑی بے چارگی سے ولید کی طرف دیکھنے لگا ۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ولید نے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی ۔ سوار ہوا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر حویلی سے باہر نکل گیا تھا ۔

عمروس کی گردن جھک گئی تھی ۔ ذرا فاصلے پر احمد کھڑا یہ سارا منظر پریشانی اور اضطراب سے دیکھ رہا تھا ۔ سعد اور حسن حویلی کے باغ میں بھاگ دوڑ کرتے ہوئے کھیل رہے تھے ۔ جب کہ سارہ کھانا تیار کرنے میں مصروف تھی ۔ ولید لشکر میں آیا ۔ تھوڑی دیر تک معتقد کے پاس بیٹھ کر وہ باتیں کرتا رہا ۔ پھر اس نے پورے لشکر کا ایک چکر لگایا ۔ اتنے میں لشکر کے اندر مغرب کی اذان ہونے لگی اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ نماز کی تیاری کرنے لگا تھا ۔

نماز کے بعد ولید اپنے خیمے میں آیا ۔ وہ اُداس اور بکھرا بکھرا سا تھا ۔ خیمے کے سامنے بنے شامیانے کے اندر اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا ۔ وہ پہلے اس کی طرف گیا ۔ گھوڑے کے آگے پڑے چارے میں ہاتھ مارا پھر اس کی گردن تھپتھپانے لگا تھا اور گھوڑا ہلکے ہلکے ہنہناتے ہوئے اپنی محبت اور رفاقت کا اظہار کر رہا تھا ۔ وہاں سے ہٹ کر ولید اپنے خیمے میں آیا اندر شمع روشن تھی جس کی ہلکی ہلکی ، غبار آلود روشنی خیمے کی ہر چیز سے لپٹ رہی تھی وہ ایک چٹائی پر لیٹ گیا اور خیالوں میں کھو سا گیا ۔ اسے بار بار عمونہ یاد آ رہی تھی عجیب سے کرب کی لذت میں اس نے اپنی آنکھیں موند لیں اور وہ تصورات کی پرچھائیں میں عمونہ کو کلیسا طرطوشہ کے اندر طوبیہ کے ساتھ ایک راہبہ کی حیثیت سے دیکھ رہا تھا ۔ خیالات پھیلتے رہے ۔ سوچوں کی دھند گہری ہوتی گئی ۔ پھر وہ عمونہ کو تشتالیہ سے رہائی دلانے کے بعد تشقندہ میں اپنی ماں کے پاس لے جا رہا تھا ۔ یکایک اس کی سوچوں کا رُخ

بدل گیا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی مرحوم ماں کا بے بس اور اداس چہرہ گھوم گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور تکلیف دہ احساس میں اس کے منہ سے نکل گیا۔ ”کاش میں اپنی بے بس اور مجبور ماں کی خدمت کر سکتا۔ یہاں سے آگے بڑھ کر وہ ایک نئی ترنگ اور عبارت میں ڈوب گیا۔ عمونہ اس کے ساتھ حویلی کے صحن میں گھوڑے کو نہلا رہی تھی اور پھر اسے جنگ کے لیے رخصت کر رہی تھی۔

ایک دم ولید کے خیالات بکھر گئے۔ خیمے کے اندر کھٹکا ہوا تھا۔ اس نے جب سر اٹھایا تو دیکھا۔ عمروس، سارہ اور اس کا باپ ناتن اندر داخل ہوئے تھے۔ ان تینوں کو دیکھ کر ولید نے اپنی آنکھیں ملیں اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

عمروس بیچارہ ولید کو یوں اداس اور خیمے میں اکیلا پڑا دیکھ کر اداس ہو گیا۔ وہ آگے بڑھا اور ولید کے پاس بیٹھ گیا۔ ناتن اور سارہ بھی اسی چٹائی پر بیٹھ گئے۔ ناتن نے ابتدا کی اور ولید کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ حویلی سے یہاں کیوں چلے آئے ؟ ولید نے مدھم آواز میں کہا۔ میں کچھ پریشان تھا اس لیے سکون کی خاطر یہاں چلا آیا۔ ناتن نے پھر کہا۔ سکون تو اپنوں میں ملتا ہے۔ حویلی میں عمروس آپ کا بھائی ہے، سارہ آپ کی بہن ہے اور سعد اور حسن ہنستے کھیلتے دو بچے ہیں۔ یہاں اس خیمے میں تنہا بسری کر کے آپ کیسے سکون حاصل کر سکتے ہیں۔ میں جانتا ہوں عمونہ کی یاد نے آپ کو پریشان کر دیا ہے پر یاد رکھیے آپ جوان اور بہادر ہیں۔ زندگی کے کھیت کھلیانوں سے دور رہ کر کیسے آپ پُر سکون رہ سکتے ہیں۔ میں جانتا ہوں آپ کے دل کی بستی ویران ہے اور جب ہم خیمے میں داخل ہوئے تو آپ یادوں کی شبنمی دھند میں کھوئے ہوئے تھے۔ میں آپکی جاگتی آنکھوں میں اب بھی سوچوں کی کہر دیکھ رہا ہوں۔

ولید نے کچھ کہے بغیر پہلے سارہ کی طرف دیکھا۔ اس بیچاری کی پلکوں پر شبنم کے موتی لہرا رہے تھے۔ پھر ولید نے عمروس کی طرف دیکھا۔ تھوڑی دیر تک وہ ایک دوسرے پر نظریں جمائے دیکھتے رہے۔ پھر عمروس نے کہا۔ شہر میں لوگ فتح کا جشن منا رہے ہیں۔ اس موقع پر میرے آقا اکیلے اس خیمے میں اداس اور تکلیف کی حالت

میں پڑے رہیں یہ میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔

ناتن نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ اُٹھیے حویلی میں چلیے میں آج رات ہی اپنی چھوٹی بیٹی کا نکاح آپ سے کرنے کو تیار ہوں۔ ولید نے بکھری بکھری آواز میں کہا۔ میں پہلے ہی ایک لڑکی سے شادی کا وعدہ کر چکا ہوں۔ وہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے۔ عمروس اُسے جانتا ہے۔ ناتن نے منت کرنے کے انداز میں کہا۔ مجھے اس کا نام پتہ بتائیے۔ میں خود جا کر اُسے لے آؤں گا۔ ولید نے کہا۔ اس کا نام مرسیہ ہے اور وہ خود ہی یہاں آجائے گی۔

ایک دم سارہ کو نہ جانے کیا ہوا وہ آگے بڑھی اور ولید کے پاؤں پکڑ کر کھل کر روتے ہوئے کہا۔ اخی ! میں آپ کی بہن ہوں اور ایک بہن اپنے بھائی کے بغیر کیسے زندہ رہ سکے گی۔ اُٹھیے گھر چلیے۔ سعد اور حسن دونوں بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ بوڑھا احمد آپ کے لیے رو رہا ہوگا۔ لوہا گرم دیکھ کر عمروس نے بھی پگھلی ہوئی آواز میں کہا۔

میرے آقا ! میں نے آج تک آپ سے کچھ نہیں مانگا۔ ہر کام میں آپ کی اندھی تقلید کرتا رہا ہوں۔ میں آپ سے حویلی چلنے کی استدعا کرتا ہوں۔ یہ میری آخری خواہش ہے۔ پھر زندگی بھر آپ سے کچھ نہ مانگوں گا۔ ولید نے ایک بار ذومعنی نگاہوں سے عمروس کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ اٹھا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ عمروس، سارہ اور ناتن کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پھر وہ چاروں خیمے سے نکل کر شہر کا رخ کر رہے تھے۔

ولید کے ہاتھوں شکست اور لیبی کی موت فرولندہ پر ایسے سوار ہوئے کہ وہ اپنے دارالحکومت لیون شہر میں جا کر اور زیادہ بیمار ہو گیا۔ اس کی سلطنت کے ماہر طبیبوں نے اس کا علاج کیا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اب فرولندہ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ ایک روز وہ شہر کے کلیسا میں گیا۔ اسی کلیسا میں جو اس نے سینٹ عیسیدور کی یاد میں اس

نے خود تعمیر کرایا تھا۔ وہ دیر تک کلیسا میں ولید بن ہشام کے خلاف اپنے بیٹے اولش کی فتح کے لیے دعائیں مانگتا رہا۔ اس نے منت مانی کہ اگر اس کے بیٹے کو فتح و کامیابی نصیب ہوئی تو وہ لیون شہر کے اندر ایک ایسا کلیسا تعمیر کرے گا جسے شہید یسنہ کے نام پر منسوب کرے گا۔

منت ماننے اور دُعا مانگنے کے بعد فرولندہ اُٹھ کر اپنے محل میں چلا گیا۔ شام تک اس نے آرام کیا اور رات کے وقت پھر اُسی کلیسا میں چلا گیا۔ کلیسا میں اس وقت تمام قسیس اور راہب ولادتِ مسیح کی یاد میں مصروفِ نماز تھے۔ یہ نماز آدھی رات کو شروع ہوا کرتی تھی۔ فرولندہ بھی اس نماز میں شامل ہُوا۔ اس نماز کے بعد بھی فرولندہ صبح تک مسلمانوں کی شکست اور اپنی فتح کی دُعائیں مانگتا رہا۔ صبح کے وقت فرولندہ اپنے محل لوٹ گیا۔ اس کے ملازم اسے اُٹھا کر لے گئے تھے۔

جب دن اچھی طرح نکل آیا تو شہر کا اسقف فرولندہ کو پھر گرجا میں لایا اور ایسا اُنہوں نے فرولندہ کی خواہش پر کیا تھا۔ کیونکہ اپنی بیماری سے فرولندہ جان گیا تھا کہ وہ بچ نہ سکے گا۔ لہٰذا وہ کلیسا کے اندر مرنا چاہتا تھا۔ پلنگ پر ڈال کر اسے کلیسا لایا گیا اور قربان گاہ کے سامنے لِٹا دیا گیا۔ دیر تک فرولندہ وہاں لیٹا رہا اور شہر کا اسقف اس کے جسم پر تیل مَلتا رہا۔ دوپہر کے قریب کلیسا کے اندر ہی فرولندہ مر گیا۔ اس طرح مسلمانوں کو ہسپانیہ کے اندر اپنے ایک ظالم اور بدترین دشمن سے نجات مِل گئی تھی۔

○

شام کے قریب پیلاطس ریوڑ کو ہانکتا ہُوا دریائے تاجہ کے کنارے خیموں کے شہر میں داخل ہُوا۔ مرسیہ اور عتیقہ خیمے سے باہر کھڑی تھیں اور اُن سے ذرا فاصلے پر زیدان اور خیران دھوپ کے اندر پھیلائے ہوئے جال سمیٹ رہے تھے۔ نزدیک آ کر پیلاطس نے خوشی میں چلاتے ہوئے کہا۔ مرسیہ! مرسیہ! آقا ولید فرولندہ کو دوسری بار عبرت ناک شکست دینے کے بعد اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے ہیں۔

مرسیہ نے خوشی میں ہرنی کی طرح پیلاطس کی طرف پھلانگتے ہوئے پوچھا۔

تمہیں کہاں سے خبر ہوئی۔ پیلاطس نے کہا۔ آج طلیطلہ کے نواح کے کچھ رضاکار آقا ولید کے لشکر میں شامل ہونے کے لیے شمال کی طرف جا رہے تھے انہوں نے مجھے یہ خبر سُنائی مرسیہ نے کہا۔ میں بھی تمہیں خوش خبری سناؤں۔ دو دن بعد یہ سب لوگ اپنی بستیوں کی طرف کُوچ کریں گے۔ اسی طرح جس روز یہ اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوں گے ہم آقا ولید کی طرف کوچ کر جائیں گے۔

پیلاطس نے تائید کرتے ہوئے کہا۔ تمہارا فیصلہ درست ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔ زیدان اور خیران ان دونوں کی گفتگو پر ہنس رہے تھے۔ پھر مرسیہ اور پیلاطس اپنی جگہ سے ہٹے اور عتیقہ کے ساتھ مل کر ریوڑ کی بکریوں کو پکڑ پکڑ کر باندھنے لگے تھے۔

ولید کو عمرو بن ربیعہ سے خبر ہو گئی تھی کہ فرولندہ مر گیا ہے۔ افونش قشتالیہ سے باہر ایک متحدہ لشکر کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مصروف ہے اور نارمن جرنیل گیلامی بھی بربشتر سے نکل کر افونش کے پاس قشتالیہ آ گیا تھا۔ ولید نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے فوراً معتضد کو اس کے لشکر کے ساتھ بربشتر کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ سرقسطہ کے احمد مقتدر اور طلیطلہ کے یحییٰ المامون کے ساتھ مل کر بربشتر شہر کو نارمنوں سے چھڑا لے۔ پہلے ولید نے خود اس مہم پر جانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن معتضد نے یہ کہہ کر روک دیا کہ افونش جنگ کی ابتدا کرنے والا ہے۔ لہٰذا اس کا وہاں قیام ضروری ہے۔ ولید نے المامون اور مقتدر کی طرف پیغام بھجوا دیئے تھے کہ وہ معتضد کے ساتھ مل کر بربشتر پر حملہ کر دیں۔

معتضد گو بوڑھا ہو گیا تھا۔ بال سفید ہو گئے تھے۔ لیکن مسلمانوں کے اتحاد اور فرولندہ کی حالیہ دو شکستوں نے اسے جوان بنا دیا تھا۔ وہ کسی تند اور سرکش کے سے طوفانی انداز میں بربشتر کی طرف بڑھا۔ ولید کی طرف سے اطلاع پاتے ہی المامون اور مقتدر شہر کا محاصرہ کر کے بیٹھ گئے تھے۔ معتضد نے وہاں پہنچتے ہی طوفان برپا کر دیا۔ اس نے دیکھا فصیل کے برجوں پر بیٹھے ہوئے نارمن سپاہی حملہ آور مسلمانوں کو نزدیک نہ آنے دے رہے تھے۔ معتضد ڈھالوں کی اوٹ میں شہر پناہ کے پاس گیا اور شہر کے مسلمان باشندوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے اہلِ بربشتر! میں اشبیلیہ کا حکمران معتضد ہوں اور میں ولید بن ہشام کے پاس سے تمہاری مدد کو آیا ہوں۔ نارمنوں کے خلاف بغاوت کر دو۔ یاد رکھو فرولندہ ولید بن ہشام سے لگاتار دو بار شکست کھا کر مر چکا ہے۔ اس کا بھائی لیسی اور جرنیل پولس بھی جنگ میں مارے جا چکے ہیں۔ نارمنوں کے خلاف بغاوت کر دو۔ میرے اللہ کو منظور ہوا تو بربشتر کے اندر یہ ان کا آخری دن ہو گا۔

شہر کے لوگوں پر معتضد کے الفاظ کا خاطر خواہ اثر ہوا اور شہر کے اندر ایک عام بغاوت پھیل گئی اور لوگ شہر کے دروازوں کی طرف دوڑ پڑے۔ نارمنوں کو باغی عوام پر قابو پانے کے لیے شہر پناہ سے نیچے اترنا پڑا۔ معتضد کو موقع مل گیا۔ اس نے موٹی موٹی بلیوں کی مدد سے فوراً فصیل کا مغربی دروازہ توڑ ڈالا اور شہر میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے المامون اور مقتدر بھی اپنے لشکروں کے ساتھ شہر میں گھس گئے تھے۔ بربشتر کے گلی کوچوں، بازاروں اور گھروں کے اندر نارمنوں کا قتلِ عام شروع ہو گیا تھا۔ معتضد نے ایک ایک نارمن کو چن چن کر قتل کرا دیا تھا۔ جب شہر دشمن سے خالی ہو گیا تو معتضد نے اس کا نظم و نسق مقتدر کے حوالے کیا خود وہ جس برق رفتاری سے بربشتر کی طرف آیا تھا اسی برق رفتاری سے ولید کی طرف واپس جا رہا تھا۔

○

اپنے باپ کی مرگ پر افونش، غرسیہ اور شانجہ لیون چلے گئے تھے وہاں انہوں نے اپنے باپ کی تکفین میں حصہ لیا اور دوبارہ اپنے لشکر میں واپس قشتالیہ آ گئے تھے۔

افونش بحیثیت لشکر کے سالارِ اعظم کے جنگ کی تیاریاں پہلے ہی مکمل کر چکا تھا۔ اپنے باپ کی موت نے اس کے غصے اور انتقام کو اور بھڑکا دیا اور اس نے لشکر کو حرہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے اپنے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ اپنے پاس دوسرا جیولوس ماریا، تیسرا گیلامی، چوتھا غرسیہ اور پانچواں شانجہ کی کمانداری میں رکھا تھا۔

ولید کو بھی ان کے کوچ کا علم ہو گیا تھا۔ وہ حرہ کی فصیل کے ساتھ ہی پڑاؤ

کیسے رہا۔ اگر افونش یہاں آکر اس پر حملہ آور ہوتا تھا تو اس کے لیے فائدہ مند تھا کیونکہ اس کی پشت پر اس کے شہر تھے جہاں سے اسے ضرورت کی ہر چیز میسر ہو سکتی تھی۔ ولید نے بھی اپنے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک اپنے پاس۔ دوسرا عمروس تیسرا ناطور بن بدر، چوتھا پر اسرار جرنیل اور پانچواں معتضد کی سرکردگی میں دیا تھا۔ اس کے علاوہ یحییٰ المامون، احمد مقتدر اور بحری جرنیل مسلم بن تمام سے بھی رابطہ قائم ہو چکا تھا اور انہوں نے جنگ سے قبل ہی خفیہ راستہ کے ذریعہ رسد کے ڈھیر کے ڈھیر اور کمک پہنچانی شروع کر دی تھی۔ لگتا تھا ہسپانیہ کے اندر دو متحارب قوموں میں یہ ایک فیصلہ کن جنگ سمجھی جا رہی تھی۔ افونش بڑی تیزی سے حرہ کی طرف بڑھ رہا تھا اور ولید اپنی تیاریاں مکمل کر کے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

افونش نے اپنے لشکر کے ساتھ تین فرلانگ کے قریب فاصلہ رکھ کر ولید کے سامنے پڑاؤ کیا۔ حرہ اور سویدا کے لوگ شہر کی فصیل پر چڑھ کر اپنے اور دشمن کے لشکر کو دیکھ رہے تھے۔ دو روز تک دونوں طرف خاموشی رہی۔ کسی نے بھی جنگ کی پہل کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔ شاید افونش اپنے لشکر کو آرام دے کر جنگ کی ابتدا کرنا چاہتا تھا اور ولید بھی ایک نیک دل دشمن کی طرح اسے آرام اور تیاری کا موقع دے رہا تھا۔ تیسرے روز دونوں طرف جنگی طبل، نقارے اور دفیں بجنے لگیں۔ دونوں لشکر اپنی صفیں درست کرنے لگے۔ حرہ اور سویدا کی دونوں بڑی نوبتوں پر بھی چوٹ پڑ گئی تھی جو اس امر کا اشارہ تھا کہ جنگ شروع ہونے والی ہے۔ دونوں شہروں کے مرد عورتیں فصیلوں پر چڑھ گئے اور انہوں نے اپنے پاس دہکتے انگاروں اور کھولتے پانی کا انتظام کر رکھا تھا۔ دونوں شہروں کی نگرانی اور دیکھ بھال قبائل کے سردار اور مجلس شوریٰ مل کر کر رہے تھے۔

افونش کے لشکر کی تعداد اب اس قدر زیادہ تھی کہ لشکر کو تین روایتی حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد مزید ہر حصے کو پھر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ افونش جیولوس ماریا اور گیلامی کی سرکردگی میں لشکر کا صرف تیسرا حصہ آگے بڑھا تھا۔ کوئی انفرادی

جنگ نہ ہوئی تھی اور افونش نے عام حملے کا حکم دے دیا تھا۔ ولید اپنے قلب میں تھا۔ میسرہ پر عمروس اور میمنہ پر ناطور بن بدر تھا۔ معتضد اور پر اسرار لشکر کو یہ کام سونپا گیا تھا کہ لشکر کے جس حصے کو دبتا ہوا محسوس کریں فوراً اس کی مدد کو پہنچیں۔ صبح سے لے کر شام تک جنگ ہوتی رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا نہ افونش ولید کو پیچھے دھکیل سکا تھا اور نہ ولید ہی افونش پر اپنی برتری ظاہر کر سکا تھا۔

دوسرے روز پھر جنگ شروع ہوئی۔ افونش نے اپنے لشکر میں کچھ تبدیلیاں کی تھیں۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے پورے کے پورے لشکر کو جنگ میں جھونک دیا تھا۔ کچھ دیر تک جنگ کی رفتار سست رہی۔ دوپہر کے بعد جنگ اس وقت اپنی جنونی حالت کو جا پہنچی جب ولید اپنے لشکر کے ساتھ جنگ کرتا ہوا دشمن کے اندر تک جا گھسا تھا۔ شاید وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ آج جنگ کا آخری دن ثابت ہو۔ وہ آہستہ آہستہ جنگ کرتا ہوا اس طرف بڑھ رہا تھا جہاں گیلامی اپنے نارمن لشکر کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔ دوسری طرف عمروس نے جیولوس ماریا کو اپنا ہدف بنا کر اس کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ نارمنوں کا حصار کاٹ کر ولید اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ ان کے اندر جا گھسا تھا۔ ولید کو اپنے سامنے دیکھ کر گیلامی نے پہلو بچا کر پیچھے ہٹ جانا چاہا تھا لیکن موت جب آتی ہے تو ٹلتی نہیں۔ ولید اس کے سر پر جا پہنچا تھا اور گیلامی پر اپنے مہلک وار کرنا شروع کر دیئے تھے۔ گیلامی بھی گو ایک خونخوار اور آزمودہ جنگ تھا پر ولید کے سامنے وہ زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکا اور ولید نے اس کی گردن کاٹ دی تھی۔ گیلامی کے قتل ہونے پر نارمن بددل ہونے کے بجائے منتشر کی ہوئی بھڑوں کی طرح اور بھڑک اٹھے اور ولید کو اس کے لشکر سمیت چاروں طرف سے گھیر کر خونخواری سے جنگ کرنے لگے تھے۔

عمروس بھی دیکھ چکا تھا کہ ولید گھر گیا ہے لہٰذا اس نے بھی اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر لی تھی اس کا مدعا تھا کہ جیولوس ماریا کو ختم کر دیا جائے اس طرح جنگ کا نقشہ شاید بدل جائے۔ دوسری طرف جیولوس ماریا خود بھی عمروس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

شاید وہ بھی ارادہ کر چکا تھا کہ عمروس کو ختم کر کے جنگ کو اختتامی لمحات میں گھسیٹ دیا جائے۔ جلد ہی وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔ جیولوس ماریا کی بھول تھی کہ وہ عمروس کو ختم کر دے گا۔ کیونکہ وہ عمروس کا پہلا وار ہی نہ روک سکا تھا اور عمروس نے اس کے جسم کو سینے کے نیچے سے دو حصّوں میں کاٹ دیا تھا۔

جیولوس ماریا کے مرنے پر اس کے اِرد گرد لڑنے والے بد دِل سے ہو کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔ عمروس کو موقع مِل گیا اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس طرف بڑھا۔ جہاں آن گِنت نارمن اور شانجہ کے ماتحت لڑنے والے فرانسیسی ولید کو گھیر کر جنگ کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے دِلوں میں ٹھان لی تھی کہ اگر ولید کو ختم کر دیا جائے تو جنگ کا فیصلہ فوراً اس کے حق میں ہو سکتا ہے۔ افونش، غرسیہ اور شانجہ کو ابھی تک خبر نہ ہوئی تھی کہ ان کے دو بہترین جرنیل گیلامی اور جیولوس ماریا ولید اور عمروس کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔

عمروس، ولید کو بچانے کی خاطر نارمنوں کا حصار توڑ کر ان کے اندر جا گھسا تھا۔ ولید کے لشکر کا زیادہ حصّہ اِدھر اُدھر بکھر کر جنگ کر رہا تھا۔ جب کہ ولید کے ساتھ مُٹھی بھر سپاہی تھے جن کے ساتھ وہ نارمنوں اور فرانسیسیوں کے تنگ گھیرے میں اپنے دفاع کی جنگ کر رہا تھا۔ عمروس کے وہاں آ جانے سے حالت کچھ سدھر گئی تھی۔ ولید کے سپاہی جو بکھر گئے تھے اب ایک جگہ جمع ہو کر دُشمن کو پیچھے دھکیلنے لگے تھے۔ ایک دم حالات نے پھر پلٹا کھایا۔ افونش اور غرسیہ نے بھی اس طرف حملہ کر دیا جہاں شانجہ نارمنوں اور فرانسیسیوں کے ساتھ ولید کو گھیرے میں لیے ہوئے تھا۔ ایک بار پھر طوفان اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ افونش، غرسیہ اور شانجہ تینوں بھائیوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ولید اور عمروس یہاں سے بچ کر نہ جائیں۔ پُراسرار جرنیل اور معتضد بھی اس طرف اُمڈ پڑے تھے۔

اچانک کئی نارمن جو ولید کے سپاہیوں سے بچ کر نکل آئے تھے اور زخموں سے چُور ہونے کے علاوہ لہولہو ہو رہے تھے ولید پر ٹوٹ پڑے۔ شاید وہ گیلامی کی

موت کا انتقام ولید سے لینا چاہتے تھے۔ گو ولید کے سپاہیوں نے انہیں بُری طرح زخمی کر دیا تھا اور وہ اب بھی ان کے تعاقب میں اُمڈے چلے آ رہے تھے لیکن انہوں نے آتے ہی ولید پر چاروں طرف سے حملوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔ اگر عمروس بروقت آگے بڑھ کر ولید کی مدد نہ کرتا تو انہوں نے یقیناً ولید کو ختم کر دیا ہوتا۔ عمروس جب نارمنوں اور ولید کے درمیان حائل ہو گیا تو وہ نارمن جو خود زخموں سے چُور تھے اور مرنے والے تھے۔ عمروس پر ٹوٹ پڑے۔ ولید پہلے سے جنگ کرنے والے نارمنوں سے برسرِ پیکار تھا وہ ان نئے آنے والوں پر بھرپور توجہ نہ دے سکا تھا۔ گو وہ انہیں دیکھ چکا تھا لیکن جنگ میں ایسا اُلجھا اور پھنسا ہوا تھا کہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکا تھا۔ اب جو اس نے عمروس کو پھنسے ہوئے دیکھا تو اس نے زوردار حملہ کر کے اپنے ساتھ لڑنے والوں کو پیچھے ہٹایا اور عمروس کی مدد کو بڑھا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ اس وقت انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے کئی نارمن عمروس پر تلواریں برسا چکے تھے اور عمروس اپنے گھوڑے سے نیچے گِر گیا تھا۔ وہی نارمن اب ولید پر بھی حملہ آور ہونا چاہتے تھے کہ جو مسلمان سپاہی ان کا تعاقب کرتے آ رہے تھے ان کے سر پر آ پہنچے اور انہوں نے پلک جھپکنے میں ان سب کا صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔

اتنی دیر تک، پُراسرار جرنیل اور معتضد نے اپنے لشکروں کے ساتھ بھرپور حملے شروع کر دیے تھے اور ان کا رُخ بھی افونش، غرسیہ اور شانجہ کی طرف تھا جو ولید کی طرف اُمڈ رہے تھے۔ ولید اور عمروس کے ماتحت لڑنے والے لشکروں نے بھی اپنی ترکتازیں سرگرمی پیدا کر لی تھی اس کے علاوہ ناطور اپنے لشکر کے ساتھ دُشمن کے بائیں پہلو کو کاٹتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ عمروس ابھی تک زندہ تھا اور زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے اطراف میں ان مسلمان سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں جنہوں نے اس کے اردگرد نارمنوں کے ساتھ زندگی اور موت کی جنگ کی تھی۔ عمروس کو زخمی حالت میں گرتے دیکھ کر ولید غصّے کی حالت میں بپھر گیا تھا۔

اس نے اپنے اس لشکر کو پھر مجتمع کیا جو ایک موقع پر جب کہ وہ گیلامی

کے خلاف حرکت میں آیا تھا بکھر گیا تھا۔ عمروس کا لشکر بھی اب ولید کی کمانداری میں جنگ کرنے لگا تھا۔ بائیں طرف سے پُراسرار جرنیل اور معتقد نے۔ دائیں طرف سے ناطور بن بدر نے اور درمیانی حصّے سے خود ولید نے اس جفاکشی اور سرگرمی سے حملے شروع کیے تھے کہ افونش، غرسیہ اور شانجہ جو اندھا دھند بڑھتے چلے آ رہے تھے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ گیلامی اور جیولوس ماریا کی موت نے افونش کے لشکر پر بڑا اثر کیا لہٰذا ایک بار پیچھے ہٹنے کے بعد اس نے دوبارہ پیش قدمی نہ کی۔ ولید نے بھی اپنے لشکر کو پیچھے ہٹا کر روک دیا تھا۔ وہ خود بھی عمروس کی طرف سے پریشان اور فکرمند تھا۔

دوسرے روز دونوں لشکروں کا غیر معمولی نقصان ہُوا تھا اور خلافِ معمول شام کے بجائے سہ پہر سے ذرا بعد ہی جنگ روک دی گئی تھی۔ دونوں لشکر پیچھے ہٹ کر کچھ دیر اس انتظار میں کھڑے رہے کہ شاید پھر جنگ کی ابتداء ہو جائے لیکن جلد ہی ایک دوسرے سے مطمئن ہونے کے بعد وہ اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال میں لگ گئے تھے۔ ولید جب اپنے لشکر کے ساتھ اپنے زخمیوں کے اندر آیا تو اس نے دیکھا ایک جگہ وہ سب عورتیں جمع تھیں جو غریطہ کی سرکردگی میں زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے علاوہ جنگ میں سپاہیوں کو پانی پلانے کے فرائض بھی انجام دیتی تھیں ولید جب قریب آیا تو عورتیں ایک طرف ہٹ گئیں۔ ولید اپنے گھوڑے سے اُتر کر جب آگے بڑھا تو اس نے دیکھا خون آلود زمین پر حسین غریطہ لہولہان پڑی تھی۔ اس کی عبا پلٹی ہوئی تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور چہرے پر ابدی سکون کی مسکراہٹ تھی۔ اس کے قریب ہی اس کا مشکیزہ پڑا ہوا تھا اس میں سوراخ ہو چکے تھے اور پانی پتھریلی زمین پر ایک ننھے دھارے کی صورت میں دُور تک بہہ گیا تھا۔ ولید گھٹنوں کے بل وہاں بیٹھ گیا اور غریطہ کا بازو اپنے ہاتھ میں لے کر جب اس کی نبض کا احساس کیا تو اس کی گردن جھک گئی۔ غریطہ دم توڑ چکی تھی۔ ایک لٹے ہوئے مسافر کی طرح ولید اُٹھ کھڑا ہُوا اور اس طرف بڑھا۔ جہاں پُراسرار لشکر کا سالار زمین پر پڑے ہوئے عمروس پر جُھکا ہُوا تھا۔ ایک طرف

سے ناطور بن بدر بھی اسی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمروس زمین پر بے حس و حرکت پڑا ہُوا تھا۔ پُراسرار سالار نے جب دیکھا کہ ولید اور ناطور اس کی طرف آ رہے ہیں تو وہ عمروس کے پاس سے ہٹ کر دائیں طرف اپنے لشکر کی طرف جانے لگا تھا۔ جس تیزی سے ولید اور ناطور عمروس کی طرف بڑھ رہے تھے اس سے کہیں زیادہ تیز رفتاری سے پُراسرار سالار دُور ہوتا جا رہا تھا۔ شاید وہ ابھی تک ولید اور ناطور کا سامنا نہ کرنا چاہتا تھا۔

ولید قریب آ کر گھوڑے سے اُترا۔ اتنی دیر تک ناطور بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ ولید نیچے اُتر کر گھٹنوں کے بل عمروس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر یکدم اس کے ہونٹ خشک ہو گئے اور رنگ پیلا ہو گیا۔ عمروس مر چکا تھا۔ ولید نے ناطور کی طرف دیکھا اور مردہ سی آواز میں کہا۔ ناطور! ناطور! عمروس ختم ہو چکا ہے۔ ناطور کی گردن جُھک گئی اور اس کی پلکیں بھیگ گئی تھیں۔ ولید عمروس پر جھکا اور اس کی خون آلود پیشانی چومتے ہوئے اس نے ماتم کرتے الفاظ اور روتے لہجے میں کہا۔

میرے دوست! میرے بھائی! تیرے بعد میری مسکراہٹیں چھن جائیں گی اور مجھے گھمبیر تاریکیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب کہ رات کی سیاہی سے سورج بھی ڈرتا ہے۔ تو ایک غیور اور باوفا بھائی اور نادر الوجود و کمیاب جرنیل تھا تیرے بعد میری آنکھیں خون روئیں گی اور میں کیسے غم اور مایوسی سے پیچھا چھڑا سکوں گا۔ آہ عمروس! تیرے بغیر میری زندگی کانٹوں میں اُلجھ کر گزرے گی۔

ولید کی آواز اس کے گلے میں پھنس کر رہ گئی تھی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ ولید کی حالت دیکھ کر ناطور کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ اس کا سر جھکا ہُوا تھا اور آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ولید سنبھلا اور غمزدہ آواز میں کہا۔ ناطور! ناطور! جنگ میں کام آنے والوں کے اہلِ خانہ کو پیغام بھجوا دو کہ وہ آ کر انہیں دیکھ

لیں ۔ اس کے بعد ان کی تدفین کا بندوبست کیا جائے ۔ عمروس کی لاش میں اپنے خیمے میں لے جا رہا ہوں ۔ سارہ اور ناتن کو بھی عمروس کی اطلاع کر دو ۔ ہمارا اس وقت میدانِ جنگ سے اِدھر اُدھر ہونا خطرے سے خالی نہیں ہے ۔ دشمن ہمارے سامنے بیٹھا ہوا ہے ۔ اگر ہم شہر میں گئے تو وہ موقع جان کر ہم پر حملہ آور ہو سکتا ہے ۔ ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ مرنے والوں کی تدفین جتنی جلدی ہو سکے کر لیں ۔

ناطور اُٹھ کر چلا گیا ۔ ولید نے عمروس کی لاش اُٹھا کر اپنے گھوڑے پر رکھی اور میدانِ جنگ کے مشرق میں اپنے خیموں کے شہر کی طرف روانہ ہو گیا ۔ لشکر میں زخمیوں کی دیکھ بھال ہو رہی تھی اور لشکر دشمن کے کسی اچانک حملے کا مقابلہ کرنے کے لیے مستعد اور تیار بیٹھا ہوا تھا ۔

ولید اپنے خیمے کے اندر عمروس کی لاش کے پہلو میں گم سُم بیٹھا ہوا تھا ۔ شہر کے لوگ جنگ میں کام آنے والے اپنے جوانوں کو دیکھنے کے بعد ان کی تدفین شروع کر چکے تھے ۔ ولید ایک دم سنبھل کر کھڑا ہو گیا ۔ کیونکہ خیمے میں سارہ، ناتن اور سارہ کی ماں اور بہنیں داخل ہوتی تھیں ۔ انہیں دیکھ کر ولید اپنی آنکھیں خشک کرتا ہوا خیمے سے باہر نکل گیا ۔ وہ سب ولید کی حالت پر کٹ کر رہ گئے تھے ۔

خیمے کے وسط میں عمروس کی لاش پڑی تھی ۔ سارہ کی آنکھوں سے آنسو یوں بہہ نکلے جیسے کوئی منہ زور چشمہ کوہستان کا جگر چیر کر پھوٹ پڑا ہو ۔ ناتن، اس کی بیوی اور بیٹیاں بھی رونے لگے تھے ۔ سارہ آگے بڑھی اور عمروس کے پاؤں کے قریب بیٹھ گئی ۔ اُس نے عمروس کے دونوں پاؤں اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں طویل بوسہ دیا پھر وہ غمزدہ اور بکھرتی ٹوٹتی آواز میں بولی ۔

"اے میرے شیر دل پاسبان ! میں تیری عظمت، تیری شجاعت، اور تیری شہادت کو سلام کرتی ہوں ۔ تو زندگی بھر عظمت و شجاعت کی داستانیں سُناتا رہا ۔ تو ایک کشادہ نظر شوہر اور اپنے اہلِ خانہ کے لیے چراغ اور خضرِ راہ تھا ۔"

سارہ نے عمروس کے پاؤں چھوڑ دیئے اور وہ کھڑی ہو گئی ۔ ایک بھرپور نگاہ اس نے عمروس پر ڈالی پھر اس نے اپنے آنسو پونچھ لیے اور خیمے سے باہر نکل گئی ۔ اس کا باپ، ماں اور بہنیں اس کے پیچھے پیچھے تھے ۔

خیمے سے باہر نکل کر سارہ نے دیکھا ولید ایک پتھر پر سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا ۔ سارہ اس سے قریب ہوئی اور بکھری بکھری آواز میں اسے پکارا ۔ اخی ! ولید کھڑا ہو گیا اور انتہائی بے بسی کی حالت میں وہ سارہ کی طرف دیکھنے لگا تھا ۔ سارہ پھر بولی ۔ اخی ! میں جانتی ہوں آپ کو میرے شوہر کے مرنے کا کس قدر غم اور دُکھ ہے ۔ پر یاد رکھیے اخی ! آپ کے ذمہ ابھی بہت کٹھن اور دشوار کام ہیں ۔ دشمن کا آن گنت لشکر ہمارے سامنے خیمہ زن ہے ۔ آپ وعدہ کیجیے کہ اپنے بھائی اور دوست کی مرگ پر آپ جی نہ چھوڑ بیٹھیں گے ۔ وعدہ کیجیے اخی ! آپ اُسی پہلے سے جذبے کے ساتھ دشمن کی صفوں میں انتشار اور ان کے دلوں پر اپنی شجاعت اور جرأتمندی سے خوف اور وحشت طاری کرتے رہیں گے ۔

ولید کی چھاتی تن گئی اور اس نے بڑے اعتماد سے کہا ۔ اے میری بہن ! تو مطمئن رہ ۔ آنے والے دن انشاء اللہ دشمن کے لیے قیامت اور حشر کے دن ثابت ہوں گے ۔ ابھی تو مجھے ان سے عمروس کا انتقام بھی لینا ہے ۔ اطمینان رکھو میری بہن ! میرے اللہ کو منظور ہوا تو کل کا دن دشمن کی موت کا دن ہو گا ۔

سارہ پھر بولی ۔ یا اخی ! سب لوگ اپنے اپنے رشتہ داروں کو دفنا کر واپس جا رہے ہیں کیا ——— ولید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا ۔ مجھے تم لوگوں کا ہی انتظار تھا ۔ قبر تیار ہو چکی ہے اور وہاں ناطور ہمارا انتظار کر رہا ہو گا ——— تو پھر چلیے چلیں ۔ ولید خیمے میں آیا ۔ عمروس کی لاش کو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں اُٹھا لیا اور سب اس قبرستان کی طرف روانہ ہو گئے جو پہاڑ کے دامن میں حرہ شہر کے قریب تھا اور جس کے چاروں طرف دُور دُور تک گلاب کی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جو پھولوں سے لدی رہتی تھیں ۔

دوسرے روز پھر دونوں لشکر جنگ کے لیے اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔ آج لشکر کی صفیں ناطور بن بدر درست کر رہا تھا۔ ولید کہیں دکھائی نہ دے رہا تھا۔ سارے لشکری پریشان تھے کہ آخر ولید بن ہشام کہاں چلے گئے۔ اچانک خیموں کے اندر سے ولید اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا نکلا اور بڑی تیزی سے اپنے لشکر کی طرف بڑھا۔ پورا لشکر اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا۔ اس نے اپنے جنگی لباس کے اوپر سفید کفن پہن رکھا تھا۔ جو اس بات کی دلالت کرتا تھا کہ آج کی جنگ فیصلہ کن جنگ ہو گی۔ ولید کو کفن میں دیکھ کر کچھ سپاہیوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے جب کہ باقی لشکر عجیب سے جوش اور جذبے میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرنے لگا تھا۔ ولید کو کفن میں دیکھ کر ایک انوکھا جذبہ اور ایک نیا وجدان تھا جو پورے لشکر پر طاری ہو گیا تھا اور ہر سپاہی دشمن سے جنگ کے لیے بیتاب ہو کر رہ گیا تھا۔ ولید لشکر کے آگے آیا اور بڑے انہماک سے اپنی صفوں کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے لشکر کے کچھ حصوں میں ردّ و بدل بھی کر دیا تھا۔

پراسرار جرنیل کی کمانداری میں لشکر کا ایک اور حصہ دے کر اسے میمنہ کا کماندار بنایا گیا تھا۔ میسرہ ناطور بن بدر کے پاس تھا جب کہ قلب پر خود ولید تھا۔ دونوں لشکر جب جنگ کے لیے تیار ہو گئے تو دشمن کی طرف سے ایک جوان انفرادی جنگ کے لیے میدان میں اترا۔ ولید اس وقت جنگ کے سارے قواعد کو بھول کر انفرادی جنگ کو نظر انداز کر گیا۔ وہ اپنے سپاہیوں کے اس جوش اور جذبے کو ضائع نہ ہونے دینا چاہتا تھا جو اس کے کفن پہننے سے ان پر طاری ہو گیا تھا۔ لہذا اس نے ایک دم عام حملے کا حکم دے دیا۔ بپھرے ہوئے مسلمان مجاہد افونش، شانجہ اور غرسیہ تینوں بھائیوں کے لشکروں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ دشمن کی تعداد گو کئی گنا زیادہ تھی پھر بھی مسلمان کچھ اس طرح جنگ کر رہے تھے کہ دشمن کے کئی کئی سپاہیوں پر بھاری ثابت ہو رہے تھے۔ دوپہر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ حرا اور سویدا شہر کے کیا مرد کیا عورتیں، دونوں شہروں کی فصیلوں پر چڑھ کر جنگ کا نظارہ کر

رہے تھے۔

دوپہر سے تھوڑی دیر بعد تک مسلمان مجاہدین نے دشمن کا لشکر آدھے سے زیادہ کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ جب کہ ان کا اپنا بہت کم نقصان ہوا تھا اور ان کا جنگی جنون ابھی تک ایسا ہی تھا جس کا اظہار انہوں نے جنگ کی ابتداء میں کیا تھا۔ سہ پہر کے قریب افونش، شانجہ اور غرسیہ کے ساتھ لڑنے والوں کی تعداد بہت کم رہ گئی تھی۔ ولید جانتا تھا اس موقع پر اگر ایک زوردار حملہ کیا جائے تو دشمن کے پاؤں اکھیڑے جا سکتے ہیں اور مغرب میں میلوں دور تک اسے کہیں بھی جم کر لڑنے کا موقع نہ مل سکے گا۔ لہذا اس نے اپنے لشکر کو للکارا اور خود وہ جنگ کرتا ہوا دشمن کے اندر جا گھسا تھا۔ ناطور اور پراسرار جرنیل بھی دشمن کے اندر گھس گئے تھے۔ اب ایک طرح سے افونش، شانجہ اور غرسیہ کے لشکروں کا تین اطراف سے قتل عام شروع ہو گیا تھا۔ اس موقع پر جب کہ ولید دشمن کے اندر ایک وجدان کے عالم میں جنگ کر رہا تھا۔ دشمن کے کسی سپاہی نے لگاتار دو نیزے پوری قوت سے یکے بعد دیگرے دے مارے جو ولید کی زرہ پھاڑ کر اس کے جسم میں پیوست ہو گئے تھے۔

ولید ایک بار چکرا کر رہ گیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس موقع پر اگر وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا یا اس نے جنگ سے ہاتھ روک لیا تو اس کی فتح شکست میں بدل جائے گی۔ لہذا اس نے فوراً اپنے جسم سے نیزے کھینچ کر پھینک دیئے اور اپنے سپاہیوں کو محسوس ہی نہ ہونے دیا کہ وہ خطرناک حد تک زخمی ہو چکا ہے۔ وہ تکلیف برداشت کرتے ہوئے پہلے کی طرح جنگ کرتا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد افونش، شانجہ اور غرسیہ کے ساتھ ان کے لشکر کا صرف دسواں حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اپنی بے بسی اور لشکر کی کم مائیگی دیکھ کر تینوں بھائی اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ولید نے زخمی ہونے کے باوجود پوری قوت اور زور سے دشمن کا تعاقب کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

حرہ اور سویدا کے لوگ شہروں کی فصیلوں سے اتر کر جشن منانے لگے

تھے ۔ ولید نے دس میل تک دُشمن کا تعاقب کیا اس کے بعد زخموں میں تکلیف کے باعث اس کی ہمت جواب دے گئی کیونکہ جسم سے کافی خون بہہ گیا تھا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا ۔ ولید کے گرتے ہی ناطور نے تعاقب ترک کر دیا اور لشکر کو رُک جانے کا حکم دے دیا ۔ افولنش، شانجہ اور غرسیہ کے ساتھ اب گنتی کے چند ایسے سپاہی رہ گئے تھے جنہیں بآسانی گنا جا سکتا تھا ۔ اپنے لشکر کی مکمل تباہی اور عبرت خیز شکست کے بعد وہ قشتالیہ اور پھر وہاں سے لیون کی طرف بھاگ گئے تھے ۔ یہ ایک فیصلہ کن جنگ تھی ۔ جس کی وجہ سے اندلس کے اندر فرانس اور دوسرے عیسائی ممالک کی مدد سے قائم ہونے والی نصرانی حکومت کا اگر مکمل طور پر خاتمہ نہ ہوا تھا تو وہ اس قدر کمزور ہو گئی تھی کہ آئندہ چند برسوں تک وہ مسلمانوں کے لیے کسی نقصان اور خطرے کا باعث نہ بن سکتی تھی ۔

ناطور اور لشکر کے طبیب ولید کو سنبھالنے لگے تھے ۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا ۔ طبیبوں نے اس کا کفن اور جنگی لباس اُتار کر اُس کے زخموں پر مرہم پٹی کر دی تھی پھر ناطور نے بے ہوش ولید کو اپنے گھوڑے پر آگے بٹھا لیا تھا اور لشکر کو واپسی کا حکم دے دیا تھا ۔ پورا لشکر ولید کے زخمی ہونے پر غمزدہ اور پریشان تھا جب لشکر حرہ شہر میں داخل ہوا تو شہر کے گلی کوچوں، بازاروں اور محلوں کے اندر لوگ فتح کا جشن منا رہے تھے لیکن جونہی شہر میں ولید کے زخمی ہونے کی خبر پھیلی ۔ لوگوں نے جشن کی ہر تقریب بند کر دی اور ولید کی سلامتی کے لیے دعائیں مانگنے لگے ۔

ناطور، ولید کو لے کر حویلی میں داخل ہوا ۔ احمد کو شاید ابھی تک ولید کے زخمی ہونے کی خبر نہ ہوئی تھی اسی لیے وہ حویلی کے صحن میں سعد اور حسن کو تلوار بازی کی مشق کرا رہا تھا ۔ سعد اور حسن اب خوب سیانے ہو گئے تھے اور انہوں نے جنگی تربیت حاصل کرنا شروع کر دی تھی ۔

احمد نے جب ناطور کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے پر ولید کو بٹھائے ہوئے ہے تو اس نے تلوار پھینک دی اور ناطور کے گھوڑے کی طرف بھاگا ۔ اتنی دیر تک

سارہ بھی بھاگتی ہوئی باہر آ گئی تھی ۔ احمد اور سارہ کو کچھ پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی تھی ۔ سعد اور حسن بھی پریشان کھڑے تھے ۔ ناطور نے خود ہی اُن کی تسلّی کے لیے کہا ۔ آپ لوگ فکرمند نہ ہوں ۔ آقا جنگ میں زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے ہیں ۔ ناطور گھوڑے سے اترا اور بے ہوش ولید کو اتار کر حویلی کے اندر لے گیا ۔ اس کے پیچھے پیچھے لشکر کے تین ماہر طبیب بھی حویلی کے اندر چلے گئے تھے ۔ سارہ نے بھاگ کر ایک مسہری پر بستر درست کیا ۔ ولید کو وہاں لٹا دیا گیا اور طبیب اسے ہوش میں لانے کی کوششیں کرنے لگے تھے ۔ ناطور، احمد، سارہ، سعد اور حسن مسہری کے قریب پریشان حال کھڑے تھے تھوڑی دیر بعد تمام قبائل کے سردار بھی وہاں آ گئے اور اسی کمرے میں بیٹھ کر ولید کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگے تھے ۔ حویلی کے باہر اَن گنت لوگ ولید کی خیریت دریافت کرنے کے لیے جمع ہو گئے تھے ۔ ہر کوئی اپنی بھیگی پلکوں کے ساتھ ولید کی سلامتی اور صحت کے لیے دعا مانگ رہا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد ولید نے آنکھیں کھولیں ۔ اس پر نقاہت طاری تھی اور آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں ۔ تینوں طبیب ولید کی حالت پر غمزدہ اور پریشان کھڑے تھے ۔ بنو کلب کا سردار اٹھا اور ولید کو مخاطب کر کے کہا ——— یا امیر! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اب کیسے ہیں ۔ ولید نے صرف گردن ہلا دی اور کوئی جواب نہ دیا ۔ تھوڑی دیر بعد ولید نے مدھم آواز میں کہا ۔ ناطور! ناطور! سعد اور حسن کو بلاؤ ۔ میری اور عمروس کی تلوار بھی لے کر آؤ ۔ سارہ فوراً اندر گئی اور عمروس کی تلوار لے آئی ۔ ولید کی تلوار پہلے ہی ناطور کے پاس تھی ۔ ولید کے اشارے پر ناطور نے دونوں تلواریں مسہری پر رکھ دیں اس کے علاوہ اس نے سعد اور حسن کو ولید کے سامنے کھڑا کر دیا ۔ ولید چند لمحوں تک دونوں بچوں کو بڑے غور سے دیکھتا رہا ۔ یوں لگتا تھا وہ ان دونوں سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہا ہو ۔ پھر اس کی نحیف سی آواز بلند ہوئی اور دونوں بچوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا ۔

"میرے فرزندو! میری اجل میرے سامنے کھڑی ہے ۔ دیکھو میں

تم دونوں سے جدا ہو رہا ہوں ۔ اندلس کے اندر میں اپنی استطاعت کے مطابق دشمن کا مقابلہ کرتا رہا ہوں اور اب میں نے ان کی طاقت کو ایک بار ختم کر کے رکھ دیا ہے لیکن میرے فرزندو! آنے والے برسوں میں وہ پھر تیاری کریں گے اور اپنی مدد کے لیے فرانس سے اندھا دھند رضا کار منگوائیں گے ۔ اس غرض کے ساتھ کہ وہ اندلس کو مسلمانوں سے چھین لیں ۔ اگر میرا رب کبھی تم دونوں کو قدرت دے تو ایسے دشمنوں کی راہ روک دینا کہ وہ میری قوم پر بوجھ نہ بنیں۔"

"سنو میرے فرزندو! ان برسوں کا بوجھ میرے کندھوں پر تھا آنے والے برسوں کا بوجھ تمہارے کندھوں پر ہوگا ۔ اللہ کرے آنے والے برس میری ملت کے لیے نشاۃ ثانیہ، آزادی، نجات اور محیر العقول معجزات کے برس ثابت ہوں ۔ اے فرزندو! اندلس کے دشمنوں کے سامنے آگ اور تلوار کا طوفان بن کر جم جانا ۔ اسی میں تم دونوں کی فضیلت ہوگی ۔ سنو میرے ننھے وارثو! ایک مجاہد اور جنگجو کی زندگی میں ایک آفت کے بعد دوسری آفت، ایک الم کے بعد دوسرا الم، ایک عذاب کے بعد دوسرا عذاب اور ایک سراب کے بعد دوسرا سراب آتا ہے ۔ ان میں کامران اور فوز مند وہی ہوتا ہے جس کے ذہن کی فکر اور عمل کا آپس میں اتحاد اور تعاون ہو ۔ پھر ولید نے دونوں تلواریں اٹھا کر سعد اور حسن کو تھماتے ہوئے کہا ۔ میں تمہیں ورثے میں یہ تلواریں دیتا ہوں انہیں آزادی کی مشعل جان کر بلند رکھنا۔" سعد اور حسن نے کوئی جواب نہ دیا ۔ وہ دونوں بچارے ولید کی باتوں پر ہچکیاں لے لے کر روتے جا رہے تھے ۔

ولید نے پھر کہا ۔" میرے بیٹو! میرے باپ نے مرتے وقت ایسی ہی نصیحت مجھے کی تھی ۔ ویسی ہی نصیحت میں تمہیں کر کے اپنا فرض

ادا کر چکا ہوں ۔ سنو! ————

ولید کہتے کہتے رک گیا کیونکہ باہر دروازے پر کھٹکا ہوا تھا ۔ احمد فوراً باہر نکل گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا اور ولید سے کہا ۔ میرے آقا! باہر اشبیلیہ کا حکمران معتضد، پر اسرار لشکر کا جرنیل اور لشکر کا قاری ابوزید کھڑے ہیں ۔ اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں ۔ ولید نے فوراً کہہ دیا ۔ ان تینوں کو اندر آنے دو ۔ احمد باہر نکل گیا ۔ جب وہ لوٹا تو اس کے ساتھ معتضد، پر اسرار لشکر کا سالار اور لشکر کا قاری ابوزید تھے ۔

ولید نے ایک سرسری نگاہ معتضد اور ابوزید پر ڈالی اس کے بعد اس کی نگاہیں پر اسرار لشکر کے سالار پر جم کر رہ گئی تھیں ۔ اس سالار کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ ولید کے بجائے نیچے دیکھ رہا تھا ۔ اتنی دیر تک ولید کی نحیف اور نزار سی آواز کمرے میں گونج گئی ۔

" سنو! میں اپنے آخری دموں پر ہوں ۔ کیا تم مجھے اپنے متعلق کچھ نہ کہو گے ۔ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور پر اسرار رہنے میں تمہاری کیا منفعت ہے۔ اس پر اسرار جرنیل نے غمزدہ اور گلوگیر آواز میں کہا ۔ میرے آقا! میں آپ کا پرانا خادم اور غلام ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے چہرے سے نقاب اور سر سے خود ہٹا دیا تھا ۔ ولید اسے دیکھ کر دم بخود رہ گیا ۔ وہ جابر تھا ۔ جابر بن وہب جس نے جوزفین اور جلعاد کی تحریک پر ولید اور عمروس کے خلاف بغاوت کر دی تھی ۔

ولید کافی دیر تک اسے تعجب و حیرت سے دیکھتا رہا ۔ پھر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی اور اپنی آواز کو قدرے بلند کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ جابر تم؟ تم نے تو بغاوت کر دی تھی ۔ پھر یہ کردار تم نے کیونکر ادا کیا ۔ جابر بن وہب کی گردن جھک گئی اور روتی ہوئی آواز میں اس نے کہا ۔ میرے آقا! وہ میری زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی ۔ اصل میں جوزفین جس سے میں نے شادی کی تھی،

KitabPK.Com

اور جلعاد جو اس کا باپ بنا ہُوا تھا ۔ ان دونوں کی تحریک اور بہکاوے پر میں آپ کے خلاف اُٹھ کھڑا ہُوا تھا ۔ وہ دونوں باپ بیٹی نہ تھے بلکہ فرولندہ کے جاسوس تھے ۔ یہاں سے نکلنے کے بعد ایک روز میں نے اُن دونوں کی خفیہ گفتگو سن لی تھی ۔ وہ مجھے قتل کر کے آپ کے خلاف کسی اور سازش کی ابتدا کرنا چاہتے تھے ۔ میں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور اپنی غلطی اور کوتاہی کا خمیازہ ادا کرنے کے لیے میں عرب قبائل میں گیا اور ان سے رضا کار حاصل کر کے میں آپ کی مدد پر کمربستہ ہو گیا ۔ آہستہ آہستہ میں اپنے ساتھیوں کی تعداد بڑھاتا رہا ۔ اس کے بعد جو حالات پیش آئے وہ آپ جانتے ہی ہیں ۔

ولید چند ثانیوں تک خاموش رہا ۔ پھر اس کی مدھم آواز کمرے میں سُنائی دی ۔ جابر ! جابر ! تم نے اپنی کوتاہیوں کا خمیازہ ہی ادا نہیں کیا ۔ بلکہ اپنے حق سے کہیں زیادہ حب الوطنی، فرض شناسی، مذہب پرستی اور اپنی ملت سے محبّت کا ثبوت دیا ہے ۔ ولید کچھ دیر پھر خاموش رہا ۔ آخر دوبارہ اس نے کمرے میں بیٹھے ہوئے ۔ قبائل کے سرداروں کو مخاطب کر کے کہا ۔ میری رُوح، میری سانس اور میرے خون کی گردش ۔ چند لمحوں کی مہمان ہے ۔ اگر میں اس موقع پر جابر بن وہب کو اپنی جگہ سالارِ اعلیٰ مقرر کر دوں تو تم میں سے کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ۔

سب سرداروں نے اپنی گردنیں جھکا لیں ۔ پھر ان میں سے ایک نے بڑی ارادتمندی سے کہا ۔ اے ہمارے آقا ! آپ کو پورا اختیار ہے جسے چاہے سالارِ بنائیں ہم میں سے کوئی بھی اعتراض کرنے کی جرأت نہ کرے گا ۔ اس لیے کہ جابر بن وہب نے ——

جابر درمیان میں بول پڑا اور ولید سے کہا ۔ میرے آقا ! میں اس قابل نہیں کہ آپ کی جگہ سالار بنایا جاؤں ۔ میں اس منصب سے ناطور بن بدر کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں ۔ خدا کی قسم ! میں نے ناطور بن بدر کے حکم کا اتباع نہ کرتے ہوئے بغاوت کی تھی ۔ اب میں اسی کے تحت ایک گمنام سپاہی کی حیثیت

سے اپنی ملت اور مذہب کے لیے جنگ کرتے ہوئے فخر و سعادت سمجھوں گا ——

جابر ایک دم خاموش ہو گیا کیونکہ ولید کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی تھی ۔ طبیب نے پریشانی میں آگے بڑھ کر ولید کی نبض پر ہاتھ رکھا ۔ پھر اس نے ناطور بن بدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ آقا ختم ہو چکے ہیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ○

سب عرب سردار اُٹھ کر مقتضار کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے تھے اور ہر کسی کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے ۔ سعد اور حسن رو پڑے تھے اور ساتھ والے کمرے کے اندر سے سارہ کی ہچکیاں سُنائی دینے لگی تھیں ۔ ابو زید نے روتے ہوئے کہا ۔

" اے میرے آقا ! تیرے سینے میں کس طرح دشمن کے تیر کھُب گئے ۔ اے میرے دوستو ! آؤ زور زور سے اپنے آقا کو پکار کر اسے بتائیں کہ تو ہر دل میں دھڑکتا تھا ۔ تیرا چہرہ ہمارے لیے خون جیسا درخشاں اور انوار کا ایک مینار تھا ۔ تو گھور اندھیروں کے اندر ہمارے لیے چمکتا ہُوا ایک جگنو تھا ۔ گو تو شہیدِ وطن ہے اور تیرے لیے موت نہیں ہے پھر بھی اے میرے آقا ! تیرے بعد ہم ہی نہیں کھجوروں کے درخت بھی روئیں گے اور دشمن ہماری مضطربانہ حرکتوں پر قہقہے لگائیں گے "

" تو شجاعت کا ایسا گوہر اور دانائی کا ایسا راز تھا جس کی یافت ناممکن ہے ۔ اندلس کی زمین اور آسمان میں کون تجھے بھُول سکے گا ۔ تو ہمارے لیے آسمان کا پیغام بن کر کوہستانوں سے اُترا تھا اور ہمارے دلوں میں ازل سے ابد تک تیری محبت لکھی جا چکی تھی ۔ تیرے بعد لومڑیاں شیر پر غرائیں گی اور زندگی کے سمندر میں ہماری حالت اس گوہر جیسی ہو گی جو گندے کیچڑ میں دب گیا ہو ۔ پتوّں کے اس ڈھیر جیسی ہو گی جسے آگ دکھانے کا وقت آ گیا ہو ۔ آہ ! میرے آقا ! تو کیوں اس قدر جلدی اپنے سارے رفیقوں سے بچھڑ کر زندگی کی گزرگاہوں سے دُور اور اُفق کے اس پار کھو گیا ہے ۔ آہ یہ کیسا غضب، کیسی وحشت ہے "

اب کون نئے منتظر ساحلوں کی طرف ہماری راہنمائی کرے گا اے دن !

KitabPK.Com

اے دن کے سُورج اپنے روشن ہونٹوں سے بتا ۔ کون ہماری خیالی تجرید کو عمل کا جامہ پہنائے گا ۔ کون ملت کے دشمنوں کو سر بریدہ کر کے ہدایت کی راہوں پر ہماری راہبری کرے گا ۔ میرا رب کرے اس سرزمین میں پھر آپ جیسا کوئی مجاہد اُٹھے جو لہو کے دھبے دھو ڈالے ۔ ہماری بے بسی کا خاتمہ کر دے اور اس سرزمین کو پھر خون سے سینچنا شروع کرے۔"

ابو زید خاموش ہو گیا ۔ پھر وہ نیچے بیٹھا اور جس پلنگ پر ولید کی لاش پڑی ہوئی تھی اس پر سر رکھ کر وہ بچّوں کی طرح رونے لگا تھا ۔ معتضد اور دوسرے سردار بھی فرش پر بیٹھ کر آہ و زاری کرنے لگے تھے ۔ سعد اور حسن سسک رہے تھے اور ساتھ والے کمرے سے سارہ کی ہچکیاں ہر لمحہ بلند ہوتی جا رہی تھیں ۔ ولید کے مرنے کی خبر جب عام ہوئی تو حرہ اور سویدا میں کہرام سا مچ گیا تھا اور لوگ اپنے گھروں میں نکل کر بازاروں، گلی کوچوں اور چوراہوں میں جمع ہو کر آہ و زاری کرنے لگے تھے۔ اسی روز شام سے کچھ دیر پہلے ولید کو حرہ کے قبرستان میں عروس کے پہلو میں دفن کر دیا گیا تھا ۔

○

دوسرے روز عصر کی نماز کے بعد سارہ، سعد اور حسن کے بازو پکڑے شہر سے نکلی ۔ اس کا رُخ اس پہاڑی کی طرف تھا جس کے دامن میں وہ قبرستان تھا جس کے اندر ولید اور عروس دفن تھے ۔ پہاڑی کے اُوپر اور دامن میں جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی گلاب کی جھاڑیاں تھیں جو پھولوں سے لدی ہوئی تھیں ۔ قبرستان سے گذر کر سارہ دونوں بچّوں کے ساتھ پہاڑی پر چڑھ گئی اور پھول توڑ توڑ کر ایک جگہ ڈھیر کرنے لگی ۔ سعد اور حسن بھی پھول توڑنے میں اس کی مدد کر رہے تھے ۔

سورج غروب ہونے کے لیے جب مغرب کی طرف اپنے گھٹنے ٹیک رہا تھا ان تینوں نے مل کر پھولوں کا ایک ڈھیر لگا لیا تھا پھر سارہ نے پھول ایک کپڑے میں باندھ لیے ۔ سعد اور حسن کو اس نے ساتھ لیا اور قبرستان کی طرف چل دی ۔ ولید اور عروس کی قبروں پر آ کر پھول اس نے دو برابر حصّوں میں بانٹے اور دونوں قبروں پر بکھیر دیئے ۔

سعد اور حسن کے ساتھ سارہ وہاں سے ہٹنے ہی لگی تھی کہ اپنی جگہ پر وہ جم کر رہ گئی ۔ قبرستان سے گذر کر جو راستہ شہر کی طرف جاتا تھا ۔ اس پر دو سوار نمودار ہوئے تھے ۔ ان میں سے ایک اُدھیڑ عمر کا مرد تھا اور دوسری ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی تھی ۔ وہ پیلاطس اور مربیہ تھے ۔ قبرستان سے گذر کر شہر کی طرف جاتے ہوئے ایک بوڑھے عرب کے پاس انہوں نے اپنے گھوڑوں کو روکا اور سارہ نے دیکھا مربیہ اس بوڑھے عرب سے کچھ پوچھ رہی تھی جب کہ جواب میں اس بوڑھے عرب نے اس قبر کی طرف اشارہ کر دیا جو ولید کی تھی ۔

سارہ بُت کی طرح اپنی جگہ پر کھڑی سب کچھ دیکھ رہی تھی ۔ اس نے دیکھا مربیہ نے اپنے گھوڑے کی باگیں پیلاطس کو تھما دی تھیں اور خود وہ اس طرف بڑھی تھی جہاں سارہ، سعد اور حسن کھڑے تھے ۔ مربیہ جب قریب آئی تو سارہ کو احساس ہُوا کہ وہ ہچکیوں اور سسکیوں میں روتی ہوئی ولید کی قبر کی طرف آ رہی تھی ۔ سارہ پریشان ہو گئی ۔ وہ یہ جاننے کو بیتاب تھی کہ آنے والے وہ دونوں سوار کون ہیں، اس لیے کہ وہ پیلاطس اور مربیہ کو پہچان نہ سکی تھی ۔

مربیہ روتی، بَین کرتی ہوئی آئی ۔ قبر پر آ کر وہ گر گئی ۔ سارہ اسے تعجب اور پریشانی سے دیکھے جا رہی تھی ۔ پھر اچانک مربیہ پھٹ پڑی اور ولید کی قبر کے پتھریلے ڈھیر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے کہا ۔

میرے آقا! آپ نے تو دریائے تاجہ کے پُل کے پاس کھڑے ہو کر میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ آپ میرا انتظار کریں گے ۔ پھر آپ اکیلے ہمیشہ کے لیے کیوں کوچ کر گئے ہیں ۔ میرے آقا! آپ تو پہاڑوں جیسا انتقام اور چٹانوں پر عکس زرّیں تھے ۔ آپ کا لوہا تو لوہے کو کاٹتا تھا پھر دشمن کے نیزے آپ کو کیسے چھید گئے ۔ میرے آقا! مربیہ آپ کے بغیر زندہ نہ رہ سکے گی ۔ مَیں کہاں کہاں آپ کو تلاش کروں گی ۔ میری زندگی اور میری خوشیاں اس طرح مجھ سے روٹھ جائیں گی جیسے خشک پتا درخت سے خفا ہو کر آندھیوں اور طوفانوں میں کھو جاتا ہے ۔ کون میری حق تلفیوں کا کفارہ ادا کریگا ۔ کون محبت کے ان مٹ نقوش پر مرہم رکھے گا اور کون الفت بھری روحوں کے سفر میں

میرا ساتھی اور رفیق ہوگا۔

مرسیہ خاموش ہوگئی۔ سارہ نے دیکھا اس کی آنکھوں سے بلبلے جیسے آنسو قبر کے پتھریلے ڈھیر پر گر رہے تھے۔ اس کی حالت ایسی ہوگئی تھی جیسے دھند کے پردے میں طوفانی فضاؤں کے اندر کوئی بھولا ہوا پنچھی اپنے آشیانے کو تلاش کرتا پھر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر ایسی ہولناکی تھی جیسے رات دن سے اور دن رات سے بچھڑتے ہوئے شفق کی صورت میں خون کے آنسو روتے ہیں۔ سارہ آگے بڑھی اور مرسیہ کو اس کے دونوں شانوں سے پکڑ کر پیار سے اسے پکارا۔

مرسیہ! میں عمروس کی بیوہ سارہ ہوں۔ اٹھو میرے ساتھ چلو۔ آقا نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں تمہیں حویلی میں اپنے ساتھ رکھوں۔ مرسیہ اٹھی اور سارہ سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ سارہ نے سعد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مرسیہ! مرسیہ! یہ ولید بھائی کا بیٹا سعد ہے۔ اب یہ تمہارا بیٹا ہے۔ سارہ سے علیحدہ ہو کر مرسیہ نے سعد کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اسے پیار کرنے لگی۔ سارہ نے مرسیہ کی طرف اشارہ کر کے سعد سے کہا۔ یہ تمہاری اُم ہیں بیٹے!

سعد بیچارہ بری طرح مرسیہ سے لپٹ گیا تھا۔ سارہ نے مرسیہ کا بازو تھام لیا اور سعد، حسن کے ساتھ وہ شہر کی طرف بڑھنے لگی تھیں۔ پیلاطس دونوں گھوڑوں کی باگیں تھامے ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تھا۔ سورج اب دور مغرب میں خلیج بسکے کی پناہ گاہوں میں غروب ہوگیا تھا اور لمحہ بہ لمحہ فضاؤں کے اندر تاریکی گہری اور بھیانک ہوتی جا رہی تھی۔

KitabPK.Com

ختم شد

تاریخ تکمیل کتابت: ۸ / اگست ۱۹۸۱ء (۷ / شوال المکرم ۱۴۰۱ھ) بروز ہفتہ ، کتابت: خان کاشمیری